[illegible]

[illegible]

[illegible] رسالہ [illegible]

پہلا حصہ مؤلفہ حافظ [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible] کہ اسلام کے دلائل [illegible]

[illegible] کرنے میں کیا [illegible]

[illegible]

[illegible] اسلام سے موافقت کر [illegible]

[illegible] اسلام کے نیر دست [illegible] مان لیے [illegible]

[illegible] کہ تیری دنیا [illegible]

[illegible] منشی عبد الرؤف [illegible] موصوف [illegible]

مطبع اخبار [illegible] مراد آباد [illegible] کے اہتمام سے طبع ہوا [illegible]

[illegible] مذکورہ [illegible] مراد آباد [illegible] محمد [illegible]

مشتاق الاسلام سوسائٹی مراد آباد [illegible]

[illegible] مراد آباد [illegible]

طبع اول ۵۰۰ جلد

[illegible]

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۹	ابن جریج نے	کہا ابن جریج نے	۸	۱۲	[illegible]	دوسرے کو معبود
۹	۲	و قیں	و دیہ بھی	۱۱	۲۱	تام احرام	تامے احرام
۱۲	۳	لو مجریان	لوہ قربان کیا کہا کر	۱۳	۳	زمین ہو تا دے	زمین پیاد تا دے
۱۳	۱۹	کہ حضرت	کہ یہ حضرت	۱۴	۱۵	ادن [illegible] عشق	اون کی پرستش
۱۴	۱۹	صحت ابن کے	ریحان حیدہ کے	۱۶	۵	[illegible]	اسلام [illegible]
۲۱	۷	حیف کا کعبہ	حیف قبیہ	۳۳	۱۲	[illegible]	[illegible]
۳۳	۵	دبانی	دیانی	۳۳	۲۲	[illegible]	[illegible]
۳۴	۷	اوس پاش کر	اوس کو کسی کاٹ کر	۳۵	۷	لنا	تجالی
۳۵	۱۰	آن	ان	۳۸	۵	الی [illegible]	الی الیہ
۳۲	۲۸	زیادہ	زیادہ [illegible]	۳۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
۴۰	۲۴	شیما سی	[illegible]	۴۹	۸	[illegible]	[illegible]
۴۹	۸	طرف سے	طرف بیٹے سے	۵۱	۱۵	[illegible]	[illegible]
۵۱	۲۴	باغنے سکا	ہکا دربان	۵۲	۲۳	[illegible]	[illegible]
۵۳	۲	فیخرم	فیخرم [illegible]	۵۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	۵۷	۱۳	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	۵۹	۲۳	[illegible]	[illegible]
۹۱	۲۰	ادلی	مالی	۶۲	۱۱	[illegible]	[illegible]
۶۳	۲۲	ٹرہو	[illegible]	۶۷	۸	[illegible]	[illegible]
۶۸	۵	کثرت [illegible]	کثرت [illegible]	۶۸	۱۳	[illegible]	[illegible]
۶۹	۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷۳	۵	لرتے	کرتے	۷۴	۲۵	[illegible]	جا جا
۷۹	۴	تام	ناکام	۸۰	۸	[illegible]	[illegible]
۸۴	۱	کریم	کریم ملے	۸۵	۹	[illegible]	[illegible]
۸۶	۴	کے منفعت	کے ساتھ منفعت	۸۸	۵	[illegible]	[illegible]
۸۶	۲۴	بچا را	بچارہ کیا	۸۶	۲۱	[illegible]	[illegible]
۸۷	۱	ادرے	آرہے	۸۷	۱۴	[illegible]	[illegible]
۸۷	۱۵	مقام	مقام پر	۸۹	۴	[illegible]	[illegible]
۹۰	۲۰	ستقادہ	افادہ [illegible]	۹۲	۷	[illegible]	[illegible]
۹۳	۳	ہوا کہنے	ہوا کو کہتے	۹۴	۵	وغیرہ	وغیرہ [illegible]
۹۴	۹	گندا دمی	گنہاری کے تھے	۹۶	۱۳	[illegible]	[illegible]
۹۵	۱۸	جلکر ہم	جلکر ہم	۹۷	۱۹	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ثریا کی کو کہ	۱۰۰	۹	[illegible]	[illegible]



حامداً للہ فی ارشادکم
نبیھا آناہ نور آنا اتہ
حق کو پیارا دین پہ اسلام ہے

والصلوٰۃ دائماً فی عادکم
محمد الارسال امی مادکم
دیکھی داد اسکی کیا دیتے ہو تم
یا نبی دین تمہیں اندھیر ہے

تتبیاً لکو نہن ختم المرسلین
جاء بالاسلام نور ساطع
جان و مال اسپر صحابہ کے فدا
جاہلیت جنکو اب کہتے ہو تم

تابک فی الہ اتحادکم
شاع شرقاً مغرباً یا دیکم
اسپہ شہدا کا لہو بہتے ہوتے ہو تم

بنائے اسلام کی پرورش میں صحابہ اسلام کی جان نثاریاں تاریخی واقعات دیکھئے وادی تیہر پوشیدہ ہیں جہاد وغیرہ
حدوریت یورپ کی تاریخیں تک جسکی داد دے رہی ہیں - سچ تو یہ ہے ان اعمال کے پودے جیسے پھلے پھولے پہلے ہیں کی
آبپاشی کا کام صحابہ کرام کے خون نے دیا ہے اور اسپر مال فدا کر دینا جان قربان کر دینے والوں کے نزدیک تو چیز ہی
کیا تھا اس کا کسیقدر تفصیل سے یہاں بمناسبت مقام حصہ دوئم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ -

دیکھا رہے لو خیر شاہ امم　　جل لیسی وحدہ اعرب عجم

اسماں کتاب اطہری صاحب ... ذکر ہی کیا ہے مقدس ہی صاحب کتاب پہلی بات والے تھے جب اہل
ہی اعتقاد توحید کو جو آدم تا اینیدم کتب خدائی کا سبق محکم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعتقاد بلازم
چلا آتا تھا تثلیث پر قربان کر دیا - اور مشرکین نے تعدد الٰہ کے اعتقاد کو سہارا دے دیا - تو دوسروں سے
اور کیا شکایت - چونکہ توحید عقلاً و نقلاً دلائل سے ثابت ہے اسلئے یہ جو بیانی توحید کے تثلیث وغیرہ کا
اعتقاد رکھنے والے بھی زبانی جمع خرچ سے توحید کا دم بھرتے اور باوجود اسکے مشرک کہلانے سے
ناخوش ہوتے ہیں - نصاریٰ کے اس عقیدے تثلیث نہ ہونے کی وجہ سے ...

ہمارا کا رتعین روح اور شیواور مادہ کی قدامت کو ہو گئے۔ مجوس اہرمن و یزدان دو مستقل خدا مانتے تھے یہود کی ایک جماعت تو عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا چکے تھے ۔ جیسے متاخرین نصاری کو اپنے تائن بعض الفاظ کتب عہد جدید سے خدا کا اکلوتا بیٹا بنانے کی تکلیف اٹھانا پڑی ۔ کرات و عناصر پرستی اور مظاہرات طبیعی کے پوجنے کا شرک تو عالمگیر ہو چلا تھا ۔ خالص توحید کا ڈھیر دھرا نہ کوئی عرب میں تھا نہ عجم میں ۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرک حقیقی مانع نجات اور شرک صوری کا انحصار اپنے رسالہ تقسیم انواع شرک میں چھہ قسموں میں کیا ہے ۔ چنانچہ عبارت رسالہ مذکور کی مع دیگر کتب یہ ہے۔

أنواع الشرك ستة شرك الاستقلال وهو إثبات الالهين المستقلين كشرك المجوس وشرك التبعيض وتركيب الاله من آلهة كشرك النصارى وشرك التقريب وهو عبادة غير الله ليقرب الى الله كشرك متقدمي الجاهلية وشرك التقليد وهو عبادة غير الله تبعا للغير كشرك متاخري الجاهلية وشرك الاسباب وهو الاسناد التاثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبائعيين ومن تبعهم على ذلك وشرك الاغراض وهو العمل لغير الله وحكم الاربعة الاول الكفر بالاجماع وحكم السادس المعصية من غير كفر بالاجماع وحكم الخامس التفصيل فمن قال في الاسباب العادية انها توثر بالذات او بطبعها فقد حكي الاجماع على كفره ومن

قسمیں شرک کی چھہ ہیں ایک شرک استقلال کا اور وہ ثابت کرنا دو مستقل معبودوں کا ہے (یعنی ہر ایک کو اپنی ہستی میں دوسرے سے بے نیاز خود بخود موجود ازلی ابدی ماننا) جیسے شرک مجوس کا اور دوسرا شرک تبعیض اور جوڑنا کسی ایک معبود کو کئی معبودوں سے جیسے شرک نصاری کا اور (تیسرا) شرک نزدیک کردینے کا ہے اور وہ پوجنا غیر کا ہے تاکہ وہ غیر اپنے پجاری کو اللہ کے قریب نزدیک کر دے جیسے شرک (زمانہ) جاہلیت کے مقتداؤں کا ۔ اور (چوتھا) شرک تقلید کا ہے[1] اور وہ عبادت غیر اللہ کی ہے غیر کی تابعداری سے جیسے شرک (زمانہ) جاہلیت کے پچھلوں کا اور (پانچواں) شرک اسباب کا ہے اور وہ منسوب کرنا تاثیر کا ہے اسباب عادیہ کے لئے جیسے شرک فلاسفہ و طبائعیین اور اونکا ہے جو انمیں انکے تابع ہیں ۔ اور (چھٹا) شرک اغراض کا اور وہ عمل کرنا ہے غیر اللہ کے لئے ۔ اور حکم پہلی چار ون قسموں کا جنمیں مجوس اور نصاری اور اگلے اور پچھلے جاہلیت کے مبتلا ہوئے) کفر (مانع نجات) ہے بالاتفاق اور حکم چھٹی قسم کے شرک (صوری) کا بالاتفاق معصیت ہے نہ کفر (اسلئے کہ دکھانے سنانے لوگوں سے اپنی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالے کی عبادت کرتا ہے ۔ مگر وہ ریاکار اس عبادت کو اون لوگون کے لئے کرنے اونکو معبود بنانے پر ہرگز راضی نہوگا لہذا مشرک

[1] نزد شرک تقلید کا یہی ہے دوسرے کی تقلید سے غیر اللہ کو پوجنے والا مقلد مذہب شرک ہی ہے ایسے ہی دوسرے کی تقلید سے توحید کا ماننے والا بھی موحد ہے۔

قال انما تؤثر بقوة اودعها الله فيها
فهو فاسق مبتدع وفي كفره قولان
انتهى ملخصا ان يعتقد ان الاشياء
تؤثر باعطاء تاثير الله تعالى فيها
ولا يعتقد ان الله اودع فيها
التاثير مرة فيؤثر بذلك التاثير
المودع ابدا الا حاجة الى اعطاء
التاثير الجديد (الى ان قال) والقرآن
من اوله الى اخره مملوّ في هذا الباب
ان المؤثر في الحقيقة هو الله تعالى
فيكفي للعاقل اية واحدة منه
قال الله تعالى في موضع مخاطبا
له صلى الله عليه واله وسلم
ان يمسسك الله بضر فلا كاشف
له الا هو وان يردك بخير فلا
راد لفضله يصيب به من يشاء
قال ابن حجر المكي في الفتح المبين
شرح الاربعين ان الغرض
من هذه الاية توحيد الله تعالى
في الحاق الضرر وحصول النفع
فالضار والنافع والمعطي والمانع
هو الله تعالى فقط لان عنان
سائر الموجودات في يده وهكذا
قال النبي صلى الله عليه السلم
احاديث منها حديث واحد

نہوا بلکہ عبادت الہی کو دوسرون سے اپنی غرض پورا کرنے کے
لئے کیا لہذا عاصی ہوا) اور حکم پانچوین قسم کا تفصیل رکہتا ہے
یس جو کہ کہے اسباب عادیہ (کے بارہ) مین کہ وہ اپنی ذاتی اور طبعی تاثیر
اثر کرتے ہین تو حکایت کیا گیا ہے اجماع اوس کے کفر پر اور جو کہے کہ
وہ اسباب عادیہ اثر کرتے ہیں اوس قوت سے جسکو ودیعت فرمایا اور
رکہدیا ہے اون مین اللہ نے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے۔
اور اوس کے کفر مین دو قول ہین ۔ترجمہ رسالہ مذکور کی عبارت کا تمام ہوا
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اعتقاد رکہے اس امر کا کہ چیزین تاثیر کرتی ہین اون
چیزون مین اللہ تعالے کے تاثیر عطا فرمانے کے سبب اور یہ اعتقاد
نہ رکہے کہ اللہ نے اون مین ایک بار تاثیر سونپ دی ہے پس وہ اس سونپی
ہوئی تاثیر کے سبب ہمیشہ اثر کرتی رہتی ہین (بغیر) نئی تاثیر عطا فرمانے کی
محتاج نہین (یہانتک کہ کہا) اور قرآن مجید اول سے آخر تک بہرا ہوا ہے
اس باب مین اس سے کہ موثر حقیقت مین اللہ تعالے ہے ۔ پس
کافی ہے واسطے عاقل کے ایک آیت اوس سے فرمایا اللہ تعالی نے
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا
کہ اگر ضرر پہنچائے تجکو اللہ تو اوس کے سوا کوئی اوس مصیبت
کا کہولنے والا نہین ۔ اور اگر ارادہ کرے تجکو بہلائی دینے کا
(یعنی نفع رسانی کا) تو کوئی اوس کے فضل کو رد کرنے والا (روکنے
والا) نہین پہنچاتا ہے اسکو جسکو چاہیگا ابن حجر مکی نے اربعین کی شرح
فتح المبین مین کہا ہے کہ غرض اس آیت سے یکتائی ثابت کرنا ہے اللہ تعالی
کی ضرر لاحق کرنے اور نفع ہوجانے مین ۔ پس نفع اور ضرر پہنچانے
والا اور عطا فرمانے والا اور منع کرنے والا فقط وہی اللہ تعالی ہے
اسلئے کہ باگ تمام موجودات کی اوس کے ہاتھ مین ہے ۔ اور ایسے ہی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائی ہین بہت حدیثین جنمین سے
ایک وہ جامع حدیث ہے جسکو روایت کیا ہے ترمذی نے کہ

جامعہ رواہ الترمذی اذا سألت
فاسئل اللہ واذا استعنت
فاستعن باللہ ان الامۃ
ای جمیع الخلق من الخاصۃ
والعامۃ والانبیاء والاولیاء
وسائر الائمۃ لو اجتمعت
علی ان ینفعوک بشیٔ لم
ینفعوک الا بشیٔ کتبہ اللہ
علیک الحدیث ولاجل ذلک
قال فی التفسیر الکبیر ومن المشرکین
من قال انھا ای الکواکب ممکنۃ
الوجود لذاتھا ومحدثۃ و
خالقھا اللہ الا انہ فوض تدبیر
العالم الاسفل الیھا انتھی۔

جسوقت مانگے تو مانگ اللہ سے اور جسوقت مدد چاہے تو بس مدد
مانگ اللہ سے بیشک امت یعنی تمام خلق خاص اور عام انبیاء
اور اولیاء اور سارے پیشوا اگر جمع ہو جاویں اسپر کہ نفع پہنچاویں تجھکو
ساتھ کسی چیز کے (تو) نہیں نفع پہنچا سکتے تجھکو مگر ساتھ اوسی چیز کے
جسکو لکھدیا تجھپر اللہ نے الحدیث اور اسی سبب سے فرمایا تفسیر کبیر میں
اور منجملہ مشرکین وہ ہے جو کہتا ہے بیشک وہ یعنی کواکب ممکن الوجود
میں اپنی ذات میں اور نوپیدا اور پیدا کرنیوالا اون کا اللہ ہے مگر
اللہ نے سونپدیا ہے نیچے کے جہان کی تدبیر کو طرف اونکی ترجمہ
انتہی کی شرح کا تمام ہوا علامہ سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قائل
اس امر کا کہ اسباب عادیہ اپنے اندر خدا کی ودیعت فرمائی ہوئی قوت سے
اثر کرتے ہیں بار بار کرنے میں انکو تاثیر جدید عطا فرمانے جانے کی
حاجت نہیں فاسق مبتدع ہے جسکے کفر میں دو قول ہیں اور امام
معظم فخر الدین رازی کی اس تفسیر سے اور ءانت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین من دون اللہ الایۃ کی تفسیر سے اور آیت سبا
قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لھم
فیھما من شرک وما لہ منھم من ظہیر کی تفسیر سے صراحۃ ثابت ہے کہ جو معتقد ہے اسکا کہ کواکب باوجود
حادث اور مخلوق الہی ہونے کے اللہ تعالے کی تفویض سے عالم اسفل کے تدبیر کرتے ہیں ۔ یہ کام اللہ نے
اونکی سپرد کر دیا ہے تو وہ حقیقی مشرک یعنی شرک جلی کا کافر ہے ۔ اور یہ ایک مذہب ہے منجملہ چار مذہبوں مشرکوں
کے وجہ اس فرق کی یہ ہے کہ پہلی صورت میں اللہ سبحانہ کی صفت فعلی تکوین کا کہ تدبیر بھی اسکی ایک نوع ہے
ذات باری سے جدا ہوکر مخلوق کو ملنا لازم نہیں آتا اور پچھلی صورت تفویض میں لازم آتا ہے ۔ پس اسباب
عادیہ خواہ وہ سورج چاند وغیرہ کواکب ہوں یا دیوتا اور فرشتے یا انسان اور مخلوقات طبیعی اونکی تاثیر نے جتنی
چیزوں میں اثر کیا ہے اونکے وہی خالق اور مدبر اس مذہب پر ٹھیرینگے ۔ اور یہ مخلوقات مخلوق الہی ہونے سے
نکل جائینگی حتی اس مخلوق کے اللہ سبحانہ اس مخلوق کا معبود بھی نرہیگا اسلئے کہ جو جسکا خالق مکون مدبر
وہی اوسکا معبود ۔ اسی استلزام سے بیضاوی کو اللہ سبحانہ کی الوہیت کی نفی کرنے والا ٹھہرایا ہے اور یہ اولی
منقولہ صدر میں کما سیاتی اور کوئی اسلامی فرقہ اس کا قائل نہیں تاں صاحب الاس واملی نے شذوذ جست

اہلِ اللہ میت اس روش کو اختیار کیا ہے چنانچہ الامن والعلی مطبوعہ فاتگی کے صفحہ ۱۴۳ اعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور بروجہ عطائی امور تکوینیہ کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالیٰ فالمدبرات امرا ۵ قسم ہے اُن مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں انتہی فالمدبرات امرًا ۵ کے ذیل مدارک میں مرقوم ہے کما شاء اللہ تدبیرھا لأنھا من اسبابھا یعنی اسناد تدبیر کی طرف اُنہیں ملائکہ کے اسلئے ہے کہ وہ اسباب ہیں تدبیر کے انتہی۔ نہ فاعل تدبیر نوع تکوینیت اور مجازاً ایسی اسناد کتاب وسنت عرف و عادت اور محاورات میں بکثرت مستعمل ہے۔ مشین کا بنا ہوا کپڑا مشین کی بنائی ہوئی دیا سلائی مشین کا سیا ہوا کپڑا بولا جاتا ہے اور کسی کھوپڑی میں خوش ہنسی بھی عقل ہے اُس کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ بعد ان مشینوں کے چلنے ہوالو کے ان مشینوں نے خود ہی کپڑا بن لیا ہے۔ دیا سلائی بنائی ہے کپڑا سی لیا ہے۔ ایسے ہی تناسخیا لوں نے لنگ (مرد کی) اور بھگ (عورت کی شرمگاہ) کو اولاد کی داتا خیال کرکے اولاد کی خالق ٹھہرا کر پوجا دیا ہے مؤلف الامن کو اقسام اسناد نہ پہچاننے بردہا ہوں سے ابھی الامن میں بڑی شکایت تھی آپ اس اسناد میں ایسی موٹی بات نہ سمجھے یا دیدہ و دانستہ گریز فرما گئے حق چھپا گئے وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ نصِ قرآنی کے موجب فرشتے اللہ کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور نعل کسب کی خبر دیتا ہے نہ بے محنت مشقت کمائی کے کن یعنی ہو جا کہکر ناموجود کو موجود کر دینے کی اور تکوین اس بغیر ہو نہیں سکتی کتاب و سنت و کتب عقائد میں کہیں وارد نہیں ہوا کہ عطاء الٰہی اللہ کے مقبول بندے بھی بے محنت مشقت کمائی کن کہکر ناموجود کو موجود کر لیتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے ساتھ امور تکوین کو وابستہ جاننے کی حکایت بے سود ہے وابستگی معنی تعلق کی جیسے فاعل کی ساتھ ہوتی ہے مفعول کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ وہ پہلے سے ہی اور پیدا ہو جاتے ہیں جو تکوین الٰہی کے تحت آ گئے پیدا الٰہی یہ رضا بقضا کا مشرب خاصان خدا کا حصہ ہے۔ سیدی ابو یزید بسطامی اور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اس مقام سے خبر دی ہے یہ نہیں کہ وہ تکوین کسقدر کائنات کے ہو گئے ہوں چند خیالات بر صاحب الامن کے کچھ عرض معروض اخیر حصہ میں آ جگکی انشاء اللہ تعالیٰ۔

توحید القرآن نمبر ۳۔ اس وقت تک ہم نے قرآنی توحید کے متعلق جتنے جدید اسلوبات سے پہلو نکلا دیکھا اُن کا حاصل تو صرف اسقدر تھا (۱) کہ موحد منکر ہے (تعدد اللہ کا) مشرک مدعی ہے (تعدد معبودان کا) اسلئے استدلال و برہان کی اہم نوبت داری مشرک کے سر ہے۔ موحد اس سے بالکل سبکدوش ہے (۲) اسکے بعد اسے تنبیہ کی کہ تمام کائنات کی متحرک مشین چلانے کے لئے اسی طرح عالم کی ایجاد کے لئے ایک خدا کو فعل کافی سمجھتی ہے دوسرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی (۳) پھر اسکے بعد اُسنے دعوت کیا کہ صرف یہی نہیں

بلکہ توحید کا تصور شرک کی نظریہ سے بہرحال انسانوں کے حق میں مفید ہے اور شرک کا نظریہ سراسر مضر و مہلک ۔
میں نے تفصیل کے ساتھ تینوں اسلوبوں پر القاسم کے گذشتہ نمبروں میں بحث کی ہے ۔ بہرحال قرآن مجید
اب اور آگے بڑھتا ہے ملحد آوارہ اوہام پرست ہوکر دنیا کے تمام مشرکانہ دماغوں کو ایک زبردست دھکا دیتے ہوئے
دعوے کرتا ہے توحید ہی یقینی اور نہ ملنے والا خیال ہے ۔ سچائی صرف اسی میں ہے کہ اس عالم کے لئے ایک ہی
موجد ایک ہی خالق اور جہان کے رہنے والوں کے لئے ایک ہی معبود مانا جائے ۔ شرک ایک وسوسہ ہے
جسکی قسمت میں فقط برائی اور فساد ہی نہیں بلکہ بطلان اور زہوق بھی ہے ۔ مشرک صرف خرابیوں میں ہی
مبتلا نہیں بلکہ ایک جھوٹا عقیدہ رکھتا ہے ۔ اسکی تمام کارروائیاں جھوٹی ہیں ۔ توحید میں اگر صدق و راستی کے
سوا کبھی کمزوری اور برائی کا وہم نہیں تو بجنسہ اسی طرح شرک کے گھرانوں میں باطل و لغو اور بیہودگی و خرافات کے
سوا کوئی قسم کا سامان نہیں نکل سکتے کہ ہم قرآن مجید کے اس غیر مکذب و غیر متزلزل دلیل کو معرض بیان
میں لائیں ایک تمہیدی گفتگو کو دماغوں کے آگے پھیلا دینا ضروری سمجھتے ہیں ۔ اس کے بعد مقصد قرآنی
بآسانی روحوں میں اتر سکتا ہے واللہ الموفق ۔ حکمت قاسمیہ کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم
اس وسیع کارخانہ عالم اور عظیم الشان سلسلہ نظام کائنات میں غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا کی کوئی
ایسی چیز نہیں جسکی طرف انسان محتاج نہ ہو ۔ بہتے ہوئے دریا چمکتا ہوا آفتاب ۔ پھیلی ہوئی زمین ۔ چلنے والی
ہوائیں ۔ الغرض جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں صاف نظر آتا ہے کہ بنی آدم کو اسکی حاجت ہے ۔ اگر پانی نہ ہو تو ہم
جائیں ۔ ہوا نہ ہو تو ہمارا سانس رک کر ہمیں قبر تک پہنچا دے ۔ زمین نہ ہو تو ہماری غذائیں دوائیں
خوراک ۔ پوشاک ۔ سکونت کے اسباب کہاں سے مہیا ہو سکتے ہیں ۔ آفتاب کی کرنوں کی بارش اگر رک جائے
تو روشنی کے تمام فائدوں سے ہم محروم ہو جائیں گے ۔ نہ ہمارے درختوں کے پھل پک سکتے ہیں نہ کھیتوں میں
کھیتی کی ہریالی اور غلہ کی پیداوار کا نظارہ نظر آسکتا ہے ۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ پہاڑوں کی تراہیوں میں اگنے والے
بوٹے جنگلوں کی کنج میں پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں کے متعلق اگر تمہیں علم نہیں تو ڈاکٹروں طبیبوں سے پوچھو
کہ تمہاری بیماریوں کی کتنی شفائیں ان میں مستور ہیں ۔ الغرض سوچنے والوں نے سمجھا ہے کہ اس کائنات کا
ہر جزو خواہ علوی ہو یا سفلی بنی آدم کی خدمت گذاری میں مصروف ہے ۔ شیراز کے عارف پر جب یہ مسئلہ کھلا
تو عالم وجد میں بے ساختہ اسکی زبان پر جاری تھا ۔ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند * تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری * جلیل القدر نوامیس سماوی کے محافظوں نے مختلف پیرایوں میں اس جملہ کو
ادا کیا کہ اِنَّمَا الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَ اِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم
آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو ۔ قرآن مجید نے ایک جگہ نہیں بلکہ بہت جگہ اس پر آگاہ کیا کہ سخر

شمس و قمر آسمان و زمین کے نظریہ کا بار بار غور کرکے یہی سمجھایا کہ کائنات کا ہر ذرہ انسانوں کی ضرورت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ درمیان سے نکال لیا جائے تو بھی آدم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ایک ہوا ہی نہو انسان ایک سکنڈ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اُسکے ما یُحتاج بہت سے اوس کے ساتھ فنا ہو جائینگے۔ بہرحال یہ اب بدیہی مسئلہ ہوگیا ہے کہ انسان دنیا کی ہر چیز کی طرف اپنی بقا اور کمال کے لئے بہ اشد محتاج ہے۔ ہوا کو اپنی ناک کے رستے سے دل تک پہنچا کر اُسکی حدت میں کمی پیدا کرتا ہے۔ پانی کی پی کر سیرابی حاصل کرتا ہے الحاصل جمادات نباتات حیوانات پر نہایت آزادی کے ساتھ متصرف ہے۔ اُسکی دودھ سے گھی سے بلکہ گوشت (اور پوست وغیرہ) سے بھی فائدہ اوٹھاتا اور اوسے اپنا حق جائز قرار دیتا ہے۔ اب اسکے بعد غور کرو کہ اگر اس کائنات کی ایجاد میں (العیاذ باللہ) چند خدا شریک ہوں مثلاً ہوا کو پیدا کرنے والا اور ہو۔ پانی کا خالق اور ہو۔ زمین کا موجد اور ہو آسمان کا فاطر اور ہو انسانوں کا خالق اور ہو تو کیا اسکے بعد یہ نظام قایم رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ سوچو اگر تم میں خود تدبر و تفکر کا مادہ نہیں تو آؤ قرآن کی روشنی میں دیکھو وہ دعوے کرتا اور اس سوال کے جواب میں اعلان دیتا ہے کہ اگر دنیا کی صورت اس طرح تسلیم کی جائے اور چند شرکا اس پر حکمران ہوں تو کائنات کا یہ منتظم پایا شیرازہ آن کی آن میں درہم برہم ہو جائیگا۔ دنیا تباہ ہو جائیگی۔ آسمان و زمین کا نگران ہو جائیگا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر آسمانوں اور زمینوں میں چند خدا علاوہ اللہ تعالے کے ہونگے تو یہ نظام برباد ہو جائیگا۔ یہ تو گویا بصورت دعوے دلیل کا ایک جز ہے۔ اب اسکی تکمیل یا اس دلیل کو یوں مدلل کرتا ہے إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یعنی اسوقت ہر ایک خدا اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو لے بھاگیگا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کریگا اس آسمانی بحث کو صحیح طور سے دماغ میں جگہ دینے کے لئے ذیل کے مقدمات پر نظر ڈالو (۱) ثابت ہو چکا کہ انسان اپنی بقا و کمال میں کائنات کے ہر ذرہ کی طرف محتاج ہے جب تک ان کو استعمال میں نہیں لائیگا وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا (۲) عقل نے اور مشرک و موحد دونوں کے اجماع نے یہ طے کر دیا ہے کہ خدا ظلم سے منزہ اور پاک ہے (۳) پس اگر جہان کے ہر جز کا خالق الگ الگ ہوگا تو ہر ایک خالق کو اپنی مخلوقات کی حفاظت دوسرے خالق کی مخلوقات کی جبر و تعدی سے ضروری ہے ورنہ ظلم کا مجرم اسپر عائد ہوگا آخر اوس سے زیادہ بے درد ظالم بادشاہ اور کون ہوسکتا ہے جو اپنی رعایا کو دوسرے بادشاہوں کی رعایا کے ہاتھوں سے تباہ و برباد ہوتے دیکھے اور کچھ نہ بولے۔ اسکے بعد ظاہر ہے کہ انسان جب وقت اس [illegible] مثلاً پانی کو ہوا کو حیوانات کو اپنے صرف میں لائیگا تو ان چیزوں کا خالق ان کو

اُس سے بچا سکیگا نہ بچا سکے تو ظالم گنا جائیگا پس اگر بچا سکا تو انسانوں کی تباہی لازم آئی کہ وہ بغیر ان پانی ہوا وغیرہ مخلوقات کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر وہ اپنی مخلوقات کو دوسرے خدا کی مخلوقات سے بچانے میں عاجز آتا تو لامحالہ دونوں خداؤں میں اپنی اپنی مخلوقات کی حمایت کے لئے جنگ ہو جاتی اور دونوں کی مخلوقات اس تصادم کی وجہ سے برباد ہو جاتی۔ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسکی طرف قرآن نے ہمارے خیال میں اشارہ کیا کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا پس جبکہ یہ عالم ابتدائے آدم سے ابتک موجود ہے۔ اور انکی اولاد بلا کسی مزاحمت دنیا کے ہر جز پر متصرف ہے یہی دلیل ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق مالک ایک ہی ہے (اور جو خالق مالک وہی معبود لہٰذا وہی ایک معبود ہے دوسرے معبود ٹھہرانا سخت بغاوت ہے) یہ ماخوذ ہے مولینا سید مناظر احسن گیلانی دامت برکاتہم کی تقریر مندرجہ الفرقان نمبر ۲ جلد ۵ سے۔ افسوس ہے اس کج خیال والے کی کج خیالی پر جو اپنے خرچ میں آنے والی چیزوں اور خالق کل کے مسخر کئے خدمت انسانی پر لگی ہوئی اشیا کو اس وجہ سے پوجنے پر آمادہ کرے کہ ان پر ہمارا مدار حیات ہے اور خالق تعالے شانہ کے استحقاق عبادت میں اپنے خدمتگاروں کو شریک کرے تو ایسی مثال ہوئی جیسے لکڑی اپنے کو پھاڑنے سے بچانے کے لئے کلہاڑی کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کرے کہ تو مجھکو مت پھاڑ اور بڑھئی سے معافی نہ مانگے۔ اور بڑھئی اسکی اس حماقت پر فوراً اس لکڑی کو پھاڑ ڈالے تو کلہاڑی کے آگے کی ہاتھ جوڑ اسکو نہیں بچا سکتی۔

تھے ہر اک سو ساٹھ بت کعبہ میں تھے ہر قبیلہ کا تھا بت ایک ایک جدا	گرد اسکے بھی تین سو جب تھے صنم بت پرستی کیوں نہ ہو زور و ستم کیوں ضرورت ہو نہ اس اللہ شکن	دوش پر جب سوار شہ عارفی بت سبھی غلطاں تھا بھرا اور نگر اور حق کی طالب حق محترم	جولان کی خزاعہ حرم کے حرم گھر بنا گھر تھے وثن قائم اور صنم

علامہ سیوطی کی خصائص کبریٰ میں بسند صحیح روایت ابن عمر کے وارد ہے کہ خانہ کعبہ کے گرد چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ اور کعبہ کے اندر بھی تین سو ساٹھ ہی بت تھے جنکو فتح مکہ کے روز خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دیکھا تھا۔ اور ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت میں کعبہ کی چھت پر بھی تین سو بتوں کے ہونیکا ذکر ہے اور مواہب لدنیہ کی روایت میں ہے کہ اندرون کعبہ اسقدر بت تھے کہ آپ داخل نہو سکے احمق کفار کا اسقدر کثرت سے بتوں کو جمع کرنا یا تو حاجتوں کی کثرت کی وجہ سے تھا یا وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ بالاتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا۔ پس لازم ہوا کہ ہر ایک حاجت کا اپنا ایک ایک وکیل بادشاہ کی عدالت میں پہنچکر اپنی حاجتیں پوری کرائے۔ اور یہی مطلب آیت هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ سے مترشح ہوتا ہے۔ یعنی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہماری مرادیں

پوری کرانے کی اللہ کے پاس سفارش کرتے ہیں اللہ سبحانہ نے فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کیا اللہ اکیلا کافی نہیں اپنے بندہ کو یاد تھی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خدا کے پاس جانا برا
جانتا تھا انتہی ما فی الاحسن ملخصا وملتقطا قران کریم سے جس شفاعت بالاذن کا اثبات کیا ہے وہ
اللہ وحدہ کے کافی ہونے کے مضمون سے باہر نہیں جسکی تفصیل اور رفعت شان کے بیان کا محل حصہ
سویم ہے اس کتاب کا ان نصاریٰ کے اعتقاد کفارہ کی شفاعت میں معاذ اللہ اللہ سبحانہ ناکافی
قرار پاتا ہے اور گنہگاروں کے بدلے میں بیگناہ پکڑا جاتا ہے اور یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ
اور لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ جسکی شان ہے یعنی جو چاہے کرے اور حکم کرے اوس چیز کا جسکا ارادہ کرے
اوسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ تعالیٰ شانہ اعتقاد نصاریٰ پر درخت کوق کی مشیت جو اوس نے
ارادہ کیا ہے اوسمیں نامراد ٹھیرتا ہے معبودات باطلہ کی کثرت کے خیال نے ایک معبود بنالئے اور
معبودان باطلہ کے باطل ٹھہرانے پر جو پیچ وتاب کھایا ہے اور اس اصلاح کی بدولت جو جو صدمے
دکھ اوٹھایا ہے قرآن سے دریافت کیجئے اَوَّلُ الرُّسُلِ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس ابطال کی
بدولت کیا بہارت گذر گیا وہ کونسی ایذا ہے جو مشرکین عرب نے اس ابطال کے مدعی سیدنا امام
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی ہو ایک جماعت صحابہ کی جیسے ہمارے سادات حضرات بلال و عمار و
سمیہ
جسکا بیان رمضا پہاڑ پر رہی ہیں باندھکر گھسیٹ لیجانے اور اونکے سینہ پر پتھر رکھکر آگ جلانے اور
پانی میں لمبے لمبے غوطے دیتے کوڑے مارتے جلتے ریتے میں ڈالتے اور دوسری ایذا میں پہنچانیکا
حصہ دویم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ جسکو سنکر کلیجہ کانپ جائیگا۔
توحید کا کلمہ سنا کانوں کو ایسا ناگوار اور بری معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو سننا گوارا نہ تھا۔ جب آپ نے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی دعوت دی مشرک بلا اٹھے کہتے ہے کیا سارے معبودوں کو مٹا دیا ایک
کرکے ایک ہی معبود ٹھہرا لیا۔ چنانچہ سورۂ ص کی آیت میں محکی ہے وہ آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا
حیث قال لھم قولوا لا الہ الا اللہ
اے کیف یسع الخلق کلھم
اِلٰہٌ واحد اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

کیا اس نے کردی بہت سے معبودوں کی عبادت کے بدل ایک ہی
کی عبادت اس حیثیت سے کہ فرمایا قولوا لا الہ الا اللہ یعنی کیسے کفایت
کرے گا ساری مخلوقات کو ایک معبود بیشک یہ تعجب کی بات ہے
اور جل کہرے ہوئے کتنے بتھ اون میں سے۔ ابو طالب کے

سـ۶۱ مراد اس سے حکم کوئی ہے ۱۲

عجیب وانطلق الملأ منھم من مجلس اجتماعھم عند ابی طالب وسماعھم فیہ النبی صلی اللہ والہ وسلم قولوا لا الہ الا اللہ ان امشوا واصبروا علی الھتکم اثبتوا علی عبادتھا ان ھذا المذکور من التوحید لشیء یراد منا ما سمعنا بھذا فی الملۃ الآخرۃ ای فی ملۃ علیلے مکے ۳ حلاقین ای ملۃ عیسیٰ لانھا اخر الملل وھم لا یوحدون بل یقولون ثالث ثلثۃ کذا روی عن ابن عباس ومقاتل والکلبی (کمالین)

پاس اکٹھے ہوئے تہے مجلس سے اوس مجلس مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنکر کہ کہو لا الہ الا اللہ یعنی سنہ اور عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین (یہ کہتے ہوئے ایک دوسرے سے) کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودون پر جمے رہو اونکی پوجا پر بیشک یہ جو ذکر کیا جاتا ہے توحید (یعنی اکیلے ایک ہی خدا کی عبادت کا) یہ ایسی چیز ہے ہم سے جسکے (منوانے) کا ارادہ کیا جاتا ہے نہین سنا ہمنے اسکو پچہلی ملت مین یہ بات بناوٹ ہے۔ کمالین مین ہے اسلئے کہ یہ ملت عیسوی انبیاء سلف کی امتون سے پیچہے ہے اور وہ نصاری ایک معبود نہین مانتے ہین بلکہ اللہ کو تیسرا معبود منجملہ تین معبودون کے مانتے ہین - ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور مقاتل اور کلبی سے ترجمہ تمام ہوا توریت شریف کے درس احکام لوحی جن مین سب سے بڑا اہتمام بالشان منجملہ مدار نجات اعتقاد ہے توحید کا یہی مضمون کہ اے موسیٰ تیرے حضور میرے سوا دوسرا معبود نہو خارج مین دوسرا معبود موجود ہوتا تو کیسا خیال موسوی سے بہی دوسرے معبود کے موجود ہونے کی نفی کی جاتی ہے تو پہلا اور دوسرا اور تیسرا معبود ماننا نجات کا امیدوار ہونا آفتاب نیمروز کی روشنی کو شب دیجور ٹھہرانا ہے - افسوس اعتقاد توحید جو سبق اولی ہے تمام آسمانی کتابون اور انبیا و رسل علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت اور تعلیم کا اوس مین روڑا اٹکانے کے لئے یہی اعتقاد تثلیث کا ہو گیا ہے بہت سے معبودان باطلہ کی عبادت کے جواز کے لئے مشرکین عرب کو بھی یہی اعتقاد جلت پناہ سوجہا - اور جن قبایل کا ذکر دوسری بیت مین ہے انکے بتون اور اونکی بت پرستی کی کیفیت وغیرہ کا بیان آیندہ آتا ہے -

انکو رکہا دربہ تا ذرہو بہم	گت پری انکی دکہانیکے لئے عقل پر پتھر پڑے حسرت ہے غم	کرزنا دونون ہوئے پتھر صنم کیسی عبرت ہو جنہے اونکو لگے	نائلہ عورت ہی کعبہ مین اساف

تفسیر روح البیان مین ہے اساف ایک مرد نائلہ ایک عورت بنی جرہم کی مین باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تہا یہ دونون جاہلیت کے رسم ورواج کے موافق حج کرنے گئے داخلہ کے وقت ان نالائقون سے بیت اللہ کے اندر زنا کیا - ان پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑا - دونون پتھر کے ہو گئے - ادہر اودہر باہر رکہدیئے گئے -

تہذیب. روز بعد یہ بلوں تب اہل مکہ کے لئے معبود بن گئے بڑے زور شور سے اونکی پرستش ہونے لگی
آپنے ہی انکو پجتا دیکھا - مگر اللہ سبحانہ نے آپ کے مبارک ہاتھوں سے انہیں غارت کیا دنیا کے
بت پرست اپنے بزرگ نیک لوگوں کی مورتیں بناکر پوجتے ہیں - مگر عرب کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ وہ
بدکار زناکار خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں کعبہ کے اندر زنا کرنے والوں کو معبود بنالیا جان بوجھ کر بیت اللہ کے
طواف کے ساتھ ساتھ ان ناپاک مورتوں کی بھی پوجا کیا کرتے تھے - سب سے بڑی غلطی عرب کی شان ایسی تھی
جنکی بت پرستی کے واقعات دنیا سے نرالے ہیں مسند دارمی میں وارد ہے قَالَ هَاشِمٌ كَانَ
الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ أَرْبَعَةَ أَحْجَارٍ ثَلٰثَةٌ يَقْدُرُهَا وَالرَّابِعُ يَعْبُدُ
یعنی ہاشم فرماتے ہیں عرب کی جاہلیت کا یہ حال تھا کہ کہیں سافرت میں چار پتھر راستہ میں سے اٹھالئے
تین پتھروں سے استنجا کیا - چوتھے کو پوج لیا - وہی استنجے کے ڈھیلے تھے اور وہی خدا و معبود -

دودھ مکھن کھ چڑھاوے کیے پیا	سگ نے موتا منہ پہ جب تر تھا صنم اس سے بھی عبرت نہوتی ہائے حیف	لومڑی نے بول تو جیا اور کہا کہتی ہے یہ بھی راز عبد الصنم	کیا چڑھاوا تربہ تر اب ہیں صنم

مسند دارمی میں مجاہد سے روایت ہے عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَوْلَايَ أَنَّ أَهْلَهُ
بَعَثُوا مَعَهُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَقَدَحٍ زُبْدٍ إِلَى آلِهَتِهِمْ قَالَ فَمَنَعَنِي أَنْ آكُلَ الزُّبْدَ مَخَافَتُهَا
قَالَ فَجَاءَ الْكَلْبُ فَأَكَلَ الزُّبْدَ وَشَرِبَ اللَّبَنَ ثُمَّ بَالَ عَلَى الصَّنَمِ وَهِيَ إِسَافٌ وَنَائِلَةُ
یعنی مجاہد کہتے ہیں کہ مجھسے میرے آقا نے بیان کیا کہ ایک دفعہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے گھر والوں نے ایک پیالہ
دودھ دوسرے میں مکھن دیکر مجھے اپنے معبودوں کے پاس بھیجا کہ جاؤ انکی نذر کرآؤ حسب الحکم میں جب بارا
لیکر چلا راستہ میں جی چاہا کہ یہ نعمت میں کھالوں مگر ان بتوں کے ڈر کے مارے نہ کھاسکا اسی طرح جا کر کھا
رکھتے ہی کتا ان بتوں کے پاس آیا - دودھ پیا - مکھن کھایا اور چلتے وقت اس بت کے منہ پر موت گیا - اور وہ
اساف اور نائلہ تھے انتہی وہاں جہالت کی کوئی انتہا نہ تھی - ایسے واقعات سے بھی عبرت تو کہاں بلکہ اس
شرمناک واقعہ کو ایک غیبی اسرار سمجھتے تھے - پھر تھوڑے عرصہ کے بعد یہ بت یہاں سے اٹھا کر صفا مروہ
پہاڑوں پر رکھدئے گئے - اب تو ان بتوں کے نام احترام سے بتائے گئے - ان کا طواف اور حج ہونے لگا - چنانچہ
یہ مضمون آیت إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ کے تحت تفسیروں میں موجود ہے - تاریخ میں ابن ابی شیبہ
کی مروی ہے - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بڑا سے بتوں کی پوجا چھوڑ انکو نکال انکی جگہ نئے بتوں
کی پھرتی پوجا زمانہ جاہلیت کا دستور تھا - دلائل ابو نعیم کی روایت میں ایک صحابی کے اسلام لانے کی
وجہ بیان ہوتی ہے کہ وہ سواع بت پر چڑھاوا چڑھا رہے تھے کہ یکایک اندر سے آواز آئی الْعَجَبُ

قَالَ اَلْعَجَبُ مِنْ خُرُوْجِ نَبِیٍّ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی قابل تعجب یہ بات ہے کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہین راشد بت کے منہ سے یہ کلام سنکر حیران ہوئے کہ آکر صبح کو دیکھتے ہین کہ بت کے سامنے رکھے ہوے ان چڑہاوونکو لومڑیان کہا کہا کر بت کے منہ پر پیشاب کرتی جاتی ہین اس ناپاک واقعہ کو دیکھکر راشد کے دل مین نفرت پیدا ہوئی اور یہ شعر پڑہا ؎

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاْسِہٖ	لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

یعنی بھلا وہ چیز بھی رب ہوسکتی ہے جسکے منہ پر لومڑیان پیشاب کرین اور وہ عاجز (منہ پر متوالے) رات بھر گیدڑ نچتے رہے وہ انکو منع نہ کرسکے ۔ پھر اُسی دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوکر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا اور مشرف باسلام ہوگئے ۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوذر غفاری کے ساتھ ہوا سفر مین بڑے بت کو ہمراہ لیے گئے تھے لیپ پوت اُسے نہا جنگل گئے وہان سے واپس آنکر دیکھا کہ وہ تر بہ تر ہوئے بیٹھے ہین گو یا جناب نے ابھی غسل کیا ہے ۔ موسم نہایت گرم خشک ۔ عرب کا جنگل جہان پانی عنقا ہین غسل کے لئے پانی کہانسے میسر ہوا تعجب سے فرمایا ؎

لَمْ تُمْطِرِ السَّمَآءُ قَطْرًا	فَمِنْ اَیْنَ اُمْطِرَتْ عَلَیْكَ مَطَرًا

آسمان سے بوند تک برسی نہین لومڑی نے سُنہ یہ کیون متوالیا	خشک جنگل جس مین یک قطرہ نہین دیوتا جی اسکو کیون لایا نہین	تہا کر انسان کا ن سے کر لیا کیا مرادین پاک تم بر لاؤ گے	تر بتر بیٹھے ہو کچہ کہتے نہین فوراً کہا اُسے کہیلے سی نشارا ہین

اصل واقعہ کی تحقیقات کی غرض سے جنیہ کی آڑ مین کھڑے ہوکر دیکھا تہوڑے عرصے بعد ایک لومڑی آئی پہلے بت کو سونگہا ۔ پھر حسب عادت ٹانگ اوٹھا کر منہ پر موتا ۔ حضرت ابوذر نے یہ واقعہ دیکھکر فرمایا واہ جناب جب ہمارے معبود ایسے پاک مبارک پانی سے اشنان کرین تو بتاؤ اون کے پجاری اس پانی سے اچہا (گنگا) اور کونسا پانی غسل کے لئے لائینگے ۔ فوراً جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے (یہ ماخوذ ہے احسن المواعظ ۔ اور تقریر نظم و نثر شیخ سے

ہے ہشام ابن محمد سے بیان لائق کو آتی پہاڑی غار مین راستہ اس کو برا سطرح تہا جو کہ تھے قابیل کی اولاد سے سب سے پہلے بت تراشی انسے کی	ہاں سبب کرتے روایت مین قسم شیث کی اولاد نے رکہا ہم کہو کر چلتے تہے سب اہل حرم جسکا ہے قرآن مین قصہ رقم مورتِ آدم بناکر کے بہم	بت پرستی کا سبب پہلا ہے یہ ہند مین اُسکے یہ تہا وہ پہاڑ قیاس کرکے اسکو مرقد کا طواف بولا ایک قابیل کی اولاد کا اُسکا ہی کرنے لگے تہے وہ طواف	حضرت آدم نے چھوڑا جبکہ دہم وہ ذاتی پیدا اسے پایہ ہم کچہ کہو احفاد آدم سے قسم جانتے وہ محروم رہو ہین اس کی معبد مین آنے لگا پھر وہ صنم

ضمیمہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے کہاہے کہ آغاز بت پرستی کا اس طرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب وفات پائی تو اولاد نے بیٹے شیث علیہ السلام کی اولاد نے اُن کو اُس پہاڑ کے غار میں رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین اوتارے گئے تھے - اور اُس پہاڑ کو نود کہتے ہیں وہ زمین کے پہاڑوں میں سب سے ارزانی رکھتا ہے - ہشام کہتے ہیں پھر مجکو میرے باپ نے ابو صالح سے اُسنے حضرت ابن عباس سے (سنکر) خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس اوس غار میں آتی تھی اور اونکی تعظیم اور اونپر دعا کرتی تھی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد میں سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بُت ہے کہ اوس کے گرد گھومتے ہیں اور اوسکی تعظیم کرتے ہیں - تمھارے یہان کچھہ نہین پھر اُنکے لیئے ایک بت تراشا - (تصویر آدم) کا اور سب سے پہلے اُسنے بُت بنایا (ترجمہ اغاثہ)

باپ نے کی روایت ہے ہشام دو دن میں یکماہ کے وہ مرگئے لیک اونہیں جاں بر سکی ہیں نہیں مورتوں کا اونکی وہ کرتے طواف	کیونکہ اور کیون بچی پانچون صنم گزشت کنبہ کا ہوا اونپر ستم بولے بوہت ترب گرچہ پانچون صنم قرن پنجم میں شفاعت کے بھرا جو نبی بھیجا اُنہیں تبا ادریس کو	ایک ود دیگر سواع سویم یغوث بولا ایک قابیل کی اولاد کا یہ زمانہ میں بنے تھے یزد کے کی بہت تعظیم پھر پیچھے سے آگے دین حق بتا بلاد میں اونکا حرم	ایک یعوق و نسر تھا پنجم صنم اُنکی صورت کے تراشا ہون صنم پانچون پتھر کی تھی آدم سے ہم آٹھوین پتھر کی تھے کا فرا ہم
اُنکو جھبلایا اٹھا اُنکو لیا قالوا الآمنن آخر تک ستو	آسمان پر ہے مدینہ تو بمنن رتم بولے پوجو نہ چھوڑو اک صنم	یوں تبھی بھی بہت تابت قوم نوح ہر طرح سمجھایا پر مانی نہ قوم	تھا کہ تھے اُن سب بت یہ پانچون صنم ڈوب کر اونکا گیا دنیا سے عم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذِهِ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ لَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكُوْا وَنُسِخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ - رواه البخاری

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگون کے نام ہیں جب یہ مرگئے تو شیطان نے اونکی قوم سے کہا (یعنی وسوسہ دیا) کہ جن بیٹھکون میں بیٹھتے تھے وہان بت (یعنی اونکی یادگارین) قایم کرو اور اُن مورتون کے نام اُن (ود سواع یغوث یعوق نسر) کے نام پر رکھو انہوں نے ایسا ہی کیا پر اُن بتوں کی پرستش نہین ہوئی یہانتک کہ جب یہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تب اونکی پوجا ہونے لگی - ترجمہ

تمام ہوا

ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہ لوگ بنی آدم مین سے نیک تھے اور اون کے پیرو تھے جو اُن کی اقتدا (یعنی پیروی) کرتے تھے جب وہ مرگئے تو اون کے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اون کی تصویرین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلا مین گے جب ہم اون کو یاد کرینگے اس نظر سے اُن کی تصویرین بنا ئین جب یہ تابعین مرگئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان نے اُنہین وسوسہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اون کی عبادت کیا کرتے تھے اور اُنہین کے باعث مینہ دئے جاتے تھے۔ پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی ۔ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا کہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیک لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مرگئے ۔ اُن کے ۔ اوبر اون کے اقارب کا گشت نکلا تو ایک نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھہ مین یہ طاقت نہین کہ اون مین جان ڈالدون بولے بہتر (تب) اُسنے اُنکے لئے پانچ تراشکر کھڑے کر دئے اور حال یہ ہوا کہ آدمی اپنے بھائی اور چچا کے پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اُسکے گرد دوڑتا (یعنی اُن پانچون مین سے جسکے عزیز و اقارب زیارت کو آتے طواف کئے بغیر نہ جاتے) حتی کہ یہ قرن گذر گیا اور یہ بت یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے عہد مین بنائے گئے تھے ۔ پھر اُس پیڑہی کے بعد دوسری پیڑہی کے لوگ آئے جنہون نے اُن کی تعظیم پہلے قرن سے زیادہ کی پھر دوسرے کے بعد تیسرے قرن نے کہا ہمارے اگلون نے جو اُن کی تعظیم کی تو صرف اسلئے کہ وہ خدا کے یہان اُن کی سفارش کی توقع رکھتے تھے ۔ اسی لئے تیسری پیڑہی والون نے اونکی پرستش کی اور اُن کا کفر بڑہ گیا تب اللہ تعالے نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اون کی طرف بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کی طرف بلایا پس اُنہون نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنکو اونچے مکان مین اوٹھا لیا ، (بعد اسکے) لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا (یعنی کفر مین بڑہتے رہے) ۔ ترجمہ انتہٰی

دب گئی ریتی مین بھی طوفان سے	یارہے وہ اکہہ داتی صنم	عمرو کا ہی کہتا یا خواب مین	رہتا مین جدہ کے ہی پانچون صنم
جج کو موسم مین الے لارہے	اُنکی پوجا پر بلائے جم کے جم	دیدیا عذر کے بیٹے عوف کو	ود جو تہا صورت انسان صنم
عبد ود اُسے کہا بیٹے کا نام	کلب کے دومہ مین پوجا صنم	بو کلیب بہی مالک نے کہا	رہتی آنکھون دیکھا اور کاصنم
باپ نے بہی کہا ود کو بلا	دو وہ تہا خدا نے لیے قدم	راوی کہتا ہی کہ خالد بن لب	توڑتی تہی وہ گاو رچانہ تہی ہم

کلبی نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباسؓ سے جو روایت کی ہے ۔ اوس مین قوم کو نوح علیہ السلام کے ایک سو بیس برس تک خدا تعالے کی طرف بلانے کا ذکر ہے ۔ بہر دعوت نوح نہ ماننے پر قوم کے ڈوبنے کا اور طوفان کے آنے سے بتون کے جدہ پہونچکر ہوا سے ریتے کے تلے دب جانیکا بیان

کلبی کہتے ہین کہ عمرو بن لحی کاہن تہا اور ایک جن اوسکا دوست تہا اوس نے اوس سے کہا کہ تو تہامہ (یعنی مکہ) سے خیر سلامتی کے ساتھ جلد سفر کر کے جدہ جا وہان تجھکو بت طیار ملینگے انکو تہامہ مین لے آ۔ اور تامل مت کر پہر عرب کو انکی پوجا پر بلا تیرا قول مانا جائیگا۔ عمرو جدہ گیا اور ان بتون کو کہود ا پہر انکو تہامہ مین لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو انکی عبادت کی طرف بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرہ بن زید اللات نے مانا۔ عمرو نے وہ بت اُسکو دیا جسکا نام وَدّ تہا عوف اوسکو اوٹہا لایا اور یہ وَدّ دُومۃ الجندل کے وادی قُریٰ مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبد وَدّ رکہا اور وَدّ کے نام پر اول اُسیکا نام رکہا گیا۔ اور عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اُس بت کا خادم مقرر کیا۔ پس اوسکی اولاد ہمیشہ اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا۔ کلبی نے کہا ہے کہ مجہے مالک بن حارثہ نے کہا ہے کہ مین نے وَدّ کو دیکہا ہے۔ میرا باپ مجکو دودہ لیکر وَدّ کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہ دودہ اپنے خدا کو پلادے مین اوس کو پلا دیتا تہا۔ راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید کو دیکہا کہ اُنہون نے اُسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اوسکے ڈہانے کو بہیجا تہا۔ عذرہ اور عامر کی اولاد نے اون کو روکا آپ نے اُن سے جہاد کر کے اُنکو تیغ کیا اور وَدّ کو ڈہا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کلبی نے کہا ہے کہ مین نے عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے وَدّ کا حال ایسا بیان کر کہ گویا مین اوسکو دیکہ رہا ہون اوس نے کہا کہ وہ ایک بڑے مرد کی صورت تہی جس کا نقشہ نہایت عمدہ تہا اور بدن پر دو کپڑون کا لباس تہا۔ ایک کو وہ تہمد کئے تہا اور ایک کو چادر اوڑہے تہا اور ایک تلوار تہی جسکو حمائل کئے تہا۔ اور شانہ مین کمان ڈالے ہوئے تہا اور سامنے اوس کے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش تہا جسمین تیر تھے الخ

ضمیمہ باوجودیکہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اوٹہا دی ہے مگر نام رکہنے مین کسی نبی یا فرشتہ کا بندہ نہ کوئی کتاب بتلاتی ہے نہ کسی نبی نے ایسے نام رکہنے کی اجازت دی اناجیل تک سید نا عیسی علیہ السلام کو جبریل کے نام سے یاد نہین کرتین قرآن مجید سے یہ نام تجویز نا صاحب الاشن والعلی کی دہینگا دہینگی ہے۔ عبد العزیٰ نام رکہتا ہو دین اور عبد المسیح نصاریٰ مین اور دیبی داس وغیرہ نام ہندو مین رکہے جاتے تھے جسکا ابطال اور ذم قرآن مجید نے پہلے ہی کر دی۔ فرمایا اللہ تعالے نے فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا الآیہ ترجمہ جبکہ دیا اُسی اللہ نے اُن دونون کو (بیٹا) صحیح و سالم ٹہرائے اونہون نے واسطے اُسی اللہ کے شریک اوس مین جسکو دیا تہا اونکو آخرت تک یعنی اللہ کی عطا فرمائی ہوئی اولاد مین

غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کی وجہ سے غیر کو شریک ٹھہرایا ہے اگر مراد اس سے قصی اور زوجہ قصی ہے
جیسا کہ شرکا بصیغہ جمع لانا اسپر دلالت کرتا ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنے بیٹون کا نام عبد العزی۔
عبد مناف۔ عبد الشمس۔ عبد الدار۔ عبد قصی رکھا تھا چونکہ پانچ بیٹون کو پانچ کا بندہ کہا تو پانچ کے لئے
صیغہ جمع کا یعنی شرکا رلایا گیا۔ پس قصی اور زوجہ قصی کا ان نامون کے رکھنے مین مشرک ہونا اور ان نامون کا
اسماء شرکیہ ہونا علی الحقیقۃ ظاہر ہے۔ اور اگر مراد اوس سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام تو بموجب تصریحات
تفاسیر و روایت حاکم اولاد جیسے نہ جیتے رہنے کی امید پر اپنے بیٹے کا نام حضرت حوا نے عبد الحارث شیطان کی
دہوکا دہی سے رکہا تہا۔ اس خیال سے کہ حارث کسان کہیتی کرنے والے کو کہتے ہین۔ اور یہ مخلوق اللہ سبحانہ
کی کہیتی باڑی ہے اور اللہ اس کا حارث ہے تو عبد الحارث نام رکہنا افادہ مین عبد اللہ نام رکہنے کی برابر ہے
حالانکہ حارث نام شیطان کا تہا اگرچہ حضرت حوا کو اس کا علم نہ تہا تو اس نام رکہائی مین یہ ملحوظ کیئے ہوتا
پس اس کا وہم و گمان بھی اونکی طرف شرک منسوب کرنیکے لئے نہ کرنا چاہیے۔ یہ بات دوسری ہے
کہ ایہام شرک کو نفس لفظ سے ملحوظ فرماکر اللہ سبحانہ شرک کے نام سے ہی رد فرمائے۔ اور باوجودیکہ
حضرت آدم علیہ السلام اس نام رکہائی مین شریک نہ تھے جیسا کہ روایت حاکم سے ظاہر ہے۔ تاہم چونکہ
اُنکے گہر مین یہ نام رکہائی ہوئی تھی لہذا اس انتساب مین اونکو بھی لے لیا ع جنکے رتبے ہین سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔ الامن کے صفحہ ۹۴ مین جو جبریل بخش۔ مدار بخش۔ سالار بخش نام رکہنے کو جائز بنانے کے
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ سے تمام مفسرین متقدمین و مؤلفین کے خلاف دیا ہے اس تحریفی خیال کے
ابطال کو بھی پوری آیت بس ہے قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○
یعنی کہا انہین جبریل نے سوا اسکے نہین (اے مریم) مین تو تیرے رب کا پاکیزہ لڑکا بخش
جانے کے لئے بہیجا ہوا رسول ہون۔ تمام تفاسیر سلف و خلف اور محاورات دیکھ لیجئے اللہ کی طرف
سے نرائی بخشش اور انعام دے جانے والا کہو کہ مین تجکو بخشش دے چلا یا بخش چلا تو اس سے دہ بخشش
الٰہی اوس سفیر و رسول کی بخشش نہو جائیگی۔ اور مبلا ائمہ مجتہدین فقہا و محدثین مین سے کسی نے بھی
اس آیت سے ایسے نام رکہنے کے جواز کو نصاً یا استنباطاً ثابت کرکے حیلہ شرک کا رالا کوٹالا ہے۔
یہ تو سب نرالی حدت طرازی تعبدی امور مین انہین حضرات کے ہی نئے دین کا نرالا حصہ ہے جو وہابیت
کے رد کے سلسلہ مین انکا ہو چکا تہا۔ چنانچہ الامن مین فرماتے ہین خاتمہ سبق بار رضا شہر مین سوئے
تجدید مین سب سے نرالا رنگ رکہا ہے انتہی غیر اللہ کا بندہ نام رکہنے کے حق کرنے پر صاحب الامن
کو حسد غصہ اور غضب لاحق ہوا اوس کا اندازہ اس سے کیجئے الامن مین مثنوی سے بندگان کو بہی تو

صفحہ ۹۳
مناکر لکھتے ہیں اسپر تو دیکھا چاہتے دہابیت کا جن کتاب مجلے بخدیت کی آگ کہانتک جھلے۔ آگے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا درہ سیاست دکھایا اور بخدیت کی آگ پر شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا یون دیا ہے کہ شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول عمر کُنتُ عَبدُہٗ وخادِمُہٗ نقل فرمارہے ہین جسکا ترجمہ آپ ہی نے دو جگہ یون کیا ہے کہ مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مین تھا حضور کے ساتھ تھا اور مین حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تھا الخ وہ بوجگہ معنے ہے پر معیت کی قید اس سفر کے بیان مین یہ بندہ ہونیکے کیسی بندہ تو ساتھ ہو جب بھی بندہ جُدا ہو جب بھی بندہ راز یہ ہے کہ یہان عطف تفسیری عبد کو خادم کے معنی مین متعین کر کے عبودیت کے معنی کے احتمال کو اُتار رہا ہے ایسے ہی بندگان کوئے تو مین کہ تیرے کوچہ کے خادم ہین اور پھر یہ تسمیہ کبھی تو ہین جسمین اصل عبودیت ہے چونکہ شاہی پانی اوڑا یہ چالاکی کی گئی ہے۔ لہذا ہم بھی اُنہیں شاہ صاحب کے پانی کو جسکو مولف الامن آگ بجھانے لیچلے ہین خرمن پیر پرستی و نفسیت پھونکنے مین کالذین فی النار کا کام دیتا دکھائی دیتے ہین۔ یہی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجۃ اللہ البالغہ شریف مین فرماتے ہیں۔

ومنہم من اعتقد ان اللہ ھو السید وھو المدبر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتالہ ویجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکا ویقلدہ تدبیر المملکۃ فی ماعدا الامور العظام فتلجلج لسانہ ان یسمیہم عباد اللہ فیسویہم وغیرہم فعدل عن ذالک الی تسمیتہم ابناء اللہ ومحبوبی اللہ وسمی نفسہ عبدا لاولئک کعبد المسیح و

اور انہیں مشرکون مین سے وہ ہیں جو معتقد ہین اس امر کے کہ سردار اور مدبر تو اللہ ہی ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض بندون کو شریف ہونے اور معبود بننے کا خلعت عنایت فرماتا ہے اور اُنکو بعض امور خاص مین تصرف کا اختیار دیدیتا ہے۔ اور اُن کی شفاعت بندون کے حق مین قبول فرماتا ہے جیسے شہنشاہ کہ ہر جانب مین ایک بادشاہ صوبہ دار بٹھاتا ہے اور تدبیر اور انتظام اُس ملک کا یا سثنائے امور عظام اُس کے ذمہ کر دیتا ہے۔ پس رُکتی اور لڑکھڑاتی ہے زبان اُسکی اُن کو بندگان خدا نام رکھنے سے اسلیے کہ اسمین وہ دوسرون کے برابر ہو جائینگے تو اس سے گذرکر اُن کا نام اللہ کا بیٹا اللہ کا محبوب رکھتا ہے اور اپنا نام ان کا بندہ رکھتا ہے جیسے عبد المسیح اور عبد العزیٰ۔ اور یہ مرض جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین کا ہے اور بعض غالیون کا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافقون

وعبدالعزیٰ وھذا امر عن جمہور الیہود والنصاریٰ والمشرکین ولبعض الغلاۃ من منافقی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی یومنا ھذا ۔

سے ہمارے اس زمانہ میں۔ ترجمہ تمام ہوا۔
دیکھو تو یہ وہی شاہ صاحب ہیں جنکے پانی کا چھینٹا لیکر وہابیت کی آگ بجھانے چلے تھے۔ وہی غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کو مرض جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین اور اپنے زمانہ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقوں کا بتلاتے ہیں۔ اب فرمائیے یہ تو تھا دودھ نہ اُگلتا نہ نگلتا ہوگیا جن کو اپنا حامی بنایا تھا اُنہوں نے ہی ایسے نام رکھنے کی بدولت غالی منافق ہونے کا خطاب دیکر ہمرنگ یہود و نصاریٰ و مشرکین بنا دیا اور وہ بھی کیا کریں ولما اتاھما صالحًا الآیہ مجبور کر رہی ہے جسکے ذیل وہی فرماتے ہیں مترجم گویا این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک فعل عمل نیت اخلاص درست کند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشتراک بکند وازینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک است چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام ہنہند واللہ اعلم حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں[1] صاحب الامن نے جن کو وہابیت ساز ٹھہرایا ہے وہ ابن حجر مکی عبدالنبی عبدالکعبہ عبدالدار عبد علی عبدالحسین نام رکھنے کو ایہام شرک کی وجہ سے حرام فرماتے ہیں علی قاری وظاہرہ کفر فرما رہے ہیں اور فصول علائی میں اس کو منع فرمایا ہے اور ذالعقائد ہی تا لا کثر علی المنع خشیۃ حقیقۃ العبودیۃ کما لایجوز عبدالدار یعنی اور اکثر علما اس کے ممنوع ہونے پر ہیں بسبب اعتقاد حقیقت عبودیت کے ۔ پھر بصورت اختلاف اُن کے حق میں ہی جو صفت فعلی تکوین الٰہی میں تفویض اور عطا کے معتقد ہوں اس لئے جن کا تدبیر وغیرہ صفت مختصہ الٰہیہ میں یہ اعتقاد ہے اونکو عبارت تحفۃ اثنا عشریہ کی شرک تبلا رہی ہے ۔ اس لئے کہ خدائی تدبیر فرع نہیں محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے منزہ ہے جس ناموجود کی نسبت کن کہہ دیا موجود ہو جا فرمایا نہیں اور وہ موجود ہو گیا نہیں بخلاف مخلوق کی تدبیر کے وہ کمائی کا اثر ہے نہ کن کا ۔

تہی سواع کی پوجنے والی ذلیل اور یعوق یہاں کا تباہ اور بشر	اور یغوث اللہ بخش کے یہاں صنم ذی الکلاع کی بات پوجا کا صنم	پوجتا سکو لکی قوم مراد پوجتے تھے انکو تب بیجا الہول	پھر غطیفی نسل نے پوجا وہ سم حق نے زمانہ ... دیکھ

[1] قولہ حضرت الخ قال فی فتح العزیز تحت قولہ تعالیٰ ولا تجعلوا للہ اندادا اذا جعلوا اندادا شکر در نام نہادن خود را بندۂ غیر اللہ عبد فلان میگویند درین شرک تسمیہ است وقال شاہ ولی اللہ فی الفوز والبازغۃ فسموا انفسہم عبدالمسیح وغلام فلان الخ وقال ابن الحجر المکی فی شرح المنہاج ویحرم مالا یقولہ لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبدالنبی وعبدالکعبۃ وعبدالدار وعلی الحسن لایہام التشریک انتہی وقال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبدالنبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتہی وفی الفصول العلائی ولا عبد فلان الخ انتہی

ہی بخاری میں کہ دیکہا آگ میں | عمرو بن عامر کو جلتا (پر الم) | اپنی آنتونکو گہسیٹی تہا لعین | دین ابراہیم بدلا اسکے دم

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر ونزار نے بھی مانا اسلئے اوس نے سواع نامی بت (جسکو کمالین مین عورت کی شکل پر بیان کیا ہے) ہذیل کی قوم میں سے حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے حوالہ کیا اور یہ بت بطن نخلہ مین ت وماط مقام پر تہا اوس کے پاس رہنے والی مضر کی قوم اوسکو پوجتی تھی اور اُس عمرو بن لحی کا کہنا مدحج نے بھی مانا تو اُسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کے حوالہ کیا یہ بت یمن کے ٹیلہ پر تہا مدحج کی قوم اور انکے دوست اُسکو پوجتے تھے اور اوس کا کہنا (قبیلہ) ہمدان نے قبول کیا تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہ خیوان گانون یمن میں تھا اور ہمدان قوم اور اونکی موافق لوگ مین یمن سے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اُس کا کہنا حمیر نے مانا تو اوس نے نسر کو ذی رعین قوم کے ایک شخص معد یکرب نام کے حوالہ کیا اور یہ بت سبا کی ایک جگہ بلخع مین تہا اور (قوم) حمیر اور اوس کے موافق لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تھے۔ غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ ذونواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتون کی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو بھیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا اور صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گھسیٹتا ہے اور یہ وہ تہا جسنے اول سانڈ چہڑوایا اور ایک روایت مین ہی کہ اُسنے دین ابراہیم کو بدلڈالا آئندہ اسی بیان کی بابت محمد بن ابراہیم سے مروی جو ابن اسحاق سے نقل کی ہے اوس مین عمرو بن لحی کے دوزخ مین آنت گہسیٹنے کے ذکر کے بعد اوسکا اکثم کے مشابہ اور اس مشابہت سے کچہہ ضرر نہونا بیان فرماکر اوس کے دین اسمٰعیل بدلنے اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور عمرو بن لحی اور عمرو بن عامر ایک ہی شخص ہے جسکے باپ کا نام عامر اور لقب لحی ہے۔

ہی کمالین میں بیان برشکل مرد | ود کی مورت تھی سواع عورت صنم | تہا یغوث یک شیر گہوڑا تہا یعوق | نسر تہا کرگس کی صورت کا صنم

کمالین مین کتب تفاسیر سے نقل کیا کہ ود مرد کی شکل پر سواع عورت کی صورت پر یغوث شیر کی شان صورت پر یعوق گہوڑے کی مورت نسر کرگس کی شکل پر بنائے گئے تھے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثون ذیا بچون کا مرد ہونا اور اولاد آدم سے ہونا ثابت ہے پس ان صورتون مین تراشنا بنانا انکا شاید مناسبت اوصاف ہو جیسے شیر کی سی صولت اور رہا وہی تھی اوس کو شیر کی شکل مین بھی بعضون نے اوتارا ہو وعلی ہذا دوسری صورتون مورتون مین

پہلے ت دریا کنارے برسات | اودپر خنبج کی بچا پایہ صنم | سرہند آئی اوس خنبج اوپر تہے | آج پہلی یہ بلا قبر و نبہ عم

منڈتی ہی قبر پہ چٹیا طفل کی
رامپور کے مولوی ارشاد حسین
جہل کا کردی خدا خانہ خراب
عرض حیلہ انکی سنادیں کان مین

کفر دی پر کے جیسے بال و پشم
دیتے ہین فتوی اور ایک علما کا جم
کفر کرنا اس سے ہی آتے ہین جم
وہ مجاور اور صنم گر یا ہی غم
اسمین وارد ہین وعیدین بیشمار

ڈہیلی ڈہیلی چہیری چڑہتی ہی کہین
یہ چڑہانا فعل فاعل ہے حرام
گانون دیوی مین ہی ڈہنگ کا
جانتے ہین اہل اسلام کے بیخبر جوان
حیف اونکا بھی نہین کچہہ خوف غم

کہین مزعومنکی سہرے ہین قلم
اور چڑہانا واہی حرام اوسکا دوم
بنگیا وارث علی کا بھی صنم
مورتین کہنا بنانا ہے ستم

ص۷۶ ہشام کہتے ہین کہ مجہسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ سے اور اسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہی کہ اوس اور خزرج اور اہل یثرب وغیرہ کے عرب جو اونکے ہمسایہ تہے حج کرتے تھے اور سب ٹھہرنے کی جگہہ مین وقوف کرتے تھے۔ مگر اپنا سر نہین منڈاتے تھے۔ اور جب اپنے مکان کو واپس جاتے تھے تو اوس منات بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تھے اور اوس کے پاس ٹھہرتے تھے اور اپنے حج کو بدون اس فعل کے پورا نہ جانتے تھے اور منات ہذیل اور خزاعہ کا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال بہیجا آپ نے اوس کو ڈہا ڈالا الحدیث یہ پہلا بت منات اعاظم دریا کے کنارے مشلل کے ایک طرف کو جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہے کہڑا ہوا تہا الخ ص۷۶) اوسکے واسطے قربانیان بہیجتے تھے اور اوس کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ ص۷۶ بطور التقاط نقل کیا اسکو ترجمہ سے اغاثہ کے ہر بت پر سر منڈانے اونکی بہینٹ چڑہانے کی بلا شبہہ جس مسلمان کی ایمانی نگاہ مین ہی اوسکی غیرت اسلامی شہر اد آباد وغیرہ کے بعض مزارات پر بچونکی چٹیا منڈانے رکہانے ڈہیلی ڈہیلی چہیری چڑہانے کو ہرگز تجویز نہ کریگی۔ بزرگون کے مزار مہبط انوار کو منات کا ہمرنگ بنانا کمال بے ادبی ہے۔ خود اس خاندان کے اہل علم حضرات رامپور ان حرکتون کو معیوب جانتے ہین۔ ملا علی محمد مرحوم میلسانوی کے استفتاء کے جواب مین مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم اور اون کے چند تلامذہ ودیگر علماء رامپور نے بنقل عبارات کتب فقہیہ وآیات وتفسیر بتصریح کردی ہی کہ قبرون کا چڑہاوا جدا حرام ہے اور چڑہانا فعل فاعل کا جدا حرام ہے سنا ہمنے اپنے شیخ سے۔ اور انہون نے حافظ مولوی عبدالرحمن رئیس امروہہ والہ آبادسے کہ دیوہ دیوے مین حاجی وارث علی صاحب کی تصویر بنائی گئی ہے اوس کے ساتھ نوبت بجاور اونکے مریدونکی عرض معروض کرتے ہین یہ ایسا فتنہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہہ مسلمانون مین نہ ملے گی سیدنا نوح علیہ السلام نے اس مورتی پوجن بت پرستی کے مٹانے مین جو کچہہ اذیت اوٹہائی ہے مسلمانون کے لب ور زبان اوس سے ناآشنا نہین خود سید الکائنات علیہ وآلہ وسلم نے اس بلاء بے درمان کی شائعین کو تو سنا صدمہ ہی جو نہ اوٹہایا۔ پھر اسکو چلانا مسلمانونکو زیبا نہین بخاری ومسلم مین حضرت عبداللہ

بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک سب لوگون سے زیادہ[۹۱] عذاب تصویر بنانے والون کو ہوگا اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت مین دوسری اسناد سے بھی ایسا ہی آیا ہے - اور یہ کہ مصورون کو حکم ہوگا کہ جلاؤ جن کو تم نے بنایا اور اسی روایت مین پردہ پر باریک مورتین ہونے کی وجہ سے آپ کا گہر مین داخل نہونا مذکور ہے (ترجمہ مشارق ملخصا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین داخل ہوتے فرشتے[۹۲] جس گہر مین کتا یا تصویر ہو (اصلاح الرسوم) آیندہ نوٹو کی تصویر کو بھی اسمین داخل کیا اور ثبوت کو پہنچا دیا ہے

عمرو نے اولاد اسماعیل کو	کر دیا ہے شہر خارج از حرم	حیف کا کعبہ کا مجاور بنگیا	ہر ص ہی آخر ہوا جب نیم دم
گرم چشمہ پر گیا بلقا کو وہ	اور مارب پر گئی قایم خیم	نہا ہوا چنگا وہان سے بت اٹھا	لا کے رکھا کعبے پاس اپنا صنم
یون لبھائی لوگ شامی ہین غنی	بت پرستی کی بدولت خوش ہم	ان کو چنوا تا ہی برسا تا ہی مینہ	کر لیا بت ہدایت اسنے

حسیرت[۵] ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی طرف اپنے کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سے مارب میں آیا وہاں اُن دنوں عمالقہ کی قوم تھی جو عملاق بن لاود بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں - انکو دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہین - پس اُن سے پوچھا کہ یہ کیسے بُت ہیں جن کو تم پوجتے ہو - اونہون نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے مضرت چاہتے ہین تو فتح ہوتی ہے - اوس نے کہا تم ایک بُت مجکو دو کہ میں عرب میں لیجاؤں اور وہ اسکی پرستش کریں - اُنھون نے اُسکو ایک بت دیا جسکا نام ہُبل تھا وہ اُس کو مکہ مین لایا اور نصب کر کے اُن کو اُسکی تعظیم اور عبادت کے واسطے کہا ہشام کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے اور اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جب مکہ میں رہے اور اُن کی آپ سے اولاد پیدا ہو کر اتنی بڑھی کہ اُن سے بھر گیا اور اُنھون نے مکہ سے عمالقہ کے لوگوں کو نکال دیا تو مکہ اُن پر تنگ ہوا اور اُن میں آپس میں لڑائیاں اور عداوتیں ہوگئین بعضون نے بعضوں کو نکال دیا یہ لوگ معاش کی جستجو مین ادہر اودہر شہروں میں ہوگئے ابن ہشام کی روایت میں ہے ہُبل سرخ عقیق کا بشکل انسان داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا عرب کو ٹوٹا ہی ملا تھا اونہون نے اُسکا ہاتھ سونے کا بنا یا تھا جسنے اُس کو اول کہڑا کیا تھا وہ خُزَیمۃ بن مدرک بن الیاس بن مضر تھا اور یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا جسکے سامنے تیر تھے ایک پر صریح اور دوسرے پر ملصق لکھا ہوا تھا

---

[۹۱] تصویر کی تحریم سے بعد والے مصورونکو [۹۲] فرشتے رحمت کے ۱۲

جس لڑکے میں شک ہوتا تو ہبل کے لئے قربانی کرتے تیر مارتے صحیح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے ملصق نکلتا نکال دیتے جھگڑوں کے فیصلے سفر جانے کی اجازت ممانعت سب تیروں پر تھی یہی بت تھا جسکو اُحد کی لڑائی میں ابوسفیان نے کہا تھا اُعل یا ہبل آپ نے فرمایا اسکے جواب میں کہ اس سے کہو اللہ برتر اور بزرگ تر ہے (یہ خلاصہ ہی اغاثہ کا) ہبل کو زمین ملقا کے مآرب مقام سے لاکر کعبہ سے باہر کھڑا کرنا یہ کام تو عمرو بن لحی کا تھا اور پھر خانہ کعبہ کے اندر کھڑا کرنا یہ کام خزیمہ کا تھا اس سے دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دوسری روایت جو اغاثہ میں نقل کی ہے اُس میں عمرو بن لحی کے مآرب کے گرم چشمہ سے نہا کر تندرست ہو جانیکا بھی ذکر ہے۔ ناقل کہتا ہے۔ عرب میں بت پرستی کے جلد مروج ہو جانیکا ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو عرب نے شام کے لوگوں کو سرسبز کھیتی باڑی میوہ جات سے مالا مال دیکھا اور وہ لوگ بت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے تو بت پرستی کو تونگری اور غنا کا سبب خیال کیا اور جھٹ پٹ بت پرستی پر جھک پڑے اور ایسے ہی موہوم لالچوں کے سبب متبرک مقام چلے جاتے تھے قبور وغیرہ قسم قسم کے چڑھاووں کی بھرمار سے پجنے لگے ہیں لات کی قبر پجتے پجتے آخر لوتھان ہو گئے بت کے نام یاد کی جانے لگی۔

بت پرستی کا سبب دوم یہ ہے | جاتا جو مکہ سے باہر مقیم | ایک پتھر مشوقیداں ہو اٹھا | ساتھ رکھتا کہو تا اُسے بھیم

بقیہ روایت صدر کا یہ ہے اور جس بات نے اُن کو بھول میں پتھروں کی پوجا پر آمادہ کیا تھا وہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنے والا مکہ سے باہر جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم کا ایک پتھر اٹھا لیجاتا اور جہاں وہ ٹھہرتے وہاں اُس پتھر کو رکھکر اُس کے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق میں کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بیت اللہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر اونہوں نے جس پتھر کو اچھا جانا اوسکی عبادت کی اور جس دین پر وہ تھے اوسکو بھول گئے (دیکھو نیچے) اور دین ابراہیمی کو دوسرے دین سے بدل ڈالا بتوں کو پوجنے لگے اور اوس فریق پر ہو گئے جو ان سے پہلے (مشرک) تو میں تھیں اور جن بتوں کو قوم نوح پوجتی تھی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے اُن میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتیں بھی باقی تھیں جنپر اُن کا مسلک تھا از قسم بیت اللہ اوسکا طواف اور حج اور عمرہ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنا اور اونٹوں کی قربانی بھیجنی اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے میں یوں کہا کرتی لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ یعنی میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک ساجھی جو تیرا ہے تو اوس کا مالک ہے اور وہ مالک نہیں۔ اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا اور بت کھڑے کئے وہ

اور سانڈ چھوڑنا اور وصیلہ اور حامی ٹھہرائے (وہ) عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ
خزاعہ کا بیٹا ہے۔ اور عمرو کی ماں فُہَیرہ عامر بن حارثہ کی لڑکی ہے اور یہ حارثہ وہی ہے جو خانہ کعبہ کا مجاور
اور متولی تھا۔ جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارثہ سے تولیت کے بارے میں جھگڑا اُسکے لئے کشت و خون کیا
اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد پر چڑھائی کی اور آخر کار فتح پاکر کعبہ سے انکو جلا وطن کردیا۔ اور مکہ سے
شہروں میں نکال دیا اور بیت اللہ کی دربانی کا متولی بن بیٹھا۔ پھر وہ سخت بیمار ہوا (اس کے وقت بلقا ہے شام
کی زمین بلقا کے گرم چشمہ پر نہا کر اچھے ہوئے اور وہاں سے ہُبل بت لا کر کعبہ کے گرد کھڑے کر کے پجوانے کا)
(اغاثہ)

تھا مغیرہ نے کیا جسکو بھسم	لات کا بت اصل تھی جسکی ستائش

آیت اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ کے ذیل تفاسیر ملفت اغاثۃ اللہفان میں اور قاضی بیضاوی نے اپنی
تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کَانَ یَلُتُّ لَھُمُ السَّوِیْقَ فَلَمَّا مَاتَ عَکَفُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ یعنی لات
جو خادم تھا ود سواع یغوث یعوق نسر اوس زمانہ کے جیتن اولیاء اللہ کا وہ اُنکے لیے ستو گھولا کرتا تھا
پس جب وہ مرگیا تو لوگ اوسکی قبر پر معتکف ہوئے۔ یعنی اوسپر چڑھاوے چڑھانے کے لئے اوسکی قبر کے
مجاور بن بیٹھے۔ چونکہ لات کے معنی ستو گھولنے والے اور گھولنے کے ہیں لہذا اس مناسبت سے اُسے لات کہنے
لگے تھے۔

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے پھر اُن لوگوں نے لات کو طائف میں بنایا اور یہ بُت منات سے نیا تھا اور ایک مربع
پتھر تھا اوس کے خادم (مجاور پجیری) ثقیف میں سے تھے انہوں نے اوسپر مکان بنایا تھا قریش اور تمام عرب
اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اوسی کے نام سے اہل عرب زَیْدُ اللّٰات اور تَیْمُ اللّٰات نام رکھا کرتے تھے اور یہ بت
اُس جگہ تھا جہاں آج مسجد طائف کا بایاں منارہ ہے۔ اور یہ اسی طرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اونہوں نے اوسکو توڑ کر آگ سے جلا دیا الخ
لات کی قبر کے ساتھ کفار کا وہ معاملہ تھا جسکا ذکر اغاثہ اور بیضاوی کی روایت سے اوپر بیان ہوا اسلئے
نام کے بت کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ یا اوسکی قبر پر ہی یہ پتھر رکھا ہوا اور قبر ہی زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد
تھان قرار پائی ہو پھر پتھر رکھکر اوسکا پجوانا شروع ہوگیا ہو۔

یعنی عُزّیٰ جو تھی بیٹھک کی
حکم نبوی سے کٹے تینوں درخت
ضرب واحد میں یا سر اوسکا چیر

ام بکی ہوئی وادی نخلہ پھر
دیکھی جن بال بکھیرے دست حم
کو ملتی وہ ہوگئی ناپاک دم
آنکر ساملا شایا ماجرا

جسکی اوپر تھا بنایا ایک مکان
سلمی تھی وابستہ خادم تھا عقب
قتل جب خادم کو بھی اسکے کیا
ہوئے عزیٰ تھی نہ پھر اسکو عدم

اُس مکان کو بھی توڑ آواز تم
بولا خالد جسکو کب ڈرتے میں ہم
کاٹ ڈالا پھر درخت اسکا ہم

بقیہ اوس بعتہ کا روایت سابقہ کے یہ ہی اغاثہ ہے ۔ بعدہٗ لوگون نے عزّیٰ کو بنایا جو لات کی نسبت کرنا تہا جسکو ظالم بن اسعد نے بنایا تھا ۔ یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عرق کے اوپر تھی لوگون نے اوس کا ایک مکان بنایا تہا اور اوس مین سے آواز سنا کرتے تھے ۔ ہشام کہتے ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عزّیٰ ایک جنّنی تھی بطن نخلہ مین تین درختوں پر رہا کرتی تھی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان تین درخت ملینگے انمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے جا کر اوسکو کاٹ ڈالا جب خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپ نے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا عرض کیا کچھہ نہین فرمایا اب دوسرے کو کاٹو اونکو کاٹ کر واپس آئے تو آپ نے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا ۔ عرض کیا کہ نہین ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ کاٹنے گئے تو دیکہا کہ ایک حبشن بال بکہیرے ہاتہہ مونڈہو پر دانت بجاتی ہے ۔ اور اوس کے پیچہے اوس کا خادم ہے ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ مین تجہکو ماننے والا نہین تو ناپاک ہے ۔ مینے دیکہا کہ خدا تعالے نے تجہکو ذلیل کیا ۔ پھر ایک ضرب ماری اوسکا سر چیر دیا ۔ پھر جو دیکہا تو وہ کوئلہ ہو گئی ۔ پھر درخت کو کاٹا اور خادم کو مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر ماجرا عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عزّیٰ تھی اُسکے بعد عرب والون کے لئے عزّیٰ نہین (انتہٰی) جیسا کہ اُعل یا ہُبل یعنی بالا ہو تو اسے ہُبل ہُبل کی نسبت ابو سفیان نے کہا تہا ایسا ہی عزّیٰ کی نسبت بھی ابو سفیان کا قول صحیح بخاری کی روایت مین حکایت کیا گیا ہے سو اہب اللدنیہ کی روایت مین سعد بن ظالم غطفانی کا ذکر کا صفا مروہ سے پتہر لیجا قریب طائف اپنے گانوں مین لا رکھنا اور یہ کہنا کہ لو یہ تمہارا صفا مروہ یہان آ گئے ہین ۔ مکہ جانے کی ضرورت نہین ۔ رفتہ رفتہ جاہلون کا اُس کو پوجنا پھر اوس جگہ کا تیرتھہ گاہ بنجانا عرصہ کے بعد عمرو بن لحے کا یہ کشف لوگون سے بیان کرنا کہ آسمان کا خدا موسم گرما مین اس عزّیٰ بت کے پاس رہتا ہے اور جاڑے کے موسم مین مکہ مین للات کے پاس بسر کرتا ہے ۔ اُسی دن سے اُس بت کا نام عزّیٰ یعنی بڑی عزت والا ہو جانا اور وہان بڑی عمارت بنجانا مذکور ہے ۔ سب بڑا اندہا کفار مکہ کے خیال مین یہی بت تہا ۔ ہند ودہرم بھی بر مشو کو سردی گرمی بسر کرانے مین کفار عرب کا ہمخیال ہے ۔ بموقع مناسب اس مضمون کے متعلق وید سے آیندہ نقل کرینگے ۔ سفیان کے قریب سے کسیکو امن نہ ہونا چاہئے ۔ ہمارے شیخ کے مسکن قدیم کے قریب بھی ایک بھلے مانس نے نواب سے رتنا شاہ کی قبر کا ذب بنکر جلوے ماندون کے جہنڈے کی بھرمار سے بجنے لگی ۔ قوالی سے بھی نوانی جالی ہیت سے ۔ ہیلیانے اور بارہ گاؤن تپ تا کی اہل علم وجود ہیت مگر کسی کی غیرت ایمانی حرکت مین نہین آتی جو اُس فتنہ شرکیہ کی قباحت ہی بیان کرین ۔ رہابیت سے

مرحوْن کے تو تڑے نے اُنھیں مرعوب کر رکھا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بیٹیان جورو فرشتی بیٹیان
تم کو سلاتین تو اُف ری ستم
بیکلے جب شکی مین آجاتے لعین
جب تباہی بیچ آجاتا جہاز
جی سناتے اپنی معبودونکی ہم
باپ خدا ہے کو کہلاتے ہو ہم

وقال الضحاك اراد بالاناث الملائكة فانهم كانوا يقولون الملائكة بنات الله تعالى قال الله
تعالى وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (مظہری جلد ۱ منزل ۱ ص ۲۰۷) یعنی
ان یدعون الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ضحاک نے ارادہ کیا اللہ سبحانہ نے ساتھ اناث کے فرشتون کا اسلئے کہ
وہ فرشتونکو خدا کی بیٹیان کہتے تھے - فرمایا اللہ تعالے اور ٹھہرایا اُنھوں نے فرشتونکو جو بندے ہین
رحمان کے مادئین - نصاریٰ کی طرح عرب مین سے بنو ملیح وغیرہم بھی فرشتونکو خدا کی بیٹیان اور جنون کے
سردارون کی بیٹیون کو معاذ اللہ تعالی خدا کی جوروان کہتے تھے - مظہری کی تمام ہی عبارت مذکورہ سے ادہر
یہ ہے فرمایا امام بغوی نے نازل ہوا ہے حق مین اہل مکہ کے اللہ تعالے کا یہ قول اِنْ یدعون الایہ
یعنی نہین پکارتے ہین نہین پوجتے ہین مگر مادیون کو - جلالین مطبوع مجتبائی دہلی صفحہ ۲۳۲
مین مرقوم ہے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ انهم الهة من دونه كالملائكة وعيسى
وعزير فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا له الى غيركم ترجمہ کہدو اُن
کافرون سے کہ پکارو تم اون کو جن کو گمان کیا ہے تمنے کہ بیشک وہ معبود ہین سوا اللہ تعالے
کے جیسے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر پس وہ مالک نہیں تکلیف اور مصیبت (مرض وغیرہ) کھولنے کے
اور نہ اوسکو تمسے ہٹا کر تمھارے غیر کی طرف پلٹ دینے کے ترجمہ تمام ہوا تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی کے
صفحہ ۵۲۹ مین دیکھو تو اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما اور مجاہد نے کہ
مراد اللہ تعالی کی (اس آیت مین) من دونہ سے حضرت عیسیٰ اور اونکی ما اور عزیر اور فرشتے اور سورج اور چاند اور
تارے ہین - اور تفسیر ضیا دی چھاپہ نولکشور کی جلد اول صفحہ ۵۰۰ مین - اور تفسیر مدارک التنزیل مطبوع
حنفی دہلی کے صفحہ ۳۲۶ مین اور تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول جلد پنجم کے صفحہ ۱۶۱ مین لکھا کہ مراد اللہ تعالی کی اس
(من دونہ) سے عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام ہین اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ اي
ملائكتي وعيسى وعزيرا مِنْ دُوْنِيْۤ اَوْلِيَآءَ اربابا (الى قوله) المعنى افظنوا ان الاتخاذ
المذكور لا يغضبني ولا اعاقبهم عليه كلا اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ هؤلاء وغيرهم
نُزُلًا اي هي معدة لهم (جلالین مجتبائی جزو ۱۷ کہف اخیر صفحہ ۲۵۱) ترجمہ کیا سمجھتے ہین کفار یہ کہ ٹھہراوین میرے بندون کو یعنی میرے فرشتون اور عیسیٰ اور عزیر کو میرے سوا اپنا کارساز
(الی قولہ) معنی اس آیت کے یہ ہین کہ کیا گمان کیا کفار نے یہ کہ ایسا ٹھہرانا جسکا ذکر کیا گیا [illegible]

اور عیسیٰ اور عزیر علیہم السلام کے حمایتی کارساز رب ٹھہرا لینے کی قسم سے) یہ غضبناک نہ کریگا مجکو اور آپ
نہ عذاب کرونگا ہر گز اُن کو ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ بیشک ہمنے تیار کر رکھی ہے جہنم اونکی اور اونکے غیر کفار
کی مہمانی کیلئے ۔ ترجمہ تمام ہوا تفسیر ابی السعود میں بھی مراد اس من دونی سے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر تبلائے
اور بیضاوی اور مدارک میں فرشتے اور عیسیٰ علیہم السلام جب مذکورہ بالا حاجت روائی مشکل کشائی کا مالک
و اختیار نصوص قرآنیہ ملائکہ عیسیٰ عزیر مریم علیہم السلام سورج چاند تاروں کسیکو نہیں تبلاتے صحابہ کرام
و تابعین کی تفسیر یہ ایسا ہی فرماتے ہیں اور ان امور میں اُن کی کارسازی کے اعتقاد کو کفر اور ایسا اعتقاد
رکھنے والیکو کافر پچھلی آیت تبلاکر اُنکی مہمانی کے لئے دوزخ تیار بتلاتی ہے ۔ اور اس نصرانیت بھرے زہر سے
مسلمانوں کو بچانے کے وہ اہتمام ہورہے ہیں جسکی نورانیت کی جھلک سے نصوص حصر قرآنی مالامال ہیں
جن میں سے قدرے اوپر نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرچکا تو اس زہر کو اہل اللہ کی محبت کے شربت میں
گھولکر ہوئے بھولے افراد کو مسلمانوں کی دنیا مشرقی کا ہو یا مغربی کا مسلمانو پر ستم کرنا اور اونکو ہندو وحرم کے
ساتھیا مجوسی آمین نصرانی بپتسما دیا سکھانا ہے اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنانا غیر کہنہ
سے پوچھتے اور ... اچھوں مصیبتوں میں اُن کا برلانا دفع کرنا خواص الوہیت سے ہے ۔ غیر اللہ کو پکارنے
کی ... جب آیات قرآنی کو پیش کیا جاتا ہے ۔ اور اون کے عمومات سے اہل اللہ سے بھی ان معاملو
کے منتفی ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو ... مبالغہ میں دکھایا جاتا ہے کہ مراد اس سے بت ہیں
انبیا ۔ اولیا ۔ اور فرشتے تو اُن کا ہی حاجت روائی مشکل کشائی میں پکارنا اور اُن کو حاجت روا
اور مشکل کشا ماننا بلالحاظ تفرقہ ہو اساۃ وغیرہ اساۃ سب درست وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں انکی نذر جنت جو نکی منت نذر کے
حکم میں نہیں اسلئے کہ موقف الامور کی تصریح ہے جب صفات الٰہیہ اور اللہ کے مقبول بندوں کی
... میں صرف ذاتی عطائی کا فرق ہے تو جو کام مثلاً تکوین کا کہ تخلیق اور مارنا جلانا اور تدبیر کرنا
وغیرہ سبکی نوعیں ہیں اللہ سبحانہ کرلیتا ہے وہی کام بعطاء قدرت الٰہی محبوبان خدا بھی کرسکتے ہیں تمام
... سلامیہ سے نرالا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جسکو معنی تکوین ہی کے خود باطل کرتے ہیں اعلام الاذکیا کے
... ابن حجر مکی سے نقل کیا کہ صفات الٰہیہ کے ہمنام جو صفات مخلوق ہیں وہ صفات الٰہیہ کے غیر ہیں
... ی عطائی کا فرق جب کرسی نشین ہو جب صفات مخلوق صفات الٰہیہ کے عین ہوں مثلاً جیسے
اللہ سبحانہ بلا احتیاج محنت مشقت کمائی کے صرف کن یعنی ہو جا فرما کر ہر نا موجود کو موجود کرلیتا ہے
ویسے ہی محبوبان خدا بھی کن یعنی ہو جا کہکر موجود کرلیں مثلاً روح قبض کرنے کے لئے اُن کو آنکڑے
و الکڑ آنکڑے ... ڈوبا ڈوبا کر یا خود ڈوب ڈوب کر جان نکالنے کے لئے محنت مشقت کمائی نہ کرنی

پڑے اور جب ایسا ہوا تو آپ ہی یہ تدبیر یعنی سبب تدبیر تدبیر الٰہی کے نیچے ٹھہری تدبیر الٰہی ایسی کمافی
جانکاہی کی احتیاج سے منزہ ہے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا الآیہ اور وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ
الآیہ وغیرہ نصوص قرآنیہ شاہد ہیں اور محبوبان خدا کے دوسرے کا دہ بھی احتیاج مذکور سے خالی نہیں
اور صفت الٰہی کا سایہ لیکے حد وجود میں تصرف فرما کر انبیا کا کام کر جانا ذاتی کام ہے نہ بندہ کا سورۂ آل عمران میں
تیسرے پارہ کے چوتھے ربع کی یہ آیت دیکھیے وَلَا یَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ
أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ ترجمہ اور نہ حکم کرے وہ بشر جسکو رسالت
و نبوت سے اللہ سبحانہ نے سرفراز فرمایا اور کتاب دی ہے) کہ ٹھہراؤ فرشتوں اور نبیوں کو رب کیا تمکو کفر
سکھلائیگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ترجمہ تمام ہوا صریح بعبارۃ النص اس آیت میں مخصوص کہ فرشتوں
اور نبیوں کو رب ٹھہرانا اُن کو کفر سکھلانا ہے اول سے آخر تک قرآن کریم میں دیکھ لو کوئی آیت صفت
مختصہ الٰہیہ ربوبیت کو غیر اللہ کے لئے نہ ذاتی ثابت کرتی ہے نہ عطائی۔ رب یعنی آقا کہنا کیسی دوسری
بات ہے عموماً رب یعنی مختص ٹھہرانے کو فرشتوں اور نبیوں کے جب آیت صدر نے صاف کفر کہدیا
عطائی کی تخریج کہاں سے نکالا تو تفرقہ مذکور طبعی جدت سے ڈھونڈا تحریف معنوی ہو خواص الوہیت
میں عطا کا دخل کیسا اُن کی سمائی کو الوہیت درکار ہے عبودیت میں اسکی سمائی بھی محال ہے کما یأتی
من التفاسیر ہر غیر اللہ کی اُس پکار کو جسکو آیت و حدیث آئندہ نے عبادت فرمایا ہے عباد کو پکارا
جائے یا جماد کو باطل کریگی اور یہاں تو آیات صدر میں من دونہ اور من دونی سے مراد الٰہی صحابہ
و تابعین وغیرہم کی مفسرین ملائکہ و عیسیٰ و عزیر و مریم سورج چاند تارے انکو بتلا چکے آیت آل عمران میں
ملائکہ و انبیا کی تخصیص موجود ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا ہی عبادت ہے
پھر فرمایا (یعنی پڑھا اپنے اس قول کے استشہاد میں) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الآیہ کو روایت کیا اس حدیث کو امام احمد و چاروں سنن والوں نے اس آیت
میں حکم فرمایا اللہ سبحانہ نے دعا کا اور جواب امر میں قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعا سے تکبر کرنے والوں کو
اپنی عبادت سے تکبر کرنے والا جتلا کر آگاہ کیا کہ ایسی دعا ندا پکار عبادت ہی ہو غیر اللہ سے جسکا

سلہ حضرت امام مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے آئندہ آئیگا کہ اس وقت میں بندہ مظہر صفت الٰہی کے
سایہ کا ہوتا ہے نہ عین صفت الٰہی کا۔ اس لئے کہ صفت الٰہی ذات الٰہی سے منفک یعنی جدا
نہیں ہوتی ۔۔ ۱۲

برتا و نہ چاہیے) دوسری آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین
لہ الدین اے الدعاء اے لا یدعون معہ غیرہ لانہم ولا یکشفہا الا ہو۔ ترجمہ
پس جبکہ سوار ہوتے کشتیوں میں پکارتے اللہ کو اللہ کے لیے خالص دین کرکے یعنی پکارتے اللہ ہی کو
یعنی نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو اسلئے کہ وہ اس ایسی سخت مصیبت میں پڑتے جسکو اللہ کے
سوا کوئی کھول نہیں سکتا الخ آگے آیت فاذا نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون میں ارشاد ہے لیس
جب نجات دیتا ہے اللہ ان کو (اس مصیبت سے) جنگل اور خشکی میں پہنچا دینے سے (تو) اوسوقت میں
وہ شرک کرتے ہیں جلالین وغیرہ تفسیریں بتلا رہی ہیں کہ وہ اوسوقت میں بجائے اللہ کے غیروں کو پکارنے لگتے
ہیں جن بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع کرنا اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہے اور سوا اسکے کی امداد و استمداد کو
اوس میں دخل نہیں ایسی مصیبتوں میں غیر اللہ کے پکارنیکو آیت شرک کرنا بتلا رہی ہے اور مشرکین عرب جب
اسلام لائے ہیں تب اس بلا رہشرکیہ سے اُنکو نجات ملی ہے اور پھر ایک آیت مع تفسیر بیضاوی یہ ہے
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ (انکار) ان یکون احد اضل
من المشرکین حیث ترکوا عبادۃ السمیع المجیب القادر الی عبادۃ من لا یستجیب لہم
لو سمع دعائہم فضلا ان یعلم سرائرہم ویراعی مصالحہم الی یوم القیمۃ مادامت
الدنیا وھم عن دعائہم غافلون لانہم اما جمادوا اما عباد مسخرون ومشغولون باحوالہم انتہی
ترجمہ اور کون زیادہ گمراہ ہے اوس سے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اوسکو جو نہ جواب دے اُنکو یعنی مشرکوں سے زیادہ کوئی
گمراہ نہیں جنہوں نے پوجا پکار اللہ پکار کے سننے والے دعا کے قبول کرنے والے قادر کی چھوڑ اُنکی پوجا پکار کی جو اونکو
جواب نہیں دیتے دعا نہیں قبول کرتے اگرسن بھی لیں پکارنا اونکا اور یہ تو زیادہ رہا کہ جانیں اُنکے بھید اور رعایت کریں
اونکی مصلحتوں کی اختتام دنیا تک جب تک دنیا ہے اور وہ اون کی پکار سننے دعا مانگنے سے
غافل ہیں اسلیے کہ وہ جن کو وہ پکارتے ہیں یا تو بے جان ہیں (جیسے بت) یا اللہ کے بندے
(جاندار) مسخر و مشغول ہیں اپنے احوال میں انتہی (جیسے فرشتے جن کو جو مسیح وغیرہ) اہل عرب پوجتے
پکارتے تھے بموجب تفاسیر سلف جن میں سے ضحاک کی تفسیر اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّآ اِنَاثًا
کی بابت فرشتوں کے پکارنے کی تصریح کی اوپر مظہری سے نقل ہو چکے
اور دوسرے نیک بندوں کو پکارنا آڑی مصیبت میں اون کے پجاریوں کا
جیسے نصاریٰ حضرت عیسی علیہ السلام کو پکارتے اور صلیب سے مدد چاہتے تھے
لڑائیوں وغیرہ میں جسکا کتب سیر و تواریخ میں مذکور ہے۔ دومۃ الجندل والے مشرک ود کو یوں ہیں پکاریں

یا وباطلہ سواع کو ہذیل ومضر پوجیں پکاریں یا یمن کے قبیلے مراد کے یغوث کو مذحج کی قوم اور اون کے ساتھی
پوجیں پکاریں اور صیوان کاوں والے یعوق کو ہمدان اور یہی پوجیں پکاریں یا نسر کو قبیلہ حمیر وغیرہ کا
ہندیں چودہ مشہور مقاموں میں شولنگ کی پوجا گنگا جل دھارن کرکے ہو یا ہزاروں باطل معبودوں کی گنگا
جمنا سرسوتی دیوی رادھا جی کی جے پکاریں کفار ہند یا کوسلا برسب کی پوجا پکار بعمومات نصوص قرانی گہری
گمراہی ۔ اس سے فاضل بدایونی کا وہ شبہہ وعذر مدفوع ہوا کہ یہ آیتیں بتوں کی پوجا پکار کی تقبیح میں نازل
ہوئی ہیں نہ اہل اللہ کی اسلئے کہ غیر اللہ صرف بت ہی نہیں ہیں اور ہم غافلون اور من یعقلہم و منظہر و موصول
صیغے عقلا کے آیت میں مخصوص اور تفسیر میں حماد عباد دونوں مذکور ما دینوں کی پکار کا خود آیت میں صریح
بیان بموجب تفسیر سلف کی جس سے مراد فرشتے اور آیات صدر میں دونہ ومن دونہ سے مراد الٰہی صحابہ
او تابعین وغیرہم کے مفسرین ملائکہ عیسیٰ ۔ عزیر ۔ مریم ۔ سورج ۔ چاند تاروں کو بتلا رہے ہیں کما تر
ود سواع یغوث یعوق نسر اولیا کی حدیثوں اور آیتوں میں تصریح ۔ اور پھر یہ کچھ بھی ہوتا تو بموجب تصریحات
کتب اصول خصوص مورد کا قادح عموم لفظ کا نہیں ہوتا اور یہاں تو عموم بھی تھا اور سے اذہان مذکورین
بابا کی طرف دوڑا دینے والا ہوتے ساتے ان امور کے عذر مذکور کا موقع نہیں بے قابو بات میں پکار بیکار
قابو کی بات میں حد سماعت کے اندر ابواب مواساۃ میں پکار ندبہ اور شوق کی پکار خارج اس سے
برکنار ۔ لہذا یہ عبادتیں نہیں ایسے ہی مراسلت اور مکاتبت کے خطابات معاتبہ پر سب ٹھلانے لگتے ہیں
اور حضور اقدس فداہ ابی وامی وروحی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تو دنیاوی ڈاکوں سے
نہایت تیز ڈاک فرشتوں کی صلوۃ وسلام پہنچانے پر مامور الصلوۃ السلام علیک یا رسول اللہ
کلام اعتقاد فاسد میں ہے فتاوی بزازیہ میں مرقوم ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ
تعلم یکفر یعنی جو کہے ارواح پیروں کی حاضر ہیں جانتے ہیں کافر ہو جاتا ہے ورتل القرآن ترتیلا
کے ذیل تفسیر فتح العزیز میں مسطور ہے ۔ درین نوع تقرب اللہ کہ دو چیز است باید اول حاضر دلی باذکار قلبیہ
ولسانیہ ذاکرین با وصف تخالف امکنہ و ازمنہ و مدرکہ و استماع ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را معلوم کند دوم
قوت سرزنش شدن (الی قولہ) و این ہر دو وصف خاصہ ذات پاک او تعالے است ہیچ مخلوق را حاصل

؎۱ جنکی یہ عبارت ہے اونکی نسبت جناب مولانا افضال الحق رامپوری ابن مولانا فضل حق صاحب مدظلہما الہدیہ میں
یوں فرماتے ہیں ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رح چونکہ ایک جامع شریعت وطریقت عالم ہیں اور مقلد وغیر مقلد نایاب
وغیرہ بابی سب کے نزدیک مسلم ہیں صـ۲۵

[illegible] کفرہ در حق بعضے از معبودان خود بسبب بیشان از ربقہ مسلمین در حق پیران خود امر اول را ثابت
[illegible] احتیاج ہمچنین اعتقاد با شبا استقامت مینما یند الخ **ترجمہ** اور اس قسم کے تقرب میں اللہ
[illegible] کے دلی او ر زبانی ذکرون کے ساتھہ یا وصف بانحکلف
[illegible] زبانون کے توکہ ذکر قلبی و زبانی کو ہمراکر کے جاتے دوسرے
[illegible] تو تدلی قرب و نزول کہتے ہین الخ اور یہ دونون صفتین خاصہ
اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھہ [illegible] حاصل ہونے کی چیز نہین - بان کفار اپنے بعض معبودون کے حق
مین [illegible] فرقہ مسلمانون مین کہ اپنے پیرون کے حق مین امر اول کو ثابت کرتے اور حاجتون کی وقت
[illegible] اعتقاد کے [illegible] دیتے ہیں الخ ترجمہ تمام ہوا حضرت عطار قدس سرہ پندنامہ شریف
مین فرماتے ہین — در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس * زانکہ نبود جز خدا فریاد رس * ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر
کیست در دنیا از و گمراہ تر * حضرت قاضی حمید الدین ناگوری **توشیح** مین فرماتے ہین ومنھم الذین
یدعون الانبیاء والاولیاء باعتقاد ان ارواحھم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم
الحوائج وذلک شرک قبیح وجھل صریح قال اللہ تعالیٰ ومن اضل ممن یدعوا
من دون اللہ الایۃ **ترجمہ** اور منجملہ مشرکین وہ ہین جو پکارتے ہین انبیا علیہم السلام اور اولیا
علیہم الرحمۃ کو باین اعتقاد کہ روحین اونکی حاضر ہین سنتی ہین پکار اور ندا کو اور جانتی ہین حاجتون کو اور یہ
شرک قبیح ہے اور جہل صریح فرمایا اللہ تعالے نے اور کون زیادہ گمراہ اوس سے ہے جو پکارتا ہے غیر اللہ کو
الایۃ اولیاء اللہ قدس اسرارہم کی شان مین جو ہم القاسم مین افادات علماء دیوبند سے یہ دیکھہ چکے ہین
کہ ایک ہی وقت مین ایک ولی کا بہت سے مقامون پر حاضر و موجود ہونا ثابت ہے ہمکو اس کے ماننے مین
عذر نہیں مگر اوس کے معنی وہ ہین جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین نہ وہ جسکو
وہم میں پیر پرستوں نے اپنا اعتقاد خراب کر رکھا ہے ایسا ہی فیض و برکات و تصرفات روحانی اولیاء اللہ
کا [illegible] ہے امام موصوف مکتوبات شریف جلد اول کے ٢١٧ مکتوب بنام میرزا حسام الدین احمد مین فرماتے
ہین - اولیاء را کہ صاحب علم و کشف اند جائز است کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا کنند بلکہ صور

لہ قولہ [illegible] الخ کالکواکب والنجوم [illegible] قال الملا علی القاری فی المنح الازہر اتفقوا کلھم علی ان من
[illegible] بعض [illegible] او غیرھا ولمنافعھا او حفظھا او السجود لھا والتقرب بما یناسبھا من کمالھا
من [illegible] فانہ کفر انتہی [illegible] والحمد للہ [illegible] کما علموا عند سبحانہ [illegible]

مثالیہ ایشانرا در اماکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہاے عجیب ازان صور بظہور آرند

کہ صاحب آن صورا نرا نہا اطلاع نیست ع از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند ۔ حضرت مخدومی قبلہ گاہی

قدس سرہ مے فرمودند کہ عزیزی می گفت عجائب کار و بار است ہر چند از احباب و اعزہ آید مے

سیگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ام و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے میگویند ترا

در بغداد دیدہ بودیم و اظہار اشتیاق مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نہ برآمدہ ام و ہرگز این قسم صورہا

ندیدہ ام چہ تہمتی است کہ بر من میکنند اللہ سبحانہ اعلم بحقایق الامور کلہا زیادہ برابر احباب آں صفحہ ۲۴

اس سے مثل آفتاب نیمروز کھل گیا کہ متعددہ مقامون پر ایک ولی کا ایک ہی وقت مین ظہور وقوع مین آتا

ہے اس مین بجاے خود تو وہ ولی حقیقۃً ہوتے ہین باقی مقامون مین اونکی مثالی صورتین ہوتی ہین ۔

نہ حقیقی ۔ حقیقی صورت کو تو اوسکی خبر بھی نہین ہوتی ۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد کے فرمان سے بھی یہی

ثابت کیا کہ اونکو اونکے عزیز نے سنایا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ تمکو موسم حج میں مکہ معظمہ میں دیکھا اور ساتھ

ہمارے حج کیا ہے ۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسی موسم میں بغداد مین دیکھا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اوس وقت

میں گھر سے باہر نہیں گیا نہ ان لوگوں کو میں نے دیکھا ۔ اللہ سبحانہ کی قدرت ان صور مثالی سے عجیب و غریب

کام لیتی ہے مولف کہتا ہے جہاز کو تباہی سے بچانا مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے بچانا اللہ تعالے

جس صورت سے جو چاہے کام لے ۔ صورت مثالی سے یعقوب علیہ السلام کی وہ کام لیا کہ یوسف علیہ السلام

کو مہلکہ سے بچا لیا ۔ جائز ہے کہ ان صور مثالی مین فرشتون کا ظہور کراتے اور بعض موقع اوس ولی کو بھی

اطلاع بخشی اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے کلام (و آن شخص مقدس کہ آسودہ وحی است ہمان جا است

و این صورت کہ در متخیلہ او انداختہ اند صورت مثالی است) سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ محل

ظہور صورت مثالی خارجی مقام نہین متخیلہ ہے خیال کرنے والے کا قطعاً ہین ۔ اور اوسی کے ۲۶

مکتوب مین فرماتے ہین ۔ و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش

ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او مے آید و از و مستفاد میگردد ۔

بلا توسط او ہیچ کس بآن دولت نمے رسد مثلاً نور او در رنگ دریاے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ

است و آن دریا گویا منجمد است اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ است و با و اخلاص

دارد یا آنکہ آن بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنی در دل طالب کشادہ میشود

و ازان راہ بقدر توجہ و اخلاص از دریا سیراب میگردد الخ ۳۱۲ قطب عالم کے نور ارشاد و

ہدایت سے تمام عالم بھرا ہوا ہے جس کسیکو رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے

اوسی راہ سے آتی ہے بیواسطہ اوس کے کوئی اس دولت کو نہین پہنچتا اور یہ نور ارشاد و ہدایت گویا دریاے محیط منجمد ہے جو ہرگز حرکت نہین رکہتا - جو شخص اوس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا وہ بزرگ متوجہ حال طالب ہوتا ہے تو توجہ کے وقت گویا ایک روزن طالب کے دل مین کہل جاتا ہے اور اوس روزن کی راہ سے اوس دریاے نور منجمد سے بقدر توجہ و اخلاص کے سیراب ہوتا ہے - بہرحال یہ توجہ اور تصرفات اور فیوض و برکات اوس احاطہ علمی کے ثبوت کو سہارا نہین دے سکتے جسکو عزیزی مین منجملہ خواص الوہیت تبلایا ہے - اور جسکی بنیاد بر توشیح اور فتاوی بزازیہ اور بیندنامہ مین اور دلائل مشایخ ہر جا حاضری اور ہر جگہہ کی بہ جمعیت کے جاننے کے اعتقاد کو کفر و شرک اور گہری گمراہی فرمایا ہے آیت سے استدلال فرماکر علی قاری شیخ ازہر مین فرماتے ہین - کل فقہا متفق ہین اسپر کہ جو کچہہ سات ستارون سیارون وغیرہ سے دعا مانگنے کی جنس سے یا اونکو مخاطب کرنے یا اونکو سجدہ کرنے یا اونکی تقریب مناسب لباس اور انگشترون اور بخور کرنے کی قسم سے اور مثل اسکی ہوتا ہے یہ بلاشبہہ کفر ہے ترجمہ تمام ہوا بلفظہ اوبیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہے کہ ہر ایک کام اِمین سے جدا جدا کفر ہے - خواہ کوئی یون دعا مانگے کہ اے سید السادات مریخ میرے فلان دشمن کو قتل کریا اونکو خطاب کرکے پکارے یا وہ سہرا امور مذکورہ کرے کافر ہو جائیگا

بھیڑ بکری اونٹ کی جھڑھتی تیاز	چیل کو ونکو کھلا دیتے تھے مثل مذاہب تحوتیت کی رنگ مین	ساتہ جامی وصیلہ سائبہ حقیقت بدہی بدرتھو نیہ کرنے سے کو ختم	تھی جھپی جھر لے بہایم اور غنم

چونکہ عرب کی ساری جائداد اونٹ بھیڑ بکری کے گلے تھے اسلئے وہی بتون کی نیاز چڑہائے جاتے تھے اور آسمان کی طرف اوچہال اوچہال چیل کوون کو اون کا گوشت کہلایا جاتا تھا - چنانچہ وفد خولان جب مسلمان ہوئے تو اونہون نے جاہلیت کے عم انس کا قصہ اس طرح بیان کیا کہ یارسول اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم اوس مورت کو جسکو اپنے ہاتہون بناکر عم انس نام رکہا تہا حاجت روا سمجہتے اپنی کھیتون مویشیو مین اوس کا حصہ مقرر کرتے اوسپر چڑہاوے چڑہانے کو برکت اور وسعت کا وسیلہ جانا کرتے تھے - ہمین خوب یاد ہے کہ ایک بار ہماری بستی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ ہم مردار اور ہڈیان کہانے پر مجبور ہوگئے - آخر جب بھوک کا بلکنا آنکھون سے نہ دیکہا گیا تو سب نے ملکر سو اونٹ جمع کئے اور عم انس کے پاس آئے کہ انکو قبول کرو ہمسے راضی ہو جاو - ہمارے بے زبان بچون پر ترس کہاو غضب کی نگاہ اوٹھاو مینہ برساو قحط کی مصیبت دور کرو اوس کے بعد ہمنے وہ اونٹ ذبح کرکے ہوائی جانورون چیل کوو نکو کہلائے - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے حق تعالی کی اوسوقت اوس گوشت کے پرندون سے زیادہ حاجتمند تھے - مگر یہ دلون مین پڑی ہوئی شیطانی بات کا اثر تھا کہ خود بھوکے پیٹو پر پتھر باندہے دبلے فاقو نکے مارے ہوے

ناتوان بچون کو بہلا بہلا کر کاندہون پر چڑھائے ہوئے تھے - اور گدہ کو انکو گوشت کہاتا ہوا دیکھکر خوش ہورہے تھے - اب یہ فتنہ عظیم تہا کہ اس حرکت کے بعد بادل اُمنڈ آیا - اللہ نے مینہ برسا دیا جسکو ہم عمرالسن کا کام سمجھے اور یہ عقیدہ لئے ہوئے لوٹے کہ دیوتاؤن کو بڑی قدرت ہے - اور اون کا راضی رکھنا خدا کے راضی رکھنے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ یہ خدائی پیشکار ہین اور پیشکارون کو حاکم کے مزاج مین بہت کچھ دخل ہوتا ہے - غرض دنیا تاریک بنی ہوئی تھی - رسومات نے مذہب کے قایم مقام بنکر لوگون کو اتنا گرویدہ بنالیا تہا کہ اون رسومات کی برائی اور مذمت سننے کی اونکو سہار نہ تھی - ین گھڑت رسمین جنپر عقلا کو ہنسی آتی ہے اونکے عقیدے بنے ہوئے تھے - بے در بے دس بچے جننے والی اونٹنی سائبہ کہلاتی آزاد کردہ سجاتی - اوسپر چڑہنا اوس کو ذبح کرنا حرام - مہمان کے سوا دوسرے لوگو اوسکا دودہ پینا ممنوع تھا اوس سے جو بچہ ہوتا وہ بھی اوسی کی طرح سانڈ بنا کان کاٹکر چھوڑدیا جاتا بحیرہ کہلاتا (ایسے جانورشہ ہنود کے سانڈون بجاریون کے جھٹے بہرا کرتے تھے) پاک ناپاک حلال حرام مین کوئی امتیاز نہ تھی خدا کا مارا ہوا کو اپنا مارا بتلا کر ذبیحہ سے مردار کو اولے سمجھتے - زندے اونٹ کے کوہان زندے دنبہ کی چکتی کاٹکر کہا جاتے - جانورون کی درد مصیبت مین مبتلا ہونیکا ترس نہ کرتے - اسی طرح جس نر اونٹ سے دس بارہ بچے پیدا ہو جاتے وہ بھی سانڈ بنا چھوڑدیا جاتا - اوس کی اون نہ کترتے - حام اوس کا نام رکھتے - اسیطرح بتونکے نام کی اونٹنی کعبہ کے مجاورون کے حوالہ ہوتی - محتاج اور مسافر کے سوا کوئی اوس کا دودھ نہ پیتا اور جو اونٹ اپنے بچہ کا بچہ دیکھلے متبرک سمجھکر آزاد کیا جاتا - سفر دراز سے واپس آنے والا اپنی سواری کے اونٹ کی کمر چیر ایک مہرہ یا ہڈی نکال لیتا گویا منت پوری کردی سواری باربرداری سے ایسا اونٹ بھی حام نام رکھکر محفوظ ہوجاتا چھ مرتبہ دو دو بہیان دیکر ساتوین مرتبہ بچھیا پیدا دینے والی بکری کی پچھلی بچی یا وصیلہ کہلاتی - دو بکرے درمیانی بیاہتون کے بتونکی بھینٹ چڑہائے جاتے زان مردہ رسومات کفار نے قدرے روپ بدلکر جاہل مجاورون کی کرپا سے اسلام کا نام بدنام کرکے کئی یون چیخم لیا ہے - بعض مٹھائیبر دیلی بہیلی - چہیری - بعض پر مرغ - بعض پر نقد - شیرینی وغیرہ چڑہائی جاتی ہے - ایصال ثواب کا مشروع طور چھوڑ حضرت بو علی شاہ قلندر قدس سرہ کے نام کی جریا اہوڑیا ٹہرا کہہت اونکے نام پر ٹانا سالو کی تیاہیر بہیلی - قلندر کی سنی - یہ ان کی گڑاہی حتی کہ بو ... روت بہا دو ملی زبین کو ظاہر ہوا ان سہدولی سوالیان گرج ڈورے وغیرہ جو کچھ نو مسلمو نبر مروج ہین اور ... یا جہومتی ہالی ہین - یہ سب یادگار جاہلیت کی اونہیں رسمونکی عین جنکو دیکھ کر عرب کی زمین ... نہوا) سوا اونٹ والا ہرسال ایک اونٹ بتون کے نام پر ذبح کرتا - اس قربانی کا نام فرع تہا - ...

جب سال پورا ہوتا تو کسی جانور یا پرند کے کسی حصہ بدن سے اپنی شرمگاہ رگڑ کر سوگ کی کال کوٹھری سے نکل آتی ۔ مینگنیاں جھولی میں ڈال گلی کوچہ لوگوں کے مارتی پھرتی تب وہ جانتے کہ اسکی عدت تمام ہوئی تب لوگ اوس سے نکاح کی خواہش کرتے تو وہ جس سے چاہتی نکاح کرتی ۔ اس مضمون کو اس رسم جاہلیت کی حدیث میں جتنی بیان کیا ہے جسکو چھو ون اماموں نے روایت کیا ہے ۔ حمید بن زنجویہ نے تلخیص الصحاح جلد ۴ باب الحیاد والاستبراء کی فصل ۲ کی پہلی حدیث لکھو (یہ ماخوذ ہے ہمارے شیخ کی کتاب **المواعظ** اور **الرشاد** وغیرہ سے) یہ سب کچھ تھا مگر شریف عورتوں میں زنا جب بھی لپیٹنے کی بات مانا جاتا تھا کہا بیاتی

تھی شراب پاک تاکہ جب تہا جوا حلت میں جزو لی تھی اک میار	ٹونکے ٹوٹنے شگون بد وسہم ذوق سے مُردار کو کرتے ہضم	سود خواری بچپنی میں لوگ کہات شاعروں کی باتوں میں صلح و جنگ	کاہن اور جِنّی کا کہنا تھا دہرم بیچ و الفت شاعری کرتے ہم

اہل جاہلیت کے معاملات اسدرجہ بگڑے ہوئے تھے کہ بیع حصاة اور بیع ملامسۃ میں بائع مشتری کی رضامندی اور اختیار کوئی چیز نہ تھے ۔ دکاندار خریدار سے کہتا کنکری پھینک جس تھان پر گرے گی وہ ایک درہم میں تیرا ہو چکا بیع ملامسۃ اندھیرے میں تھان وغیرہ چھونے سے ہو جاتی ۔ عکاظ بر مذہبی میلا میں روز رہتا ۔ قیدی کی سیلیہ میں بکتے جنکا کوئی رشتہ دار فدیہ دیکر چھڑا لیتا ۔ اسی بازار میں اقرع بن حابس وغیرہ سالکان حکومت کو فرمان اور حکمنامے حوالہ کرکے قوم اور قبیلہ کا سردار مقرر کرتے تھے ۔ ایک بیع حَبَلُ الحَبَلَہ اونٹنی کے بچہ ہونے پھر اوس بچے کے بچہ ہونے کے وعدہ پر ہوتی تھی ۔ سود کھلم کھلا لیا جاتا تھا ۔ جوا کھیلنا کمالات انسانی میں شمار کیا جاتا تھا جو نہ کھیلتا انکو بخیل کہا جاتا تھا بہت قسم کے جوئے مروج تھے ۔ دس پانسوں کا جوا بڑی شان رکھتا تھا ۔ مال ہر جاتا لی بچے داؤ پر لگ تے جاتے ۔ جیتنے والا انکو لونڈی غلام بناتا ۔ شراب پلانے والی عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں جو دور شراب میں ناچتی رہتی تھیں ۔ پھر مستی اور بیہوشی میں جو کچھ بھی ہو اوسکو دیکھنے والا کون ۔ ناقل کہتا ہے کہ شراب خوری کے عیوب چھپانے اوسکی دُہریت پینے میں اوس کے پینے والے جو دولت کی لیتے ہیں ۔

صحیح بخاری کے باب من استحل الخمر ولسمیہ بغیر اسمہ کی ایک حدیث میں خمری شراب کا نام ام الفرح

---

۹ بعض شاہان عقارے کا جوئے میں ہار جانا [illegible] بنا ہو دنیا اور حبشہ [illegible] سے شادی کرنا کیسا تہ جو آگے جانا [illegible] اور یاد رہ کہ جوئے کی عادت بور ڈوال وغیرہ بجوئے کا بیان اور جونی کا اعا ہندوستان ہونا اور دنیا کی [illegible] بعض تاریخ جوانا وغیرہ دسہرہ پیشکوں وتواریخ سے بنے دینے محل پہ آئندہ آ بتیں ۔ ہ ناچ گانا سارنگیا و اقرار رقص سیکھنے کی نوبت [illegible] کے بیان سے آئندہ آئیگی ۔

یعنی خوشبوؤں اور شادیوں کی بات رکھنا کفار کا حکایت کیا گیا ہے۔ بھنگ کا نام روحِ الحلم کو بہشت کا پھول
کہنا بھی قریب قریب اسی کے ہے انتہیٰ کلامہ) جانور کا گھونٹا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے گر کر مرا ہو یا درندہ کا پس خوردہ
سب برابر۔ خیال پرستی اسقدر بڑھی تھی کہ ہتھیلی میں باندھ لگا کر انسان لگا لیتے حکم کا نکلنا تو کام کرتے
منع کا نکلنا تو کام رک جاتے تھے فیصلے پانسے کعبہ کے متولی کے پاس تھے۔ کاہن اور نجومی تو گویا اونکے خدا تھے
کہ اونکی زبان سے نکلی ہوئی بات ملتی ہی نہیں سکتی۔۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب آئندہ کے برے بھلے دن انکو
معلوم ہوتے تو انکے گھر میں وہ مصیبتیں کیوں نازل ہوتیں جنکے دفعیہ کا ان سے بندوبست کرایا جاتا
عمرو بن لحی جسنے عرب کو شرک کی گندگی میں سانا ہے وہ کاہن تھا) تھا کہانت ہی کی بدولت اوسکو عرب نے
پیغمبروں کی طرح مانا یہ بدنصیب ہے جسنے ملک و قوم کو دین و دنیا دونوں میں تباہ کیا ہے۔ اللہ کا متولی اس درجہ فیاض
تھا کہ موسم حج میں ہمیشہ دس ہزار اونٹوں کی قربانی سے دعوت عام کرتا۔ دس ہزار جوڑے کپڑے
پہناتا۔ اسی لالچ ہماسکی جلائی ہوئی بت پرستی پھیلتی رہی۔ یہاں تک کہ علاوہ مذکورہ بالا بتوں کے مکہ کے اندر
ہر گھر میں ایک بت تھا جسکو وہ سونے سے جاگنے کے وقت سفر سے آنے کے وقتوں میں پوجا کرتے تھے
ریگستان کے سفر کو جاتے چار پتھر ساتھ لیجاتے۔ تین کا چولہا بناتے چوتھے کو پوجتے۔ نہ لیجاتے تو جو پتھر
سفید اور خوبصورت پاتے اسی کو پوجتے۔ پتھر نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا پوجتے۔ ٹیلا نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا بنا کر
اور بکری یا اونٹنی کا دودھ دوہکر تر کر کے ٹیلا بنا اوسکو پوجتے۔ کچھ نہ ملتا ستو کا بت بنا کر اوسی کو پوجتے
سادہ پتھر بے مورت کے انصاب کہلاتے اونپر بھی قربانیاں کرتے حلوے مانڈے کے طباق چڑھاتے
پھولوں کے ہار پہناتے۔ شتر مرغ کے انڈے چڑھاتے منتیں مانتے۔ جو شخص ان بتوں کے میلوں میں شریک
ہوتا برا بد نصیب سمجھا جاتا۔ جو شریک ہو کر شوالے کے مہنت اور مجاوروں میں رسوخ پاتا پیشوا قوم بنجاتا۔
بتوں کی پوجا کے طریق بھی مختلف تھے۔ کسی کی پوجا سجدہ سے کیجاتی اوسکے گرد گھومنے طواف کرنے سے
کسی کی چھونے اور بوسہ دینے سے کسی بت پر قربانی کرنے سے۔ کسی پر دودھ مکھن۔ حلوہ مالیدہ چڑھانے سے
اونکی پوجا کرتے تھے چھونا بوسہ دینا گھومنا۔ اگرچہ افعال عبادت میں محصور نہیں۔ بچوں کا بوسہ لینا چھونا
پیار کے طور پر گرد گھومنا محبت کے مقتضا پر جیسے مور مورنی کے اور مرغ مرغی کے گرد گھومتا کبوتر کبوتری کا
بوسہ لیتا ہے۔ بزرگوں کی پیشانی و ہاتھوں اور دوستوں کو چومتے بوسہ دیتے ہیں جیسے حجر اسود کے درمیان
چونکہ اقرارنامہ درباره توحید لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا محفوظ کر کے رکھا ہوا ہے جسکو اللہ کی کبریائی
اور بڑائی بولکر عہد الست پورا کرنے کے لیے چوما جاتا ہے۔ نہ اوس پتھر کی جے بولکر۔ لہذا یہ افعال عبادت
نہیں۔ اور بتوں پر چونکہ یہ افعال عبادت کی نیت سے کیے جاتے ہیں اسلیے اونکو طریق عبادت کے سلسلہ میں

بیان کیا ہے ورنہ دراصل یہ کام عبادت کے نہین)
بار ہا ایسا ہوا ہے کہ باہر سے کتے نے آنکر بتون کے سامنے رکھے ہوئے دودہ مکھن کے چڑہاوے کو
کہا پی لیا مگر اون کے اس عقیدہ مین کمی نہین آئی کہ یہ خدائی ہیں ۔ ہمارے حاجت روا ہین مینہ برساتے
عورتون کے رحم مین بچے ڈالتے حمل کی لڑکیون کو لڑکون سے بدلدیتے مصیبتین ٹالتے ہین ۔ تخیلات
وہمیات کا اتنا غلبہ تہا کہ کوئی کام شگون ٹونے ٹوٹکے سے خالی نہ تہا ۔ جب سفر کا ارادہ کرتے پرندا اوڑتے
داہنے بازو کی طرف کو اوڑ جاتا سفر کرتے بائین جانب کو اوڑتا ترک جاتے کوے کے گہر میان بولنے کو
جدائی کی اطلاع سمجہکر منحوس ٹہراتے ۔ بیماری کو اوڑ کر لگنے کو حق سمجہتے ۔ چیچک وغیرہ کے مریضون سے الگ
ہوجاتے ۔ سہیل کے طلوع سے چوپایون مین مری پہیلنے کا اعتقاد رکہتے ۔ مہمان کے پیچہے برتن پہوڑ دیتا اوس کے
پہر نہ آنیکا ٹوٹکا تہا ۔ مسافر مڑکر پیچہے کو دیکہتا تو کہتے اسے راستہ سے لوٹنا پڑیگا ۔ بڑے شخص کی موت سے
سورج گہن یا چاند گہن ہونا مانتے ۔ کال پڑتا تو سلع اور عشر کی لکڑیون کا گٹہا گاے کی پونچ مین باندہ
آگ دیکر پہاڑ پر چڑہادیتے ۔ پہر مینہ کی دعائین مانگتے ہوے اوسکے پیچہے ہو لیتے ۔ گویا گاے خدا کی درگاہ مین
اونکی شفیع تہی ۔ طرح طرح کے جنتر منتر تنتر بہی اون مین رایج تہے ۔ جن مین سوا سورج جن ۔ بہوت ارواح
خبیثہ سے مدد مانگتے تہے ۔ جنات اور ارواح خبیثہ کے چہٹ جانے کا علاج گلے مین حیض کے چہیتڑے
یا مردہ کی پرانی ہڈیان ڈالنا تہا ۔ سانپ یربوع قنفذ کے مارنے سے جن کا اثر ہوجانا اعتقاد کرتے
دوا سے آرام نہ ہوتا تو جنات کی بہینٹ چڑہاتے ۔ اور مارے ہوے سانپ کی دیت دیتے ۔ مٹی کے اونٹ
پر گیہون لادکر سانپ کے سوراخ مین پہنچاتے ۔ اونکا اعتقاد تہا کہ جبراً جماع کرنے سے اولاد قوی بہادر
ذکی پیدا ہوتی ہے ۔ رتوندے کا علاج اونٹ کی کوہان اور کلیجہ کا کہانا تہا [۹] ۔ اونکی پلک پر انگشت شہادت
پہیر کر منتر پڑہکر دم کرنے ۔ خاوند کے پاؤن تلے کی مٹی اٹہا رکہنا خاوند کے جلد واپس آنے کا عمل تہا محبت
ہمیشہ قایم رہنے کے لئے مرد عورت کا برقع پہاڑ دیتا عورت مرد کی چادر پہاڑ دیتی ۔ خاوند سفر کو جاتا تو
ایک ڈورا کسی درخت کی کسی شاخ مین باندہ جاتا واپسی پر اوسکو ویسا ہی پاتا تو بیبی بی کو پاکدامن خیال
کرتا اور ڈورا کہلا یا ڈہیلا پاتا تو کہتا میری بی بی اپنی عصمت کہو بیٹہی دوسرون سے دل لگا کر میرے عقد سے
نکل گئی اس واہی خیال کی بدولت پاکدامنین فاحشہ کہلاتین ۔ اور بدکار چالاک عورتین پاکدامن قرار پاتین

---

۹ اتوار سنیچر سات بوٹیان کلیجی کی کہلانا رتوندے والے کو یہ بہی کفار کی تقلید ہے ۔ طبیب حاذق دیتا
کہانا جاے اسکو بدون تعین یوم بتاے تو کچہہ مضایقہ نہین ۔

مقلات مرت بیانی عورت جسکی اولاد نہ جیتی وہ اولاد جیتنے کے عمل مین کسی شریف مقتول کی لاش اپنے
پاؤن سے روندتی جس لڑکے کا دانت ٹوٹتا وہ سورج کو دانت دکہا کر اوس سے اچہا مانگتا جسکی خبر
نہ ملتی اوسکو کنوئین مین جہانک کر پکارتے کنوئین کی گونج سنکر کہتے زندہ ہے وہ جواب دے رہا ہے
کسیکا پاؤن سو جاتا تو وہ اپنے پیارے کو پکارتا[1] خیال تہا دیر لگنی اسنے مین جو اوتر جاتی نام پیارے کے
نام پکارنیکا ہوتا جس فریق مین لڑنے کی طاقت نہوتی اپنی عورتون سے طرفین کی صفوف قتال کے درمیان
پیشاب کرواتا اسکو لڑائی کی آگ بجہنے کا ٹوٹکا سمجہتے ناچار صلح ہو جاتی - ہونہار گہوڑے پر سوار خود
گہوڑے کو پسینہ آجاتا تو یہ خیال کرتے کہ سوار کی عورت غیر مرد سے ضرور ہمبستر ہو جائیگی عورت سے بدگمان
ہوکر جدا ہو جانے سے اوس کو بدکاری کا موقع دیتا پہر اپنی شناخت کے اعتقاد مین پختہ ہو جاتا - وبا
اور جنات کے اثر سے بچاؤ کے لئے گدہے کی آواز بولتے - مجرا و برگول تودہ بناتا اونٹنی کا پاؤن باندہکر
دو خط کہینچتا حصار تہا - اونٹنی کے کان مین اوسکی مان کا نام لینا بدکنے کا علاج تہا - مارے گہوتے
ہوئے آنکہہ پہنسیان تو تکلیف کسی اونٹ کے اور داغ دیا جانے دوبارا تندرست - ہزار اونٹ والا
نظر لگ جانے کے بچاؤ کے لئے ایک اونٹ کی ایک آنکہہ پہوڑ دیتا دو ہزار ہو جاتے تو دوسری بہی
پہوڑ دیتا - سانپ کے کاٹے ہوئے کے گلے مین عورت کا زیور ڈالتے جہانجہہ بجاتے - کلمات کفریہ لکہہ
دہاگون مین گرہ لگاتے - سانپ اور نظر بد سے بچانے کو بچہ کے گلے مین خرگوش کے ٹخنے کی ہڈی - لومڑی
بلی کے دانت ڈالتے - زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے سرخ گوند کے نقطے پیشانی پر اور سیاہی کی لکیر
بچہ کے منہ پر لگاتے - مختلف قسم کے منکے گلون مین پہنتے - اونکی مختلف تاثیرین مانتے - حب بعض
منگنی نکاح تسخیر قلوب کے شرکیہ منتر پڑہے جاتے - ساری بڑائی اور مفاخرت کا مدار شعرون پر تہا
شعرا اپنی جادو بیانی سے برسون کے بگڑے ہوئے دلونکو بہائی بہائی بنا دیتے - دو الفت والے قبیلون مین
ایسی جنگ برپا کراتے کہ ہزارون بچونکو یتیم سیکڑون عورتونکو بیوہ بناکر چہوڑتے - جب کوئی نو آموز عمدہ شعر
کہنے لگتا تو اوس قبیلہ کے تمام آدمی جمع ہوکر عید مناتے - عورتین ناچتی گاتین تماشے دکہاتین دوسرے
قبیلون کے لوگ مبارکباد دیتے - عمدہ کہانے پکا کر کہلائے جاتے - کسی کی ہجو کا ارادہ کرنیوالا شاعر
آدہے سر مین تیل لگا ایک پاؤن مین جوتا پہنتا ایک ننگا رکہتا - چونکہ عرب مدح اور خود سرائی کے دلدادہ تہے
ہجو سے پریشان ہوتے - جب کوئی شاعر قید مین آتا تو اوسکی زبان ڈورے یا تسمہ سے باندہتے -

---

[1] حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ کہنا پاؤن سو جانے مین پیارے کے نام لینے مین من کا خیال بٹانے کو
تہا نہ بخیال اہل جاہلیت ۱۲ منہ

شکار کی دوڑ مین سبقت لیکر نکل جانے والے گھوڑے کا سبب سے شہر کے خون سے رنگتے - کمزور قبیلہ
دوسرون سے داب کھانے کی نسبت مرجانا بہتر سمجھتا - دیت پر مشکل سے راضی ہوتے - ناچاری مین
بھی آسمان کی طرف تیر پھینکتے - خون لگا واپس آنے کا حیلہ لگا کر خون بہا پر راضی ہوتے - باندی کی اولاد
اگرچہ باپ سے پیدا ہوتی باندی غلام بنائے بغیر نہ چھوڑتے - اون مین سے لائق کو آزاد کرکے بیٹا بنا لیتے
ناراض ہوکر بیٹے کو بیٹا ہونے سے خارج کرنے کا اعلان میلہ یا ہنہم کے بھرے مجمع مین دیتے قتل خطا کی
دیت کا مطالبہ اس کا اوس سے اوس کا اس سے اُٹھ جاتا - آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر بیچ لیتے
اذن لیکر کسی کے گھر مین داخل ہونا پردہ کرنا کوئی چیز نہ تھا - صرف بعض شرفا کی عورتین پردہ نشین تھین
باقی سب بے پردہ - پردہ دو رہنے والی عورت اور اوس کا خاندان نظر حقارت سے دیکھا جاتا - مال دولت
عالی نفس سخاوت - شجاعت - حلم - عفو - شرافت نسبی وغیرہ مین بڑائی مارتے - مردون تک کو گنا دیتے
قید مین آتے ذی رتبہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑتے - ان بالون کو مجمعون مین دکھلاتے کہ یہ
فلان رئیس کے ہین جسکو شجاعت سے قید کیا تھا - اور سخاوت سے چھوڑ دیا - عرب مین دو عیدین سالی
ہوتین - عمدہ لباس پہنکر نکلتے - سلام کے ساتھ پھول ایک دوسرے کی نذر کرتے - جاہلیت کا سلام دوپہر تک
کا اور رہتا اور شام تک کا اور رات کا اور دن کا اوجیسے انگریزی سلام وقت وقت کا جدا ہے - عورتون
مین کھال گندھوانے کا عام دستور تھا - سو چینے سے بال اوکھیڑ کر بھوین کو باریک کرتین - وہین سے
دانت گھسوا کر سونے کی میخین لگواتین - رجب ذیقعد - ذی الحجہ - محرم کے مہینون کی تعظیم کرتے -
ان چار ماہ مین لوٹ مار جدال قتال بند رہتا - خود غرضی ان مہینون کو دوسرے مہینون سے بدلکر
قتال وغیرہ کا موقع بھی نکال لیتے - اسکا نام نسی تھا جسکو پہلے پہل نکالنے والا حذیفہ قلمس تھا حج کی رسم
اونمین رسم قدیم سے تھی - مگر اوسمین بیشمار بدعتین پیچیدہ و شرکیہ اضافہ کر لی تھین جنکی تفصیل منقول سند مین
موجود ہے - یہ نمونہ ہے زمانہ جاہلیت کے اُن عقاید و اعمال عبادات و عادات و معاملات وہمیات و
تخیلات کا جنمین عام باشندگان عرب ڈوبے ہوئے تھے - جن کا اثر چارون طرف پہیلا کر دوسرون کو اپنی شوریدہ
طوفان مین غرق کئے جا رہا تھا - اس بگڑی ہوئی قوم کی بدحالی و بد اعتقادی کا نقشہ تھوڑا سا کھینچکر
دکھا دیا جس سے اوسکی تصویر قوت خیالیہ مین آسکے - پس اب ذرا توجہ کے ساتھ سوچو کہ ایک بڑا ملک ہے
جسمین دو قسم کے آدمی آباد ہین - عہدہ دار - مالدار سلاطین اونکی حالت تو یہانتک گر گئی ہے کہ اون کو
شمار کی صورتون سے وحشت ہے اونکو علما کی باتون پر ہنسی آتی ہے - مال و سلطنت کا نشہ اونکو ظالم جفا شعار
بنائے ہوئے ہے - رعایا کی پاسبانی اُنکے نزدیک اسی کا نام ہے کہ رعایا کو اپنا غلام مملوکہ بندہ سمجھین اور اپنے آپکو

سکا مخدوم بلکہ خدا اونکے نزدیک بجز اسکے کوئی چیز نہیں نہ آنے والی زندگی کوئی شے ہے جسکا فکر ہو نہ دوزخ کا
وجود ہی جو ڈریں نہ جنت واقعی ہے کہ طمع کریں نیک وبد افعال کی امتیاز فضول ہے اور ترقی دنیات سب توہم کا
دکھاوا کم ہمتی و دناءت ہے نبوت کوئی چیز نہیں جو مانی جاوے اور نہ اصحاب آخرت کی پکار کوئی قابل سماعت جو
جسپر کان دھرا جاوے ۔ دوسری قسم وہ جو مذہبی کہلاتی ہے جنکو علما درویش احبار قسیسین رہبان کہا جاتا ہے
یہ لوگ، مذہب والے مجاور متولی خانہ خدا سمجھے جاتے تھے ۔ انکی حالت یہانتک گری ہوئی تھی کہ شرک و کفر انکے
یہاں اعتقاد توحید اور وحدانیت کی جگہ ہو گیا تھا۔ بدعات و رسومات اہل ہند کے دلدادہ ہوگئے تھے ۔ چونکہ
عوام اتباع کو اونپر اعتقاد اور اعتماد تھا اسلئے کفر و شرک، و بدعات اونکی تحسین میں اونکے داؤ گھات
سب دین کی صورت میں مقبول تھے ۔ انھوں نے محبت جاہ و خود غرضی سے اپنی بڑائی اور کارروائی کبھی اُسپر
اپنے تابعین کو دیا یا ان توہم پرستوں ۔ خواہشات نفسانی کے بندوں کا یہی دین تھا جسکا کچھ ذکر ہم کر چکے
اب بتاؤ اون کا کونسا پہلو تندرست تھا جسپر نظر رکھکر ہماری طبیعت کو ان کی سمت ہو ۔ ان کے کان
آنکھ دل سب کچھ تھا مگر حق کو دیکھ کر سنکر حقیقت حق ادراک کرنے کا جوہر قلبی جہالت کی تاریکی میں کھو چکے تھے
کفر و ہوا پرستی کی ظلمت کے ایسے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے جس سے نجات دشوار تھی ۔ ایسے قوم
کے اندر پیدا ہو کر انھیں میں نشو و نما پایا ہو الا وہ یتیم بچہ بتاؤ کس عقیدہ اور کس خیال کا ہونا چاہیے جسکی تربیت
کے لئے باپ کا سایہ بھی سر پر نہ ہو اور ملک بھی ایسا کہ جہاں علوم کا چرچا نہ ہو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اوسکی حالت اپنی
قوم سے ممتاز اور جدا ہوگی ۔ کیا یہ توہمات جن کو آنکھ کھولتے ہی اپنے کنبہ اور خاندان کی عورتوں ۔ سمجھدار بچوں
جوان بوڑھوں میں یکساں دیکھتا اُس کے نفس سے دلپر قبضہ نہ کرینگے ۔ کیا اوس کو اپنی جان عزیز پیاری نہ ہوگی
کیا لوگوں کی موافقت کرکے اون کا مخدوم بننا اوس کو اچھا معلوم نہ ہوگا ۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اوسکو ان
باطل عقائد و خیالات سے ہٹاتے جبکہ اوس کے ملک نے پرورش پائی اور یہ بچہ بھی اونھیں میں پیدا ہوا اور انھا
پھولا پھلا ہوا اور اوس کو ان عقائد و خیالات کی خرابی سمجھانے والا بھی اس زمانے میں کوئی نہ ملا ہو ۔ باوجود
اُن کے عقائد و اعمال و توہمات و تخیلات سے خلقۃً بیزار پیدا ہوا ہو ۔ اور بیزار ہی نہیں بلکہ سب کا مصلح
و ہادی بنکر کھڑا ہو گیا ہو ۔ اونکی ایک ایک توہم پرستی کو چن چن کر مٹا دیا ہو اور برائی کو کھول دکھایا ۔ اونکی عبادات
[illegible] مالی کی ظلمت کو شانوسی بدلنا سکھایا ۔ اونکی معاملات میں ترمیم کی اونکی بدعات عملی و اعتقادی شادی و غمی
کی رسومات سراپا بربادی کی مضرتیں اور برائیاں ظاہر کیں بجائے اونکے سہل دین دنیا اور آخرت دونوں میں
نفع دینے والا ہر شخص کی حیثیت کے موافق قابل برداشت و شر برکات طریقہ سکھایا اور ان کے بدلنے
اور رواج ہمیشہ کے نقصانات سمجھائے اونکے عقائد کی غلطیاں نکالیں ۔ انکے روحانی امراض مزمنہ کے

آثار و علامات کو کتاب کے اوراق کی طرح کھولکر علاج کے لئے مزاج مشفقانہ طور پر تیار ہو گیا اور انکے دلوں سے
برسوں کی گندگیوں کو دھو دیا۔ بدعات و رسومات قومی و ملکی جیون تیاگی ہوئی میراث کو ایک سخت بغض و نفرت سے
بدنکر ملیا میٹ کیا۔ انکی آنکھیں کھولکر انمیں نور بھر دیا۔ کانوں میں حق نیوشی کا مادہ ڈالدیا۔ ہاتھ پاؤں کی رگوں
میں حمیت حق کا خون دوڑا دیا اور انکو متحرک قابل گرفت و رفتار الٰہی بنا دیا۔ دلوں میں پاکیزہ حیات کی روح پھونککر
زندہ دل بنا دیا۔ عقل و فہم و ہوش و حواس کو ایسا منور کر دیا کہ چالاک سے چالاک بھی انکو دھوکا نہ دے سکا
کیا اس شخص اعجاز مجسم کو کوئی نبی فرشتہ تھا اور اس کے کارنامہ کو اعجاز نامہ کہہ سکتے۔ دنیا کا رنگ دیکھو۔ خود نہ دیکھو
تجربہ کاروں سے واقعات پر نظر ڈالنے والوں سے پوچھو۔ چھوٹی سی برادری میں پڑی ہوئی بد رسم سردار مانے ہوئے
بڑے بوڑھے کے مٹائے نہیں مٹتی۔ ایک نوجوان بچہ یہ کہکر مخالف ہو جاتا ہے کہ جو بات بڑوں سے چلی
آئی ہے اس کو کیوں چھوڑ دیں تو اس کی مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور بچہ تو بڑے میاں تو [illegible]
اپنی ڈاڑھی کو دھوپ میں سفید نہیں کیا تھا اپنی خیر خواہانہ اصلاح میں کتنے الجھے بیشک [illegible]
کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ [illegible] ایک اکیلا تنہا اصلاح عرب اور اشاعت اسلام کے اس ابتدائی
محل کی تعمیر کو قیاس کرو جسکا معمار وہ پاک نفس معجزہ مجسم تھا جسنے عیسوی سال کی چھٹی صدی کے آخیر میں آنکھیں
پیدا ہو کر ابھی تو ہم پرست ملک میں پرورش پائی جسکی کایا پلٹنی اور انکو دنیا کا استاد بنانے کے لئے دنیا میں آیا تھا
اور صرف تریسٹھ سال زندہ رہکر ساتویں صدی کے وسط میں اپنی سوانح کو ایک سچا اور پائیدار معجزہ بنا ہوا چھوڑ کر
مظفر و منصور رخصت ہو گیا۔ والله اکبر الله کا شکر امت محمدیہ کا حامی و مددگار ہوتا تو یہ پیغمبر روحی فداہ زیادہ
مستحق تھا کہ اگر عزیر و عیسی علیہم السلام اپنی امت کی زبان سے ابن الله کہلائے گئے تو یہ حیرت خیز کارگذار
اپنی امت کے نزدیک خدا قرار پاتا لیکن ایسا ہوتا تو اس کمال میں نقص ہوتا جسکا ہم ثبوت دے رہے ہیں پس
باایں کمال و عظمت سب کو اقرار ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
رسومات مذکورہ کے بیان کرنے سے یہی نفع ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جاوے کہ آج زمانہ کی مروجہ رسومات
زمانہ جاہلیت عرب و ہند کے اندھیر کا کتنا رنگ اور اندھیرے رکھتے ہیں۔ [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] عبرتناک واقعہ بھی ہوا۔ کہ حق تعالی نے [illegible] بادشاہ کے پنجہ سے مکہ کو بیت الله
[illegible] بادشاہ جسکے صوبہ دار ابرہہ نے جو عیسائی تھا خانہ کعبہ کو مرجع خلائق دیکھکر
[illegible] شہر صنعا میں ایک عالیشان گرجا تیار کرا کے لوگوں کو [illegible]
[illegible] ابرہہ کو کامیابی ہوئی۔ گو صوبہ کے عام باشندے اس کا [illegible] اور احترام
[illegible] قریب قافلہ [illegible] کو قافلہ کی آگ [illegible]

جلا دیا۔ جسنے ابرہہ کے دل میں اشتعال پیدا کیا۔ اور جب تک مکہ کے مقدس گھر کی اینٹ سے اینٹ
نہ بجا دونگا آرام سے نہ بیٹھونگا۔ ابرہہ تیرہ ہاتھی اور لشکر جرار لیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ باشندگان شہر کو لوٹا کئی مال غنیمت
نذر شاہی میں لیا۔ باشندگان شہر مکہ شہر چھوڑ پہاڑوں۔ غاروں جنگل کے وادیوں میں جا چھپے۔ جب صبح نمودار
ہوئی ابرہہ نے فوج کو مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور جنگی ہاتھی جنسے مضبوط مکان منہدم کرائے جاتے
تھے آگے بڑہائے گئے۔ سب میں زبردست ہاتھی محمود نام چند قدم چلکر بیٹھ گیا۔ فیلبان نے مارکر اوٹھایا مگر
اوسنے مکہ کی طرف چلنے کا نام نہ لیا۔ یہاں اس پریشانی میں سب مبتلا تھے کہ دفعتہً جدہ کی طرف سے چڑیوں کا
غول نمودار ہوا۔ جن کے چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے اور کنکریاں تھیں۔ اوس غول نے سروں پر پہنچکر اونپر
کنکریاں پھینکنی شروع کیں۔ ان عذاب الہی کی کنکریوں نے بندوق کی گولیوں کا کام دیا۔ جس سوار کے سر پر
پڑیں پھیپھڑے انتڑیاں کاٹتی ہوئی گھوڑے کے پیٹ سے گذرتی ہوئیں زمین پر گریں ہزاروں سپاہی اسیطرح
ہلاک ہوئے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ پہلا عذاب ختم ہوا تھا کہ دوسرا عذاب آیا۔ سمندر کی طرف سے طوفان نمودار
ہوا اور سیلاب عظیم نے بھاگتے ہوؤں کو خس و خاشاک کی مانند بہاکر سمندر میں پھینک ڈالا مفرور سپاہیوں کے
پانوں میں دیکر ابرہہ کا عضو عضو چور چور ہو گیا۔ آخر اسی حالت بے بال و پر پرند کی طرح کاندھے پر ڈالے صنعا پہنچے
ابرہہ نے چند روز میں تڑپ تڑپ کر جان دی۔ دفن کے بعد اوس کا بیٹا یکسوم گدی پر بٹھا دیا گیا۔ چونکہ
یہ ایک عظیم الشان واقعہ تھا جو آج چودہ سو برس تک تاریخی صفحات کا جزو بنا ہوا ہے اسلئے اہل عرب نے
اسکو سال کا مبدا قرار دیا اور آئندہ واقعات کی تاریخ کا حساب اسی سے شروع کیا یہ سال عام الفیل کہلایا
اور اسی سے سنہ ایک دو آخر تک گنتے جانے لگے۔ یہاں عبدالمطلب نے پہاڑی سے اوتر کر لاشوں
کو دو گڑھوں میں دفن کیا۔ چاندی سونے جواہرات کے ڈھیر جمع کرکے بحصہ رسدی سب لوگوں پر تقسیم کر دی
عبدالمطلب کے حصہ کا مال اسقدر تھا کہ عمر بھر مالدار بنکر تمام خاندان کی زندگی بسر کرنے کو کافی ہوا
اصحاب فیل کی اس بربادی و ناکامی کو سورۃ الفیل میں بیان فرما کر قریش پر احسان جتایا ہے مقتضائے
شکر گذاری اس کا یہ تھا کہ وہ رحمت الہی کے احسان مند بنکر کعبہ کی بھی عظمت برقرار رکھتے جسکے احترام
کی بدولت ان کو جانی آفات سے نجات ملی اور خاشع خاضع بنکر عبادت الہی میں ترقی کرتے۔ مگر افسوس
بجائے اسکے ان میں تکبر نخوت غرور پیدا ہوا تعلی کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم ایسے باعزت لوگ ہیں
جنکی حفاظت بیت کی جانب سے ہوئی لشکر جرار رکھنے والے اصحاب فیل نگونسار ہوئے۔ اسکے سبب
اون میں اور بھی ایسی خرافات رسمیں اور بھی پیدا ہوئیں جنکو عام اہل حجاز یہ کہکر تسلیم کرتے گئے کہ قریش
کا ہر ایک کام سچ ہے خدا کو پیارا ہے۔ جب قریش کی عزت و عظمت نے اہل ملک کے دلوں پر قبضہ کر لیا اور

اور اونکی ہر بُری سے بُری ادا بھی خوبی کے ساتھ دیکھی جانے لگی تو جو کچھ بھی ظاہر ہو وہ تھوڑا ہے۔ چنانچہ اس باب میں جو کچھ رسومات و توہمات پرستی کا نمونہ دکھایا گیا ہے وہ فتنہ مشرکیہ و بدعیہ داہیہ کو جگہہ دینے والی اسی حالت کا ایک شعبہ تھا اور انھیں کی اصلاح کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعجاز مجسم دنیا میں تشریف لائے تاکہ سب سے پہلے اونکے قلوب کی گندگیاں اور مفاسد صوری و معنوی اُنکے دور کرکے نورانیت سے منور کریں اور جب اونکی طرف سے اطمینان ہو تو الاقرب فالاقرب اطراف عالم کے جاہلوں کو صراط مستقیم دکھا کر معرفت الٰہی کے مراتب طے کرائیں۔ ناقل کہتا ہے طیراً ابابیل کی سنگریزہ بازی سے اونکی ہلاکی پر جو استبعاد کیا جاتا ہے کہ یہ محال عادی ہے اس عناد اور فلسفیت کی ٹھوکر کھانیوالی افتادگی ہجیاں الواسم جابرہ نمبر ۲ وغیرہ میں پورے طور سے اوڑادی ہیں۔ افسوس انسان کا سکھایا ہوا پیلا کنوئیں میں کوڑی پیسا پھینکا ہوا گرتے ہوئے کو راستہ میں سے بچا لاوے۔ طوطا توپ میں بتی لگا توپ چھوڑے۔ مجلس میں پان بانٹے۔ اور اس کے سوا اور بہت سے اعجوبہ تماشے تماشا گاہوں میں جو بھی ہوئی آنکھیں دیکھ چکیں اونکو تو استبعاد نہ ہو انسان کے سکھائے ہوئے پرندوں کے یہ کرتب سب ممکن اور واقع استبعاد ہو تو کسب اللہ کے سکھائے ہوئے پرندوں نے بھلا کیسے تاک کر سر پر کنکریاں چھوڑیں اور اون کنکریوں نے کیسے گولی کا کام دیا۔ حال کا تجربہ جنگ کا ہون کیا ایسے کرم خوردہ دماغوں کو آنکھیں ملنے سے ابھی فارغ نہیں کر چکا۔

تھیں باتیں شادی غم کی جتنی	کرتی تھیں جسے بی دام و درم	ہوتی جب مجلس تو کرتے لوٹ مار	خرچ کرتی پھر تھا نہ سر تھم

خوشی کی تقریبوں میں پندرہ کھانے کئے جاتے تھے پہلا کھانا ولیمۃ الخرس دردزہ کی نجات پانے کی خوشی میں ہوتا۔ دوسرا عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن۔ تیسرا کھانا اعذار نام ختنہ کی دعوت میں دیا جاتا۔ چوتھا کھانا ذو الحذاق نام عام برادری مختلف قبیلوں کو دعوت و فن شناوری۔ تیراندازی۔ شاعری وغیرہ میں کمال حاصل کرنے پر دیا جاتا۔ پانچواں کھانا ولیمۃ الاملاک نام منگنی کی تقریب میں دیا جاتا۔ چھٹا کھانا میاں بی بی کے یکجا جمع ہونے پر ولیمۃ العرس کے نام سے دیا جاتا۔ ساتواں وکیرہ مکان بنانے کی خوشی میں کھلایا جاتا۔ آٹھواں کھانا شندخ کھوئی ہوئی چیز ملنے پر دیا جاتا۔ نواں کھانا تحفہ در مستعمل ملاقاتیوں کو کھلایا جاتا۔ دسواں کھانا سفر سے بخیریت واپس آنے کی خوشی میں ہوتا اور نقیعہ کہلاتا۔ گیارہواں کھانا قری مہمان کا حق تھا۔ بارہواں وضیمہ فیاضی کے طور پر کھلایا جاتا۔ تیرہواں کھانا عتیرہ ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی میں ہوتا۔ چودھواں کھانا نقری جسکے لئے خاص خاص لوگ بلائے جاتے تھے۔ پندرہواں کھانا مأدبہ دوست دشمن سب کو کھلایا جاتا۔ مردے کے کفنانے دفنانے کا بھی رواج تھا۔ نوحہ کرنے والی مزدور رکھی جاتیں وہ مردے کی خوبیاں شجاعت سخاوت فیاضی۔ شرافت کو اشعار یا مقفیٰ عبارت میں

بیان کرتی بناوٹی رونا روتیں رُلاتیں - کنبہ کی تمام عورتیں اپنے سر کے بال کھول کر اور سر منہ کھول
کھڑی ہو کر میت کا نام لے لے کر چیختیں چلاتیں پچھاڑیں کھاتیں - چھاتیاں کوٹتیں بال کھسوٹتیں - گریبان پھاڑتیں
مونہہ نوچتیں رخسار پیٹتیں - جنازہ کے ساتھ کنبہ ننگے پاؤں ہوتا جب جنازہ قبر پر پہونچ جاتا تو اوس کا
ولی امام کی طرح اوس کے سامنے کھڑا ہو کر اوسکی تعریفوں کنبہ کے صدمہ کا رونا روتا - جو لوگ دفنا کر آتے سب
میت والے گھر میت کے رشتہ داروں کی لائی ہوئی بھتی کھاتے اس بھتی کا نام وضیمہ تھا بعد اس کے رونا تم
صبح کے وقت اور جب کوئی ماتم پرسی کو آتا تو بھاڑے پر نوحہ کرنے والی پیچھے دار غم کے گیت گا گا کر محلہ کو سر پر
اوٹھا لیتیں - اس بھتی کے علاوہ غمی کی تقریب میں چھ ضیافتیں اور بھی کی جاتی تھیں - تیسرے - نویں
بندرہویں - چالیسویں دن چھٹے مہینے اور برسی جن کو اہل محلہ دوست آشنا برادری کے لوگ میت والے کے
گھر جمع ہو کر کھاتے تھے اور ان تقریبوں کو تیجہ نویں - بندرہویں چالیسویں - چھماہی برسی کے نام سے پکارتے
تھے - عرب میں رئیس اور بڑے شخص کی موت کا اعلان دیا جاتا - اوسکی قبر کے پاس گڑھا کھود اونٹنی گردن مروڑ کر
اوس میں ڈالدیجاتی بلیۃ اوس کا نام ہوتا کہتے قیامت کو مردہ اوٹھکر اس پر سوار ہوگا - اور بہتیرے لوگ قیامت
حشر نشر جزا سزا کے منکر تھے کہتے بوسیدہ ہڈیوں میں پھر جان نہ آئیگی - قبر پر صدقہ اور خیرات کو خصوصیت
کے ساتھ نافع سمجھتے قبروں پر قربانیاں کی جاتیں اُن کے خون سے قبر تر کی جاتی - مُردے کے جسم اور دل
ٹھنڈا کرنے کو شراب اوس کی قبر پر چھڑکی جاتی - کہتے مقتول کی کھوپڑی گل کر اوس سے ہامہ اور صدی اُلو
کی شکل کا پرند پیدا ہو کر روتا چیختا پھرتا ہے - قاتل سے بدلا ملنے پر اُسکی پیاس بجھتی ہے - یہ اوپر کی عبارت
قبلہ کی نقلوں کے ذیل مسطور ہے ماخوذ ہے الرشاد جلد ا نمبر ایک تا ۷ سے اور احسن المواعظ اور ہمارے
شیخ کی کتاب المواعظ کے چند اجزا سے -

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتباریان لا یجابان
ولا یوکل طعامھما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخرا ورباء رواہ البیہقی
فی شعب الایمان ص۲۷۰ مشکوۃ لا تقبلوا دعوۃ المتباریین بصیغہ نہی بھی صحیح حدیث
میں وارد ہے **ترجمہ** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فخر کرتے دکھانے کو ایک دوسرے پر بڑھ چلنے کو دعوت کرنے والوں کی
دعوت نہ قبول کیجاوے اور نہ کھایا جاوے کھانا اون کا - فرمایا امام احمد نے (متباریان) کے معنی یہ ہیں
کہ فخر اور ریا کی راہ سے ضیافت کے ساتھ دو باہم معارضہ کرنے والوں کی ضیافت نہ قبول کی جاوے
روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوۃ)

خوشی کی تقریبوں میں بندرہ کھانے اور ضیافتیں اور سات بھتیاں اور ضیافتیں غمی کی تقریب میں
بیچ زمانہ جاہلیت کے جو ہوا کرتی تھیں جنکی تفصیل معتبر تواریخ اوپر گذری انکی اور زمانہ کفر و جاہلیت کے
دوسرے آن کاموں اور رسموں کی نسبت جن کا جاہلیت سے ہی تعلق تھا ملت ابراہیمی و اجازت شریعت
مصطفویہ سے کیا حکم رہا - اسپر بطور ضابطہ تو یہی کہ ہوڑا ہوڑی ایک دوسرے پر بڑھ جانے کی نیت
فخر و ریا کے طور پر جو دعوتیں ہوتی ہیں اون کو قبول ہی مت کرو جیسا کہ حدیث سے گذرا دوسرے حدیث
صحیح مرفوع متصل قولی رسومات جاہلیت کے عموماً مٹانے کے بیچ پیش ہے جسکو روایت کیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثنی بمحق المعازف والمزامیر
والصلیب وامر الجاھلیہ جب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت کی علت معازف اور مزامیر اور صلیب اور جاہلیت کے زمانہ کے رسمی کاموں کا مٹانا ہی
ہے تو ان باتوں ضیافتوں - بھتیوں اور اونکی خصوصیات اور تعینات میں سے جتنے سے وہی بچیگا
جسکی شرع محمدی اجازت دے - اور یہ اجازت دینا بنقل صحیح وقابل اخذ ثابت ہو جاوے جیسے عقیقہ
بتعیین (ساتویں) مقیم روز از ولادت اور طعام ولیمہ اور شکریہ کا کھانا کھلانا اکرام کے ساتھ اور پہلے
دن اہل میت کو کھانا بھیجنا نہ کہ خود اونکا کھانا اور صلہ رحم صدقات خیرات جود و سخا لوجہ اللہ تعالے
اور کوئی مانع شرعی ہو تو دعوت کا قبول کرنا ان امور کی ترغیب اور مشروعیت کے ثبوت میں حدیثوں سے
کتب احادیث کے ابواب بھرے ہیں - تصریحات فقہیہ موجود ہیں - امام محمد کا عقیقہ کو مکروہ کہنا کسی کو نہ کھٹکے جبکہ
رسومات جاہلیت سے عقیقہ بھی ٹھہرا - اور رسومات جاہلیت کا مٹانا بھی اہم مقاصد شارع ہوا تو وہ خلاف
محق نبوی سے جبھی بچیگا جب اس کی اجازت کی نص ہمیلہ نصوص محق امور جاہلیت ہوگی پس یا تو نظر
امام عالی مقام میں ایسا ہے نہیں یا اطلاق عقیقہ میں کراہیۃ لفظی کی وجہ سے کلام ہے اسکو نہ یہ
کہنا چاہیے اور زیادہ بسط اس مسئلہ میں دیکھنی منظور ہو تو کتب مبسوطہ فقہیہ و شروح موطا و صحیحین وغیرہ خصوصاً التعلیق
الممجد دیکھو بصیر کو اس سے سبق ملتا ہے کہ جب عقیقہ جسکے ثبوت میں حدیثیں موجود ہیں امام محمد کا کلام
ہو تو ولیمہ انحرس دردزہ سے نجات پانے کی خوشی کا کھانا اور ولیمۃ المساک نام منگنی کی تقریب کا کھانا
اور عقیرہ نام ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی کا کھانا اور وضیمہ یعنی اہل میت کے گھر پہلے دن کی
بھی کھانا اور تیجے اور نویں اور دسویں اور چالیسویں دن اور ششماہی اور برسی کی بھتیاں ضیافتیں
کھانا وغیرہ جنکی بابت زمانہ جاہلیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹاچکے صحابہ کرام اور اصحاب قرون
ثلثہ نے اونکو طریقہ مسلوکہ فی الدین نہیں ٹھہرایا اور ان پر بہت کسیکا شاذ و نادر جو عملی ہو رہی تو فوراً

اوس پر رد و انکار شروع ہوا جیسا کہ ختنہ کے بلاوے میں چنانچہ امام احمد نے حسن سے روایت کی ہے
کہ حضرت عثمان بن ابو العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے جانے سے انکار کیا۔ آپ سے اوسکی وجہ پوچھی
گئی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ختنہ میں کبھی جاتے تھے اور
نہ اسکے لئے بلائے جاتے تھے (اصلاح الرسوم) حضرت سید الاولیاء محبوب سبحانی سیدنا الشیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین شریف میں فرماتے ہیں **دَعْوَۃُ الْخِتَانِ دُنَاءَۃٌ** یعنی
ختنہ کی دعوت کمینہ پن اور ردی چیز ہے انتہی۔ میت کے بارہ میں رسم زمان نبوت کا مجد الدین فیروزآبادی
شافعی نے سفر السعادۃ میں اور حضرت شیخ عبد الحق محقق دہلوی حنفی نے اوسکی شرح میں ایسا بیان کیا ہے
اور عادت نہ تھی میت کے لئے غیر وقت نماز (جنازہ) میں جمع ہو کر قرآن پڑھنے اور ختم کرنے کی نہ قبر پر
اور نہ دوسری جگہ اور یہ مجموع بدعت ہے اور مکروہ ہاں ماتم پرسی اہل بیت کی اور تسلی دینا اور صبر کرنے کو فرمانا
سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع (لوگوں کا) تیجے میں اور دوسرے تکلفات اور خرچ کرنا مال کا بے وصیت
یتیموں کے حق میں تو بدعت ہے اور حرام ہے اور میت کی تعزیت (یعنی ماتم پرسی) کی حد تین روز تک ہے اور تین
روز کے بعد تعزیت مکروہ ہے۔ اور بعض نے سات روز تک تجویز کی ہے۔ اور تعزیت ایک بار سے زیادہ
نہ کرنا چاہئے جو ایکبار ماتم پرسی اہل بیت کی کر چکا دوسری بار نہ کرے ایسا ہی مروی ہے ہمارے امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تعزیت کے لئے بیٹھنا دروازہ اور راہ پر سخت مکروہ ہے جاہلیت کی رسم
ہونے کی وجہ سے اور گھر یا مسجد میں بیٹھے تو اسکی رخصت ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعفر
اور زید اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد مسجد میں محزون بیٹھے تھے اور لوگ آئے تھے لیکن سابقہ اسکی
کیفیت نہ کہ اب دستور ہے اور ایام متعددہ معین کرتے ہیں (جیسا کہ بعد تیجہ کے دسویں بیسویں چالیسویں
چھماہی برسی میں کرتے ہیں) نہ تھا اور بعد ختم قرآن پڑھنے میں (قاری کو کچھ دینے میں) اختلاف ہے۔ اور جو کچھ
زیارت کرنے کے وقت پڑھا جاوے بالاتفاق جائز ہے الخ ترجمہ تمام ہوا جب عزا کے لئے دروازہ
اور راہ پر بیٹھنا جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوا تو تیجہ۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسواں
چھماہی۔ برسی۔ عرب کے زمانہ کفر وجاہلیت کی رسم ہونے کیوجہ سے۔ اور تیجہ دسواں۔ بیسواں
تیرہیں۔ ستر ہویں۔ چالیسواں۔ چھماہی۔ برسی ہنود کی رسم سے متشکل ہونے کی وجہ سے نیز سخت مکروہ
ہونی چاہئے۔ اسی واسطے جب سے یہ رسم مٹنے کے بعد زندہ ہو کر چل پڑی ہے اوسوقت سے ان پر
رد و انکار ائمہ و فقہا و محدثین کا ہوتا رہا ہے۔ اور جاہلیت کی رسم اگرچہ مشروع چیز کے ساتھ ملکر
ظہور میں آئی ہے اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت انکار ہوا ہے۔ بلکہ انپر بددعا

کرنے کا صورتیں مسخ ہوجانے کی قصد ظاہر فرمایا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت کی فصل ثالث میں یہ حدیث وعن عمران ابن حصین وابی برزۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی جنازۃ فرأی قوما قد طرحوا اردیتہم یمشون فی قمص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أ بفعل الجاھلیۃ تأخذون او بصنیع الجاھلیۃ تشبھون لقد ھممت ان ادعو علیکم دعوۃ ترجعون فی غیر صورکم قال فاخذوا اردیتہم ولم یعودوا لذالک رواہ ابن ماجۃ **ترجمہ** عمران ابن حصین اور ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نکلے ہم ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک جنازہ (کی اتباع) میں پس دیکھا حضرت نے ایک قوم کو کہ چادریں اوتار آئے ہے (اور صرف) کرتوں میں چلتی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو یا جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو البتہ البتہ قصد کیا میں نے اس کا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ پلٹ کر ہو جاؤ تم اپنی صورتوں کے غیر صورتوں پر۔ کہا پس لے لیا انھوں نے اپنی چادروں کو اور آئندہ ایسا نہ کیا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے صرف جاہلیت کی رسموں میں سے اتنا ہی کیا تھا کہ چادریں اوتارے تھے جس پر حضور نے بددعا سے مذکور سے ڈرایا ان لوگوں نے فوراً چادریں لاکر اوڑھ لیں اور پھر ایسا نہ کیا تو پھر دوسری رسمیں جاہلیت کی شائع ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک فرمائی ہوئی صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کی آج کیونکر زندہ کرنی حلال ہو جائینگی۔ کہاں تو تیجہ وضیمہ۔ نویں۔ بیندرہویں۔ چالیسویں۔ تیجا ... برسی کی ساتھ بھتیاں زمانہ جاہلیت میں غمی کی بڑی آن بان کے ساتھ مروّج تھیں اور کہاں ایسی تھیں کہ بجز تعزیت اور اہل میت کو پہلے دن کھانا دینے کے اہل میت کے پاس جمع ہونے اور اہل میت کو کھانا تیار کرنے کو صحابہ کرام نوحہ جاہلیت میں شمار فرمانے لگے امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل البیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ قبیحۃ روی احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر ابن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ **ترجمہ** اور اہل میت سے کھانے کی ضیافت لینا اور ان کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ وہ مشروع ہے شادیوں میں نہ غموں میں۔ اور یہ بری بدعت ہے بدلیل اس حدیث کے جسکو روایت کیا ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے ساتھ صحیح اسناد کے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے شمار کیا کرتے تھے ہم (اصحاب رسول اللہ) اکٹھے ہونے کو اہل میت کے پاس اور ان کے کھانا تیار کرنے کو نوحہ سے ترجمہ

تمام ہوا جاہلیت کی رسومات کے مٹانے میں آپ کا یہ ارشاد کہ میں انکے مٹانے کو مبعوث ہوا ہر رسم جاہلیت
اتباع جنازہ میں چادریں اوتارنے پر مسخ صورت کی بددعا کی دہمکی وہی میت کے کھانے پینے منع کرنے میں
وہ اہتمام جو حدیث کے الفاظ صحاح ستہ سے عنقریب آتا ہے جسپر عمل صحابہ کی یہ شان کہ صحابہ کرام نے
نماز جنازہ کے غیر وقت میں اہل میت کے پاس جمع ہونے اونکے کھانا پینے کو نوحہ کی مد میں شمار کر رکھا تھا صرف
تعزیت کو جاتے اور چلتے ہوتے۔ اونکے پاس بجز تعاقب امر اجتماع نکرتے تھے۔ قرون ثلاثہ میں جو ایصال
ثواب الی المیت ہوا وہ پابندی ایام و طرز جاہلیت کے تقصد تشبیہ نہیں ہوا اگرچہ کنوان کھدوا کر اوسکا
پانی فی سبیل اللہ کر دیا اور میت کو اوس کا ثواب بخشدیا۔ مگر یہ تھا کہ اوس طرح پر تھا کہ کہاں سے کھا ہو اونکے
چشم انتظار اور نہ کی خواہش کسی دستور معین کی وجہ سے اوس کھانے کی طرف سے لگے ہوں۔ البتہ زیارت
قبور کے وقت جتنا چاہا قرآن شریف پڑھکر ثواب بخشدیا اس کام کیلئے وہ کسی مقبرہ میں نہ پابندی تاریخ اکھٹے
ہوتے نہ مسجد میں نہ اہل میت کے گھر اہل میت پر نہ اونھوں نے اپنی خوردونوش آؤبھگت دیکھنا کا بار رکھا
اور نہ اہل میت نے خوشی یا کسی دباؤ اور دستور کی وجہ سے نقد یا کھانا شیرینی وغیرہ اونکو دیا تو قرون ثلاثہ
اور مجتہدین آئمہ اربعہ زمانوں کے بعد بھی تخصیص ایام وغیرہ کی پابندیاں منافی ہوکر شرع کیسے مشروع
ہو جاینگی۔ اور وہ جو عاصم بن کلیب کی روایت کو سنن ابی داؤد و امام احمد سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر
اہل میت کے یہاں کا پہلا تیار شدہ کھانا آپ نے بھی کھالیا ہے گو بمع دیگر لقمہ اٹکلیا ہے۔ یہ حجت
ساتھ بھتیوں میں سے ایک بھتی وضیمہ کے جواز کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ اس موقع کے بعد پھر کبھی آپکو
وضیمہ کھانے کھلانے کھلوانے جاری رکھنے اجازت دینے محقق سے استثنا فرمانے کا اتفاق نہیں ہوا
ممکن ہے کہ جیسے اہل میت کو طعام بھیجنا مکارم اخلاق سے ہے اسی آپنے اپنے آپ کو
اور اپنے ساتھیونکو منجملہ اہل میت شمار فرمایا ہو یا میت والے اور بیمار دار کے یہانکے کھانیکو بیماری
اور موت لگجانے کے خوف سے جو بعض کفار نہیں کھاتے ہیں اوس کے ابطال کا اسمیں قصد فرمایا ہو
اسلئے کہ کھانا پہلا تیار شدہ اوس میت والے کے گھر کا ہی تھا باہر سے نہیں آیا تھا۔ اسیواسطے فقہائے
اسکو منہی عنہ اور محقق سے مستثنے نہیں کیا اور پھر پہلے دنکی بھتی بھی تو دوسرے کسی صحابی کے یہاں نہیں ہوئی
چہ جائیکہ دستور ہوجاتی۔ شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے رسالہ ردبدعات التعزیہ میں مرقوم ہے
الاول الاجتماع للقراءة بالقرآن على الميت بالتخصيص في المقبرة او المسجد او
البيت بدعة مذمومة لانه لم ينقل من الصحابة رضي الله عنهم شيئا
ترجمہ اول اکٹھا ہونا قرآن پڑھنے کے لئے میت پر ساتھ تخصیص کے مقبرہ یا مسجد

یا گھر میں بدعت مذمومہ ہے اس لئے کہ اس میں سے کچھ بھی ثابت منقول نہیں **جامع الرموز** میں ہے
تتخذ القراء عنه ولا يعطى لهم شئ كما في المنية ويكره اتخاذ الضيافة في هذه
الايام وكذا اكلها كما في خيرة الفتاوى **ترجمہ** اور منع کیے جاویں قرآن پڑھنے والے
اور نہ دیجاوے انکو کوئی چیز جیسا کہ منیہ میں ہے اور مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت کا ان دنوں میں اور ایسے ہی
مکروہ ہے کھانا اسکا جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا (اہل میت کا)
کھانے کو (لوگوں کو کھلانے کے لئے) پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتوں کے اور لے جانا کھانا
طرف قبر کے موسموں میں مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہے مقرر کرنا دعوت کا بدلے قرأت قرآن کے اور جمع کرنا
صلحا اور فقرا کا ختم کے لئے یا سورہ انعام یا سورہ اخلاص کی قرأت کے لئے انتہی۔ پتا لگا جب بعض میں دیاہی
یا کوئی تیوہار ہوتا ہے تو بعض جگہ کھانا تیار کرکے قبر کی طرف لے جاتے ہیں وہاں قبرستان کے خدمتگاروں کو
دیدیتے ہیں یا حاضرین کو بانٹ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے اور بنظر تقرب اگر قبر پر چڑھایا جائے تو چڑھانا فعل
فاعل کا اور چڑھاوا دونوں جدا جدا حرام ہیں انتہی یہ مولانا محمد ارشاد حسین الرامپوری وغیرہ من تلامذہ
(علمائے بلدہ) **جامع الروایات** میں مسطور ہے فی شرح المنهاج للامام النووی الاجتماع
على المقبرة في اليوم الثالث وتقسيم الورد والعود واطعام الطعام في الايام
المخصوصة كالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرين والاربعين
والشهر السادس والسنة بدعة (مذمومة) ممنوعة **ترجمہ**
امام نووی رح کی شرح منہاج میں ہے جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا گلاب کے پھول اور اگر کی
بتیاں اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ پانچواں نواں دسواں بیسواں چالیسواں دن چھماہی
برسی بدعت ممنوعہ ہے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ یہ دو مسئلے ہیں ایک قبر پر تیسرے دن جمع ہوکر پھول اور اگر کی
بتیاں بانٹنا جس پر دوہری لکیر ہے۔ دوسرا مسئلہ کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ تا برسی جس پر تہری
لکیر ہے ان دونوں کا حکم بتلایا کہ بدعت ممنوعہ ہیں۔ پس مولف انوار ساطعہ مرحوم کا پچھلے مسئلہ کو بھی
قبر پر کھینچ لیجانا کہ وہاں جاکر ان ایام مخصوصہ میں تیجہ پانچویں۔ نویں۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں
چھماہی۔ برسی کے کھانے کھلانے کو قبر پر پہنچانے کی وجہ سے بدعت ممنوعہ یعنی مکروہ فرمایا ہے نہ ایام
مخصوصہ کی وجہ سے یہ کوری تحریف ہے دونوں مسئلوں کو واو عاطفہ سے جدا جدا بیان کیا ہے۔ قبر پر کا
تیجہ جدا اور گھر پر کا تیجہ تا برسی کے کھانے جدا ہے اور اگر یہ ایک ہی مسئلہ تھا تو دو تیجے کیسے اور پھر
ہمارے فقہا حنفیہ کی تصریحات صریحہ کے ہوتے ہوئے ایسی دھاندلی کب چل سکتی ہے

ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی ہر دو اموات کو مشروع طور پر ہونا چاہئے نہ جاہلیت کی رسموں و ایام مخصوصہ کے علاوہ میں ان کے مٹانے والے کو افسوس ہم کہا کہ دکھانے جبکہ ہم ان دونوں کو منا سکتے مشروع طور پر قربانی کردیا تلاوت ختم کردیا عمدہ کھانا کھلاؤ یا دوسری قربت سب کا ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں شرح ہے ان الحکمۃ فان تبرع عنہ اسے عن المیت

له الاکل لانه یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت (للشامی ردالمحتار) یعنی اور اگر بطور تبرع اپنے مال سے قربانی کی میت کو جانب سے جائز ہے واسطے اسکے کھانا اوس قربانی میں سے اسلئے کہ وہ ملک ذابح پر واقع ہوتی ہے اور ثواب پہونچتا ہے میت کے لئے ۔ ترجمہ تمام ہوا ۔ اور اگر قربانی میت کی وصیت پر میت کے ترکہ سے تو اوس کو صدقہ کرے خود نہ کھائے ۔

قال فی ردالمحتار والمختار انه ان بامر المیت لایاکل منها والا یاکل انتهی

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ترکہ میں سے خرچ کرنا سوا تجہیز تکفین کے درست نہیں اور اگر ورثا نابالغ ہوں تو اونکی اجازت معتبر نہیں سدی کو ان کے مال سے خرچ کرنا اس امر میں حلال نہیں ۔ بالغ اپنے مال سے کریں درست ہے ۔ اور وہ جو بعض کتب فقہیہ میں نقل کیا ہے کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ صدقے میں کچل میں صدقہ دینے والے) لوگوں کے اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں جو میت کے کھانے سے نہی وارد ہوئی ہے ۔ اس کی توجیہ میں فرمایا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فتاوی عزیزی میں ۔ مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز میخورانند و جہ ان قلب آنست کہ پیشتر از ہنگام موت میت وہم بعد از ان خیال سرانجام طعام و تقسیم آن میان الاقربا یا ساکنان مساجد دامنگیر خاطر میشود کسانیکہ این طعام با آنہا میرسد از وقت موت میت روع و تشمیم دو ختہ بدین طعام میباشند مقصود شرع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند و پند پذیرند و در تفکر کثرت مشغول شوند و از غفلت ہوشیار شوند و این مقصود از پس صورت بالکلیہ مفقود میگردد و آنچہ در حدیث صحیح آمدہ است و در صحاح ستہ موجود است نہی قد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن طعام المیت جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ترجمہ مراد میت کے کھانے سے وہ کھانا ہے کہ چالیس روز تک کھلاتے ہیں اور (اوسکو کھانے سے) دل کو مارنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے موت کے ساتھ کے وقت و پیشتر و بعد میں اوس کو خیال سرانجام طعام اور اوس کھانے کے بانٹنے کا اقربا یا مسجدوں کے باشندوں کے دامنگیر خاطر رہتا ہے ۔ جن لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ میت کی موت کے وقت سے چشم دل لگائے ہوتے طرف اوس کھانے کی

ہوتے ہیں (اور) مقصود شرع یہی ہے کہ میت کی موت سے عبرت پکڑیں نصیحت پائیں تفکرات آخرت میں مشغول ہو کر غفلت سے ہوشیار ہوویں۔ اور یہ مقصود صورت مذکورہ میں بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اور جو کچھ حدیث صحیح میں آیا ہے اور صحاح ستہ (یعنی بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) میں موجود ہے یہی ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت کے کھانے سے ترجمہ تمام ہوا یعنی میت کے کھانے منہی عنہ سے اسی قسم کے کھانے مراد ہیں اور یہی وجہ زمانہ جاہلیت کی غمی کی ساتوں کھیتوں کے مثانے کی ہوئی ورنہ ایصال ثواب طعام و دیگر عبادات مالی کا جو باتفاق ائمہ اربعہ میت کو پہنچتا اور احسان محض ہے اور شرعاً ثابت ہے اوسکی نہی نہیں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادت مالی کا اتنا بڑا اہتمام کہ کنواں کھدوا کر ام سعد کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف کروا دیا اور جو نکہ ام سعد کے ترکہ سے اونکی وصیت سے بنا تھا البتہ اوس کا پانی واقف اور غنی و فقیر سب کو روا ہوا اور پیچھے قرض بنانے کے کام کا نہ رہا پس جو کھانا اپنے مال سے کوئی میت کو ثواب پہنچانے کے لئے تیار کراوے اوس کو با ہنا و تارنے میں کھانے ہوتے کے معاوضہ میں کھانا حلال نہیں پس اوس کنوئیں کی طرف نہ پہلے سے کسی کی خواہش قلبی و چشم انتظار لگی ہوئی تھی اور نہ کوئی دستور اس کا امیدوار بنا رہا تھا کہ ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرمائیں اور کنواں بنے۔ اور نہ اوس کنوئیں کے تیار کرانے پر بدلے اور معاوضہ کا ڈھنڈورا پھر رہا تھا جیسا کہ غمی کی کھیتوں جیسا فتوں پر ہوتا ہے اور بنا کھایا ہوا بنایا جاتا ہے۔ جیسے شادی و نادر تجہیز و تکفین کی شرکت اتباع جنازہ ماتم پرسی کی اجرت المعروف کالمشروط میں جیسے سلوک منہ بنایا کیا جاتا ہے۔ ہمارے نفس امارہ نے یہ کام بھی خالص لوجہ اللہ کرنے گوارا نہ کئے زمانہ جاہلیت عرب و عجم کی طرح کچھ نہ کچھ ثواب کھانے کا ضرور لگا لیا۔ اور ان کھانوں کے لاگو اور اونکی اعوان ہے جو ایذا رسانی پسماندگان کو پہنچتی ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

ہمارے شیخ مظہر ؒ فرماتے ہیں

تفسیر مظہری میں یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں وَاَیْضًا لَایَجُوْزُ مَا یَفْعَلُہُ الْجُہَّالُ بِقُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَالشُّہَدَاءِ مِنَ السُّجُوْدِ وَالطَّوَافِ حَوْلَہَا وَاتِّخَاذِ السُّرُجِ وَالْمَسَاجِدِ عَلَیْہَا وَمِنَ الْاِجْتِمَاعِ بَعْدَ الْحَوْلِ کَالْاَعْیَادِ وَیُسَمُّوْنَہٗ عُرْسًا **ترجمہ** اور ایسے ہی جائز نہیں وہ جو کہ کرتے ہیں جہال اولیا اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ سجدہ کرنے اور اون قبروں کے گرد گھومنے۔ طواف کرنے بطریق ہوئے اور ان قبروں پر چراغان کرنے اور اون قبروں پر مسجدیں بنانے کی قسم سے اور اکٹھے ہونے سے بعد سال کے مثل عیدوں کے۔ اور نام رکھتے ہیں اوس اجتماع کا

عرس - ترجمہ تمام ہوا ملا علی قاری مکی شرح مناسک میں فرماتے ہیں لا یطوف اے لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطوف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم والعلماء **ترجمہ** نہ طواف کرے یعنی گھومے نہیں گرد اگرد بقعہ شریفہ (مزار اقدس مبارک نبوی) کے اسلئے کہ طواف ان امور میں سے ہے جو کعبہ منیفہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں تو اسی لئے) حرام ہوگا گھومنا گرد اگرد مقبور انبیاء و اولیاء کے اور کچھ اعتبار نہیں اوسکا جو کرتے ہیں عوام جہلا اور اگرچہ ہوویں وہ مشائخ اور علماء کی صورت میں ترجمہ تمام ہوا طواف کی ممانعت میں - مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بھی موافق علامہ علی قاری کے ہیں دیکھو اون کا فتوے دیا ہوا بجواب استفتاء حافظ کریم بخش صاحب مراد آبادی سلمہ (بعد اس عبارت کے چند کتب فقہیہ سے ایساہی نقل فرماکر اور تیز یہ کہ موجب لکھکر بعض کتب فقہیہ کی اگر سواے خانہ کعبہ کے کسی دوسری مسجد کا بھی طواف کریگا تو اوسپر خوف ہے کفر کا لکھا) **منہج مستقیم** میں پانچ اقسام مبتدعین کے مرقوم ہیں ومنھم من دارت علیھم المشیخۃ (الی قولہ) سموہ یوم العرس ولیلۃ لیلۃ بارعام یضربون الخیام ویطبخون الطعام والاینا (نون) بانواع الاثام انتہی **ترجمہ** اور منجملہ مبتدعین وہ ہیں جنپر گھوم رہی ہے پیری (یعنی بزرگوں کی اولاد میں گنے جاتے ہیں یا بزرگوں کے جانشین ہیں) (الی قولہ) اور نام رکھتے ہیں (سال تمام ہوئے پر جو ان کی وفات کا دن آتا اور یوم وصال کہلاتا ہے) اوس دن کا دن عرس کا (دولہن کے وصال کے دن کے محاورہ سے لیکر) اور اس دن کی رات کا شب بارعام نام رکھتے خیمے کھڑے کرتے ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے چند قسم کے گناہ کرنے کی ترجمہ تمام ہوا ناقل کہتاہے ؎

تیرے نقش قدم نے کردیا گلشن بیابان کو بنایا نقشہ فلو بریں کلیسے میدان کو

ایک مشہور رشدی کی زبان سے جسنے اوسی یوم عرس اور لیلۃ بارعام کے ایام میں سنا ہوگا اور سب فقہا کی تصریحات مودعہ ضمن کتابات میں مخفی نہ رہیگی ہر چند کہ یہ فتنے اوہام ہیں لا علاج ہیں اور دفع ہونے کی حقیقت بنا مگر دیندار کے لئے بدعتوں سے اپنے دین کو بچانا کچھ دشوار نہیں حق و باطل کی امتیاز کے اسباب بفضلہ تعالیٰ اٹھ ان سے اوٹھ نہیں گئے)

بعض رسائل میں **تلویح المرام** سے نقل کیا قال الشیخ الامام الاجل ابو حامد محمد [illegible] الشیرازی مایقع فی بلاد العجم من بسط الفرش وضرب الخیام عند مقبرۃ الاولیاء والکرام فالعوام یستمدون بھم ویخشعون ویتضرعون الیھم فرض مکروہ واما [illegible]

ترجمہ فرمایا شیخ امام اجل ابو صالح محمد بن ابراہیم سندھی نے جو عجم کے شہروں میں
فرش بچھانے اور خیمے کھڑے کرنے کا اولیاء کرام کے مقبرہ کے پاس رواج ہے اور عوام لوگ مانگتے ہیں
(اللہ سے) بوسیلہ انکے اور عاجزی کرتے گڑگڑاتے ہیں طرف انکی یہ سب مکروہ ہیں اور مکروہ بھی کونسا جو
قریب بہ زیادہ ہے طرف حرام کے ترجمہ تمام ہوا چونکہ یہ خود لینے مانگنا ان سے ہرگز نہیں جو شخص بالبداہت ہیں
بس بوسیلہ انکی مانگنا ہو یہ مختلف فیہ در متاخرین ہیں ان سب فرش بچھانا خیمہ مقابر کے پاس اسکی
کراہت میں کسیکو کلام نہیں۔ اگر کسی مہربان کو خلجان ہو کہ یہ صرف مجتہدین کے اجتہادی خیالات کا خاکہ
ہے جیسا کہ تقلیدیت کھٹا کھانے والونکو ہوا کرتا ہے تو ہم انکی مہمانی کے واسطے طبق نفیس سنت نبوی
اونکی روحی غذا کے لئے پیشکش کرتے ہیں عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علیّ فانّ صلوتکم
تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی وفی منتہی المقال ومعنی تجعلوا قبری عیدا امام
سبکی گفتہ کہ مراد ازان تخصیص وتعیین وقت است برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال
وقت زیارت است ویا مراد تشبیہ باعیاد است در اظہار زینت وکثرت واجتماع چنانکہ
در عید با مرسوم است۔ بلکہ باید کہ بزیارت در دعا وسلام اقتصار کند انتہی قال الامام الخطیب الحافظ
ابو بکر البغدادی لما کان یوم الفطر والنحر یعود کل سنۃ والناس یعودون الیہ اجتماعا
واجتماعا من الآفاق یسمی عید العود مرۃ بعد اخری فنہی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اُمّتہ عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماعہم لاقامۃ مراسم العید
کفعل اہل الکتاب ودیدنہم بقبور انبیائہم والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید

ل٥ مولانا عیسی بن قاسم سندھی نے تنبیہ المرام میں لکھا لا یجوز الاستعانۃ باہل القبور علیہم
یعنی استعانت جائز نہیں اہل قبور کے وسیلہ سے اور یہی مذہب جمہور کا اور غرائب فی تحقیق المذاہب کی عبارت
رای الامام ابو حنیفۃ من یاتی القبور لاہل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم
ویقول یا اہل القبور ہل لکم من خبر (الی قولہ) فسمع ابو حنیفۃ یقول ویخاطب بہم فقال
ہل اجابوک قال لا فقال لہ سحقا لک وتربت یداک کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون
جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرء وما انت بمسمع من فی القبور انتہی

تَزَيُّنًا وَاجْتِمَاعًا انتهى **ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہتے ہیں کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (یہ فرماتے ہوئے) نہ ٹھیراؤ اپنے گھروں کو قبریں[1] اور نہ ٹھیراؤ میری قبر کو عید۔ اور درود بھیجو مجھپر پس درود تمھارا پہنچتا مجھکو جہاں کہیں کہ ہوگے تم (ویاللہ) روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی نے اور منتہی المقال میں ہی معنی لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کے امام سبکی نے ایسے فرمائے ہیں کہ مراد اوس (قبر مکرم) کو شید ہونے کے خاص کرنا اور معین کرنا وقت کا ہے زیارت (شریف) کے لئے جیسا کہ خاص کر عید کے لئے ہوتا ہے بلکہ تمام سال وقت بے وقت زیادت کا ہے اور یا مراد مشابہ ہو جانا ہے ساتھ عیدوں کے زینت اور تجمل اور اکھٹے ہونے کے اظہار میں جیسا کہ عیدوں میں دستور ہے۔ بلکہ چاہئے کہ زیارت اور دعا اور سلام ہی اقتصار کریں انتہی (اور زیارت کرکے چلتے ہوویں عیدوں کا سا ایک وقتی جھمگٹ قبر مقدس پر نکریں)

فرمایا امام خطیب حافظ ابو بکر بغدادی نے یہ کہ عید کا دن عید الفطر اور عید قربانی کا ہر سال رجوع[2] کر کے لوٹتا ہے یعنی آتا ہے اور لوگ بھی چاروں طرف سے اسکی طرف لوٹتے ہیں متفق اور اکھٹے ہو کر[3] اسلئے نام رکھا گیا ان عیدوں کے دنوں کا عید اس دن کے لوٹ آنیکی وجہ سے ایکبار بعد دوسری بار کے تو منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امّت کو اپنی قبر بزرگ پر اکھٹے ہونے سے مثل اکھٹے ہونے اونکے کے واسطے قایم کرنے مراسم عید کے مثل فعل و عادت اہل کتاب کی اپنے انبیا کی قبروں کے ساتھ اور معنی لا تجعلوا قبری عیدا کے یہ ہیں کہ نہ ٹھیراؤ میری قبر کو مانند عید کی زینت دینے اور بناؤ کرنے اور اکھٹے ہونے کی راہ سے

ترجمہ تمام ہوا ہر دو امام کے بتلانے سے ہوتے ہر دو معنی پر حدیث کے سالانہ اجتماع کی قبروں میں برائی معلوم ہو چکی ہوتے ہوتے جس بات کے سالیانہ ہمیں عرس اولیا کی قبور پر جائز نہیں ہو سکتی ہیں اور یہ امام ابو بکر اور امام سبکی ایسے نہیں ہیں۔ کہ تم صحیح و صریح حدیث کے کھلے ہوتے یہ معنی بیان کر دینے میں جنکے قول کو وہابیت کی تہمت لگا کر ٹالدیا جاوے وہابیت سے ازبس ناراض مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنکی شان میں ہی ہے اپنی کتاب الامن والعلی کے یہ ارقام فرماتے ہیں امام علامہ سید سبکی

---

[1] یعنی اپنے گھروں کو برکت نماز سے محروم نرکہو نفل وغیرہ انمیں بھی پڑھ لیا کرو وہ گھر قبر نہیں ہے جو اوس میں نفل فرض کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے ۱۲

[2] جیسے عید الفطر کے لئے پہلی تاریخ شوال کی وقت چاشت کے اور عید الضحی یوم نحر دسویں شوال کی وقت چاشت کے ۱۲

[3] یعنی لوگ عید کے دن عیدگاہ میں غول کے غول آتے جاتے ہیں اور اکھٹے ہو کر فرض منصبی عید کے دن کا ادا کر کے ایک ساتھ ہی چلے جاتے ہیں اپنے اپنے گھروں کو +

نہیں یہانتک کہ میان نذیر حسین صاحب نے بھی مصدق فتوے میں انھیں بالاتفاق مجتہد مانا ہے اور مصداق اونکے مقابلہ میں وہ روایت جس میں سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیارت کے لئے تشریف لیجانا مذکور ہے جس روایت کی جرح سے تین طبقے اوپر کے خالی رہے اور جو تمہ نیچے ہیں وہ روایت آن بیچاری کیسے قابل صغا ہو سکتی ہے خصوصاً اوس صورت میں کہ حدیث لاتتخذوا قبری عیدا اور اس معنی کی اور دوسری طرق سے دوسری حدیثیں جن میں سے قدرے آئندہ بیان کرینگے ایمہ حدیث سلف وخلف میں محکم غیر منسوخ معمول بہا ٹھہر چکیں تو اون کو طریقہ بالعکس منہ دکھانے والی وہ روایت کیسے مخصص کر سکتی ہے جسپر یہ ایراد وارد ہے قال الامام ابن الھمام فی التحریر وبحر العلوم فی شرحہ اذا انفرد واحد بخبر قد شارکہ خلق کثیر بالاحساس وھو مما یتوفر الدواعی علی نقلہ ممن معہ فی احساسہ حتی یقطع بکذب الخبر قطعا خلافا للشیعۃ انتہی ترجمہ فرمایا امام ابن الہمام نے تحریر میں اور بحر العلوم نے شرح تحریر میں جبکہ اکیلا ہو جاوے کوئی ایسی خبر دینے میں جسکے دریافت کرنے میں باہم شریک ہوئی ہو خلق کثیر اور وہ خبر ایسی قسم کی ہو جسکی نقل پر دواعی بسیار ہوں اون میں سے جو اوس خبر دہندہ کے ساتھ تھے اوس خبر کے دریافت کرنے میں تو غایت ایسی خبر کی یہ ہے کہ بہت قطعا یعنی یقینا) ایسی خبر جھوٹی ہے اور اوس خبر کا دینے والا جھوٹا ہے خلاف ہے اسمیں شیعہ کا ترجمہ تمام ہوا۔ اب انصاف کیجئے اور سمجھ بوجھ سے کام لیجئے کہ شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر دے ایک شخص جو تھے طبقہ کا اوپر کے راویوں کا نام لیکر جس خبر کے جرح سے تین طبقے اوپر کے خالی اور نہ اہل قرون ثلاثہ کا تسبور تعارف ہی اس پر عمل ثابت اور نہ بطور روایت۔ اور وہ خبر بھی ایسی نہیں جسکو پردہ واستتار سے متعلق ہونے وہونے کی عید قبور شہدا پر تو صحابہ ایسی سنت کے تارک کیونکر ہو سکتے ہیں اور ہر شہید کی مختلف تاریخوں میں شہادت پانے والے کے شہید ہونے کے دن سے سال مراد ہو تب تو کیسے بعد دیگرے بہت سی عیدیں قبور شہدا کی جن کو آج عرس کہا جاتا ہے وقوع میں آئیں جنکو خلق کثیر دیکھتی حالانکہ اس خبر میں پہلے طبقہ کا صحابی تو کیا اس خبر ہی میں شریک ہو سکتا چوتھے طبقہ کا بھی کوئی شریک نہیں تو یہ خبر اور اس خبر کا دینے والا بھلا کیسے ہوئے اوپہکی عبارت سے تو جھوٹ اور یہاں تو خلاف شیعہ کا بھی کام نہیں آ سکتا اسلئے کہ یہ خبر ایسی نہیں جسکو تقیہ سے تعلق ہو اور کہدیا جاوے کہ بخوف خلفاء ثلاثہ اس کا اظہار نہ کر سکے اسلئے یہ روایت مخلصین شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے

سینہ بسینہ ہی چلی آتی رہی چوتھے طبقہ میں موقع پاکر اس کا ظہور ہوا - اور جبکہ بستان المحدثین میں خود حضرت
مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تصریح فرما چکے کہ چوتھے طبقہ کی حدیث نہ عملیات میں
لی جائیگی اور نہ معتقدات میں تو سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر تشریف لانے کے تذکرہ والی سے وہی چوتھے
طبقہ کی حدیث سے احتجاج کیسے فرمائینگے صرف ذکر کردینے سے احتجاج ہوجائیگا اور لاتجعلوا بیوتکم
قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا الحدیث جیسی نسائی سے اوپر منقول ہے ایسے ہی ابو داود نے [ص۱ ج۲] باسناد حسن
اور ابویعلی موصلی کی مسند کی دوسری اسناد کے ساتھ جس اسناد میں امام جعفر صادق کی اولاد میں سے جعفر ابن ابراہیم
امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اسطرح کہ آپنے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ ایک شگاف کی طرف سے جو قبر
مطہر کے پاس تھا آتا ہے - اور اوس کے اندر جاکر دعا مانگتا ہے - آپ نے اوسکو منع فرمایا اور کہا سنو میں
تمسے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو مینے اپنے باپ سے اور اونھوں نے دادا سے اور اونھوں نے رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گھروں کو قبریں اسواسطے کہ تمہارا سلام
جہاں میں ہو تم مجھے پہنچیگا [ص۲۱۹] - اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہے اور سعید بن
منصور نے سنن میں اپنی دوسری اسناد کے ساتھ ایسا ہی روایت کیا ہے مگر اوس میں سلام کی جگہہ درود ہے
اور پھر دوسری اسناد کے ساتھ .... کے آنیکے ذکر کو ویسا ہی روایت کیا
ہے جیسا اخیر حدیث کے یہ زیادہ ہے لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹھہرالیں انھوں نے اپنے انبیا
کی قبریں مسجدیں اور درود بھیجو مجھپر کہ تمہارا درود مجھکو پہونچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہ دونوں مرسل
حدیثیں ان دو مختلف صورتوں سے اصل حدیث کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں خصوصاً اوس صورت میں
کہ جسنے اوسکو مرسل کیا ہے وہی اوسکو اپنی حجت ٹھہراتا ہے - اس سے لازم آتا ہے کہ اوسکے نزدیک [ص۲۲۲]
حدیث ثابت ہے - اور یہ جب ہی کہ ان دو حدیثوں کے سوا کوئی اور روایت سند ہو بس یہاں دوسری حدیثیں
بھی انھیں الفاظ اور متقارب الفاظ کے ساتھ سندوار بھی بیان ہوچکیں تو پھر ثبوت کیسے نہوگا شیخ الاسلام
کہتے ہیں کہ دلالت حدیث کی وجہ یہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روے زمین کی
قبروں سے افضل ہے جب اوسی کو عید بنانے سے منع فرمادیا تو اوروں کی قبروں کو عید بنانا بدرجہ اولے
ممنوع ہوگا - یہ ماخوذ ہے ترجمہ اغاثہ سے مولانا [illegible] استادوں کے رہین دیکھئے - پس جبکہ
زمانہ پیکی اور اوسکی مد مقابل امام ابن قیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے ثابت بالاحادیث قبروں کی عید
عرس میلہ کی نہی سنوا چکے تو اونکے مخالفت آپکا [illegible] لائق نہیں - چہ جائیکہ عمل کرنیکے
لائق ہو -

باب قراءة القرآن للميت
مشروع طریق میت کے لئے قرآن خوانی اور قل و فاتحہ خوانی کا بیان

عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه قال قال لي ابي اللجلاج ابو خالد يا بني
اذا انا مت فالحدني فاذا وضعتني في لحدي فقل بسم الله وعلى ملة رسول الله ثم سن
علي التراب سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ذلك رواه الطبراني في المعجم الكبير و
اسناده صحيح **آثار السنن** حلبي ۲ قوله رواه الطبراني في الكبير قال حدثنا
الحسين بن اسحاق التستري قال حدثنا علي بن حجر ثنا مبشر بن اسماعيل حدثني
عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه فذكره قال الهيثمي في مجمع
الزوائد رجاله موثقون قلت وله شاهد من حديث عبد الله بن عمر قال سمعت النبي
صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره وليقرأ
عند رأسه بفاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة رواه البيهقي في شعب الايمان
وقال والصحيح انه موقوف عليه قلت وفي الباب روايات اخر قال السيوطي
في شرح الصدور واخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات
لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرؤون له القرآن واخرج ابو محمد السمرقندي في فضائل
قل هو الله احد عن علي من مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد احدى عشرة مرة ثم
وهب اجره للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن علي
الزنجاني في فوائده عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال
اللهم اني جعلت ما قرأت من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا
شفعاء له الى الله تعالى واخرج القاضي ابو بكر بن عبد الباقي الانصاري في مشيخته
عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي خرجت ليلة الى مقابر مكة فوضعت رأسي على
قبر فنمت فرأيت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن رجل
من اخواننا قرأ قل هو الله احد وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة واخرج
عبد العزيز صاحب الخلال بسنده عن انس ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم قال من دخل المقابر فقرأ يس خفف الله عنهم وكان

لہ شواہد من فیہا حسان قال السیوطی ہذہ ان کانت ضعیفۃ لکن مجموعہا یدل
ان لذلک اصلا ۔ التعلیق الحسن صفحہ ۲۶ ، بحث اسانید ترجمہ روایات الباب کا یہ ہے
فرمایا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اے میرے بیٹو جب میں مرجاؤں تو بغلی قبر کھودنا میری پس جب
رکھنے مجھکو میری قبر میں تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ پھر مجھپر مٹی چڑھا دینا پھر پڑھنا
میرے سر کے پاس فاتحۃ البقرۃ (یعنی الٓمّٓ سے مفلحون تک) اور خاتمہ اوس کا (یعنی
آمن الرسول سے ختم سورہ تک) پس بیشبہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا
اسکو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں ۔ اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے نیموی دوسری
اسناد نقل [illegible] بعد ذکر کرکے اس حدیث کا کہتے ہیں کہا حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں رجال
اس اسناد کے ثقہ کہے گئے ہیں اور واسطے اوس کے شاہد ہے حدیث عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالے
عنہما) سے ابن عمر فرماتے ہیں سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جب مرے کوئی
تمھارا تو نہ روکو اوس کو اور جلد لیجاؤ اوسکو اوسکی قبر کی طرف اور چاہئے کہ پڑھے پاس سر میت کے فاتحۃ
البقر اور اوس کے پاؤں کے پاس خاتمہ بقر کا ۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں
اور کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے[سلہ] ابن عمر پر اور کہا ہونیں (دیکھو) اس باب میں روایتیں اور بھی ہیں ۔
فرمایا سیوطی نے شرح الصدور میں روایت کی خلال نے جامع میں شعبی سے ۔ کہا جب ہو جاتی انصار
میں کوئی میت مختلف ہو جاتے اوسکی قبر کے (چاروں طرف) اور پڑھتے اوس میت کے لئے قرآن اور روایت
کیا ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا روایت
جو گذرے قبرستان میں پڑھے قل ہو اللہ احد ۰ گیارہ مرتبہ پھر بخشے ثواب اُس کا مردوں کو دیا جاتا
اجر بشمار مُردوں کے اور روایت کی ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرۃ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو داخل ہووے قبرستان میں پھر پڑھے فاتحۃ الکتاب
(یعنی الحمد شریف) اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۰ اور اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پھر کہے اے میرے اللہ
بخشا میں نے ثواب اوس کا جو پڑھا تیرا کلام قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو وہ شفیع ہوں گے اُسکے
اللہ کے پاس اور روایت کی قاضی ابو بکر بن عبد الباقی نے اپنی مشیخت میں سلمہ بن عبید سے
کہا حماد مکی نے نکلا میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف تو ایک قبر پر سر رکھکر سو گیا تو دیکھا میں نے

سلہ اور اس باب میں موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہے ۔ اور یہ مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کی گئی ہے ۱۲

(خواب) میں مردوں کو حلقے باندھے ہوئے پس کہا میں نے کیا قیامت قایم ہوگئی بولے نہیں ولیکن ایک مرد ہمارے بھائیوں میں سے قل ہو اللہ پڑھکر ثواب بخشگیا تھا ہمکو پس ہم بانٹ رہے ہیں اوس کو ایک سال سے - اور روایت کی عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو داخل ہووے قبرستان میں پس پڑھے یٰسٓ ہلکا کردیگا اللہ اونسے اور ملینگی اوسکو بشمار اونکی جو قبروں میں ہیں نیکیاں فرمایا سیوطی نے یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعہ اون کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکی کچھ اصل ہے - ترجمہ تمام ہوا فرمان نبوی سے فاتحہ خوانی کی یہ ہیئت ثابت ہوئی کہ اوقت زیارت جدا واسطے وظیفہ مسنونہ سلام) سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے - پھر انکے پڑھنے کے بعد دعا مانگے کہ اے اللہ میرے بخشا میں نے ثواب اسکا قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو) اب آپ کی بتلائی اس صورت کو جو یوں متغیر کرے کہ قل فاتحہ کو بھی دعا کی ہیئت میں ہی داخل کر لے تو وہ تعلیم نبوی میں اصلاح کرتا ہے اور جو محل آپ نے قل و فاتحہ خوانی کا بلا انعقاد مجلس فاتحہ خوانی تعلیم علی صنعت الروایہ فرمایا ہے اوسکو بے محل اور متغیر الہیئۃ کیئے دیتا ہو - غرض کی بھیتوں اور اموات کی فاتحہ خوانی کی نسبت جو ہمارے زمانہ کے علما میں اختلاف اور نزاع ہے بعض مجوزین نے اوہن عوام کو اذہب پر لگا چھوڑا ہے کہ یہ لوگ اموات کی خیرخواہی میں کوتاہی کراتے ہیں - پس ہر مصنف ہذا ترسل جو اپنے دین کو عذر یہودیت و نصرانیت سے بچانے میں اپنے دین کی خیر سمجھتا ہے امور ذیل میں وہ غور کرکے حق خالص اور طریق صواب کو قبول کرے - مثلاً مانعین بدعت مردوں کی قل و فاتحہ خوانی و قرآن خوانی کا وہ طریق بتلاتے ہیں جو آثار السنن وغیرہ کی حدیثوں سے اضار صحابہ کے برتاؤ سے ثابت ہے - پس جو لوگ بہ محل قرآن خوانی فاتحہ خوانی مشروع طور پر بتلاتے ہیں پیمبر کی تابعداری غلامی پر لگاتے ہیں اُسکو تو اس خیرخواہی اور امداد اموات کا منکر بنایا جاوے - اور جو نئے طریق اپنی ایجاد کی اس فاتحہ خوانی قرآن خوانی میں وا ہی کرین صحابہ کے خلاف اماموں کے خلاف گو یا بزبان حال یہ کہیں کہ پیمبر کے سیکڑوں طریقے اور دستور جاری ہیں تو دو چار ہمارے بھی سہی وہ دینی وضع کے متغیر کرنیوالے خیرخواہ اموات بن بیٹھیں ایسے ہی میت کی بھیتیاں جو زمان جاہلیت میں پابندی تواریخ بطور دستور مروج تھیں - عرب اور عجم کے کفار و مشرکین میں اور شارع نے اونکو مٹا کر کسی دوسری جا سیکھو نہیں اون بھیتوں کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی میں کسی تاریخ کا مقید نہیں کیا بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے میت کے کھانے کی طرف کھانے والوں کی چشم انتظار و بند اسف دلی

لگے رہنے کو مقصود شرع کے خلاف سمجھکر ایسے کھانوں اور اغتیوں سے میت کی منع فرمایا تو اتنی وہی تعینات
بہ پابندی تواریخ مروج کرنا حضور کے سنائے ہوئے کو زندہ کرکے پیمبر کا مقابلہ کرنا اور اماموں اور
پیشواؤں سے نرالی چال چلنا ہے اور کھائی ہوئی بھاجیوں کا بیچارے مردوں کے بہانہ بدلا دینا
مُردوں کو دھوکا دینا ہے اور اس کا نام مُردوں کی خیر خواہی رکھنا ایسا ہے جیسا کوئی بیحیا کا نام
حیادار اور بیوفا کا نام وفادار رکھے - افسوس جن نا مشروع پابندیوں میں یتیموں کے حق تلف ہوں
اون کے مال وجھوں میں بھرے جائیں وہ دینی وضع بتلائی جائیں - قل ہو اللہ کا ثواب تہائی قرآن
کی برابر الحمد للہ افضل الدعا بموجب حدیث ترمذی مُردوں زندوں سب کو نافع اسکی ایسی ضرورت
کہ اوس بغیر کوئی رکعت نہو دونوں کے فضائل کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں وہ کونسا مسلمان ہے
جس کو انسے انکار ہو کلام بے محل پڑھنے میں ہے نہ بر محل میں یہ لوگ قرآن و حدیث کے معنی اپنے من
ماتور کے مکلف پیشواؤں کے مقابلہ میں احادیث معجزات سے آزادانہ استدلال کرتے ہیں جیسے یہ لوگ
خود رائی سے نرالا مقصد ثابت کرنے لگتے ہیں ہم اونسے کم ہی مثال کے طور پر آپ کو دکھاتے ہیں موجب
حدیث مذکور جب الحمد شریف افضل دعا ہوئی اور بموجب حدیث صحیح اکثروا الدعاء فی السجود
فقمن ان یستجاب لکم کثرت سے سجدہ میں دعا کرنیکا حکم اور مقبولیت کا وعدہ ہے پس اس سے تو
فاتحہ خوانی سجدہ میں بلا تکلف ثابت ہوئی مگر تمام سلف اور خلف سے نرالی رہی لہذا کوئی اسکا قائل
عامل نہیں پس طعام اموات پر دعا کرنیکی حدیثوں کو لے دوڑنا وہ خرابی لائیگا جسکا ذکر آتا ہے
ہمارے زمانہ کے بعض فضلاء بدایوں نے رسم فاتحہ کی مجموعی ہیئت کو ایک طریقہ رقیہ
کا ٹھہراکر جواز کی طرف اشارت یا صراحت فرمائی تھی - اور فی الواقع اگر اس میں کوئی دوسرا مانع ہو تو
رقیہ میں تجربہ بحجت ہی لامحالہ جسکو اس عمل سے نفع ہوسکا اوس کو جائز اور مباح ہوگا مگر یہ بات بنتی نہیں
اسلیے کہ جب کھانے اور اس قل و فاتحہ وغیرہ کی تلاوت کا احیا اور اموات کو ثواب پہنچایا جاتا ہے تب تو
یہ تلاوت وغیرہ عبادت بدنی اور مالی کی معجون مرکب ہوئی اور اصل عبادت خصوصاً بدنیہ میں بموجب
تصریح امام غزالی و علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بدعت حسنہ نہیں ہوتی مگر سیئہ اور بموجب عبارت مجموعہ
فتاوی لکھنوی وغیرہ ایسی سے تو وہی مشروع ہوگا جسکو شرع مشروع رکھے اسکو براءت
و اباحت اصلیہ سے مشروع نہیں بتا سکتے اور اصل عادات میں یہ ہے کہ اون میں سے کوئی چیز ممنوع
نہ ٹھہریگی جب تک کہ شرع منع نہ فرمائے تفصیل ادلہ شرع اور بسط کے ساتھ اس مسئلہ کو ہمارے
شیخ نے اپنی کتاب انقاذ الحیرات عن رائحۃ البدعات اور تنزیہ المعجزات عن طبقۃ المحدثات

مین بیان فرمادیا ہے ۔ اور کتب مبسوط فقہیہ و اصولیہ مین ہمارے فقہاء اور اصولیون نے اسکو کہولکر مبرہن و مدلل کردیا ہے ۔ حال کی تالیفات مین صحیحین وغیرہا کی احادیث کے یہ پشتر الفاظ نقل کرکے دلیل جواز و استحباب فاتحہ مرسومہ مین پیش کئے جاتے ہین وضع یدہ علی تلک الحیسۃ و تکلم بما شاء اللہ الحدیث اور اخرجت لہ عجینا فبصق فیہ وبارک ثم عاد الی برمتنا فبصق فیہ وبارک الحدیث و امثال ذلک یہ حدیثین ابواب معجزات کی ہین جنکا مختص نبوت ہونا ایسا امر نہین جو مسلمانون کے عوام او رخواص پر پوشیدہ ہو اور منشاء اعتراض یہ کہ اگر ما لیدہ پر دست مبارک رکہکر جو اللہ تعالے نے چاہا پڑہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا گندہے آٹے مین آب دہن مبارک ڈالکر دعاء برکت فرمانا پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوکر گوشت مین بھی آب دہن مبارک ڈالکر برکت کی دعا فرمانا اگر آپ سے خصوصیت نہین رکھتا بلکہ یہ طرز طریقہ مسلوکہ فی الدین بنانے امت کے برتنے کو تھا تب تو ان خصوص صریحہ پر صحابہ کرام اور اہل سنت عظام کے دلدادگان وائمہ مجتہدین نے ضرور اسپر عمل کیا ہوتا بلکہ اسکو دستور العمل ٹھہرایا ہوتا سب جانتے ہین کہ اس مین سطے ہوتے ہین ۔ مجوزین فاتحہ مرسومہ اسکو نقل فرمائین اور اسمین کوئی نص صحیح و ضعیف ملیگی نہین تو اسباب معجزات کی نقالی پر جمیع خیر ابد ہا کو آمادہ نہ فرمائین اب معجزات رسالت پناہی کوئی رفیع الشان چیز ہے اور پھر اسمین خود ہی رافع نزاع موجود ہے اول حدیث کے اخیر مین ثم یدعو لعشرۃ عشرۃ وقال اذکروا اسم اللہ فیاکل کل رجل مما یلیہ موجود ہے جسکا کھلا ہوا ترجمہ یہ ہے پھر آپ دس دس (صحابہ) کو بلاکر فرماتے رہے کہ بسم اللہ کرکے کھاتے ہر فرد اوس طرف سے جو اسکے متصل ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا اپنے لائق کام آپنے کیا صحابہ کے لایق جو کام تھا صحابہ نے کیا اللہ سبحانہ کے سزاوار جو کام تھا وہ اللہ نے کیا کہ ایک پیالہ بھر مالیدہ سے تین سو صحابہ نے شکم سیر ہوکر کھایا اور بچ رہا وہ بھی اتنا تھا جتنا حضرت انس لاتے تھے بلکہ اور زیادہ ہوجانے کا گمان ہوتا تھا ۔ یہ خود اسی حدیث کا بیان ہے نہ کسی کی اپنی تاویل اگر مالیدہ پر ہاتھ رکھکر کچھ پڑھنا آٹے اور گوشت مین تھوک کر دعاء برکت کرنا وغیرہ کی غرض سے ہوتا تو سب سے پہلے صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین ائمہ مجتہدین ایسی سنت کو کیسے ترک کرسکتے اور جب مجتہدین شان ما نگر کسی نے بھی اسکی نقالی نہ ہاتھ رکھکر مالیدہ پر کچھ نہین پڑھا نہ کھانے مین تھوک کر کسی نے دعاء برکت کرنا طریقہ مسلوکہ فی الدین ٹھہرایا تو انکے بعد پیدا ہوا دین کب باصل ہوسکتا ہے بعض فضلاے مرادآباد نے جو یہ فرمایا کہ اگر اس حدیث کے بموجب دعاء برکت کرنا سنت ٹھہریگا تو کھانے مین تھوکنا اوس سے پہلے سنت ہوگا اسلئے کہ دعاے برکت سے پہلے

حدیث مذکور میں تھوکنے کا ذکر ہی اسپر صاحب عقیقیان نے نہایت سختی سے کام لیا اور تھوکنے کے طاق
کوئی ہیں بلکہ نفس تھوکنے پر انکار فرما کر لکھا کہ تھوکنے کا ذکر نہیں بلکہ آپ دہن مبارک ڈالنے کا ذکر ہے
اسپر ظاہر حق کی عبارت پیش کی مگر سب ہیچ حضور کی طرف نسبت کرتے ہیں آب دہن تفل ہمارے
پر اکتفا کرنا نہایت ادب کے لیے ہے اوسکا ترجمہ اگر ہندی میں کیا جاوے تو تھوکنا ہی کیا جاتا ہے حضرت نے
مرقوم ہے البصاق والبزاق واحد اور مولف الوارسا طعہ مجوز رسم فاتحہ مولوی عبدالسمیع کی حمد بار ثنا
ہے پھوک کو کہتے بزاق اور ریق رال ہو ہے تو کار آروغ سے منہ کا اچھال ؛ اس سے وہی ثابت ہوا
جو صاحب اتباع السنتہ نے فرمایا تھا۔ اعتراض مذکور کی جان نکال دی بر سنے دین کی بڑے بغیر سکے
خلاصہ کلام یہ کہ فاتحہ خوانی قل اور سورہ تکاثر کی ثواب رسانی کا طریقہ وہی جو آثار السنن اور اسکی
شرح کی روایتوں سے گذرا نہ وہ جو اپنے اوپر ہے

کو سے جاناں سے خاک لائینگے ہم اپنا کعبہ جدا بنا ئینگے

کما الزام پر ہنسے مرد کے انتہی۔ مختصراً ملتقطا والبسط فی الکتابین المذکورین ۔چونکہ عادت بنا
ہوتے صحابہ کرام کے برتے ہوتے طریقہ اہل قبور کی ثواب رسانی کے لیے قل و فاتحہ خوانی میں
محض لوجہ اللہ ہی شان ہے اسکے معاوضہ میں کھانا دن ماومت کا ڈول نہیں لہذا نفس نے کوشش
کوبھی نے اس فاتحہ خوانی کو رو رکھا جبکہ آنحضرت سلوک کرنے کی فاتحہ خوانی کا ڈھب نکالا یا کھانا
شیر برنج شیرنی وغیرہ لذیذ کھانے سامنے رکھوا کر دل خوش کر لی فاتحہ خوانی مشروع کی صورت ہی
بدل لی سامنے کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کھانے پر اٹھاتے ہوتے فاتحہ خوانی ہو رہی ہے
کل کا ادھار نہیں بلکہ لمحہ بھر دیر کرنے کے لیے قرار نہیں اکثر تو بصورت المعروف کا مشروط ہی ہے
شاید کسی نیک بخت کی اور کچھ نیک نیتی ہو واللہ اعلم

	کر گئے قوموں قبیلوں کو ہضم	جنگ داحس بکر و تغلب کی قتال	

جنگ جاہلیت تھی اسم باسمے تھی بکر و تغلب دو قبیلوں میں بیالیس برس جنگ برپا رہی طرفین کے
ستر ہزار آدمی تیر کی انی اور تلوار کی دھار کے پار اوتر گئے سبب اس کا یہ تھا کہ اونٹ نے کھیت کھا لیا تھا
کھیت والی عورت نے اوس اونٹ کو مارا۔ اونٹ والے نے اوس عورت کی پستان کاٹ ڈالی
جسپر طرفین کے قبیلے لڑ مرے ایسے ہی گھوڑا بدکانے پر لڑائی شروع ہو کر طرفین کے قبیلوں میں
ساٹھ برس جنگ برپا رہی قبیلے کے قبیلے ختم کر گئی۔ جب اسلام نے عرب کی زمین پر قدم رکھا
تب اس جنگ کی آتش بجھی۔ سیر و تواریخ میں یہ اور اس قسم کے اور بہت سے قتال عرب کے

مذکور ہین جنکی بنا محض جہالت پر تھی۔

بت پرستی کا سبب ہے اور بھی	بت کی آواز سے شیطان رجیم	بولتا ہی بتایں احمق بت کا بول	اونکی دانا کہوین ہے روحانی دم
	آسمانکی ہاتف سے ربح جاوید کا	جبلی ہی تاثیر سے خلقت کا دم	

عزیٰ کی جھنڈیہ کے سامنے دانت بجلانے کی حدیث اوپر گذری اور دلایل ابونعیم کی روایت سے سواع بت کے اندر سے آواز آنا کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہیں اور اسپر ایک شخص ظالم نام کا مسلمان ہونا پھر اون کا نام راشد رکھا جانا اوپر منقول ہوا باقی کتب سیر و تواریخ سے چند روایتین امام ابن القیم نے اغاثہ مین نقل کی ہیں جنسے بعض بتون اور آتشکدہون کے اندر سے شیطان کی آواز کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کی روایت سے ہبل کے اندر سے ایسی بلا کی آواز آنا حصہ دویم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اغاثہ میں یہ بھی مذکور ہی کہ کواکب پرستون میں کے سمجھدار لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ارواح کواکب کی ان کو بتون میں بول رہی ہے اور ان کے ناسمجھون کا یہ خیال ہی کہ بت ہی بول رہے ہیں۔

مندر وسنی جسکی تھا عالم سیاہ	تھی مکان اونکی بت ہا اونکی خدم	جنمین سے تھا اصفہان میں مکان	تین صنعا مین جنمین تھے صنم
جنکی ہر رو میں تصویر تھی	حضرت عثمان نے وہ توڑی صنم	شہر فرغانہ مین عجب روپ کا	معتصم بالله نے توڑا صنم
جو بنایا تھا شہ قابوس نے	سب سے بڑھکر ہمیں ہے سندھ دہرم	کچھ بھر ہی خاص اندہیارا نہ تھا	کفر نے کالا کیا تھا کل عجم

یہ مضمون اغاثۃ اللہفان اور چند کتب سیر و تواریخ کی روایتوں کا ہی۔ اصفہان ملک فارس میں نہایت آباد شہر ہے عمارتیں اوسکی عجیب آب وہوا نہایت عمدہ اور صنعا تخت گاہ ہے ملک یمن کا ابرہہ بادشاہ صوبہ حبش کا یہیں گذرا ہے۔ اصفہان کے ایک بتخانہ میں اور صنعا کے تین مندروں میں زہرہ ناچنے گانے والی کی نہایت خوبصورت تصویریں تھیں جن مندروں اور اون مندروں کے اندر کی مورتوں کا توڑنا ماشاء اللہ سبحانہ نے حضرت سیدنا عثمان خلیفہ سویم کے دم قدم کی برکت سے آسان کیا اس شہر فرغانہ مین سورج کی مورت بنی تھی جسکے ہاتھ میں ایک جواہر آگ کی مانند روشن و تابان تھا جسکو معتصم باللہ نے مٹایا۔

سندھ کے گنج سے بھی زیادہ	ہر حصہ مین ہو کھوے گئے ہم	سب سے تھا مندر کا بت ہے بڑا	تھا ہیولی اس کل کا جسمین صنم
ڈہالی سونی کی تھی زنجیریں	بیچ رہا تھا جسمین تھا وسدہم	بوشنا محمود نے توڑا تھے	آئینہ میں دیکھ لو ایسا رقم
بیچ سے اوسکی تھی لادہ ہزار	بڑی ایک صندوق تھی یہ رقم	دمامنہ مین تہلیل ایستادہ	بخت عیسی کی پڑا ہے درہم

چمکتی سونے کی زنجیر اور گھنٹے کا ذکر تقویم میں خواہش مذمت تاریخ آئینہ نما نے کیا ہے باقی

مضمون اغاثہ کی روایتوں کا ہی - آریہ گزٹ ہندو فارس دبائل وغیرہ تجھ کا سب ایک صفت بعض
امور عملی واعتقادی مجھ مختلف ہیں پس سیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تبشیر [illegible]
میں آنا ضرور نہیں تجھ الہیہ کا مزدود اور مزدور پیغمبر پورا کردیا گویا سب پہلو آکر دیا ہے

ویدیا صحیح کا ہو [illegible]	تین سو سے زیادہ فرقے ہیں ہنود	

پرچہ ہماسبھا جارجیرة الہ آباد میں یہ عذر پیش کرتا کہ وید کے رشیوں کو تجربہ سے معلوم تھا کہ سب لوگ ایک دستور کے پابند نہیں ہوسکتی - اس لئے جیسا جس فرقہ کا اعتقاد اور دستور تھا اوس پر صادر کردیا تاکہ اپنے اپنے خیال پر ہر گروہ منزل مقصود کو پہنچے - اسی واسطے ویدوں میں برنا دو خیالات، واعتقادات متضادہ کا بیان پایا جاتا ہے انتہی محصلاً عقلا کے نزدیک یہ عذر بتر از گناہ ہے جسمانی و روحانی امراض میں ہماری تلو شخص بے ہار کردیا دیدہ و دانستہ اونکو ہلاکت میں ڈالنا ہے واضع قانون جو چور کو چوری زانی کو زنا کی قاتل کو قتل کی تعلیم دیکر خود مرتکب اشتمام ذات کا ٹھہریگا -

ویدوں کے مضامین کی تتبع کرنے والا یہ رائے قایم کرسکتا ہے کہ کثرت فرقوں کی ہنود وہ ہرپ وید کی روشنی ماند پڑنے یا تحریف ہوجانے سے سکی سری کرشن جی کو بھی شکایت ہے اور امتداد زمانہ رسم و رواج کے پرانے پڑجانے کی وجہ سے مختلف صورتوں کے استعمالات پیدا ہوجانے [illegible] ہی نہیں بلکہ گیت کبھی [illegible] وقت ہی کہنے والوں کو [illegible] خیالات اور [illegible] کی مراعات یہ تفرق [illegible] کرلاتی ہیں [illegible] یورپین محققین کی تحقیقات بھی اس رائے کی تائید کرتی ہے ہمیں ہمارے مہربان آریوں کا وید کی نسبت دوں کی لینا اور وید کو توحید کا معلم اور ترقی کا دشمن بنانا [illegible] نہیں [illegible] وید ادھیا الیس منتر ۹

اندھم تمہ پرویشنتی [illegible] سمبھوتی مپاستے ✦ تتو بھوئے ایو تے تمو [illegible]

ترجمہ گہرے اندھیرے میں پڑتے ہیں جو غیر مادی چیزوں کو نہیں پوجتا اس سے بھی زیادہ اندھیرے دوزخ میں جاتے ہیں جو کہ اشیائے مادی [illegible] اشیا کو نہیں پوجتے وہ گہرے سے گہرے اندھیرے میں دوزخ کے جاتے ہیں [illegible]

وید کی اس دعا نے بت پرستی مورتی پوجن ظہورات طبیعی کی پرستش کا جو بازار گرم کر رکھا ہے [illegible] عملی اوسکی خود تصدیق کرتی ہے [illegible] متھرا [illegible] ہندوستان کے [illegible] بہت [illegible] اور بت پرستی کی [illegible] لئے یہ [illegible]

جیسا خیال ہوا اوس کو اوسی میں رہا ہے صحیح ہو یا [illegible] مذکور [illegible] تعالیٰ [illegible] بلکہ
مادی وغیر مادی مخلوقات کی پیدا ہونا [illegible] آیت [illegible] ہیں
وہ ہرا سے استحکام کو دھکا نہیں لگ سکتی یہ چیزیں اپنی ازلی اہمیت کی [illegible] سے زیادہ وقعت
نہیں رکھتی آئندہ وید منتروں کے ترجموں میں دیانندجی کا یہ [illegible] سورج اور ہوا کے پیدا ہونے اور سر پر
بخشنے علم و دولت وغیرہ دینے میں دکھائی دیتے ہیں ۔۔

صفات نا اہل جہل سے جو
جو گیان دیتا اوسکو [illegible]
کہو سورج و نیا [illegible]

آگ کو کہہ کو کہا خالق ہم
چاند تاروں کو کہہ [illegible]
[illegible] اوسکی بنا یا کب ہم

[illegible]
[illegible] سب کی [illegible]
[illegible] جو [illegible]

کیا عجب ہے غور یہ کرتے [illegible]
جب [illegible] رکھا ہم
[illegible] کی ہم

[illegible] اور [illegible] دیکھو پرمیشور سے انکی پیدا ہونے کا بیان ہے ۔ پھر آگنی
کا دو بار پرمیشور [illegible] پرمیشور سے جدا ہونا اور انکی [illegible] کا مشورہ دینا پھر پرمیشور کا
پچھتا کر اپنی ہتھیلیاں افسوس میں ملنا اور ان سے دو بار دودھ نکلا کر اگنی پیدا کر اگنی کو فرو کرنا اور آگنی پر
دودھ چڑھ جیسے سورج اور ہوا کا پیدا ہو کر مو الید ثلاثہ کو پیدا کرنا مذکور ہے ۔ مگر [illegible] سکت کے [illegible] ہم منتر

منتر اور بھی نقل کرینگے یہ سما چار [illegible] (۲) برہمن [illegible] بہت پاپ راجہ کرتا اور [illegible] سے پیدا ہوئے
بدھیا ہم شودر [illegible] (۳) [illegible] شودر [illegible] پیدا ہوئے [illegible] کہا اکر آتا

ترجمہ (۲) برہمن اوس پرمیشور کے [illegible] سے پیدا ہوئے ۔ اور [illegible] راجہ پیدا ہوئے اور رانوں
اوسکی کسان ہوئے ۔ اور دونوں پاؤں سے خدمتگار پیدا ہوئے (۳) [illegible] دل سے پیدا ہوا اور اوسکی
آنکھوں سے سورج پیدا ہوا اور [illegible] آسمان اور [illegible] پیدا ہوا اور [illegible] کے سانس سے ہوا پیدا ہوئی اور
چہرہ سے اوسکے آگ پیدا ہوئی [illegible]) [illegible] معلوم ہوا [illegible] منتر کو پرمیشر سے
جزئیت کا [illegible] ہے [illegible] مادی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] قوی سورج
کو باپ اور خالق مو الید ثلاثہ اور خدا مانتے چلے آتے ہیں ۔ ارسطو نے اس سورج کو بے داغ بے نقص
مانا ہے ۔ پھر اوسی ملک عدم میں دوربین کی مدد سے پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ سورج ثابت کرتے

ف اس منتر میں جو الفاظ سنسکرت وارد ہوئے ہیں [illegible] اردو [illegible] سے [illegible] سی ہو
جاتے ۔ [illegible] کو [illegible] ہیں ۔ [illegible] کو باہت کہتے ہیں ۔ راجنیہ راجپوت ۔ برہمن معلوم [illegible] معلوم [illegible] سب کہتے ہیں
[illegible] ان قوموں کے [illegible] پرمیشور کے اعضاء سے [illegible] پیدا ہوتے ہیں ۔ پیدا کرنے والا کیا [illegible] ہے ۔۔

سے نکلتے ہیں اسکے [illegible] یعنی سورج ہی چاند کی جگہ بعض فلاسفر بڑے بڑے سورجوں کے گرد
گھومتے [illegible] جیسے [illegible] اس سورج سے ہزار [illegible] تھا اور یہ سورج بھی چاند کی طرح واعتدار
ظاہر اور کسی [illegible] کے گرد [illegible] گھوم رہا ہے ۲۴ روز میں اس کا ایک دورہ ختم ہوتا ہے - اب تو اسکی
نداق [illegible] کا الزام ہو گیا یہ خلاصہ ہے بالوصف فی تقریر پر [illegible] کا غیر سورجوں کی تحقیقات میں اقوام
[illegible] ناروں [illegible] واضح کیا وغیرہ کی [illegible] کہ یہ غلطی تو کھل گئی - اور وید ون اپنشدوں وغیرہ
دہرم پستکوں اور [illegible] سورج ناراینوں کی کرامات پرستی عناصر پرستی کرانا تھا سارا بھوت گیا اور اپنے استاد
افلاطون سے [illegible] والے ارسطو کی فلسفیت کی باتیں اور غور کریں تو کھل گئیں سورج کو ہمیشہ
[illegible] دل بہلانے کا ڈھونڈا ٹوٹ گیا کہ اس واعتدار کی مثل اور اس سے
بڑھ کر گردش [illegible] کرتا اور بہت سے سورج خدائی خدمتگار بندے مجبور و ناچار مخلوقات ہو گئے اور یہ بھی
سیلے کہا کہ چیونٹی اور ہاتھی تک کو تو یہ اختیار کہ بلا پابندی جدہر چاہے چلی جائے - اور سورج کو
یہ مجبوری کہ اپنی معمولی گردش رفتار سے باختیار خود تل بھر بھی تجاوز کر سکتا کہو تو اکھا و دکھن
سمت کو سیدھا جانے کیلئے [illegible] کو دیکھا ہے بحکم سخر لکم الشمس والقمر الایہ ہماری خدمت پر
مامور ہیلا یہ خادم ہیں مخدوم [illegible] - یہاں ایک امر اور قابل گذارش ہے وید میں اگرچہ ادیتیہ
اور سورج نام سے کئی دیوتا بیان ہوتے ہیں - مگر یہ کرہ سورج ایک ہی بیان ہوا ہے - حالانکہ اپنے معبودوں
سورج نارائنوں کی تلاش اور بحث اوس کا موضوع اور وظیفہ تھا اوس سے وید سب زبان اور اون کا
سراغ لگانا تو [illegible] دوربین سے حالانکہ [illegible] ملک [illegible] کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نجوم
[illegible] علم نجوم اپنی کتب میں علاوہ سات سیاروں کے دو سیارے اور بتلا گئے تھے سو ہی دوربین
ایجاد ہونے پر وہ دونوں [illegible] دوربین میں دیکھے گئے - مگر حیف دہرم پستکوں کو سورجوں
اور چاندوں کی کثرت کا کوئی پتا بھی دکھائی نہیں دیا کتب سماویہ علم ہیئت کی کتابیں نہیں اس
کثرت کا اظہار اون کا وظیفہ اور ذمہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایک عالم سورج ایک ہی بتلا رہا ہو -
اور اوسکی کثرت کا اظہار موقوف علیہ کسی ضروری امر کا ضروریات دین سے بھی نہیں پس خواہ مخواہ اس
کثرت کے اظہار آسمانی کتاب کو آلودہ بنانا حکمت کے خلاف ہے - اسیواسطے قرآن کریم کی متواتر
قراتوں میں اس کا نام تک نہیں لیا - اندر باب کشوف اولیاء اللہ نے بھی اسکو اسی طرح
پردہ دیا جیسے بوستان میں - [illegible] پیکر چو [illegible] جو خورشید و مہ از سہ دیگر بری
اور ایسے ہی عارف رومی نے مثنوی شریف میں افادہ فرمایا کہ سورج کی مثل [illegible]

مین نہیں[سلہ] تو ذہن میں تو اوسکی مثل تصور کرسکتا ہے۔ مگر اللہ سبحانہ کی شل جیسے خارج مین نہین ایسے ہی ذہن میں بھی متصور نہین۔

گر قربان جائیے قرآن مجید کے اس کثرت کا بیان جن کا وظیفہ تہا اور ان سے انکا اظہار رہنا اہل بصیرت پر اون کا نقص ظاہر کرنے کے لئے قرأت غیر متواترہ میں اس کا اظہار فرما دیا پڑھو تو سورۃ الفرقان کے حمزہ اور علی کی قرأت میں سُرُجًا بصیغہ جمع سورجونکی کثرت کا اور چونکہ ہر سیارہ اول میں جلتا ہوا کرتا ہے اور پھر ٹھنڈا ہو کر دہی اسپی تو سرجاند سا ہو جاتا ہے باین وجہ چاند سورج ابتداءً ایک ہوا اس کثرت میں چاندونکی کثرت بھی آگئی عدا قمر کی جمع لانے کی ضرورت نہ رہی اور جو اسکی بھی جمع بغیر سیر کی ہو تو اعمش وغیرہ دو قاریوں کی قرأت میں قمرًا بھی بصیغہ جمع آیا ہے جسکو امام رازی نے تفسیر کبیر مین قمر کی جمع ٹھہرا کر چاندنی راتونکی کثرت کی تاویل سے ٹھکانے لگایا اور معترضون کے اعتراض سے آیت کو بچایا ہے اور ایسے ہی سورجون کی کثرت مین یہ تاویل کی ہے کہ بڑے بڑے تاروں کو سورج کہدیا ہے مگر اب تو دوربین کی دید کا ٹنٹہ وہ اپٹ گیا اب تو ان قرأتوں میں سورجوں اور چاندونکی کثرت کا اظہار ہمارا دست و گریبان نہ پکڑوائے اعتراضات او طعنہ زنی نیز او دہار کھانے والوں اب موقع یہ ہے کہ دہ سے سرگوشی کی جائے کہ حیف تو نے وظیفہ کے اظہار سے ایسا کھٹا کھایا کہ لوگ زبان تک اون کا ذکر نہ آیا اور نہ تجھے اونکی خبر ہی کب تھی یہ خبر اوس ہیر کو تھی جسکا یہ کلام ہے دونوں قرأتوں مذکورہ بالا میں تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سُرُجًا وَقُمُرًا مُّنِيرًا ه

ترجمہ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے بنائے آسمان میں برج اور رکھے اوس میں بہت سے سورج اور بہت سے چاند ترجمہ تمام ہوا سراجًا کی تفسیر جلالین میں ہے وفی قراءة سُرُجًا بالجمع اے نیرات **ترجمہ** اور ایک قرأت مین (حمزہ اور علی کی کما لیبن) سُرُجًا بصیغہ جمع آیا ہے یعنی نیرات (بہت سے سورج) اور اس تحقیقات کو بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو ہمارے شیخ کا رسالہ مستقل اسمین دیکھو۔

اغاثہ میں ہے کہ یہ لوگ سورج کو فرشتہ نفس و عقل والا بھی مانتے ہین (یعنی جیو گیانی دیوتا) جسنے موالید ثلاثہ یعنی نباتات جمادات حیوانات کے جسمون جانون کا یا صرف جسموں کا بنانے والا

[سلہ] یعنی جیسے یہ سورج ہمکو دیکھتا ہے ایسے اسکی شل اسکی برابر کا ممکن نہیں۔ دیکھتا تاکہ دیکھے جانے کی دوسرے کو کچھ جانے سے حاملہ خارج مین دکھلا سکین ۱۲

عنصروں یا اون کے کرموں یا صرف سورج اور ہوا کو مانا یا انکو صفت تکوین الٰہی میں شریک و مددگار کارخانہ تخلیق مانا۔ الوہیت کے استحقاق کی معرفت میں ایسا باغیانہ شرکیہ جرم کیا کہ عقل سلیم کے مرتبہ ابتدائی کے بھی لایق نتہا۔ اور خواص الوہیت کو اونپر جھکایا جن کو اپنے خلاصہ اشرف المخلوقات انسان ملکہ اوسکی جون کی برابر بھی قدرت اختیاری نہ تھی۔ دنیا کے کاریگروں کاسبوں کی کاریگری میں غور کرو پانی مٹی سے مصور تصویر بنا آگ سے بکار رنگ چڑہا تصویر طیار کرلیتا ہے۔ کمہار مٹی سے بذریعہ چاک وا اوے برتن بنا لیتا ہے لوہار لوہے سے بذریعہ اہاری و اوزار وغیرہ طوق زنجیر بناتا ہے بڑھئی لکڑی سے بذریعہ آری نہانی برمہ بسولا وغیرہ میز کرسی تخت تیار کرلیتا ہے۔ اس سے کسی کند عقل والے کو بھی یہ وہم نہیں ہوتا یہ تصویریں پانی مٹی آگ ہوا رنگ نے اور یہ برتن مٹی اور چاک اور آوے نے اور یہ میز کرسی تخت لکڑی آری برمہ نہانی بسولہ وغیرہ نے یا ان بیگون مٹی پانی لکڑی لوہا وغیرہ کے خزانوں نے مصور کمہار بڑھئی لوہار کے ساتھ میں یا بے ساجھے بنائی ہیں اور جو ایسا کہے بیوقوف کہلایا جاتا اور مضحکہ بنتا ہے۔ تو اے عقل سلیم کی روشنی سے دیکھنے والو محض عقل سلیم اور فہم ثاقب کی رو سے کہو تخلیق اجسام خدائی کام ان عناصر و کرات عناصر کے سرکیسے منڈہ دے جاوینگے جو اس کارخانہ تخلیق میں خود خرچ ہو رہے ہیں اور نہیں ٹوٹتے جاتے ہیں اور جنسے صرف حرارت و برودت وغیرہ لی جارہی ہے وہ بھی حرارت و برودت وغیرہ جبھی دیے رہے جب لینے والا خود اونکی خوراک دیکر جبر نقصان کر رہا ہے اور جب اس کو بند کرلیگا نبٹر جاینگے فنا ہو جاینگے اور ان اشیاء کا ان کے ساتھ میں سے بنانا ماننا بھی ٹھیک نہین اگر یہ کام شرکت ہی چلاتا ہے تو بڑھئی کے ہاتھ لگا تے بغیر لکڑی نہانی برمہ بسولہ سے حصہ رسدی میز کرسی تخت آدھا یا پردا کچھ تو بنوا دیجئے تاکہ باقیماندہ کو اپنے حصہ کے موافق نجار بنا کر پورا کرے بغیر نجار کے ان سے پچر تک نہ ٹھیلیگی اگرچہ ہزار برس تک لکڑی پڑے رہیں یا لکڑی لٹکے اوپر پڑی رہے۔ اور یہی خیال دوسرے کاریگروں کی نسبت بھی کرلو اور اسی سے فلاسفہ اور طبایعین اور اونکے چیلوں کی فلسفیت کا اندھا پن شرک اسباب کے قول مین پرکھ لو پس جبکہ قسم اول کسی ممکن مثل ممکن کو شریک بنانا حماقت ہوا تو ثانی کارخانہ تکوین میں غیر اللہ کو جو مستحیل الشرکۃ ہے شریک ٹھہرانا بغاوت شرکیہ بارگاہ الوہیت سی ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ اور نیز چونکہ عناصر اور اونکے کرے اجسام مین اور اجسام کے کام حسابی قوانین

۸۱؎ برج میں قدم دار ستارے وغیرہ ایندھن کی جگہ نہ جھکتے رہتے تو کبھی کا بے نور ہو گیا ہوتا۔

سے بنکا صرف ہونا لیکن کسی چیز کو بنا نہیں سکتی غایت کیا اونکی حرارت سے بدوست [illegible]
اوس کو صورت گری میں اتنا بھی دخل نہیں جتنا مصور کو [illegible]
کرتا ہو تو کوئی بھی نقش آرا ندے اور بچہ دان تک اندر [illegible] آپ آتش کی [illegible]
ذرا آنکھ دیکھا اور نہ اونٹا اور بچہ دان بچہ کی شکل کے ہونٹ کا ساتھا اور [illegible]
بس کا بھی نہیں بیرونی اندرونی اعضا لیس جنکے [illegible] ناک کان [illegible]
پھیپھڑے وغیرہ اور اونکی اسکات گوناگوں حکمتوں [illegible]
سے بن پائی ہے [illegible] جن کو خود بھی پہچاننے کا مادہ نہیں [illegible] اپنے دوست
دشمن کی پہچان جو اک مناسب نامناسب کی اشیا [illegible]
[illegible] ہے کیونکہ بچہ اس پہچان کا اندے [illegible] کو دیکھ
ان کے پیروں میں چھپ جاتا [illegible] مناسب کو [illegible] آتا ہے [illegible] میں آکر کھا
لے جاتا رہا گوکہ سمرتی کے [illegible] ۳ [illegible] شلوک [illegible]
ہوتا ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے [illegible] اور [illegible]
کھانے سے [illegible] بنتی ہے - [illegible] ہوتے ہیں - اور نطفہ [illegible]
اوس وقت پانچوں عنصر اور روح اور پرمیشور اوس میں متعلق ہو کر قیام کرتے ہیں انتہی چونکہ پرماتما کو [illegible] سے
کاریگر کے ہاتھ [illegible] بغیر کاریگری کے [illegible] بچہ دان [illegible] جسم [illegible]
اور اندرونی بیرونی اعضا وغیرہ بنا سکتا [illegible] اس لیے حواس [illegible] عنصروں اور روح کے
ساتھ پرمیشور کو متعلق ہو کر اونکے ساتھ قیام کرنے کی ضرورت ہوئی تاکہ وہاں ٹھہر کر اون اشیاء مذکورہ
کی لگدی سے بچہ کی صورت بناوے - جب قادر مطلق سرب شکتیمان جسم سے منزہ ذات [illegible] کو
صورت بنانے کے لیے بچہ دان میں قیام کی ضرورت ہو تو سورج کو خالق اجسام ماننے والوں سے تو قیاس ہے
کہ سورج کو تو بدرجہ اولے بچہ دان میں ٹھہر کر صورت بنانے کی ضرورت ہوگی اور چونکہ سورج کا قیام وہاں محال
لہذا وہ خالق اجسام کسی ڈھیلے کا ڈھیکلی سے بن نہیں سکتا - اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا کمال اوس
احتیاج سے منزہ ہے جسکو پاگولک جی نے مخلوق کاریگروں کی کاریگری پر قیاس کر کے اوس قدوس
تعالی شانہ کی طرف منسوب کیا ہے [illegible] نے [illegible] قدرت والا تو بھی
مانا جاوے گا جب اوس کا حکم کن وہ کام بنا دے جو ساری کائنات کی محنت [illegible] مجموعی
طاقتوں سے بھی نہ بن سکے اور ایسا نہ کر سکے تو وہ قادر مطلق سرب شکتیمان نہیں کہلا سکتا -

[illegible]

[illegible] سے تلوار چو [illegible] [illegible] جب [illegible]

[illegible] - [illegible] تقریباً [illegible] کی مثال ہے کہ [illegible]

[illegible] پانی [illegible] اور یہ بھی کب جب موثر متافر مقابل ہوں

[illegible] پہلے [illegible] نسبت [illegible] اور [illegible] ہونا لازم آئیگا پہلے جسم ہے

پیچارہ [illegible] کی [illegible] قیامت آگئی - چونکہ ایسا ظہور میں آتا نہیں لہذا قطعاً ثابت ہوا کہ [illegible]

[illegible] قدرت [illegible] کرتا ہے جسکو کسی کرہ موثرہ و متاثرہ تبدلات سے ہونے کا

عارضی - حرکت و سکون [illegible] اجسام و اعضا و اجسام کی [illegible] پہ مجبور نہیں کرتا او [illegible] قدرت کاملہ کی

[illegible] سب مجازی حاقین تاثیر یا تام [illegible] لئے نا برکت نہ [illegible]

[illegible] وہ [illegible] سے مجبور [illegible] ہوتی ہیں - اسکے بر [illegible] کرتا ہوں زیادہ [illegible]

[illegible] کی [illegible] واسطے [illegible] ہوں

شریک اسباب کی غلطان لیا	ولیکن [illegible] مقیاس [illegible]	خلق [illegible] کا موقع دیا [illegible]	وہی بولا ظلم کا [illegible] جادم

کاریگران دنیا کا ساجھی ٹھہرا لیا بیگر اور اسباب و آلات کو جب کاریگر نہیں راست نہ آیا ہو جب تقریر

[illegible] کے تو کارخانۂ خلق میں اسباب تخلیق کیسے ساجھی ہونے راست آسکتے ہیں - اب باطل رائے والوں

[illegible] تعجب دیکھیں کا کاریگروں کے بیگر لکڑی لوہا وغیرہ اور ان کے اوزار وغیرہ محض بے شعور مجبور ہیں اور کاریگر

با شعور ذی اختیار اور ان کے سارے کام مثلاً کرسی طوق و زنجیر وغیرہ بنانے کے ان کے شعور و اختیار

ہو رہے ہیں اور اخفش کے [illegible] پر خدائی کا موقع دیا - کیا تو شرک اسباب کے قول کا نقل بیتر الکتا نظر

نہ آیا تا چار یہ کہنا کہ [illegible] تو اسکے [illegible] سے تمام مصنوعات بے اختیاری سے صادر ہو [illegible]

تو سوفسطائیت سے بھی زیادہ گہرے میں ڈوبیگی اور باطل کو دم دینے کی [illegible] کا [illegible]

[illegible] اور اصول گرہ [illegible] سب [illegible] خیرآبادی [illegible]

وغیرہم حکماء اسلام کی تقریریں تو اس باب میں دیکھو شرک اسباب والونکی قلعی کھولدیتی ہے

اُنہی میں ہنوز سب پر گھو درا	جیسے دکھیا حال اللہ اُف ہے ستم	مادہ جبکر نکلا کہدیا	بولی وہ جو ہوئیں بتیا ہو جسم
اُسکی عضو ونسے خلق سا	مانا جیو کیا آتما ازل و قدیم	کرلیا خود پر قیاس اللہ کو	سوتا جگتا بھی کہا روح اتم

آتما روح کو کہتے ہیں اور پرم آتما خدا کو جیسے دادا پرم دادا یعنی پر دادا اس سے معلوم ہوا کہ ہنود کی معرفت کی غایت یہی ہے کہ انھون نے خدا کو کائنات سے نرالا نہیں مانا بلکہ منجملہ جنس ارواح اوسکو اعلے درجہ کی روح مانا ہے اور جب ساری کائنات انکے اعتقاد میں اوسی میں سے نکلی اوسی میں گھس جاتی ہے اور استحقاق میں بھی ظہورات طبعی اور اعلی چیزیں اوسکی برابر بلکہ بعض جگہہ وہ محروم اور غیرونکی ہولی دھوم ۔ غرض جو سب ذی ارواح روحانیون کا حال وہی اوسکا ایشور یعنی معبود دیوتا ہے مگر وہ پرمیا بھی گوآسے آپ نہ پچھین اور پرواے پچھیں موجہات کا دہوان یہ دہک پھیلاتا ہے یہی صانع عالم کے سماچار وید بھگوان نے یون گاتے ہین رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ ۲ میں ستیارتھ پرکاش دیانندی کے صفحہ ۷ کی عبارت بھاشہ منقول ہے اور اوس میں اوس کا ترجمہ یہ ہے پرمیشور دنیا میں اور دنیا پرمیشور میں آباد ہے اسواسطے اوس کا نام بسو ہے ۔ وید بھاشا بھوبکا صفحہ ۱۳۲ بضمن وید منتر مرقوم ہے الخ یعنی پرمیشور میں تمام مخلوق کا قیام وقرار ہے اور اہل عرفان مرکز اسی میں جا گھستے ہیں صفحہ ۲ یجر وید ادھیا ۳۲ منتر ۱۱ پریتی بھوتانی پریتی لوکان پریتی سرواپردِشو دشاسچ اوپستھاے پرتھم جامرتیا تمنا تمانم ابھیسم ودیش ترجمہ لغوی) وہ پرمیشور بھرپور ہے عنصری دنیا میں بھرپور اس لوک لوکانتر یعنی ہرایک کرہ مین بھرپور اس جملہ اشیا مین بھرپور دسوں جہت میں اور خلاصہ مکانوں میں الخ ریچ رو جو نکی بے خوف پرویش کرنے والا یعنی جسطرح گندھے آٹے مین پانی ملا ہوتا ہے اسی طرح کل عالم مین وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہے ۔ ایک ذرہ بھی اوس سے خالی نہین اور یہی ذیل کے منتر پری دیاوا پرتھوی سے ثابت ہے الخ صفحہ ۶ جسکا جی چاہے منتر مذکور کو مع ترجمہ منقول منہ میں دیکھ لے قرآنی طرز تفسیر آیت بآیت سے سبق لیکر منشی لیکھرام نے منتر مذکور کی مٹی یوں ٹھکانے لگائی کہ عنصری دنیا لوک لوکانتر تمام مکانوں کو شوں جہتوں تمام چیزوں تمام عالم میں بھرپور ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے علم سے سب جگہ حاضر ہے منشی جی نے وید پر تری کرپا کی بڑا بے بین دست گیری کرنا سپوتوں کا کام ہے ۔ مگر اس نادث کو

ف اس داخلی روح کی تصریحات وید نے خلق کو آئینہ خالق اور حق کو آئینہ خلق کی اصطلاحی مادیل کا بھی موقع نہ رکھا ۔

یہ پرمان وید بھگوان کا کیسے بنے دیگا کہ جس طرح گندہے آٹے میں پانی ملا ہوا ہے اسیطرح کل عالم میں
وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہے اور کل اوسی میں سے نکلا ہے اور اوسی میں گھس جاویگا اور بسو بر کھو د ما نام
پرمیشور کے کہاں پائینگے قرآن کریم بیان ذات و صفات و اسماء و افعال الٰہی میں کسی کی پشت پناہی
کا محتاج نہیں وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ؕ و قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ
سے سمجھا دیا اور کسی کو احاطہ ذاتی کا خیال بطور ذوق و وجدان ہو تو اوس کو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ الآیہ
سے ضابطہ تنزیہ سے نہ نکلنے دیا اتحاد اور حلول کا اعتقاد نصاریٰ کا جب قرآن مجید میں بابلغ
وجوہ رد کر دیا گیا تو آج کون اوسکے کسی کلمہ پر اس باب میں سہارا کہا سکتا ہے۔ اور اس وضع میں
ہی جسکی کل بیکل ہو گئی اوسے کون سنبھال سکتا ہے۔ انجام کار منشی لیکھرام ہی کی زبان قلم سے
وہی ٹھیک پڑا جو دیدہ کی جھولی میں بھرا دھرا تھا آپ الفاظ وید کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت
کا بھی پرمیشور ہے انتہی۔ اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طاقت کا بھی خدا اور خالق ہے
تو اوس سمے کے سما چار کیا ہیں۔ جب وہ بے طاقت تھا۔ ست تک ہے جبہیں طاقت رفتہ رفتہ ہی
آتی ہے آریہ اونکھے تکر بھی ویدکا جھرا نار شنا راگ ہیں لباپیر اگ نہ وٹا جیسا منتر میں تھا ویسا ہی زبان
قلم سے نکل گیا جب تمام عالم کو پرمیشور کے انش یعنی حصے بتلانے والے وید کے اندر احاطہ علمی کا کوئی
منتر نہیں اور بر تاے بیان مذکور وید کو اوس کی حاجت بھی نہیں اسلیئے کہ وہ برہم زن وید کا ستے
بجائی تعلیم کا ہے۔ تو انوار قرآنی کی روشنی وید میں جتلانا بیکار جسکا نور اوس کو بابو بیار سے لال ستاتن
دھرمی کی کتاب ملک عدم میں ایسا دیکھا تھا کہ پرمیشور میں سے اکاش و پران نکلکر کائنات کا سلسلہ
چھڑ جاتا ہے اس حالت کو پرمیشور کی جاگنے کی حالت کہتے ہیں پھر جب مہا پر لے بر ماوہ عالم نہایت
لطیف اور باریک ہو کر پرمیشور میں گھس جاتا ہے اور یہ عالم سنسان ہو جاتا ہے تو اس حالت کو پرمیشور
کے سونیکی حالت کہتے ہیں رفتہ رفتہ اُس میں پھر طاقت آتی ہے تو اوس میں سے اکاش و پران
نکلکر وہی دور دورہ شروع ہو جاتا ہے انتہی ملخصاً و ملتقطاً اسی کے مہینہ میں یہ ہی اتھرو اپنشد ایک ہے
جس سے تمام دنیا (عالم) پیدا ہو کر پھر اوسی میں مل جاتی ہے وہ شروع میں ایتھر سے بھی زیادہ باریک
لطیف صورت میں ہوتے اکاش کے موافق غیر محدود خلا میں بھرا رہتا ہے۔ وہ ہماری طرح دنکو جاگتا
اور رات کو آرام کرتا ہے۔ قیامت کے بعد اوسکی رات ہوتی ہے انتہی ملفظہ پری دیا نند بھوی
رگوید منڈل ۶ کی تیسری ادھیا کے ورگ ۲۰ کا چھیسواں منتر ہے۔ آریہ بھوین میں اوس کا ترجمہ
یہ کیا ہے اسے پرمیشور تم بسو یعنی خود سب میں اور سب کو اپنے میں بسانے والے ہو اور کل بستی کو

بالک ہوا سے اگنی تو ہی سب کے آرام کا باعث اور صورت اور سرور ہے اور ستیارتھ مطبوعہ بار
دوم کے صفحہ ۱۰ میں ہے جیسا کہ گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اوسی میں رہتے ہیں اور اوسی میں مر جاتے
ہیں ویسے ہی پرمیشور کے پیٹ میں خلقت ہے انتہی وید کی حقیقت میں عبارت متن مطبوعہ کا تہیا رتھ
سے نقل فرما کر لکھا نہ معلوم وید کا مصنف اوس سے باہر کیوں نکل آیا اور پھر کیوں داخل ہو نکلو
غل مچاتا ہے - مگر افسوس دیانندجی نے یہ نہ بتایا کہ جس طرح گولر شاخ میں اور شاخ پیڑ میں اور
پیڑ آگے تک سلسلہ رکھتا ہے اسی طرح پرمیشور کے پیٹ میں مخلوق تھا اور پرمیشور گولر کی طرح لوٹے پیڑ
میں لٹک رہا ہے اور آریہ اوس کے سر یا شکم یا سینہ سے یا کیڑے کی طرح کسی ہم جنس کے
میل سے پیدا ہوتے ہیں یا اونکی بیل کسی دوسرے جہاز پر پھیل رہی ہے - وید جا مصنف ان کے
بنائے ہوئے ہیں جسکا جو عقیدہ تھا اوس نے وہی درج کیا جو ہمہ اوست (قید و اطلاق حلول
اتحاد والی) کا معتقد تھا اوسنے وہی لکھ مارا اور جو آواگونی تھا اوسنے آواگون کی جھائی جیسے جنگلوں
میں آر بنی سلگائی تھی اوسنے ارتک نبائی اور زمین شعر میں پارس کے پھیل جاتے اور جیسے
گولر پیڑ سے جمگا فرادرائی تھی اوس کو وہی سوجھی توحیدی مضامین نا ہنجاالی کہاں سے آتی ۵
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست [21] اوس دیانندی ترجمہ منتر ہائے وید سے یکھرامی بناوٹ اپنے علم سے
سب جگہ حاضر ہونے کی ڈہب لیتی اور اسی ملک عدم میں ہی پیدا ہونا پھر جنم اجزا کے اکٹھے ہونے کا نام ہے
اور مرنا اون کے جدا ہونے کا ۱۹۵ ہو جب اس کے جب آکاش و پران پرمیشور میں سے نکلے تو
پرمیشور اونسے اور وہ پرمیشور سے جدا ہو جانے کی وجہ سے مر گئے اور جب آکاش اور پران
پرمیشور میں کھسک کر گھٹ ہو لئے تو اب پرمیشور پیدا ہوئے جو پھلا جن سکوت میں پرمیشور کی نسبت
ایسے سما جا رہوت اون سے قدم و ازلیت باری کے ثبوت کی امید خیال خام ہے جن لوگوں نے
خود پر خدا کو قیاس کر کے اوس کے اعضاء سے کائنات ارضی و سماوی آکاش اور پران
کا اور پھر سانپ کی طرح نگل جانا اون کا مانا اور سکا نام سوا اور پرکھو دیا دھر لیا حاملہ کی طرح سے
کراہتا سوتا جاگتا سر گرپھر بنی کے گل سے ظاہر ہوتا وغیرہ لوازم جسمانیت اوس کے لئے مانے
کاسے بچارے وید اونھیں مختلف خیالوں بد مذاقوں والوں کی سن پر جا دنی الف لیلا ہے - آج
دنیا کو آسمانی ادیان والوں کی دیکھا دیکھی آسمانی کتاب بنایا جاتا ہے - اس لئے زمین و آسمان
کے قلابے ملانے اوس کے حمایتوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے ورنہ ۵

لکھتم چلی جانرتم بھاتی ۔ ادت نگر کی چھچھی آئی ۔ ہل چلائی ڈھو گھگاتے ۔ آج گربار و عالم مستی یا نامیں

جیسے گایا جاتا ہے ایسے ہی یہ وید گانے بجائے اُچھل مچانیکی کھانی کمانی کہانی یعنی کمال سُر تال
تا تک ٹھیکے سے نوازا جاتا تھا تَنَاقُضْ تَعَارُضْ تَہَافُتْ سے بچاؤ تہذیب اور تمدن
کی سُدھ بُدھ نہ تھی کبھی کیسے ادت بھوت بھوبیا عناصر لوک لوکا منتر دیوتا وغیرہ کی پوجا پاٹ
بھینٹ جانوروں کے قربانی جھٹکا انکے نام کا گایا بجایا گیسنے آسمانی ادیان کے طریق کی بھی
کوئی بات کہہ سنائی ادسی ملک مدم مین ہے کیونکہ اول تو وہ (فرشتے) کھاتے پیتے ہیں جس سے
بے اعتدالی ہو دوسرا اعضا التین رکھتے جو درد یا ورم ہو صـ٦٩ دونوں سے ایسے خوش اعتقادی
اور پرمیشور سے ویسی آگی بن کہ اوس کو سونا دیا کر اسہا اکاش وپران کو جنا نکلنا وغیرہ سب کچھ
کہہ ڈالا منڈوک اُپ نشد کا قول ہے کہ مکڑی جیسے باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی اپنے تن سے
تار نکالکر جالا پورتی ہے اور خود ہی اوس میں کھیلیں کھیلتی ہے ویسے ہی پرمیشور اپنے جسم سے
دنیا نکال خود ہی اوس میں گوناگون کھیلیں کھیل رہا ہے ستیارتھ مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۳۸
میں ہے کہ تمام روحیں نجات پاکر پرمیشور میں ملجاتی ہیں اور پرش سکت کے دوسرے منتر میں ہے
پرمیشور ہی جملہ جہان ہے جو کچھ ہوا یا ہوگا یا ہے وہی تھا اور ہے اور ہوگا الخ فاتحہ سیانا چاریہ
اسکی شرح میں لکھتا ہے کہ انسانوں کے وجود گذشتہ و موجودہ و آیندہ سب پرمیشور کے وجود ہیں
اور جو کچھ انسان کھاتا ہے وہ بڑھتا ہے اور تمام عالم اوس کے ساتھ ساتھ پھولتا پھلتا فروغ پاتا ہے
یجروید کی ادھیائے ۱۷ کے ۱۹ منتر کا ترجمہ یہ ہے ان گنت اوس کی آنکھیں ان گنت اوس کے منہ ہیں ان گنت
اوس کے ہاتھ ہیں ان گنت اوس کے پیر ہیں سام وید اتھروید رگوید میں بھی ایسا ہی ہے یجروید کی ادھیا
۳۱ کے پہلے منتر کا ترجمہ ہندوستان کے تمام مفسران وید نے یہ کیا ہے ہزار سر اس پُرش (پرمیشور)
کے ہیں ہزار اوسکی آنکھیں ہزار اوس کے پیر ہیں وہ زمین پر سب جگہ لٹا سیدھا تو بھی بیٹھا ہے دس
اونگلی کے فاصلہ پر (عرض ناقل) بھلا حلیہ بتایا پرمیشور کا ایسی صورت کا عجیب الخلقت جانور دراونی
مورت کجا لی کے پانوں کی تعداد کو بھی جسنے ماند کردیا جسکے ہر چہرہ پر ہر سر میں ایک آنکھ بھلا کون کہلاتا ہے
حدیثوں میں آنے والے کانے دجال کے چہرہ میں بھی ایک ہی آنکھ مذکور ہوئی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۱ میں ہے کہ
برہم بھاشیہ میں فقرہ ابھی تشٹھت میں لفظ نابھ (بمعنی ناف) بڑھاکر کہا وہ پرمیشور ناف سے اوپر
دس انگلی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے یعنی دل میں اس منتر پر دیانندی تاویلوں کے جالے
تنے ہوئے لٹنے کھلے ہوئے سماجار وید کے نہ ڈھکے۔ کہاں ہیں وہ بُرش ثُمَّ اسْتَوٰی
عَلَی الْعَرْشِ پر اعتراض کے لئے جنکی رال ٹپکتی ہے اس منتر میں پرمیشور لٹا سیدھا ہے اوندھا ہے

پڑے بیٹھے ہوئے ہیں - دیانندجی کے ستائے بر جائیے سیدھے کیئے سیدھے نہیں بہت
مشکل سے دیانندجی نے خانہ ساز نابھ کمل اوپر کو سرکا دل میں بٹھاتے ہیں - کیوں نہو زمین پر
قلب انسان کا ان عرش الرحمن دل ہی اوس کے خیال کے رہنے کی وجہ سے ہے تو عالم بالا یا
عالم قدس ہی عالم قدس کا قلب عرش الرحمن نہو کیا معنی اس قلب پر اوس کے کمالات کی تجلی مانی تو
مدار ہوا اور اوسپر نہو - بھلا جو دھرم پستک اوس کو زمین پر اولٹا سیدھا دس انگلی کے فاصلہ پر بیٹھا بتلائے
اوس پستک پر ایمان و شواش رکھنے والوں کو استوا پر اعتراض کا منہ کب پڑسکتا ہے - قرآن و حدیث
نے اوس کو عرش پر بیٹھا ہوا نہیں بتلایا قعود جلوس وغیرہ کوئی لفظ بیٹھنے کے معنی کی بو تک دینے والا
وارد نہیں ہوا بخلاف منتر مذکور کے کہ اوس میں تو معاذ اللہ اوس کو اولٹا سیدھا بیٹھا سب کچھ کہدیا
اور اس سے زیادہ آئندہ آتا ہے سکھنا رگ اوس کے رہنے کی جگہہ بھی بتلا دیگا قرآن میں تو استوا
آیا ہے جو کثیر المعنی وسیع الشان ہونے کی وجہ سے شان جہانداری کا مظہر ہے اوس کی تعبیر کا ڈھنگ
ہر متشابہات میں تنزیہ کو ملحوظ کرنے والی آیتیں اس آیت سے قبل و بعد نازل ہونے والی قرآن کریم میں
خود موجود ہیں جیسے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ یعنی اللہ بے پرواہ ہی جہانوں سے - بھلا جو سب
جہانوں سے بے پرواہ بے نیاز اوس کو عرش پر آرام کی کیا حاجت لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الآیہ نے ڈنکی
کی چوٹ سنا دیا کہ کوئی اوسکی مثل نہیں نہ ذات[1] میں نہ صفات میں نہ افعال میں اور پھر اس مسئلہ میں خود
نزول قرآن کے وقت ہی فیصلہ ہولیا ہے کہ کوئی نسبت لفظی و معنوی ایسی جسمیں بوسے احتیاج باری
پائی جائے اوس سے اللہ سبحانہ کی ذات پاک ہی وہ اوس طرف سے منفی ہے - جہلاء یہودی جب
ہفتہ کے دن اوس کے عرش پر آرام کرنے کا افترا کیا باتفاق مفسرین و تصریح احادیث اونکے اس
خیال کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ **ترجمہ** بیشک بیشک پیدا کیا ہمنے آسمانوں
اور زمین اور اونکی درمیانی چیزوں کو چھ دن کی مقدار میں یا چھ عالم زمان اور نہیں چھوا ہمکو تھکاوٹ
اور ماندگی نے شمشے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ہ اونگھ نیند الکس اوس کے پاس نہیں

---

[1] تحریف سے اگرچہ بائبل سے اان ادھٹا دی ہے تا ہم ایوب کی کتاب میں دیکھئے باب ۴۰ ورس ۹ کیا
خدا کی سی تیرا بازو ہے کیا تو اوسکی مانند اپنی آواز سے گرج سکتا ہے حاشیہ ۹ باب ۴۱ ورس ۳۳ زمین پر اوس کا
نظیر نہیں الخ صفحہ ۹۶ متشابہات تک میں مماثلت کی نفی تاہم اس سے ثابت ہے -

بچھلک وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا آسمان وزمین کی حفاظت اوسکو ذرا بھی بھاری نہیں بھلا جو
دہرم پر تو یجروید کا گایا بجایا ہوا آسمان کے پار مقام قیام پرمیشور کا تبلادے گویا آریوں کی تازہ گرفت کے حساب سے
اُسے عدم ہو بجاوے تو ان جیسی ہی نطفہ روح یا پانچوں عنصر ملتے پر پرمیشور کا قیام بچہ دان میں بتلادے وہ اور
استوی پر اعتراض کیا پرمیشور کا ڈیرا اور قیام بچہ دان میں بتلایا ہوا یا گولک اسمرتی کا اوسے یاد نرہا۔ بھلا
جیسے ہی بنائی روح وجسم کی ترکیب بنے میں ایسے تعاون میں قیام کی ضرورت پڑی اگر اوسی روح یا ذرہ
بنانا پہلے پڑجاتا تو نہ معلوم کون کون سے مصالح اوسمیں حرج ہوتے اور کتنے برسوں جگوں تک کس کس
پیٹ میں قیام کرنا پڑتا۔ منتر ہرن گربھ کا بورا پتہ منشی لیکھرام نے شرک چھپانے کی غرض سے گو نہیں دیا
اور طرہ یہ کہ اوس کو کلام الٰہی بنا ڈالا (اور اوس میں سورہ اخلاص کا شبنا دیکھنے لگے) مگر آنکھ کھلی تو
کچھ نہ تھا کھیل بن گیا مٹوا مرگیا والی کہاوت ہوگئی کسیمی دیواے ہم اتنا کا ترجمہ آپ ہی کا کیا ہوا
جسکو باطل کررہا ہے تکذیب کا صفحہ ۱۸۰ دیکھو جسکا خلاصہ یہ ہے جو سب ناس کا آپتی ہے ہم اوسکی بندگی کریں
اور آپ کے گرو دیانندجی کا ترجمہ ویدبھاشیہ کے صفحہ ۱۲۱۹ میں یہ ہے (اصل عبارت منقول منہ میں دیکھو)
خلاصہ اوس کا یہ ہے اے اولاد آدم جیسے ہم لوگ اوس ہرن گربھ خالق کل کی بندگی کرتے ہیں ویسے
تم بھی کرو اگرچہ یہ دونوں ترجمہ بھی صحیح نہیں (کہ وید جنکے ہاتھوں سے دست بدست چلا آتا ہے گو اوپر
سند کا سلسلہ متصل نہیں) مگر یہ بھی دونوں ترجمے اونکی معنی گیری سے نرالے ہیں نئی معنی گری ہیں
ہرن گربھ میں گربھ لفظ اردو تک میں انھیں معنی میں مستعمل ہے جن معنی میں سنسکرت اور بھاشا میں ہے
یعنی حمل کے معنی میں یعنی سب سے پہلے وہ ہرن کے حمل سے نکل آن کودا جیسا کہ آتا ہے) تاہم ان دونوں
ترجموں سے ثابت ہے کہ اس کا مصنف کوئی عابد پجاری ہے جو اپنی طرح لوگوں سے ہرن گربھ کو
پجواتا ہے اگر اس کو خدا کا کلام بنا ڈالوگے تو اوس متکلم خدا کا خدا تبلانا پڑیگا۔
پنڈت سادھو سنگھ جی نے ستیارتھ بلیک میں اس کا ترجمہ جو کیا ہے اوس کا اردو یہ ہے
اس موجودات سے پہلے صانع عالم ایک ہرن گربھ (حمل) سے ظاہر ہوا یعنی پرمیشور ہرن کی
صورت بنکر سب مخلوقات سے پہلے موجود ہوا۔ پھر اُن نے چرند پرند انسان حیوان نباتات
جمادات زمین وآسمان وغیرہ سب کے ہونے کو اپنی قدرت سے بنایا اوس ایک دیو پرمیشور کے لئے
ہم لوگ قربانیوں وغیرہ سے اوسکی پرستش کریں۔ انتہی۔ وید بھگوان کا پرمان تو صرف اتنا تھا کہ سب
کائنات سے پہلے پر .. ہرن کے گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوا اس سے پرمیشور کا حدوث اور
اوسکی ہستی سے پہلے ہرن کی ہستی کا ہونا لازم آتا تھا جس سے تسلسل لازم آتا تھا۔ ناچار اس

حمل و حامله دحمول کی یہ تاویل (کی) کہ سب کائنات سے پہلے پرمیشور ہرن کی صورت نکل آیا ہرا جاوے) وید کی حقیقت مین منشی لیکھرام کا ترجمہ کرایا ہوا وہ ید منتر کا صفحہ ۱۹ و ۲۰ یہ منقولا بجز اوس میں یہ بھی ہے اس پارکھی سے اپنے پجاری کو اپنے میں استھر (داخل) کرے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے منتر ارتھ کرکے کی لے دے رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ دویم میں دیکھو ہو سکا صفحہ ۹۰ سے عبارت سرقہ کرکے اوسکا سر اوڑا دیا تاکہ یہ کھلی وے کہ یہ بندہ کا کلام ہے اور رو یہ ہے اوس پرمیشور کی بھگتی جیسی ہم کریں ویسی تم بھی کرو اس کا سر توڑ لکھدیا کہ اوسکی بندگی کرنی ضروری ہے۔ آریہ مت کے پنڈتون کو جب توحید قرآنی اور مضمون سورۃ اخلاص نے تسلیم پر مجبور کیا اور ہٹ دھرمی سے انصاف سے ہٹ دیا تو ان مصائب سے وید کے کلامین توحید کے رو کھے روکھ جاتے ہیں اور یہ بات اسی ہٹ پھیریوں سے ہلایا گیا ہے۔ دیانند جی وید منتر و بہر سیر پھیر کی گبری جبر ہلنے رہیا یہان سے ہم بخود سرک گئے معنی کرکے کا لفظی ترجمہ مرج اعتراض بنتے تے بچنے کے لئے کچھ نہیں کیا آریون کے پرمیشور کا وید ونیا جا بجا حلیہ دیکھ کر سمجھا کہ ان دھرم پستکون کی رو سے جب تک پرمیشور کسی قالب میں حلول نہ کرے کچھ نہیں بتا سکتا وید کی حقیقت میں ہے نیم سوشٹم پہیا سرو دیم شتم پشٹے سو بھوہ ساگ میری ؟

اتیم تو اچیم موسیدم ۔ تھ ییند رود تیام دسے سوکرتی (بھی) یہ رگوید کے پہلے منڈل کے سکت ۵ کا پہلا منتر ہے ۔ ماسٹر پھیو داس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ۔ اوس مہندر کی تجلی ہو جاوے جو آسمانون کو ہویدا کرتا ہے جسکی تعریف میں سیکڑون پجاری مصروف ہیں میں اندر کے منتر پڑھکر اپنی حفاظت کے لئے رتھ میں سوار ہونے کو وہ رتھ جو چالاک گھوڑے کی طرح جنگ میں جلد ہی آتا ہے منت کرتا ہون ترجمہ تمام ہوا ۔ دیکھ تو کر لو آریون کا پرمیشور کیسے کیسے روپ دھارن کرتا ہے اشکال مختلفہ کے بارہ برجون میں داخل مہندر ہا بھی بتلایا جاتا ہے جسکی پوجا کا بیان وید بھگوان اس منتر مین دے رہا ہے گنگا جمنا اگنی وغیرہ کو وید میں پجیا دیکھ سب کو پرمیشور بنا ڈالا شرک پر توحید کا جالا پور شرک کا اول ڈھکدیا ۔ مینڈ ہے کو پرمیشور بنا کر شرک چھپایا اور باقی ہے جسکے لئے یہ چالاکی ہے یجروید باب ۷ منتر ۵ ۲ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۶۰ کہ اے پرمیشور آپ اصول اور قواعد فقہ پر چلنے سے خاص ہوتے ہین ۔ آپ کی ذات مین زمین قایم ہے اور قایم اکاش ادی پدارتھ (آسمان سورج وغیرہ اشیاء) مین آپکی ذات بالکل قایم ہے انتہی تجلی صفاتی یعنی ظلال صفات کی تاویل مذوق صوفیہ کا بھی موقع نہ کہا پرمیشور کی ذات کے اندر زمین دہرتی اور آسمان سورج وغیرہ میں پرمیشور کو تھوڑا نہ بہت سب کا سب بھر دیا سورج اور اکاش

وغیرہ کرتوں کے جُوا سے تا اچھا ڈوا لگا دیا رد تکذیب حصہ ۲ میں ہی دیکھو یجروید کے منتر
پڑھت اسے لکھم آسیت اور یجروید ادھیا ۱۸ کے منتر ۲۰ کی تشریح جسکا صفحہ ۳۰۲ میں دیانند جی
نے اسطرح کی ہی کہ پرمیشور فرماتا ہے جو پورن تل ہو مجھی میں ہی ہو جاتے تا آخر جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ پرمیشور کہتا ہے زور میرا بازو ہی حواس سلیم میرے دونوں ہاتھوں کی مانند میں تحمل فراست میری
روح کی مانند ہے سلطنت میری پینٹھ کی برابر ہے [illegible] رہا اور امیر میری ران کی مانند میں علم ہندسہ
کے معلم میری کلائیاں اور زانو کی مانند ہیں یہانتک کہ ہر ایک خیرخواہ خلائق میرے اعضاؤں کی مانند
ہے لیکن بربہم ساش میں اس آٹھویں منتر کا ترجمہ صحیح اسطرح لکھا ہے کہ سکھمارگ میرے رہنے کی
جگہ ہے اوچھ کندھے گردن کان جوڑ کلائی جانگیں گھٹنے تمام اعضا میرے پرجا ہیں اس نام
دیو کے اور اسی ادھیا کے پانچویں منتر میں داڑھی مونچھوں والا پرمیشور فرماتا ہے (بعد نقل
عبارت منتر) ترجمہ صفحہ ۹۳ اے انسان میرا سر سرداری ہے اور میرا منہ زور ہی سر کے بال اور داڑھی
مونچھیں میری چراغ کی مانند روشن ہیں بادشاہ میری جان ہی آب حیات کی سی میری آنکھیں خوب
روشن ہیں میرے کان دور سے سننے والے (خلاصہ) ہی دیانندی اصلاح بھی وید کے ان منتروں
سے آریوں کے پرمیشور کے جوڑ اوچھ کندھے کان گردن کلائی جانگیں گھٹنے پینٹھ سینہ
داڑھی مونچھیں وغیرہ اور پھر انکا اعضا جسمانی ہونا اور اشیاء عالم کی مانند اور برابر اور یہی ہونا
کھلے ہوئے لفظوں میں ثابت ہو رہا ہے اور اس خلاف تقریر بیوستا پر جو اعتراضوں کی جڑیں
پڑتی ہیں اونکی روک تھام کے لئے وید میں کوئی مثال نہیں اور قرآن مجید میں جو ید و جنب وغیرہ کا
اللہ سبحانہ کے ذکر ہوا ہے اونکو جسم اور عضو کے نام سے ذکر نہیں کیا اشیاء عالم میں سے کسی
چیز کی مانند نہیں بتلایا اور نہ کسی چیز کو اونکی مانند بتلایا مثل اور برابر بتلانے کے توہم کا بھی موقع
نہیں اللہ سبحانہ کی ذات یا وصف یا فعل کسی میں بھی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کی مثل اور برابر
سمجھے اوس کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے ثم الذین کفروا بربہم یعدلون وغیرہ بہت سی
آیتیں برمحل اسی حصہ میں منقول ہیں لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اس نص قرآنی
میں سمجھا دیا کہ اوس تعالی شانہ کی مانند کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اعتبار ذات میں
حتی کہ سننے دیکھنے میں بھی باوجود ہمنامی کے اوسکی مانند کوئی سننے دیکھنے والی مخلوق نہیں
بلکہ ترکیب حصری آیت کی سمجھا رہی ہے کہ جس معنی کا وہ سمیع و بصیر ہے اون معنی کا کوئی سمیع
و بصیر ہی نہیں اور پھر ان ید و جہ وغیرہ میں تاویل ہم ہی نہیں کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالے شانہ

خود سمجھا رہا ہے کہ یہی ید و وجہ وغیرہ کیا کل متشابہات قرآنی اپنے ظاہری معنی سے جن کو تم اپنی بول چال میں اعضاء معلومہ وغیرہ پر اطلاق کیا کرتے ہو اونسے پھیرے ہوئے اور تاویل پر محمول ہیں آیت وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ شاہد ہے کہ جو کوئی اطلاق الٰہی قرب کا ہو یا معیت کا وصول کا ہو یا ید سہا ید کا ہو یا وجہ وغیرہ کا مشابہ کسی اطلاق مخلوق کے ہو لفظ میں وہ معنی اور حقیقت میں اوس سے غیر ہوا اور برتر جدا گانہ ہو اُسکی تاویل کرنا اصلی تہ اور گرا و مغز سخن دریافت کرنے کے لئے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا شیون الٰہیہ اور رموز ربانیہ ہونے کی وجہ اونکا مغز سخن سمجھنا فہم بشری سے باہر ہے علم اور بیان کی جسکی طرف راہ نہیں گو عرفاء کے ذوق اور وجدان اوسنے مزہ لیتے ہیں مخلوق کے لئے میدان عبارت کا وسیع سے بھی شیون الٰہیہ کے لئے تنگ ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے اُسکی کبریائی بھی اسی کی مقتضی ہے جس سے خلاف تنزیہ کا وہم کب ہل سکتا ہے جبکہ اوسکی شان کی یہ تعریف ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔ پ ع ۱۹ یعنی اوس تعالیٰ شانہ کو آنکھیں ظاہر و باطن کے حواس کی ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ ابصار کو ادراک کئے ہوئے ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے بموجب لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ الآیہ جبکہ وہ موجودات و ممکنات عالم کی حقیقتوں سے نرالا اور بالا ہے اور جن حقائق عالم کو حواس ظاہرہ و باطنہ ادراک کر سکتے ہیں جب وہ اُن حقائق سے وراء الوراء ہے تو حواس کے ادراک میں نہیں آسکتا حواس کے ادراک میں آنے اور عقل اور قیاس سے حقیقت کا گرپا جانے کے تو یہی حقائق عالم ہیں نہ کنہ ذات و صفات باری کا دریافت کرنا آیہ بغیر کسی تشریح کے اپنا مدعا صاف سمجھا رہی ہے کہ خدا جسم نہیں مجردات و مادیات میں سے کسیکی مانند نہیں اگر ایسا ہوتا تو حواس اوس کا ادراک کر سکتے پس اوس کے ید و وجہ وغیرہ اجسام خلائق کے ید و وجہ وغیرہ کی مانند ظاہر پر محمول غیر ماول ہوتے تو پھر اوس کے ادراک کے استحالہ پر یہ آیت قرآن کریم پیش نہ فرمانا دیکھی بھالی جانی بوجھی پہچانی چیز بھی کہیں سمجھ بوجھ سے بالا ہو سکتی ہے ۔ چونکہ ۔ جانگھیں اوجھ اور انکی مانند اعضا کو قرآن مجید نے اللہ سبحانہ کی طرف منسوب نہیں کیا یہ ویسی ہی کا حصہ ہے ید و جبین

ف اسکو بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مکتوبات شریف خصوصاً جلد اول کے مکتوب ۲۸۰ و ۲۷۹ و ۳۰۸ دیکھو ۱۲ منہ ف سا آگرہ کو اپنے پرچہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں اعضاء جسمانی سے منزہ ہونیکے اثبات کی آیت مطلوب تھی سو یہی آیت مندرجہ متن موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ خدا جسم نہیں مجردات مادیات میں سے کوئی چیز کسی صفت و اعتبار اور ذات اور ذاتیات میں اوسکی مانند نہیں ۔

ساق وغیرہ جن کو اُس کی طرف منسوب کیا ہے وہ جیسے اعضا معلوم ہر بولے جاتے ہیں ویسے ہی ہر زبان میں اون معانی میں بھی بولے جاتے ہیں جو منافی تنزیہ نہیں جیسا کہا جاتا ہے کہ زید نے بکر کو ہاتھ دے رکھا ہے لفظ ہاتھ کا بمعنی قبضہ ہوتا ہے اول بمعنی مدد قوت زور ہے اور دوسرا ہاتھ بمعنی بات ایسے ہی بھاری وجہ سے وہ کام ہوا وغیرہ محاورات میں وجہ سبب کے معنی میں بھی آتا ہے اور توجہ اور ذات کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی آنکھ سے کہیں حفاظت وغیرہ بھی مراد ہوتی ہے کشف ساق کچھ پنڈلی کھلنے پر ہی بولنا مخصوص نہیں جیسے کھلنے اور ہولناک امر کے ظاہر ہونے پر بھی بولا جاتا ہے کتب لغت سے بہت سے معانی ہیں یہ محاورات نقل کرکے بار بار دکھائے جا چکے تفاسیر نے ہر طرح تسلی کر دی۔ مگر جب اوس بعض لاعلاج ہیں لا تدرکہ الابصار الآیہ کو دیکھ یجر ویدکی ادھیائے ۴۰ کے چوتھے منتر کو جو پیش کیا جاتا ہے وہ اعتراض معلوم کو نہ اٹھا سکتا۔ اس منتر کا دیانند جی نے وید بھاشیہ میں اور ایک لائق آریہ نے ایش اپنشد کے ارتھات میں یہ ترجمہ کیا ہے پرمیشور واحد غیر متحرک اور خیال سے بھی باریک ہے۔ اوس کو حواس خمسہ محسوس نہیں کر سکتے وہ چل پھر سکنے والے اپنے کام کے دور ہونے والے حواس سے پہلے ہی موجود رہتا ہے۔ اوس پرمیشور میں ہوا بادلوں کی صورت میں پانی کو لئے رہتی ہے پرمیشور کے خیال سے باریک ہونے کی کیفیت کا بیان کرنے والا منتر اور اس پر بھی آریہ یہ نہیں سمجھتے ہوا بصورت بادل پانی سے بھرے ہوئے کی بھرتی کی کیپ بھی لگوا رہا ہے۔ روحوں کا سمانا پرمیشور میں سے اس سے سمجھا جائے تب بھی وہی حلول اور اتحاد کا ثبوت غرض یہی لطیف جسمانیت اور کیفیت کا پرمیشور کے ثبوت جس میں تمام لطیف وکثیف جسموں کی بھرتی حواسوں میں سمایا ہوا حواسوں کے ادراک سے بالا نہیں ہو سکتا۔ پس وید کے سلسلے میں لا تدرکہ الابصار الآیہ کے روکھ جانا روکوا کیسا ہو گیا۔ یہ ادھیائے حصہ اول رگ وید اور ہوا عطف شیخ سے اور حصہ دوم میں بھی یجر وید میں گنگا کے دیو کی تعریف اس طرح کرتا ہے آگے

منتر بعبارت سنسکرت ہے پوتھی آریہ بھویں میں جسکے معنی یہ لکھے ہیں اے اگنی اللہ تو ہی تعریفوں کے قابل ہے لڑائیوں میں تو ہی سلاہا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اوسکی کبھی فتح نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کا گھاتک تو ہی ہے اور سب سے پہلے تو ہی لڑائیوں میں بھیجنے والا ہے اور تو ہی ہمارے دشمنوں کو جیتنے والا اسواسطے ہماری شکست کبھی نہو گی ترجمہ تمام ہوا۔ اللہ سبحانہ کا نام لیتے جسے نفرت ہو بولا تو کیا اگنی اللہ اگنی پرمیشور کا اگنی کو بھروپ بھروانیکی جگہ ہے۔ اگنی پوجا پر جانے والے اگنی کو سراہنے والے نے اگنی پر بڑی کرپا کی دکھیا پرمیشو ستیا دہری مگر دوسرے عناصر منہ تکتے چھوڑے یہ اپنے معبودوں کی ناشکری کی خاکی پرتھوی ہوائی پرمیشور گنگو پرمیشور نے جنیا پرمیشوری کو سلیا پرمیشوری یہ سب ان نجر رکھے اپنے بھی کرپا کی ہوتی جیسے اندرانی پرمیشوری اشوینہ پرمیشوری اوسنے آگے آئینگے ایسے اٹھیں کبھی اونوا سدھورا کچھ تو کیا ہوتا ویدکی عناصر پرستی کا اگن کنڈ تپ کر توحید کا خلیل بنا اگنا بدیں تو کھانے کو ہو جاتا۔

افسوس اس برہمن کو دل سے توحید کا رتی بھر بھی پاس ہوتا تو شرک کی پواروں میں تحریف کی انی آبرو نہ بھرتا کہ شرک باطل کو کھلکر رد کرتا مگر یہاں تو اہل توحید دلائی ترجمہ کالوہا مانکر ہٹ دھرمی سے کام لیا جاتا ہے۔ شرک پر توحید کے غلاف ڈال ڈالکر چھپایا جاتا ہے ہٹایا نہیں جاتا تاکہ ویدک شرک سے نفرت نہو جائے۔ غفلت سے جاگ جانے والے منصف ہندو کو۔ اگنی اگنی کو سراہ۔ رہا پر جینے والے تبدد کے گمنام میں اگنی مناولی گیت ویدوں کے بتاتے ہوئے ایسے ہی منتروں بموجب گاتے چلے آتے ہیں جنکے واقعات ویدوں کی ساکھ ساتھ لگے چلے آتے ہیں ویدوں کی تہدیں رہکر وہ آج کیسے مٹ سکتے ہیں ہر ادہر اودھر سے لئے ہوئے نئے مت کو ویدوں کے منتروں پر تحریف کا غلاف ڈالکر بنیاد رکھنی چالاکی کوئی کرے۔

رد تکذیب حصہ دوئم کی کے صفحہ ۷۰ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ستیا ہو جیتا ہے اس کو

اثبات تنزیہ و توحید مین لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کا ہم نی تراش کر جو ستی لیکھرام نے پیش کیا اوس بناوٹ کو اوتھین کے ترجمہ اور دیانندی ترجمہ سے اوپر توڑ دیا اس منتر سے وہی پرمیشور کا باپ بیٹا اور رشتہ دار ہوتا اور تیسرے مقام میں قیام کرتا اور اون کے پاس دیوتاؤن کا جانا وغیرہ ثابت ہوتا ہے وہ ان پوتا پاتیون سے تحریف کی چھپ نہیں سکتا اسلئے کہ یجروید کی ۳۲ ادھیا کے منتر ۱۰ کا شروع یون ہے کہ پرمیشور ہمارا بھائی جننے والا حقیقی الہٰی اور ادیتی کی ادھیا ۲۲ کے منترِ اول کے آخر میں ہے سہ پتوہ پا لتا منی دیبی پرمیشور بابون کا باپ ہے اور گیتا کے شلوک ۲۰ م مین ہے اے پرمیشور تم پرجاجی کے جد امجد ہو لیکن اور خود اسی تکذیب مین منشی لیکھرام نے اوس کو پرم پتا بڑے ابا لکھ دیا ہے رگوید کے پہلے اشٹک کی ادھیا ۶ کے ورگ ۱۶ کے منتر دس کو یجر کی ادھیا ۲۵ میں یون لکھا ہے اَدِیتر دِ

ادیتر انترکشم ادیتر ماتاسہ پتاسہ پوتر ہ وشویدیوا ادیتی پنج جنا ادیتر جاتم ادیتر جنتوم **ترجمہ** ادیتی دیر پرمیشور ہی سرگ ہی ادیتی ہی خلا ہے ادیتی ہی ماں ہے وہی پرمیشور باپ ہے وہی بیٹا ہے وہی جملہ جہان ہے ادیتی ہی پانچوں جنا (قوم) ہے ادیتی ہی بچہ ہے ادیتی ہی جننے والا ہے

اتھروید کا مصنف اسپر یہ حاشیہ چڑھاتا ہے توم اِستری توم پومانسی توم کمارا اُوتا کماری توم جیرنی دنڈین وچنسی توم جاتو بھوسی وشوتو مکھہ **ترجمہ** اے پرمیشور تو ہی استری یعنی عورت ہے تو ہی مرد ہے تو ہی کنوارا لڑکا ہے تو ہی کنواری لڑکی ہے تو ہی بوڑھا لاٹھی کے سہارے چلنے والا ہے تو ہی پیدا ہوتا ہے یا تو ہی سب مخلوقات ہے ان کی تیرے منہ ہیں اور یجروید کی ادھیا ۳۲ مین کہ جسکو برہم سوتر پونکہ برہم کی خبر دینا کہ

تدیواگنس تدادتیس تدوایس تدو چندرماہ تدیو شکرم تد برہم تا آپہ سہ پرجاپتہ **ترجمہ** وہی ہوا ہی وہی آگ ہے وہی سورج ہے وہی چاند ہے وہی برہم ہے وہی جا بہا ہے وہی پانی ہے وہی رعیت کا مالک ہے

رام راجا رام پرجا رام ساہو کار ہے رام ہی دیتا رام ہی مانگنے

رسپر دیانندجی جال ستھیارتھ پرکاش میں بنا ہوا ہے جیسے باپ ہمیشہ اولاد کی بہتری
چاہتا ہے ویسے ہی پرمیشور بھی سب کی بھلائی چاہتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والد یعنی باپ ہے الخ اور چونکہ وہ والدہ کی طرح محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والدہ ہے اور صفحہ ۱۰ میں ہے اور جو اولاد کا نگہبان اور حاکم ہو اوس کو باپ کہتے ہین
اور چونکہ پرمیشور سب کا محافظ اور حقیقی والد ہے اسواسطے اوس کا نام باپ ہے۔ چونکہ وہ باپوں
کا بھی باپ ہے اسواسطے اوس کا نام دادا ہے چونکہ وہ دادوں کا بھی دادا ہے اسواسطے
اوس کا نام پردادا ہے اور جو محبت سے بچوں کو پالتی ہے اوس کو مات کہتے ہیں چونکہ پرمیشور
سب کو محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام ماں ہے چونکہ وہ ماؤں کی بھی ماں ہے
اسواسطے اوس کا نام مائی ہے۔ چونکہ وہ مائیوں کی بھی ماں ہے اسواسطے اسکا نام
دادی ہے۔ اور چونکہ وہ نانیوں کی نانی اور دادیوں کی دادی بھی ہے اسواسطے اوس کا نام پردادی
اور پرنانی بھی ہے۔ مگر افسوس دیانندجی مر گئے اور یہ نہ بتا گئے کہ پرمیشور سب مردوں کی جورو
سب عورتوں کا خصم سب کا بیٹا کنواری کنوارا بوڑھا اور سب تصریح وید و تشریح
دیانندی اعضاؤں والا جسم والا کس توجیہ سے بنے گا دیانندی چیلے ہی آئیں
اور گرہ کھولیں (آخر وید تو اونکی الٹ پلٹ کا بازیچہ ہی بن گیا ہے) ناقل کہتا ہے
سکاش پران پرمیشور میں سے نکلا ہوا پیارا اور پھر تمام عالم اوس پیارے کا [illegible] تو
اوس کو بڑی اماں کہو یا نانی پرنانی بڑے ابا کہو یا دادا دادی پردادی جننا جننی
ماتا پتا کہو یا ناکتخدا کنوارا کنواری سب سوہتے رشتے ہیں اور دیانندجی [illegible] اور دادی کے
اجزا [illegible] کے اندر سے نکلے ہوئے ڈھونڈے وید جن بیانوں کی کھلے ہوئے لفظوں میں
کچھ پار کرنا ہے بھلا وہ پرگھٹ دیکھی روشنی سے تحریف کی گہری جڑ ہاتے کب چھپ سکتی ہیں
بلکہ ایسی [illegible] بولنت کنزی پت کھوتی ہے۔ اس کا فاعل اگرچہ اس کو جزی سمجھے مگر اہل
بصیرت کی نظروں میں جب سچ کا سچ کھل جاتا ہے تو اس کا ذہب [illegible] ہو جاتا ہے) قرآن

آخر قرآن ایمان ربا خیالوں کا پہلے ہی شکوہ کردیا ہے مضامین کو اعتقاد تثلیث میں ایسے
ہی پیشتروں والوں کے مشابہ ہوگیا تبلایا ہے یضاهئون قول الذین کفروا لا یعنی
مشابہ ہوگئے ہیں وہ قول کفار کے اور جعلوا له من عباده جزءا ۵ میں کہ افتوا
بندگان خدا کو خدا کے اجزا اور اس یعنی حصے اور شریک مان رکھے ہیں آج روشنی کے زمانہ
میں سورہ اخلاص کے مضمون دلربا ایمانی جلا کو دیکھ کسیکی رال ٹپک پڑے تو وید اوسکا
روپ ہوتے سانتے اس لمبی چوڑی کنبہ داری کے لیے بھر سکتا ہے مختصراً معنی سورہ
اخلاص کے یہ ہیں اوسکا طلب کہدے جسکا اسم ذات اللہ ہے وہ ایک ہی پاک بے نیاز
کسیکا محتاج نہیں کسی کو نہیں جنتا اور نہ وہ کسی کا جنا ہوا ہے اوس کے اندر سے کچھ
نہیں نکلتا کہ وہ گھٹے اور اوس میں کچھ داخل نہیں ہوتا کہ وہ بڑھے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی
اب ہے اور آیندہ کو بھی ایسا ہی رہیگا اوس کا ناتہ دار بھائی بند اور برابر والا کوئی نہیں وہ
ہر عیب و نقص ظاہری و باطنی سے پاک ہے یہ ہی اوسکی ہستی اور شان کا مختصر بیان خلاصہ
قرآن جسکی تصریحات میں ایک عظیم حصہ قرآن کا بھرا ہوا ہے صفات کمالیہ الٰہیہ اور تنزیہات
قرآنیہ کو دیکھ کر دیکھ وید کا اونہیں کا روپ بھر دیا جاتا ہے اور جیسے کوئی وید کی اصلی
صورت دکھاتا ہے تو عناد کی آتش خزن الصفات کو جلا [illegible]
قرآن نے معاذ اللہ خدا کو آگ میں تبلایا ہے اور اوس [illegible] آواز دیا ہے جیسا کہ کلمہ
اس بیان پر یہ جملہ آیت قرآنی کا (بورک من فی النار) لعنت برسا کر [illegible]
دیتے ہیں وہ شخص کہ آگ میں ہے یعنی نور میں جو بادی النظر میں مشابہ نار کے معلوم ہوتا
ہے جس سے معنا یہ کہ اوس نور کے اندر فرشتے برکت دیے گئے جن کا برکت دینے والا اللہ اور
نادیناہ من جانب الطور الایمن نص قرآنی بتلا رہی ہے کہ وہ ندا موسیٰ کو طور کی داہنی
جانب سے آئی تھی نہ نور بصورت نار سے جو وادی طویٰ میں تھا اس طور سے اور بقواعد عقائد
لیس کمثله شیء الایسکی معیار کسی ہوئی ہے کیف اور پھر ایمن کا لفظ بھی برائے اظہار کمال ہے

جیسے فرق سے المتقین ہی بہرہ یاب موجودہ توریت میں آگ کے اندر سے آواز کا اظہار
اول تو ہم حجت نہیں دوسرے اسکے متصل ہی اللہ کے ذی شکل ہونے کی نفی موجود تو
لوازم شکل اوسکی طرف منسوب نہیں ہونگے پس اندریں صورت نار مظہر ظل صفت کلام الہی تھا
جیسے ہر صاحب وحی وقت وحی کے ہوتا ہے قرآن کریم اسکے اسماء حسنی کو صفات کمال کے ساتھ معروف
بیان کیا ہے اور ہر نا شایستہ امر سے اوس کو منزہ بتایا ہے میں کسی جگہ درست نگر نہیں
مطہر مونداتنا ہی ملاحظہ فرمائیے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ یعنی وہی اللہ
جسکے سوا کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اشیا کی خلق اور بقا پر پورا مالک متصرف
ان تمام عیوب سے پاک جن کو حس دریافت کرسکے یا خیال تصور کرسکے یا وہم اس طرف جا سکے
یا قلبی قوتیں سمجھ سکیں تمام عیوب سے مبرا سلامتی دینے والا امن اور اطمینان بخشنے والا اپنی کمالات
اور توحید پر دلائل قائم کرنیوالا سب کے اعمال سے واقف سب کا محافظ بے نظیر سب پر غالب
فتنہ فتنہ پر متصرف سنوارنیوالا ہمارے بگاڑوں کا اصلاح کرنے والا اصلاح کے سامان
پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا تمام مخلوقی عیوب اور مخلوقی اوصاف سے مبرا تمام
چھوٹے بڑے آسمانی زمینی شریک اور ساجھی سے پاک اور برتر ذات وصفات میں انتہی آگے
دوسری صفات فعلیہ وصفات ذاتیہ کمالیہ کا بیان ہے پورا رکوع مع تفاسیر صاحب وحی
و صحابہ کرام و تابعین مفسرین سلف وخلف ملاحظہ فرمائیے ۔۔
شرک کی تقبیح اور مشرکوں کی سزا اور تفضیح کے بیان سے قرآن مجید پر ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ
یعنی بیشک شرک بڑا ظلم ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ ترجمہ بیشک اللہ نہ بخشیگا اس کو کہ شرک کیا جاوے ساتھ اوسکے
اور بخشیگا اس سے نیچے کے درجہ کے گناہ ترجمہ تمام ہوا اور دید جبکہ شرک کی بھڑک کی لو
متعدی ہے تو وہ بیچارا شرک کا ذکر کرکے اپنا [illegible] جیسے آو بھگت سے کہیں اسے

دھکیلا جا سکتا ہی ارے بیفائدہ برائی دیکھا دیکھی لگے بیٹھ او جاڑا چاہتے ہین اور جب نہ
اُجڑ سکی تو شرک پر جعلی توحید کی گبری چڑھا شرک چھپا توحید بتلاتے ہین - بعد اتفاق کے اصول
عقائد مین جو فروع عقائد مین بعض ہمارے صوفیہ وحدۃ الشہود کے اور آخر وحدۃ الوجود کے
مذوقات اور مواجید مین روش متشابہات قرآنی کے ظلال کی چلے ہین اوس کے تحت قید و
اطلاق کے فرق کی وحدۃ الوجود اور اعتقاد حلول و اتحاد کی بلا کے مبتلا چند فرقے ہنود کے آرام لینے
کا خیال خام بیکار ہے ہین اونکی وحدۃ الوجود وغیرہ کے ابطال کو دفاتر صوفیہ خصوصاً موضح الباطل
مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی اور الہدیۃ الحامدیہ رسالہ مولٰنا افضل الحق مدظلہ
رامپوری کا اور دعوۃ الاسلام ہمارے شیخ کی بس ہین - اور مناسب مقام ہذا یہ عبارت الفاظ
جاپ نمبر ۲ کی فتوحات باب ۳ ۶ سو میں کس عمدگی سے سمجھایا ہے کہ اولیاء اور انبیا کی معرفتوں
مین کسقدر فرق ہی کسی نبی سے وہ اقوال کیون نہین منقول ہوتے جو کبھی کبھی عالم سکر مین اولیا سے
صادر ہو جاتے ہین کہتے ہین کہ کسی موقع پر میری روح ہارون علیہ السلام کی روح کے ساتھ جمع
ہوئی مینے کہا اے خدا کے پیغمبر ہم مین ایسے بکثرت افراد ہین جو اس مقام تک پہنچتے ہین جہان
خدا کے علاوہ کچھ نہیں رہتا - مگر عجب بات ہی کہ آپ نبی ہو کر فرماتے ہین قولہ تعالیٰ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ
الْاَعْدَاءَ (اے موسیٰ مجھپر دشمنوں کو - یہ آپنے کس سے کہا کس نے دشمن کون
ہے شماتت کس چیز کا نام ہی - حضرت ہارون علیہ السلام بولے بالکل درست ہی کہ تم بہ تمام
ہوتے ہو وہان خدا کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا - لیکن مین پوچھتا ہون کہ جو چیزین اس
مقام پر تمھیں نہیں معلوم ہوتی ہین آیا وہ نفس الامر اور واقع سے بھی معدوم ہو جاتی ہین یا پھر
مین تو باقی ہین لیکن چونکہ دل کی آنکھو پر اس ہستی جبار کی تجلی ہوئی جسکے مقابلہ میں
اور تمام ہستیون کی ہلکی ٹمٹماہٹ محسوس نہین ہوتی اسلئے تم نہیں دیکھتے تم اس کی محجوب
ہو جاتے ہو مینے کہا عالم تو موجود رہتا ہے - مگر ہمیں اوس کا مشاہدہ نہیں ہوتا (اور جب ہم
ادنے رتبہ والون کو ایسا معلوم ہوتا ہے تو اعلیٰ رتبہ والون کو کہ وہ انبیا علیہم السلام ہین)

تو ان سے اس کی زیادہ امید ہونی چاہیے کہ ان پر تجلی ربانی زیادہ ضوفشاں ہوتی ہو
حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا تمہیں یہی تو معرفت الٰہی کے نقص کی دلیل ہے کہ
تم ایسے مقام مشہد میں ہو جہاں صرف خداوند تعالیٰ نظر آتا ہے اور اوسکی آیات اور
نشانیاں تمسے پوشیدہ رہتی ہیں۔ یاد رکھو کہ جسقدر عالم کا شہود کم ہوگا اوسی قدر عرفان ناقص
ہے کہ تمام عالم بھی تو خدا ہی کی ایک نشانی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو نقل کر کے
فرماتے ہیں فَاَفَادَنِی علیہ الصلوٰۃ والسلام علمًا لَمْ یَکُنْ عِنْدِی ترجمہ ہارون
علیہ السلام نے ایسے علم سے فائدہ پہنچایا جو میرے پاس نہیں تھا ص ۲۷۰ و ۲۷۲ یہاں وحدۃ الوجود
ایک دکھائی دینا مشاہدہ قلبی ہے اور اوسکی نشانیوں کا دکھائی نہ دینا ہستی جبار کی تجلی کے
سبب قصور معرفت کی وجہ سے ہوتا ہے اپنے مشاہدہ میں عالم کو معدوم پانے سے حالت صحو میں
وہ عالم کو نفس الامر اور واقع میں معدوم نہیں جانتے تو یہاں حلول اور اتحاد اور اطلاق
اور تقیید کی وحدۃ الوجود ویدک گیانی اور اپنشد بھی سیا ناچاری کا کیا کام محققین صوفیائے
کرام قدس اللہ اسرارہم کی تصریحات اسکی نفی اور استحالہ پر شہادتیں دے رہی ہیں جو واسطہ
دمغ الباطل اس بارہ میں شیخ کبیر کی عبارتیں متن وحواشی میں دعوت کے منقول ہیں اللہ سبحانہ
قید واطلاق دونوں کی قیدوں سے پاک ہے عارف رومی قدس سرہ مثنوی شریف
میں فرماتے ہیں ؎

سلہ اس کے مزید ثبوت میں مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۹۱ میں ہو دیکھو۔ فضیلت پناہی شیخ
عبد الحق [illegible] از مجلسہائے خواجہ ما سخنے نقل کردند کہ حضرت خواجہ قبل از ایام رحلت می فرمودند کہ مارا بیقین
معلوم شدہ است کہ توحید وجودی کوچہ تنگ است شاہراہ دیگر است ہر چند پیش ازیں ہم میدانستم
اما این قسم یقین اکنون حاصل شدہ است ازین آخر نیز معلوم میشود کہ در آخر کار مشرب توحید مناسبت
نداشتند در ابتدا احوال اگر این قسم توحید ظاہر شدہ باشد با آن نسبت بلکہ بسیارے
از مشائخ را در ابتدا این قسم توحید پیدا آمدہ است و با آخر کار از انجا بر آمدہ اند ۱۲ اسی مکتوب ۹۰ ۲ میں
اس سے زیادہ لکھا ہے اور اپنے او پر سے انکا رتوحید وجودی کے الزام کو اوٹھا لیا ہے۔ بال ابن عربی
ترقی ہوتی آئی اسکو ثابت کیا ہے ہمارے شیخ کی دعوت الی سبیل کے صفحہ ۲۳ و ۲۵ جو دمغ الباطل سے نقل کیا ہے
توحید خالق کے ضمن ۱- ۲ وہ بھی اسی سے ہے ۱۲ منہ

حسن جزو و کل نہ جزو است بہ کل لطف سبزہ جزو لطف گل بود	نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل بانگ قمری جزو آن بلبل بود

یہ بیتیں ڈنکے کی چوٹ ایمان و عرفان اسلام یہ سمجھا رہی ہیں کہ خلق اور خالق کے درمیان کسی قسم
کے جزو یعنی قمری اور کل کا علاقہ نہیں ہے نہ وہ تعالیٰ شانہ ایک جزو ہے منجملہ اجزاء عالم کے نہ جزو
جزو عالم کا علیحدہ مثلاً عالم جن و عالم انس وغیرہ کہلاتے اور اُن کا مجموعہ خدا ہو جو اس عالم سے
جدا دوسری ہستی نہو ایسا بھی نہیں نہ خلق و خالق کے درمیان ایسی جزئیت ہے جیسے سبزہ کی
لطافت اور پھول کی لطافت میں ہوتی ہے اور نہ ایسی جزئیت ہے جیسے آواز اور آواز والے میں
ہوتی ہے ایسے بھی خلق اور خالق کے درمیان نہیں پس ویدک دھرمی دیو دھرمی سہانا جاری
دھرم والوں کا ڈوبتے ہوتے سوتیا ہے وجودیہ اسلام کا دامن پکڑنا کالش سے تنکے
کے سہارا پکڑنے سے بھی زیادہ پوچ ہے اور اکثر فرق ہنود کے دھرم پر جب تمام عالم پرمیشور
کے ٹکڑے پرزے اُس کے حصے ٹھیرے تو انکی برائی بھلائی پن پاپ سب پرمیشور کا پن و پاپ
بحیثیت کمائی ٹھیریگا نہ پرمیشور کی مخلوق افسوس جن لوگوں کا یہ دھرم نہیں ہو عہ اور اللہ سبحانہ
کے خالق خیر و شر ہونے پر اعتراض کرنے کے لئے ادھار کھاتے اور پرمیشور کو پن پاپ کماتا بتلاتے
نہ شرماتے اور نہ سوچتے کہ خالق پر الزام مذکور نہیں پڑتا کاسب پر پڑتا ہے نفع اور ٹوٹا کمانے والے
ہی کو ہوتا ہے نہ خدا کی میں رنگنہ کالا پیلا رنگنے سے کالا پیلا نہیں کہلاتا کالا پیلا وہی
کپڑا کہا جاتا ہے جس پر وہ رنگ چڑھتا ہے اور اہل کتاب کو اسکے جواب میں کتب عہد عتیق
و عہد جدید سے اُنھیں کے آئینے دکھائینگے

مذہب پارسیک مجوسی دو خدا عنصروں کا پوجنا مامور ہے سیکڑوں آتشکدہ ہیں ملک میں	بہن بھائی بنتے ہیں جورو خصم ویدشت شاسان کے اندر تم آریوں کا یہاں پہ کھلتا ہے بھرم

عہ ورکنڈہ تیجی اسکا ماننے والا ہے،

آگ پوجا سے بھلا جب وید ہو
گھی چڑھا اگنی بیچ یوں لی چھپا
منتروں میں کفر کی بھرمار نے
منتروں کے ارتھ یہ بتلائے ہیں
گیان ماتا اگنی دیوتے سورج ہیں
پوجی بچوائی ہوا تو دیوے سرور
گھوڑے گئو میں آگ ہے تم مانگ لو
سارے دریا اور عناصر دیوتے
گنگا جمنا اور گومتی لاکی سبجے

ہو صفائی شرک سے کیونکہ بہم
یہ صفائی کا ہوا کی ہے کرم
کھول ڈالا جو چھپایا تھا دھرم
سرستی نے بھاشیں کر کے بہم
تجھکو پوجیں بوت پاویں تجھسے ہم
اگنی ایشور بھینٹ لو دو تو ہم
وید کی پڑ آگیا کیا ہے ستم
گاتے ہیں تجھیا سخ کب بیل بدم
وید سنے بہ جاتے سب بھوڑا اکہم

عناصر کی پرستش لوگ کو کانتر ظہورات طبیعی پوجا پاٹ آریوں کا شرک سے بکھر تھا چھپنے لائق جا رہا گئی تھیں یہ جو کہا کرتے ہیں کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ منتر پڑھ پڑھ اگنی پر چڑھاتے ہیں یہ ہوا کی صفائی کا علاج ہے نہ اگنی پوجا ہوا کے اتنے بڑے کرہ کی صفائی کو ہمارے مہربان آریوں کی آگ پر گھی وغیرہ ڈال کر چھن منن اور چھس چھس کفایت کر جانا ایک مضحکہ کی بات ہے رگوید منڈل ایک سکت ۲۲ کا چھٹا منتر ہے پوتا پاتی سے منہ تکتا رہجائیگا جسکی دیانند جی بھاشیہ کا ترجمہ یہ ہے پوجی بچوائی باہر بھیتر رہنے والی ہوا جو کہ جملہ اشیا کی حفاظت کرنے کے سبب جانوروں اور جانداروں کو سرور بخشنے والی اور سورج جو کہ ہم لوگوں کو علم اور دولت وغیرہ دیتا ہے جسطرح علم والے لوگ (یعنی ایرانی) ان سے اکثر کام درست کر لیتے ہیں ویسے ہی ہم لوگ (یعنی ہندوستانی) اسی طرح ہوا اور سورج کا سیون کیوں نہ کریں (ردتکذیب حصہ ۲ صفحہ ۸) شروع منتر میں جب پوجی اور بچوائی ہوئی ہوا کا فقرہ موجود ہے اور جی ایرانیوں کے استفادہ کو دیکھ اس سیون کی سوجھی ہے یہ آتش پرستی عناصر پرستی کی دہوم مچا رہے ہیں جیسا کہ آتا ہے تو یہ سورج اور ہوا کا سیون آریوں کی نوک دکھا دیگی عالم نول سے اندھے

سینے کے سیوں کا ہم محاورہ منکر نہیں ٹھیگا یہی سورج اور ہوا ایک جھول کے دو بھائی ہنوں کا
بچا یا ثابت کریگا جسکی شروع منتر میں خود تصریح ہے۔ سورج اور ہوا کے پوجنے سے پارسیوں کا
کام درست کر لینا بتلا کر سوامی دیانند نے آریوں سے سورج ہوا وغیرہ عناصر پوجنے کا ڈھب لگا دیا

منتر دھرم کی مستار ہا ہے۔ دیکھو نامہ تھور میں یہ جمشاد نامو مو مادھو کا شلوک یو اہم را فرادار ی

مہدیر سیاست سو کا ہیم انجم **ترجمہ** اے بندے سورج تیا یتر یگا ہوا و سورج جیسا
یا ور ہوتا ہے میں کہتا ہوں وہ مال اور دولت سے بالا مال ہو جاتا ہے تو اسکی ستایش اسطرح کر
(اس کے آگے سورج کی ستایش کا بیان ہے) یزداں فرماتا ہے سورج کو پوجو یہی تھا نامعان
اور جس کا معاون سورج ہوتا ہے اوس کو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی ۔ منتر نیایش بن سے منتر
کی پوجا اور منتر سے ہر طرح کی حاجت مانگنا اور رگ وید اشٹک ایک کے پہلی ادھیائے سکت دوم
کے منتر ۲ و ۳ سے منتر اور ورن کی پوجا اور اُنسے دشمنوں کا ناس کرایا جاتا اور دھن مانگنا وغیرہ
نقل کیا ہے صفحہ ۷۰ میں اور صفحہ ۷۸ میں ہے اسے اگ پوجاری لوگ حصول قوت کے لئے تیری
پرستش کرتے ہیں تجکو نمسکار ہو سب دُکھ درد دور کیجئے یہ رگوید کے پہلے منڈل سکت ۱۲ کے
منتر دوم کے خاتمہ کا ترجمہ بعینہٖ ترندی منتر کا ترجمہ ہی وہاں ملنے اگنی ہے نامہ دست ساسان
میں ہے فابیم ساب تلخ ششگلخ بیرید زمیار خشید **شرح** با این ہمہ جہاں کہد آتش شکدہ

کو دیکھو اوس کو سجدہ کرو۔ خدا کی نماز سے فارغ ہو کر آگ کو سجدہ کر الخ آتش نیایش بن میں ہے

عر دو دزنکام احضنیام استو کا کیم منتر و شام آآنتا وشیدو رمتم رخ **ترجمہ** اے آگ
بزرگ برتر قبر کہ میں مجھے سب چالاکی تیزی ہوشیاری دے اور جلدی جلدی چلنے کی قوت
بخش اور پیا قل تربیت یافتہ سعادتمند ہادی بخیلوں کی کھونے والی دینی اولاد عطا کر جو حق
[illegible] اور نامہ دست ساسان میں [illegible]

[illegible] سے اگنی سے پیدا ہے

ہاریہ فانام کلنج ہم اب نتیج الکمید **شرح** اے لوگو چاروں عنصروں کی پوجا بجالاؤ اور اوہنکی کسی طرح کی تنگی مت برتو جہاں تک ہو عمدہ طور سے جھانک جاؤ اور اسی کے قریب آریہ مت کے گیت رگوید منڈل ایک سکت ۱۶۲ کے منتر ۲ و سکت ۱۶۳ کے منتر اول سے آگ پانی ہوا کو مال دولت دینے والے پرورش و حفاظت کرنے والے بترجمہ دیانندی بعبارت سنسکرت و بھاشا رد تکذیب کے حصہ دوم میں دیکھ لو مولف نے کسی عذر کا موقع نہیں چھوڑا مگر افسوس آگنی عناصر ظہورات طبیعی کے پجاری انکو پوج پاٹ کر بھی آتش پرست نہیں اور سید ناموسی علیہ الصلوۃ والسلام جنکی جوتیوں کی ٹھوکر سے خزرگ ہیبت تھے کہی وہ اِنّی رَاَیْ نَارًا آگ لا یعنی میں نے آگ دیکھی ہے وہاں سے تم اپنے واسطے بادل سکنے کو آگ لاؤنگا اور اگر تاپتا کوئی وہاں ملگیا تو اوس سے راستہ دریافت کرونگا) اس کے فرمانے سے ہی آتش پرست ٹھہرتے ہیں جائیں اوسے بکواس بھی کرسکا جسکے دھرم بتک آگنی پوجا کے اصول پر آگ سے پاؤں سینکنا بے ادبی بتلاکر اس سے منع کریں۔

رشیوں کے آبائی وطن مصنفہ پروفیسر ایل بی سرا اے۔ پادری مدرس علم الہی بھہانہ نمبر کا اقتباس یہ ہے۔ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں آریا قوم آسمان اور زمین کو ماں باپ معبود جانکر پوجتے تھے اُن کی مختلف شاخوں میں آسمان و زمین کی پوجا پائی جاتی ہے۔ ہنود کی پرانی کتاب رگوید میں آسمان دیوتا کو کئی لقبوں سے یاد کیا ہے (۱) دیوس پتر یعنی نورانی باپ (۲) دھاتا یعنی سب کا بنانے والا پناہ دینے والا (۳) ادیتی یعنی لا محدود داء یہ تب نام دیوتا دیتی ہی سے پیدا ہوتے ماننے جاتے ہیں (۴) بہترا گھنہ ہیشیر یا نام بادل کا مارنے والا (۵) اندر یعنی بجانیوالا (۶) بھیجنا یعنی پالنے والا و عنوان زمین کو رگوید میں پرتھوی نام سے پوجا ہے۔ رگوید کا دیوس پتر اور یونانیوں کا زیوس پاتر اور لاطینیوں کا جیو پیٹر ایک ہی معبود ہی جسکے معنی آسمان باپ پرتھوی کو رشیوں نے ماتا مانا ہے تو یونانیوں کی ڈیمیٹر دیوی کے معنی بھی دھرتی ماتا ہیں۔ آسمان کو باپ زمین کو ماتا ماننے کا خیال ہنود اور یونانیوں میں یکساں پایا جاتا ہے۔ رگوید میں

دیوس پتر یعنی سب دیوتاؤں کے باپ تو یونانیوں میں اُرانس گایا دیوتوں کے باپ
یونانی اُرانس اور ویدک ورونس دونوں کے معنی ڈھانپنے والا آسمان یونانی گایا سنسکرت
گو دونوں کے معنی گائے اور زمین ژنداوستہ میں مستعمل ہوا ہے۔ رگوید میں ورونس
یا ورن کو جن لفظوں سے ملقب کیا ہے قریب قریب انہیں لفظوں سے ژنداوستہ میں اہرمزد
کو ملقب کیا ہے جسکے معنی ہمہ دان اسر رگوید (۱-۴۲: ۱) میں ورن کو ہمہ دان اسر کہا اوستہ
میں اہرمزد کو خالق خیر اور انگرہ مینیوس یا اہرمن کو خالق شر کہا ہے۔ وید میں ورن کو خالق خیر
اور ونزرپتی کو باپ دیوتا یعنی خالق شر کہا ہے رگوید (۱: ۲۴: ۹) اوستہ میں اسمتر نام ایک
معبود کا ذکر اہرمزد کے ساتھ ہمیشہ آتا ہے جیسے ورن کے ساتھ متر معبود کا۔ ہنود کا برتر
گھنہ اور پارسیوں کا بیرہتھر گھنہ ایک ہی معبود ہے ویدا و اوستہ میں بڑے اژدہا سے جسکی تشبیہ دی گئی ہے
وید میں اوس کو اہی دھک اوستہ میں اتی دھک نام سے یاد کیا ہے ممکن ہے لفظ اژدہا بھی
اہی دھک سے نکلا ہو۔ وید کا اندرا اور پارسیوں کا اندرا ایک ہی باہمی رنجش سے ایرانی آریہ
گوت ہندی آریہ گوت کے معبود اندر کو دوزخ میں بھیجا ہوا کہنے لگے اُسے مجبوراً بیرہتھر گھنہ
سے راضی اور اندر نام سے ناراض ہو گئے۔ ویدک رو سے دیوتاؤں کے کاریگر تواشٹری کے بنائے
ہوئے بجر سے دیوتاؤں کے دشمن برترا دیوتاؤں کے رقیب مارے گئے تو یونانی کہانی میں
دیوتاؤں کے کاریگر ہیفیسٹس نے اپنے باپ زیوس کے لیے بجر بنایا تھا جس سے دیوتاؤں
کے دشمن کل تی تن ہلاک ہوئے ویدک سوریا (سورج) یونانیوں کا ہیلیوس لاطینیوں کا سل
تمو ثُو نجا کا تر فارسیوں کا خورشید ایک ہی معبود ہے۔ وید میں سورج دیوتا کئی ایک ہیں جن کا عام
لقب ادتیا یعنی ادیتی کی اولاد ہے۔ اون میں سے ایک کا نام وید میں متر اوستہ میں متھرا
ولدا ہرمزد ہے۔ وید میں سورج دوڑنے والا گھوڑا ہے تو اوستہ میں گھوڑے والا تیز سوار۔ وید میں
سورج دیوتا آریاؤں کی شفا امراض کے لئے پوجا ہوتی ہے تو اوستہ میں بھی اسی لئے ایرانیوں
کی پوجا ہوتی ہے۔ پرانوں میں سورج کا ہاتھ ندر لینے کو کہنے لگے تو یونانی کہانی میں

وہ بادشیر نے چاپ لیا۔ ویدک اور یونانی قدیم آریا قوم بوکو دیوس نام رکھتی تھی جسکا نام
ایران اوس اہی سنسکرت میں اہما وس اوس یونانی میں رگوید میں ۔ اوا آوستا میں بو
سنسکرت میں یون یونانی میں بات ہوا کہتے ہیں قدیم آریا جسکو پوجتے تھے آریا قوم کی
سیاسی شاخوں میں کسی نہ کسی نام سے آگ کی پوجا ضرور پائی گئی ہے (صفحہ ۹۶ میں بہت سے
ناموں کی تفصیل اور لفظی اور معنوی یکتائی کا استعمال یونانی لاطینی ژندی فارسی ویدک میں
اور مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی سلمہ نے اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے) اہل
فارس آتش پرست نام سے مشہور تمام شاخوں میں آریوں کی یہی دستور (ناقل کہتا ہے
ہند کے موجودہ آریہ بھی آتش پرستی کے فریضہ کو قضا نہیں کرتے ہاں غلبہ توحید قرآنی وابطال
شرک فرقانی سے قبول حق سے سرتابی کی گنجائش نہیں چھوڑی ناچار دامن گذاری ترک کو
یہ ڈھنگ اختیار کیا ہے کہ ہم یہ اگنی پوجن ہوا کی صفائی کے لئے کرتے ہیں مگر یہ ہوا بندی اسلئے بڑے
کیونکہ ہوا کی صفائی کے لئے آریوں کے اس کالمعدوم سیون کو ناکافی دیکھ کر مضحکہ صبیان بنجاتی
ہے اور منتر شرکیہ جو ہوم کے وقت پڑھے جاتے ہیں وہ اس بناوٹ کو بننے نہیں دیتے
تقریر ناقل تمام ہوئی) پادری موصوف لکھتے ہیں ژندآوستا رگوید وغیرہ سے واضح ہے کہ قدیم آریہ
نے جسوقت میں جس معبود کی پوجا کی اوسوقت اوس معبود میں تمام خواص کو الوہیت کے اوس میں
تصور کیا مثلاً خلق کرنا پرورش کرنا انتظام کرنا وغیرہ صفات الٰہی کو آسمان زمین آگ ہوا
سورج وغیرہ مخلوق اور محدود معبودوں پر محسوب کرکے اونکو پوجا ہے۔ لہٰذا خالق کی
صفات مخلوق میں ماننے سے جو قباحت پیدا ہوتی ہے وہ اونکے مذہب میں موجود تھی خدا کی
خدائی محسوب نکرتے تھے ہم اون کو موحد نہیں کہہ سکتے وہ ایک خدا کے پرستار تھے
توحید کا خیال انسان کے دل کا [illegible] ہے (صفحہ ۹۶ تا ۹۸) پادری صاحب نے
بہت بجا فرمایا بیشک خدائی [illegible] خدائی جب تک [illegible] اسکے بغیر توحید نہیں
ہوسکتا۔ توحید کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ذات [illegible] پایا جائے جسکا وہ مستحق نہ او

غیرمتناہی کل خواص الوہیت خدا ہی میں ماننے سے موحد ہوگا مگر پادری صاحب اس میں
کتراتے ہیں کہ منجملہ خواص الوہیت ایک خاصہ بھی غیراللہ میں مانیگا یا خواص الوہیت کی تفریق
وتقسیم کریگا تب بھی موحد نہ رہیگا مشرک ہوجاویگا۔ چونکہ پادری صاحب ایک خدائی خاصہ
مسیح میں اور ایک روح القدس میں مانتے ہیں اور ان کو خدا ہی سے منسوب نہیں کرتے یعنی تینوں کو
خدائی کام جدا جدا مانتے ہیں لہذا پادری صاحب کے قدر مشترک فیصلہ بموجب ہم بھی قائلین
تثلیث کو موحد نہیں مان سکتے

اسم ذات پرمیشور کا ویدوں میں ہے نہیں	لوگوں پر لوگوں کا ہے چڑھا وہم
رشیوں نے اوم ویدوں سے دیا	وہ تو سر کا جھومر نکلا اوم کھم
دیوتا سارے بنا ڈالے خدا	ویدیوں نے اس کو تو سمجھا اسم
رب بھر لئے کبھی ہر دیا	شخص اصلی کا نہیں پاتا جسم

دیانند جی نے اسم ذات نامعلوم پرمیشور کا اوم بتایا مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی نے ستیارتھ پر
کاش ہندی میں سمولاس پیارے ۲ شلوک ۲۷ سے ثابت کیا کہ برہما جی نے الف کہیں سے
واو کہیں سے مختلف مقامات وید سے نکالا ہے ایسی صورت وہ اشارات ہوئی مقطعات
(نہ اسم ذات بلکہ کوئی اسم منجملہ اسماء صفات بھی نہیں ہوسکتے) جیسے بی۔اے۔ایم وغیرہ
دیانندی اوم کو او مصدر سے مشتق (بنانے کا واو کچھ جیسے اوں سے اشتقاق کا
دعوی کرنا) ہے پرانے ہندو جبکہ اس سے تری مورتی دیوتا برہما وشنو مہیش یا برہما وشنو
اور شکتی دیوی مراد لیتے چلے آتے ہیں مولف کہتا ہے اور پہلے سے زمانہ کے آریوں
میلہ نہیں کے صدقہ سے سمجھا ہے تو آج اوم خدائی نام کیسے سمجھا جائیگا عبادت سمجھا جیسی اسم
ذات ہونا سمجھا فقط اسم صفت ہی ہوا * مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی * انتھی چونکہ
دیانند جی کو (اپنے اسلاف کے خلاف) دیوتوں کے وجود سے (بہ تقلید سرسید)
انکار ہے لہذا اپنیشد دیانند جی کے ستیارتھ پرکاش برہمن گرنتھوں سے ہی اوم

اور ہیں سُر پھر وید کے نئے وید گانے میں شروع شروع منہ سے نکالنے کے
دو لفظ مہمل ثابت ہوتے دیکھ لیجیے ست پتھ کانڈ ایک ادھیائے ۴ برہمن ایک کنڈ
۳ کا ۲ ترجمہ ودگاتا (یعنی وید گانے والا) ہیں۔ وشیمی شرت نکالتا ہے اگر زور سے
نکالیگا تو اوم کی آواز سے اوسکی آواز مل جائیگی تو دونوں سروں میں کچھ فرق نہوگا
اسواسطے ہیں سے سر بھر لے ۔ واہ رے پنڈت جی کی جرأت ہیں اور اوم دونوں
آواز ادھار نے کے سُر اور آگے پرمیشور بنا ڈالے سوا دھیائے ۲ شلوک ۷۶
اوم شرے اوم سے وید کا راگ اوٹھاتے اور اوم ہی سے بٹھاتے۔ ناقل کہتا ہے
جس سُر تال کی پال میں دیانند جی کا ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں
بصفحہ ۱۳۵ یہ فرمان ہے سُر راگ۔ راگنی تال گرام ساز بجانا۔ ناچنا گیت گانا وغیرہ
قرار واقعی سیکھنا چاہیئے انتہی۔ ان فرائض نیم دھرم کی محبت اور حمایت کی یہانتک
نوبت پہنچی کہ سروں کے نام نام خدا بنا ڈالے۔ اور سچ ہے خواہش نفسانی کی انتہا یہی ہے
کہ وہ اپنے مرعون کی معبود بناتی ہے جیسے سُر راگ کے رسیا نے اوم سُر کو معبود بنا ڈالا تو
اب سوچنا قول پنڈت دیانند جی کا اوم کھم برہم یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷
دیکھیے ویدوں میں ایسے وقتوں پر اوم وغیرہ پرمیشور کے نام آتے ہیں۔

قول مولانا ابو رحمت حسن میرٹھی کا ۔ ویدوں سے اوم ملا دیا صرف یجروید کے
خاتمہ پر فقط تمت کے طور پر ختم کی علامت ہے (نہ دوسرے ویدوں میں جو اس سے
پرانے ہیں) یہ وید کی عبارت نہیں ہے۔ یجروید والے نے جہاں گانا ختم کیا ہے وہاں
اوم کھم برہم گایا ہے اور کھم برہم بالائی گرہ کا نام ہے جو کہ تمام گرہوں کو محیط ہے وید والے
اوس سے حفاظت چاہتے تھے جیسا کہ دیگر گرہوں اور جنتوں سے چاہتے تھے
پنڈت جی اونکی جہالت و کرہات و خدا پرستی چھپانا اور جہالت و کرہات وغیرہ کو پرمیشور
بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ سو باطل است آنچہ مدعی گوید ۔ اوم سا

وید کے کنداپنشد دیانند جی چھاندوگیہ ۔ مانڈوک ۔ کٹھ ۔ منو ۔ کیول وغیرہ کے
مقامات مذکورہ میں اوم نام آیا ہے مولانا وید کے ہوتے پنڈتوں کی پوتھیوں سے
ثبوت دینا (سہارا بکتنا) ویدوں پر اوس پر چلنے کی دلیل ہے کہ اون میں نہیں درج ہیں
اس حسن الاصول اعتقادی کے ہونے کی ضرورت اور دوم ہم کے بیان کی حاجت تھی)
اور شخص مذکورہ نے پرمیشور کے نام دھرے ہیں [illegible] جیسے باپ گنام کا ہم [illegible]
دیانند جی ۲ وہ مثل خدا حمید ہونے سے [illegible] اور سب سے بڑا ہونے سے برہم پرمیشور کا نام
ہے مولانا [illegible] صفت موصوف اُن کے معنی سب [illegible] خدا کی مانند [illegible] کا نام ہے
[illegible] دیانند جی [illegible] ہر جگہ حاضر ہیں کچھ دہان
کچھ [illegible] پرمیشور کے ناموں کا نام [illegible] پلیاں کھلوانہی ہے
عریاں نند جی (۳) [illegible] تجلی ہونے سے سب اُس کی علم [illegible] ہونے کے باعث مذہب کا خالق
[illegible] کے باعث ہونے سے [illegible] (۴) ہر جگہ ہونے سے برہم پرمیشور
کے نام منوادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۳ مولانا مذکورہ بالا معانی پنڈت جی کی من گھڑت ہے
منو کے شلوک کا ترجمہ نہیں وہ شلوک یہ ہے ۔ اسے تت مے کے [illegible] اگنم منو مے کے
پرجاپتم ۔ اندر مت [illegible] پرے [illegible] برہم شاشوتم ۔ لالہ سوامی دیال [illegible]
[illegible] مذکورہ [illegible] کوئی اگنی کوئی منو کوئی پرجاپتی کوئی اندر کوئی [illegible]
[illegible] خیال کرتا ہے [illegible] کہا ہے حسن معرم کی اولی اور اصلی کتاب نے جو آسمانی
ادیان والوں [illegible] میں آسمانی کتاب اور کتاب اللہ کہلاتی جاتی ہے اور آسمانی دین کہی
[illegible] کے قائم مقام پرمیشور کا نام نہ بتلایا تو بیچارے اول پستک
[illegible] تو آپ عالم کا سر دھرا خیال کریں پس امور تکوینیہ کے کاموں میں جب
اور [illegible] تھے او [illegible] ناموں کو نام خدا اور اون کو خدا اور مظہر خدا اور اوتار
خدا جب [illegible] خیال میں آیا تھا یا آج اسلامی تجلیات میں جو خلقت خواب و غفلت سے

بیدار ہوئی اور دلائل و براہین قرآنی سے کھل گیا آفتاب نیمروز کی طرح کہ اس عالم کا پیدا کرنیوالا
تمام اشیاکو بنانیکا فرمانروا اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا دوسرا ہو نہیں سکتا تو علتی
ہلتی اگنی کرنت اندر وغیرہ چھوڑ اگنی اندر وغیرہ کو پرمیشور بنانے کی ضرورت مٹ گئی تاکہ آسنی
ہوا دھرتی تارا آسمان باپ عمل عقل کرنات جہات وغیرہ جو اتما دید شرک کی رو پر سلنے کے
الزام سے بچے اور شرک کی بھرمار کے منتر توحید کے جنتر لیونیز آسان ہو جائیں اسلئے نیا آریہ
ست ان زمین و آسمان کے قلابے ملانیکی مصیبتوں کے پل باندھ رہا ہے - لفظ ترنا قل کی
تمام ہوئی) اگنی سوا اندر ان برہانکے ہماری اگنیں پرمیشور بنا دھرتی پرمیشور ہیں سے نکلے ہوتے
گرچیں تو ان نام دھروؤں کے نام دھر سے بیان کرتے ہیں بدون نام والے کے تباشے
اون کے نام نہیں ہو سکتے بلا شبہ اگنی کہنا آگ کی ظاہری صورت پر مبنی ہے وید لغت وید سے
ماخوذ نہیں اگنی کا ترجمہ بقول نرکت کا مقدم آگے آگے کیا جاتا ہے - چنانچہ جب کسی دیوتا کی
پوجا کو یا کسی دوسری ضرورت کو جاتے ہیں تو آگ کو آگے لیکر چلتے ہیں اور چلتے وقت بھی آگے
ہی رہتی ہے (اسکی لپٹ اوپر ہی کو جاتی ہے) اسواسطے اوس سے مراد موجودہ آگ ہی
ہے وہ بذات خود روشن نہیں[ف۱] اوسکی اثر صفت تیرگی و سیاہی ہے جسکو جلاتی ہے سیاہ کردیتی
دیتی ہیں رکھکر روشن کرنے والی چیز کا نام ہے - ناقل کہتا ہے اون کے پجاری جب
اسے پوجتے ہیں تو اوس کو معبود ہی مانکر پوجتے ہیں پس اونکا خدا تو یہی ہوئی اون کا ...
خیال اگنی کو خدا کہے تو ان ہو ستیا قول ہے اس سے وہ خدا اسکا نام اگنی کیسے مان لینگے
جو آگ سے شعور کو اپنے کار خدمت کی چیز رکھتے ہیں سے ایک چیز سمجھتے ہیں یا اون تک سکتا
اوس کا کار خدمت جانتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی اور پیشوا پر لپٹ ہے) اگنی ہے تو خود
جلتا دوسرے کو جلاتا کالا تو نہ ہو گا اور اسکی علامت تیزی و حرارت سے بشدت جیسے
چشم پوشی کی جب اگنی پرمیشور کا نام ہے تو بشدت جیسی [illegible]

ف۱ بلکہ اوسکی خوراک روشنی دیتی ہے ۱۲

منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اگنی سوم گندھرو اور منش تو چار شخصوں کو کیوں بتلایا ہے جو عورت کی بی بی
اور اولاد حاصل کرتے ہیں ایک مصنف ایک کتاب ایک ہی اگنی بیان پرمیشور پران وید پر دتا
پرانی تریا کو کہہ رہی کہ عورت الا اصل بات یہ ہے اگنی اسی آگ کا نام ہے اسکو دیوتا پوجتے تھے
اور برہمن اہل وید وہ دیوتاؤں میں پیغمبری کا کام کرتا ہے دوت کہلاتا ہے اگنی دوتم ورنی

ہے ہوتارم وشو ویدسم اسی یجنیہ سو کرتم **ترجمہ** سب کو جاننے والی دیوؤں کو
بلانے والی اس یگ کی شدھ کرنے والی اگنی دوت (پیغمبر) کو مانتے ہیں ترجمہ تمام ہوا
(اگنی دوت، دوت کا بجوانی یجولیا) یگ گاہوں میں بڑے بڑے مبالغوں سے اوس کی
پوجا ہوتی تھی پنڈت جی سے جب اسکی پوجا بند ہوسکی تو اوسی دوت کو پرمیشور بنا ڈالا (اگرچہ
ویدی منتروں میں جو اگنی پوجا کی بھرمار ہے وہ نہ ٹھہراتے) درحقیقت وہ دیوتا ہے اور اسکے گن
ست یتھ (دیانند جی کی معتبر مانی ہوئی کتاب) میں اس طرح مرقوم ہوئے ہیں کہ اگنی نے
گائے پر محبت کی نظر ڈالی اور خیال کیا میں اس سے جفت کھا سکتا ہوں اور پھر اوس سے
جفت ہوا اور نطفہ ڈالا وہ دودھ بن گیا اسیواسطے جب گائے دوہی جاتی ہے تو اوس کا
دودھ گرم نکلتا ہے اور چمکتا ہوا آگ کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ایک
ادھیا ۲ برہمن چار کنڈکا ۱۰ اگنی نے ایک دفعہ پانی پر محبت کی نگاہ ڈالی اور خیال کیا میں
اس سے جفت ہوسکتا ہوں[ا] اور وہ اوس سے جفت ہوا اور اوس میں نطفہ ڈالا وہ سونا بن گیا
یہی وجہ ہے کہ سونا پانیوں میں سے نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ
اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ۲ ادھیا ۱ ایک برہمن ۱ کنڈکا ۵ ناقل افسوس کرتا ہے کہ پنڈت جی
کے خیال ٹھہرایا ہوا پرمیشور اگنی کیسا پرمیشور ہے جس نے گائے وغیرہ سے جفتی کھائی
دودھ اوس کا نطفہ سونا اوس کا نطفہ) منو میں وا وسنتی ہے جسکے معنی من[ه] والا من اندری
کا نام ہے منو ادھیائے[۲] شلوک ۹۲ و ۹۳ ملاحظہ ہو کہ من اشیا و اسباب لطافت پر بھی

[ه] یعنی دل اور عرف میں عرفا کے دل اللہ کو کہتے ہیں ۔۔

آسودہ نہین ہوتا اس سے صاف واضح ہے کہ دل کو کہتے ہین (دل تو من کہنا اتک ہنود کے
روزمرہ کی بول چال ہے) اور نیز بقول ستوا دہیاے اول شلوک ۱۲۸ برہما جی کی مخلوق میں سے
ستوا اوس کا نام ہے جو سب انسانوں کا جدامجد ہی اسلامی زبان مین جن کو نوح کہتے ہیں
یعنی منو سمرتی کا مصنف اور لعنت کیا اعتبار سے من کے معنی گیان اندری او جی اوس کو
پرمیشور بناڈالا پاؤن نہین چل سکتا ست پتھ کانڈ ۱۰ ادہیاے اول برہمن ۴ میں
منو کی بی بی نام منادی لکھا ہے منو کو پرمیشور بتایا ہے پرمیشور کی بیوی جسکو اسورون نے
بلیدان کر دیا تھا ایسے ہی سن گرنتھ ویدادر دیگر دھرم پستکوں کے سماچاروں سے الیسلی ہی)
کہ سب کی پرورش کرنے کے سبب اعلیٰ شوکت و حشمت والا ہونے کے سبب اندرا ایشور کا
نام ہے یہ لفظ وید یا لغت سے ماخوذ نہیں درحقیقت وہ ایک دیوتا ہے - پنڈت جی سے جب پوچھا
اوسکی مذمت سکی ناچار اسے بھی ایشور بنالیا حالانکہ اوس کا کام رزاقی وغیرہ نہیں دیر یہ دان کرنا
وغیرہ ہے دیکھو منترا ابھا - تو منتر میں وہ اندر دیوتا ورتر کا قاتل وید میں مذکور ہوا ہے اوس کا حال
یوں لکھا ہے کہ گلشیہ سوم پاتمہ سمدر اڈ ہنوتے اُرذی رایونہ کالہ **ترجمہ** اندر کا
پیٹ سوم کا رس بکثرت پینے سے سمندر کی مانند پھولتا ہے اور جھیل کی مٹی کی مانند تر رہتا ہے
رگوید سوکت ۸ منتر ۷ ست پتھ کانڈ ایک ادہیاے ۶ برہمن ایک کنڈکا ۷ - اندر نے
خیال کیا کہ اسے سوم سے محروم رکھتے ہیں وہ آن بلا سے مہمان کی طرح جو کچھ برتن میں سوم کا
رس تھا پی گیا جس طرح طاقتور کمزور پر غالب آجاتا ہے اسی طرح سوم نے اوس کو نقصان پہنچایا
اور تمام بدن پھوٹ نکلا کنڈکا (۱۳) جب اندر ورتر کی تلاش میں نکلا تو لوٹ آگئی اور سوم نے
کہا کہ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ورتر تمہارا نہیں ہے تم کیوں اوس غلام کی مدد میرے خلاف
کرتے ہو - آپ میرے طرفدار ہیں (کنڈکا ۱۴) ورتر چوٹ لگنے سے لمبا لمبا لیٹ گیا اوس جگہ کے
پھٹنے کی مانند جس سے چیز باہر نکال لیگئی ہو یا جس سے نکال لیا گیا ہو اور اندر نے ورتر کے اوپر کے
حملہ کیا تھے ست پتھ کی اس عبارت سے ثابت ہے کہ سنو منادی اندر ورتر ایودیوی

(بانی) سوم وغیرہ ترگن نرگن پرمیشور کے نام نہیں دیوتاؤں کے نام ہیں - دیانند جی کو وید
میں ایشور کی پیدایش کی ضرورت پڑی تو ہوتے ہیں انہیں کو ایشور بنا پایا ہے - مگر دیانند جی کو اس
جگہ میں یہ شبہ نہیں پڑی کہ میں تو منتر تو سند میترو اور سہ یجو وید ہوگا کے بیان [illegible]
پنچ ستیارتھ پرکاش کے اگنی سوم وغیرہ اول منترن کو بتلا دیکھا ہوں (جیسے [illegible])
غضب کی بی بی کو اولاد ست کر دیتے ہیں آگے بلکہ اندر کو اور یعنی جا وغیرہ سے [illegible] خیال
نہ کیا کہ یہ اندر کو شنک کے نطفہ سے پیدا ہوا دیوتاؤں کی صفتیں شامل ہوا اور [illegible]
قتل کرنے والا وید میں گنایا گیا ہے دیکھو رگ وید منڈل اول سوکت ۱۰ انترا پران [illegible]
کا نام نہیں جان او سانس باہر جانیوالے سانس کا نام ہے اسیواسطے جانداروں کو پرانی کہتے
ہیں [illegible] پرانہ جرانہ کرکے اپنی جان کی حفاظت او م (کرہ بالائی) [illegible]
دیا ہے ہیں اور یجر وید منتر پران سے شودہ نامی میں کیسکے پراون کو شودھ [illegible] (پاک [illegible]
کرتا ہے) نہ اپنی جان کو بالغرض کسی ہندو نے پرمیشور پران کو بنا دیا تو چلو ایک [illegible] پرمیشور
بھی [illegible] ان گن ارواح ہونے کے سبب ان گن پرمیشور ہوئے یا [illegible] الارواح یا
باپ یا ماں ہوگا روحوں کی کہ سو تو کی پیشانی اسکی روح سے جلی ناقل کہتا ہے [illegible]
اور پشچم آتما جو کثرت استعمال سے پرماتما ہو گیا ہے ایشور کو کہتے ہیں اس وجہ تسمیہ [illegible]
پتہ چلتا ہے کہ انکی معرفت میں جدا روحوں [illegible] نہیں ہے - بلکہ ایک اعلی و برتر روح
اور تمام عالم کا مالک ماننا اوس سے اسی کو جاننا بھی ہی) دیانند جی نے منتر ۹ [illegible]
برہم اور برہما کے معنی کرتے اونکو وید و لفت اور نوشتہ خود بہ لت نمبر ۳ کے خلاف ثابت
کرکے ماخذ طلبی پر بدعی کی [illegible] کی خلاف کر مولانا فرماتے ہیں آپ کی [illegible]
اور اوس میں رہنے والے برہما کو دیوتاؤں کی [illegible] [illegible]
الزامات سے بچانا ہے سو نا ممکن ہے [illegible] وغیرہ کی [illegible]
ہیں جو کہ اونکی ہستی کا [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کا [illegible]

برہما کی بابت خود منو میں لکھا ہے کہ وہ دنیا کا پیدا کرنے والا بذات خود مخلوق ہے اس طرح کہ
پرمیشور نے اپو دیوی (پانی) میں تخم ڈالا وہ مثل انڈے کے بصورت طلائی آفتاب درخشاں
ہو گیا اوس سے برہما جی آپ سے آپ پیدا ہوئے اور اوس انڈے کے دو چھلکوں سے
آسمان اور زمین کو برہما نے بنایا دیکھو منو ادھیائے ایک شلوک ۹ تا ۱۳ الخ بس وید والا
برہم لوک بالائی کرہ ہے اور برہما اوس کا مالک جسکی پوجا سندھیا میں ہوتی ہے اوس سے اوپر کے
کرہ کا جو سب پر محیط ہے کھم برہم نام ہے سندھیا وغیرہ اور آپ کے معزز وصنہ منتر میں اوم کھم برہم
آخر ہی آیا ہے یا ملک برہما کا آباد کنندہ جسکا دریائے ابراوتی بھی اس ملک میں نشان اعظم
کے طور پر موجود ہے دیانند جی ہر جگہ محیط ہونیکی وجہ سے وشنو مولانا محاورہ کیجگہ
محیط اپنی مراد ساختہ کے اظہار سے ناچاری جگہ ہوتی تو پرمیشور کہاں آرام فرماتے وشنو
سنسکرت وش سے نہیں نرندی وش بمعنی خواہش سے نکل تر بندیوں کا دیوتا جسکو سب
چاہتے تھے ہندو نے بھی (ایرانی آریہ گوت سے لیکر) ویدمیں گایا جو کہ جو دسب کو چاہتا ہی
برہما پیدا کرنے والا دیوتا وشن پالنے والا شیو یعنی ردر مارنیوالا مانے گئے تھے یہاں دیانند
کمال میں وشنو بھی پرمیشور بن گئے - حالانکہ ویدوں اور برہمن گرنتھوں میں وشنو کو
اوتار مانا ہے دیوتا اور اسر پرجاپتی سے پیدا ہوئے دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی اسر
غالب آئے وشنو زمین دستیاب زمین کھودی تو آپ کا وشنو برابر تین او کی زمین کھود دینے پر
نیچے نکلا شت پتھ برہمن کانڈ پہلا ادھیائے ۲ برہمن ۵ کنڈ کا ایک تا گیارہ برین تقدیر
کمال من حاظ با مشترین محصوص ہونے کے سبب اگر وید کے ایشور کا نام وشنو ہے
تو اوس روحوں کا بھی کچھ نام رکھنا چاہئے جو کہ وشنو اوتار کے ساتھ ساتھ زمین پر جسم لیکر
دنیا کو نفع پہنچاتی ہیں رگوید منڈل اول سوکت ۲۲ منتر ۷ میں وشنو اوتار کا تین ڈگ قدم
جاکر دنیا کو طے کرنا دنیا کا اوسکے قدم کی خاک میں جمع ہو جانا مذکور ہے جس سے اثبات
ہوتا ہے کہ وشنو پرمیشور نہیں ہے اوتار ہے آگے دیانند جی نے لغوی معنوں پرمن گھڑت

اپنے اسلاف کے خلاف قدم چلنے لگا رفتہ رفتہ ایک کے دو دو کہا ہر جگہ لحاظ ہوتے
اوس کا نام اکشر بنا اور مواد کو صحیفہ کا محتاج ٹھہرایا ہے جس اکشر کی تعریف وید مین
(اکشر) ہے وہ پانی ہے دیکھو نگھنٹو ادھیاے ایک کھنڈ ۱۲ فقرہ اکشر اوس نام کا سے
پانیوں کو پرمیشور بنا لینا آپ ہی کا حصہ ہے نور مجسم ہوتے ہیں پرمیشور کا نام سوراٹ بنایا مو لینا
نے اس بناوٹ کو تو رویدمنتر سے ان کا مخلوق ہونا ثابت کر دیا اور اُپ نشد کے مضمون
ہمہ اوست سے جو اشارۃً اپنی بناوٹ یا اون چلانا چاہا ہے۔ سو دہرم سبے وسٹ دیا کر دیا
ہے کال دیویہ سبرن ماتر شوا بہومی ستر سوج سوناآتا دیو دیوتا اتل اکاش اگن دسو یا بسونار
اور بستی راہو کیتو ہیں وسے وشنو بجہ دیو ہو جا سنگتی کرن دا نیشو ہوتا ندھو بتا برتا مہ
برتیامہ ماتا اچاریہ گرو اتیج ست جتی انند سروپ بدہ مکت موج لری یا تسنی نت شدہ بدہ
سبہا ادھرکا ستچن نیتی گن پتی دیوی مذکر مونث ہجرا تینون لنگون شری لکشمی
شری لکشمی سورستی سرو شکتیمان ناسکاری دیالو ادوبت برہم نرگن مہادیو سو یمبہو
کوتی وغیرہ پنڈت جی نے پرمیشور کے نام بنا کر گمنام کو نامی کر دیا مولانا نے فرمایا اسماء
مذکورہ کرہات جہات عناصر دیوتاؤں اور اہل قرابت کے نام (جیسے ماتا پتا سے ماں
باپ سمجھنا عوام تک کو شبہ نہیں ڈالنا) تو ضرور یہ پرمیشور کے مرشد ہی ہوئے ہیں
اور کبھی تو اول کلمے ہیں مگر بے سود اسلئے کہ پرمیشور کے بتائے زادوا اپنے نام کرکے دکھائے
ہوئے ہیں ھو اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو تا آخر کی دیکھا دیکھی اب نام دھرنے کی بوت
سوجھی) اندیشہ ہے کہ اس کے صلہ میں الٰہی رحمت رنجیدہ ہو اور نام دھرتوں کو سو سو نادے
ناقل کہتا ہے کہ دیانند جی نے اسماء مذکورہ بالا کے معنوں کو ویدین سمجھا اور فریب دہی بات
دوسروں کی تفہیموں سے ہٹانا چاہا دیکھو شرک کی بھرمار سے ناچار ہوتے یہ بھرمار بات
نہ کی بھنڈا ویدک مت رکھنے کے لئے ان بیچاروں کو پرمیشور کا روپ بھروایا مگر صنع لطیف انتہا
کو موں چھپا سکتا ہے اور وہ بناوٹ اہل بصیرت کے روبرو کب چل سکتی ہے جسکا شہادت

علمی و عملی اگلوں سے نہ پہنچے تقریر ناقص تمام ہوئی نمبر ۳ و ۹ کا نام ایک نمبر ۶ و ۴ ۴ کا ایک
۴۴ و ۹ ۶ کا ایک ماتا پتا ماتا ہی تیاسہ وغیرہ کے معنی ایک اور نام دو دو سو ہے کہا آگہی بیشمار
[illegible] ایک علمی نہا ور ان اریجا تیا سے کاریگر ہم راج نقطہ جدا جبا آتی ایک سبب [illegible]
حقیقت معنوی آپ کے معروضہ اسم کل تین قسم کے ہیں اول یہ صفت حال [illegible]
[illegible] روشن ہے جسکو آپ نے غلط فہمی سے خدا کا محیط کہا پھر یہ خیال ہے اس طرح پر کہ کوئی
[illegible] اوس سے اور وہ کسی ذرہ سے خالی نہیں [illegible] وشاید اکثر [illegible] آیا یہ [illegible]

[illegible] اکا [illegible] و سود [illegible] سورہ نیچرا شریامی آیت بران گو تمام ترشوا
[illegible] وغیرہ پس ان اسما کی رو سے عبدیت اور معبودیت کا تعلق ان [illegible] ہے
[illegible] جیسا صاف لازم و ملزوم ہوتا ہے اور لزوم کی رو سے لازم اپنے
[illegible] ہو سکتا و یہم [illegible] کہ سوا وغیرہ ان صفات کی رو سے ثابت
[illegible] مخلوق [illegible] ہے اور خالق [illegible] اور خالق مخلوق کو کھاتا ہے اور مخلوق خالق
کو [illegible] عبدیت اور معبودیت کا تعلق یہاں بھی ہو یدا سو یہم [illegible] جیسی ہوتا
[illegible] بران [illegible] وغیرہ ان اسما سے عجیب ہو یا اوس کا ثابت
[illegible] چیز لیتا دینے لائق دیتا اپنے [illegible] کو راحت پہنچاتا دشمنوں کو [illegible]
ہے [illegible] کو دیتا ہے غیر تو خود پیدا کر لیتے ہیں اوس کے محتاج نہیں [illegible]
جاتا ہے اگر آپ انصاف نہیں کرتا انصاف [illegible] صفت رحمت باطل [illegible] کرے
تو انصاف [illegible] کہ باپ [illegible] لیکن [illegible] سے
واقف نہیں [illegible] موجود ہو جاتا ہے اور [illegible] موجود نہیں
اوس [illegible] کبھی نہیں مارنا جلانا [illegible] خلقت آپ ہی اپنے کرموں [illegible]
ہوتی [illegible] باقی ہے [illegible] آگ [illegible] گرد باد سے خشک ہوا [illegible]
[illegible] روشنی [illegible] اور ذرہ نہیں سے [illegible] کی [illegible]

تو نہیں بنا سکتا دیکھو ستیارتھ مولوی صاحب نمبر ۴ ناظم اتنا تو بتائیے کیا محال ہے پلچھوں کا سا چلن جتا
کر بے پاؤں کے اشنان میں فرق آسکے - اسلام میں استنجے دہریت جبیں بت
گنگا گئی نہیں کیا - گوشت خوردن کی حرمت نہ کی - بجائے گوشہ الاکلیہ - بجائے دھرم شالا
مدرسہ اسلامیہ - بجائے آتشکدہ بوت کدہ مسجد بنا کر سجدہ کرتے ہیں - بید کی بجائے قرآن و انجیل
پڑھائی جاتی ہے - دہرما تو حنیک سا ہی ہے پچکر نکال لیتے آنہیں کی جلیں پھرتے
ہیں دیوی دیوتا سنکھی باوات و ہوتی لکشمی پیرو باقی وید یا تھیون کے قن پرنگوتی اور سب بھر
ردی اکتا را وہ شیو چند مشکل پڑی ہیران الیہا ہے کہ اوس کو کسی نے تکایا نہ کی پہچان کیا نہیں
خیال خفتہ است کو توبوتی مردہ است و باشندجی متاخرین کی کتابوں میں الیٰ الیسی
تحریریں دیکھنے میں آتی ہیں شری گنیشائے نمہ ستیارام کو نمسکار رادھا کرشن کو نمسکار شری گروجی
کمل کو نمسکار ہنومان کو نمسکار درگا کو نمسکار رونک کو نمسکار بھیرون کو نمسکار شیو کو نمسکار سرسوتی
کو نمسکار نارائن کو نمسکار ان کو بعض لوگ ویدشاستر کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط
سمجھتے ہیں اسپر مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی فرماتے ہیں گنیش اور شیو اور سرسوتی
اور نارائن کو تو ابھی آپ ہی نے پرمیشور کے نام بتایا تھا (ناقل کہتا ہے انکو نام خداوند کی
دیوتا وغیرہ اور بت پرستی چھپانے کے لئے مسلمانوں کے روبرو کہدیا - انکے جواب سے پر
دیانند جی کو کیسے راضی کر دیگا توحید قرآنی دل میں گھر کر گئی ہے - مگر مثل یہ ہے کہ اگر
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل مولوی صاحب آپ بھی معافی دیجئے - جب چاروں ویدوں نے شد ونہ
کو ... ہوم ... وشیشک لوگ سانکہہ سوتیا سے ودیا منت ... شیہ وغیرہ
قدیم کتابوں کے شروع میں ... سری گنیشا سے لکھا ہوا چلا آتا ہے تو آپ متاخرین
کی کتابوں کا عیب اس کو کہکر دل جلاتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی - پس جبکہ چاروں
پرمیشور کے نام ٹھہرے تو ان ناموں سے کتاب کا شروع کرنا یا ان کو نمسکار دو حسب
قرینہ و موقع کہیں تحیہ، عبادت اور کہیں سجدہ سلامی کا کام دیتی ہے) آپکے نزدیک بھی

(بردے المضاف) قابل اعتراض نہ تھی اب رہا سیتارام اور رادہاکرشن وغیرہ کو نمسکار سو وہ وید جاننے والونپر مخفی نہین بجر وید کا ادہیاے ۱۶ پورا دیکھئے خصوصًا منترہای ذیل (۱) نمو گنیے بھیو (سب گنون کو نمسکار) گن پتی بھیشچ وہ نمو (اے گنپتیو تم سب کو نمسکار) نمو وراتے بھیو ورات پتی بھیشچ ودونمو (سب ورات والی قوم کو نمسکار اے وراتیون کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو گرسی تسے بھیو گرتستی بھیشچ ودنمو گری تسون کو نمسکار اے گری تس کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو وروپے بھیو وشوروپے بھیشچ ودنمو (سب اچھی شکل والون کو نمسکار اے بہت سی شکلین دہارنے والو تم سب کو نمسکار) ۲۵ (۲) نمہ شمبہوا ے چ (اور شمبہو کے لئے نمسکار ہو) میو بھوا ے چ نمہ (اور میوبہو کے لئے نمسکار ہو نمہ شنکرا ے چ (اور شنکر کے لئے نمسکار ہو) میسکرا ے چ نمہ (اور میسکر کے لئے نمسکار ہو) نمہ شوا ے چ شوترا ے اور شو کے لئے نمسکار ہو اور شوتر کے لئے نمسکار ہو (۳) نمو پنچے دھینکتے ہوے کو نمسکار) بھی ویچتے (ہر طرف ٹھگتے پھرتے کو نمسکار) شایو نام پتے نمو (چورون کے بادشاہ کو نمسکار) نمو نشنگن اشودھی متے (تلوار والے ترکش لیکر چلنے والیکو نمسکار) تسکرانام پتی نمو نمہ سری کالی یہیو (ڈاکوؤن کے سردار کو نمسکار وجرگہما نیوالے کو نمسکار) جگہام سد بھیو (قاتلون کا بندوبست کرنے والونکو نمسکار) مشن نام پتے نمو رعایا کا دہن چھیننے والے راجاؤن کو نمسکار) نمو اسی مدبھیو نکلنتچر وبھیو (دکھ دینے والے (چورون) لٹیرون کے سردار کو نمسکار) (۲۱) منتر اول مین صدہا گنپتیون سمیت دوسری قومون اور روپ بدلنے والونکو بھی نمسکار کہی گئی اور منتر دوم مین شنکر جی اور شوجی کو نمسکار درج ہے منتر ۳ مین چورون ٹھگون لٹیرون تک کو نمسکار مذکور ہے جب ان سب کے لئے نمسکار لازم آئی تو معتقدین کو اپنے بزرگون کے نمسکار بجالانا ادا ے فرض واجبی ہے۔ نیز جبکہ ہر (چیز) میں ہر یعنی پرمیشور ہے تو یہ نمسکار اوسی کو

ہے جو ہر چیز مین ہی پس جبکہ درگا دغیرہ سبھی میں ہر ہوا تو درگا کو نمسکار بھی اوسی کو نمسکار گو بظاہر عنوان دوسرا نظر آتا ہے اور بالکل ویدوں کے موافق ہے کہ حسب منتر الیشن اپ نشید ایشا واسمیدم سروم یت کنچ جگتیام جگت پرمیشور ذرہ ذرہ مین بھرپور ہے تو ذرہ ذرہ نمسکار کا مستحق پس بھرپور ہا نکر نمسکار سے انکار بیجا ادر دوسرا اعتراض خطا ہے ناتھ ماتحقا ناقل کہتا ہے ناظرین یہان عنوتاں سے کام لین دیانند جی کو توحید اسلامی تمام انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہم اجمعین) کے دین کا اوّلی اعتقاد فرض ایمانی من بھایا سما چار بیچار میں آگیا تھا وید جس سے نا آشنا تھا خدا کے نام اور کام سے خالی - وید کو ۳۳ دیوتاوں - جہات کرات عناصر دغیرہ کی پوجا پاٹ بھینٹ - قربانی جھنگوں کے بلیے جوڑے گیت گانے کی مشغولی میں خدا کی خواب دیکھنے تک کی فرصت نہ تھی پنڈت جی نے وید پر بڑی کرپا کی دیوتا جہات کرات عناصر دغیرہ کی پوجا پاٹ اعتقاد توحید کی گھات تک جب مٹ نہ سکی اودھر پرانی پریت نے گل بیاں ڈالیں ناچار پرانی چھپریا کی پت رکھنی جی میں ٹھان دیوتاوں جہات کرات عناصر دغیرہ کے ناموں کو اون ناموں والوں سے جنہیں جو وید کی فہرست میں معبودیت کے مرتبہ میں آئے تھے پرمیشور کے نام بناکر موحدوں میں دم مار دیا - مگر جی تو جانتا تھا کہ یہ بناوٹ ہی بناوٹ ہے اور یہ ریت کی بھیت باتوں کے پات حقایق شناسوں گھر کے بھیدیوں کی نظروں میں قایم رہنے ہرے ہونے نہیں دوسرے تو کیا مانتے اپنا ہی توحیدی خیال اچھال کر بیٹھا کہ گنیش اور شیو اور سورستی اور نارائن دغیرہ کے ناموں سے کتاب شروع کرنا اور اونکو نمسکار کرنا بلا شرک کے کھٹکے نے حق کہلوا دیا اور اپنے ہاتھ بنا ہنکڑی جال اوکھیں ہاتھوں سے اودھیڑ دیا بناوٹ چھپا نہین کرتی ہوا پر نیو بندھا نہیں کرتی جنکے ہاتھوں وید اوپسے آرہا ہے اون کی تفسیرین تشریحیں وید پر موجود ہیں وہ مٹا نہیں سکتیں تو کیکر گسلیاں آج انبہ اور اطیاں کیسے مان لی جاینگی جنکو محرف خود ہضم نہ کرسکے وہ دوسرے پاکیزہ طبع لوگوں کو کیسے

جیسا کہ گیتا سے اور نیز کرشن سے اُن کی وجہ یہ بھی ہے کہ کرشن کے کلام سے جیسا کہ اُس نے گیتا کے القام میں منقول ہو تناسخ کے باطل عقیدہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے کرشن کو دیوتا سمجھنا ضروری ہے اور یہ اقرار ہے جو دیانندجی کی نظر میں خار ہے تو اوہ کرشن کی نسبت دیانندجی کے دل کو قرار کیسے ہوتا

ٹھوکریں اندھیر کی کھائی ہوئیں	آج بلہاری نہیں کرایا تا
نام حق کی جا دہرے دیکھے گنیش	جب گر ڈالا یہ ہے رب کا علم
اس عبادت کو تو تھا ہی جانتا	ہوگیا آخر جنم اچھا اُسکا بھیم
بول اُٹھے سرستی جانتے ہیں	یہ شری گنیش پستک پر رتھم
کھوئے بھلے تک گئے اسکو پرکھ	

دیانندجی رشیوں کی کتابوں میں لفظ اوم اتھہ دیکھے جاتے ہیں حصہ ۲ مولانا صاحب اوم اتھ الہامی ارشاد نہیں مصنف اس کے پابند نہیں اور شرادھ بچار کے لفظ مہمل اُوم سے سر نہانا (اگرچہ گو تو نکی غنغناہٹ ہے مگر خدا کا نام نہیں بن سکتی کما) اتھ کے معنی ہیں ابا بعد یعنی اسکے پرانے بعد یہ لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مضمون ماقبل کو چاہتا ہے جو عموماً حمد و نعت ہوتی ہے یا بجائے اسکے شری گنیشائے نمہ وغیرہ ہوتا ہے جو کہ ہر ایک رشی کی کتاب میں مرقوم ہے مہابھاشیہ میمانسا وشیشک یوگ سانکھ سنو نیائے - ویدانت - رگوید - یجروید - سام وید - اتھرون وید - شت پتھ - گوپتھ - سام ودہان وغیرہ قدیم کتابیں قلمی اور مطبوعہ بمبئی بنارس کلکتہ وغیرہ قدیم ہند کی لکھی ہوئی اور چھپوائی ہوئی ملاحظہ فرمائیے سب میں وہی شری گنیشائے نمہ شروع ورق سرے پر نظر آئیگا البتہ اُن کتابوں پر مرقوم نہیں ہے جو حال میں دیانند اور دیانندیوں نے بنائی ہیں نقل کرتا ہے جب بڑی عرق ریزی سے گنیش دیوتا ایشور بنایا ہے تو اب اون کا نام شروع سرورق سے مٹانے کی دھن کس لئے ہو رہی ہے دیکھئے پکڑو کہہ کا انالہ کئے بغیر چھٹکی

ایسے ہی اگنی کو آپنے پرمیشور رنباد ہراہے وہ بناوٹ بھی اُلٹی ازار گلے کو نکال رہی ہے سام وید
کا پہلا منتر اگنی کو ہوائی ہوئی چیزیں کہلا نیکو بُلارہا ہے جیسا کہ آتا ہے ۔ کوئی دیانند جی سے
پوچھے کہ یہ کیسا ایشور ہے جسکی کہاتے بغیر نہیں چھُٹتی رگوید کے پہلے منتر بموجب دیوتوں کو
نذریں پہنچانا اُس دوت کا کام ہے دیانند جی پر بڑی بھاری پڑگئی یا تو اب وہ اگنی کو اگنی ہی
رہنے دیں ورنہ اونکو جسکو اگنی نذریں پہنچاتا ہے بڑے ایشور یعنی پرمیشور ماننا پڑیگا اور لوٹارام
کو بڑے رام کی مہانی پڑی یا دال چلائی پڑیگی تقریر ناقل تمام ہوئی ۔ دیانند جی اگنی اٹ
اگنی سے تو ہی سپتاہا سے چارون وید شروع ہوتے ہیں صفحہ ۲۱ مولانا جہاں سے وید
نقل ہونے شروع ہوتے ہیں وہاں تک کے پستک دیکھیے ہر ایک پستک کے سرے پر
شری گنیشائے نمہ وغیرہ لکھا ہوا نظر آئیگا الفاظ مذکورہ کا پتہ نہیں ۔ بعد اس کے پہلا منتر رگوید کا
یہ ہے جس کے معنی ہر فقرہ کے ساتھ ساتھ دیکھیے اگنی میڑے (ہم اگنی کو سراہتے ہیں)
پُروہتم (جو بہت بڑا گرو) یگیہ سے دیوم (یگیہ کا دیو) رتوِجم (کارکن) ہوتارم (نذریں پہنچانیوالا)
رتنادھاتمم بڑا دولتمند ہے اسکے سام وید کا پہلا منتر یہ ہے اگن آیاہی (اے اگنی
دیوتا آ) ویتیے (ہوائی ہوئی چیزیں کہانے کے لئے) گرناناو (سراہی ہوئی) ہوئی (ہوم
کی چیزیں) دواتئے ہوتا (دینے کے لئے تم اچھے ہوم کی چیزیں لینے دینے والے ہو)
ستسی (تشریف لاؤ) برہشی اس یگ میں دوسرا منتر یہ ہے توم اگنی یگیا نام ہوتا وشنہ
میشام ہتہ دیوے بھر مانشے جنے (یعنی تو ہی نذریں پہنچانے والا) مقرر کیا جاتا ہے ۔ دیوتاؤں کے
یگ میں بھی اور انسانوں کے یگ میں بھی ۔ یہاں دونوں جگہ اگنی سے مراد ہوم کی آگ ہے ویدکے
مصنف نے اس اگنی کے نام سے وید کو شروع کیا ہے نہ خدا کے نام سے ناقل کہتا ہے
ویدک فلسفہ کو کمال دُہر کی سوجھی آگ پانی بھرے برتن کے نیچے جلاتے رہو انجام کار پانی
اُڑ جائیگا تو گویا دیوتوں کے پاس یہ آگ اس پانی کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو لیگئی انکو
دیکھ بھوت پوجا دیوتا پرستی کے رسیا یہ خیال پختہ کر بیٹھے کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ ہوم کی چیزیں

دیوتاؤں کی نذر بھینٹ میں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دیوتوں کو پہنچانیکا کام
بھی اگنی سے ہی لو لہذا ہوم کی چیزیں ہوم کی بتی جب تک بھبوک جانک جلمست میں بیٹھے کر
دیوتوں تک پہنچ گئیں اوس خیال نے خالاونکے تیئوں میں اترا ہوا تھا ہنوز جبکہ یہ وید میں جو آگ کے
گیت گاؤ آج آسمانی کتاب بنائے جاتے ہیں اور چونکہ فلسفیت مذکورہ بالا نے تاج علو آنتھ
روشنی کے زمانہ میں تار عنکبوت سا ٹوٹ کر رہی - اور یہ تمام عالم اللہ سبحانہ کی صفت تکوین
کا پیدا کردہ اور اسکے ارادہ کی ٹھہری مراد کہیں ٹل گیا تو اب ویدوں میں خدا کے نام اور کام
کی تلاش ہوئی چونکہ ان سے تمام معتقدات ایمانی مدارج نجات جسمانی و روحانی کا اوس میں پتہ نہ تھا ناچار
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے اوس نام اور کام کے وید کے کلام تپانے پڑے - اگنی کو پرمیشور بناتے ہیں وہ
نہیں بنتی اور گنیش اور بشنو وغیرہ اسماء مذکورہ بالا کو پرمیشور بناتے ہیں وہ نہیں بنتے - ویدک فلسفہ
کی سرشت سے بہت وغیرہ پشنکو ملیں تیجیے تو ایک عالم ہی ہے بالنظر آسیکا گاے کا دودھ چونکہ گرم نکلتا ہے
لہذا اگنی کا نطفہ حالانکہ دودھ تو بھینس گھوڑی گدھیا کتیا تک کا بھی گرم اور سفید ہی نکلتا ہے
مگر ان کو اگنی سے پاکیزہ منسوب ہوتا دیوتا کا نطفہ کہتے ویدک دھرم رکھتا ہے - سونا پانی میں ڈالا ہوا
پانی سے جنفتی کہلانے کے وقت سے اگنی کا نطفہ لہذا سونا پانی ہی سے نکلتا ہے - افریقہ کے بعض
حصص ہیں جو زمین اور پہاڑ سے سونا نکلتا ہے اس فلسفہ کو اوسکی سدھ بدھ نہیں یہ فلسفہ
اور آسمانی کتاب سے مقابلہ ارسطو کا فلسفہ جسنے بہت سے کاہی خوردہ دماغوں کو متوالا بنا دیا
ہے جب وہی آسمانی آواز کے سامنے نری لفاظی کے سوا حق رسی کا کام نہیں دیتا تو گیت
گون بچارے ہیں آخر ارسطوی فلسفہ کی ہی تو یہ غلطی تھی کہ جب تک بدن روح کے
قبول کرنے کی استعداد نہ پیدا کرلے خدا کتنا ہی چاہے وہ روح کو قبول نہیں کرسکتا اور جب
یہ استعداد اوس میں پیدا ہوگئی تو اب خدا بھی اوس میں روح پہنچانے پر مجبور ہے اوس سے
روک کے روح اوس میں داخل ہوئے بغیر رکتی نہیں اور اسپر فلسفی دلیل یہ دیتا تھا کہ آگ میں گیلی سوکھی
لکڑی ملاکر ڈالو سوکھی جلجائیگی کیونکہ قابلیت اور استعداد جلنے کی موجود ہے اور گیلی نہ جلیگی

اسلئے کہ ونہین قابلیت مذکورہ ہین اضطراری قانون مجبورون کا فاعل مختار قادر مطلق پر چلایا
یہ احمقانہ حملہ فلسفیانہ روپ بھر کر کیا ہوا۔ من الشجر الاخضر نارا الانہ سے اوندہا پیچھے ہی
کو گر کر رہگیا ۔ آخر آگ سے گرمی پانی سے خشکی جدا نہین کرسکتا یہ ویدک فلسفہ بہی تو اوسی کا
ہم آہنگ ہے جو روسی اور جاپانی پھلجھڑی سے ٹوٹا نظر آتا ہے ۔ اس پھلجھڑی سے آگ نکلتی ہے
جسمین گرمی نہین ہوتی ۔ بدن پر ڈالکر دیکھلو ہرگز نہ جلیگا ۔ جبکہ ریگزان دنیا آگ سے گرمی جدا
کرلیں تو وہ فلسفہ کیسے حکمت ہوسکتا ہے جو خدا کو اس گرمی کے جدا کرنے سے عاجز ٹھیراوے
اسی ارسطو کا قول تھا کہ سورج بے مثل بے داغ ہے ۔ ابتو دوربین سے اوسکی مثل کرورون دیکھ
لئے گئے ۔ بلکہ بعضے اوس سے ہزار گنے بڑے ہین اور یہ سورج بھی سیاہ داغون والا ہے ۔ اس کو
بابو پیارے لعل ملک عدم مین لکھکر بول اوٹھے کہ اب تو اوسکی خدائی مین بھی کلام ہوگیا ۔ افسوس
اناپ شاتن دہرمی نے ہی اس بارہ میں جو وید کے گیت تھے ریت مین ملا دئے یہی رد کردیے

حق کو سمجھو یہ دہرم کہتا نہیں
ناؤ ڈگمگ ہو اگر بیچ دہار میں
شرک میں ڈوبے عرب کے مشرکین
غیر کو دریا میں تھے دیتے بھلا
ہند کا کیسا نرالا کفر ہے
کوئی کام ان کا نہیں اللہ سے

صرف اسباب کا یہ بھرتا ہے دم
وہ ہی ہے ڈر گئے وہی ڈر گئے کی ہم
وہ کبھی دریا کی جے بولے نہ ہم
پار کر بیڑا خدا آ بھرنے دم
ڈوبتے بھی دریا سے ڈر گئے کی ہم
یہ ہی دم بھرتا ہے یہ ویدک دہرم

بڑے فلاسفرونکی یہ راے ہے کہ عالم ہمیشہ سے یون ہی چلا آیا ہے اور یون ہی رہیگا ہنود کا فلسفہ
اگرچہ قدامت عالم کا قائل ہے ۔ لیکن یونان کے فلسفہ کی طرح نہین[۵] ۔ لیکن عیسائی یہودی
مسلمان یہ تینون مذہب آسمان کی ہستی کے زمین کی مانند قائل ہین انکے نزدیک عالم قدیم

[۵] بابو پیارے لال کی ملک عدم سے بالاستقلال ہو چکا کہ پہلے اکاش دیران پرسشورین سے نکلتے ہین پھران
دونون سے سلسلہ عالم کا چھڑکا جاتا ہے پھر سب فنا ہوکر اکاش دیران رہجاتے ہین وہ پرمیشور مین گھس جاتے ہین
اسی طرح داخلنا ج ہوتا رہتا ہے اور یونانی فلسفہ ایسا نہیں کہتا ۔ ۱۲

نہیں بلکہ حادث ہے اونکے مذہبوں کی یہی تعلیم ہے۔ اور یہ تینوں مذہبوں کے [illegible] قائل ہیں کہ ہر ایک ذی روح کے پیدا ہونے میں (بلکہ ذرّے ذرّے ہر ہر شے کے پیدا ہونے میں) مشیت ایزدی کو بھی دخل ہے خواہ کیسی ہی زبردست اسباب موجود ہوں لیکن مشیت ایزدی جب تک نہیں ہوتی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی [illegible] نزدیک مشیت ایزدی کو کوئی دخل نہیں بلکہ ہر امر اپنے اسباب کے تابع ہے [illegible] نظران تمام مذاہب کے اگر ایک عقلی مذہب قائم کیا جاوے اور اسکی [illegible] قدامت دیکھی جاوے تو چشم غورکن کو صاف ظاہر ہوگا کہ [illegible] عالم [illegible] ہے اور قدیم نہیں اسکی شکل یوں بنتی ہے کہ عالم متغیر ہونے والا ہے اور ہر متغیر حادث ہے نتیجہ [illegible] عالم حادث ہے۔ عالم کا حدوث ایک امر بدیہی ہے لیکن چشم بینا ہونی چاہئے۔ [illegible] ۵۵ و ۷۶ دیانندی ستیارتھ کے سمولاس ۸ نمبر ۱۴ سے بالاسلوم ہوچکا کہ [illegible] کرموں پیدا ہوتی ہے آپ ہی مرجاتی ہے تو جسکی تکوین و مشیت و ارادہ کو عالم میں دخل نہیں [illegible] طلب حاجت اور دفع بلائیں لو لگانے کی کیا ضرورت ہے اندھیر جہاں سے [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی ستیارتھ پرکاش درپن میں فرماتے ہیں۔ [illegible] پہلے کنڈ کا میں پانچ منتر ہیں۔ ہر منتر کا رشی پرمیشٹی پرجاپتی اور ڈنڈک کی [illegible] اشے توا (بارش کے تجکو) دوسرا منتر۔ اور جے توا (رس کے لئے تجکو [illegible] صاف کرتا ہوں) وایوہ استھ [illegible] قیام [illegible]

کرمن اپیاید ہو [illegible] اندر اسے بھاگم پرجاوتی رن ہیوا انکشما [illegible]

گو [illegible] **ترجمہ** [illegible] سے [illegible] کے واسطے قائل ہو۔ اندر دیوتا کے حصہ کا دودھ خوب [illegible] پیا ہوتا کے عیبوں سے پاک تجکو [illegible] بانٹے کی [illegible] و غیرہ سے دور [illegible] اور اسکا [illegible] اپنے مالک کے یہاں [illegible] ایک ہو [illegible] پانچواں [illegible]

ترجمہ بچھان کے [illegible] کی حفاظت کر [illegible] پیاسے [illegible] کی [illegible]

میں بادشاہی گھر کے لئے تجھے درخت سے جدا کر کے صاف کرتا ہوں۔ اے بچھڑو تم گوؤں سے الگ
ہو جاؤ۔ اسے گائے سورج دیوتا پاکیزگی اور یجیہ کی غرض سے تجھے جنگل چگنے کو دیوے تو اندر کے
حصہ کا دودھ بڑھانے والی ہو۔ گائے وضع حمل وغیرہ کی کمزوری سے پاک ہو اور بگھیر اتھیم
قابو نہ پاوے۔ یجمان کے گھر میں مدام بہتایت رکھ دودھوں بڑھ پوتوں پھل اے تجھی تو یجمان کے
بہت چوپایوں کی چوپالی کر۔ سرخی سے واضح ظاہر ہے کہ پہلا منتر ڈھاک کی شاخ کاٹنے کا دوسرا
صاف کرنے کا تیسرا بچھڑوں کو شاخ کے ذریعہ اون کی ماؤں سے جدا کرنے کا چوتھا منتر اندر دیوتا
کے لئے دودھ بڑھانے کی درخواست میں گئو ماتا سے اور یہ کہ سوتا دیو یجیہ کے لئے تجھے حاصل ہو اور
بگھیر ہو یا ور بگھیرانہ مسلط ہو) پانچواں شاخ کو بلند مقام پر گوؤں کے سامنے رکھنے کا ہے (اور
نتیجہ ہے اس التجا کا کہ اے تجھی تو یجمان کے چوپایوں کی حفاظت کر) اس میں نام خدا اور خدا کے
نام سے کتاب شروع کرنے کا ذکر مطلق نہیں ہے جیسا کہ اب پوشیدہ کا نام اس منتر سے ندارد ہے
ویسے ہی پنڈت صاحب کا ترجمہ ہم چھلے دار وہی سے کوسوں دور اصلی مدعا کے مخالف اور
ورشٹ پتھ کے حوالے سب بے اصل اور بے محل ہیں وجہ یہ کہ منتر کو رشٹ پتھ میں درج ہی نہیں
کیا گیا ہے (اسلامی ہدایات و تنبیہات سے چونکہ کسی دھرماتما نے بنا یجر کے شروع میں لگا
دینے کو ناقل کہا ہے واہ رے ویدک فلسفہ تو نے ایک بے شعور جی سے گوؤں کی حفاظت
کہوت کی لوٹ کا تاسکھایا اندر کے لئے دودھ بڑھانے کو گئو سے کہنا سکھایا سورج کا جنگل چگنے کو
دینا بتایا ہے افسوس اوس قادر مطلق عالم کے بنانے والے تھامنے پالنے والے سے ایسا بے نیاز
کر دیا کہ نہ اوس سے کسی حاجت کی طلب سکھائی اور نہ کسی مصیبت سے بچانے کی التجا کرنا بتلایا
گئو سے دودھ بہت بڑھانے میں کبھی خدا سے سروکار نہیں تو آپ بڑھا لینگی اسیلئے رگ وید خدا کا نام
نہیں۔ سینکی زمین میں خدا کے نام کا منتر نہیں ہے اب پچھتا کا ہوت جب چڑیاں چگ بیٹھ
کھیت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ [illegible] تاویل [illegible] جب دھوکے [illegible] نام جبلا کا جروں میں
[illegible] کوئی دعا نہ ملی [illegible] اکثر ہو جاتا ہے تو اسلامی معارف و مواحید اڑانے ہوگے

بہت چیرت وہیں دکھانے پر فخر قوم مرجاتا ہے - دہن جاگ سنری سے بنی ہی کی آوازون کا
سنتی جاتا ہے مگر جب آنکھ کھلی نظر پڑانی پستکوں وید کی پرانی تفسیر وغیرہ کی تو ادن انتظامی کے
ہاتھوں میں سے یہ تک نظر نہین آتا تو اس قول کو انصاف تو ٹال نہیں سکتا - اندرن وید کا پہلا

ستر یہ ہے پوتری شیتا ایری ینتی وشوانی روپانی وکھر تہ و آسیپتہ پلاتے شاحیتر دواشے

دوبانوے **ترجمہ** جو تین سات یعنی اکیس بہت سے روپ پھیرنے والے سہارا فن کھوتے
پھرتے ہیں بانی کا مالک ادن کا زور بیرے بدن میں اب دیا ان کرے (ترجمہ ستیا ستی لفظی لغوی
تمام ہوا) یہاں بھی مسئلہ اجرت دیوتا پرستی درشن کرا رہی ہے خدا پرستی کا نام نہیں وسہم گمان
نہیں پنڈت جی جن بھوت پریت سے منکر تھے وید کا مصنف بانی کے مالک سے انھیں کی
طاقت حاصل کرکے ہر طرف گھومنا چاہتا ہے - خدا کی طرف نہیں آتا - پنڈت جی کی انوکھی ساتھ
کی راہ نہیں جاتا اسمار منڈر جیسے ستیارتھ کی اصلی حقیقت ویدون کے مصنف جین ست
والوں کے بزرگون کی طرح خدا اور نام خدا سے ناآشنا تھے شاید معربت سے عرصہ دراز تک
ہند میں داخل ہوتے رہے اون کا عقیدہ تھا کہ پرکھوں کی پاک روحین چاند سورج وغیرہ کواکب آگ پانی
وغیرہ عناصر جنگلات کے دیوتا ہو گئیاں (اوپر تک کے گرمے) جو انکو پوجتا تھے وہ اون سے مطیع
ہو جاتے ہیں اوسپر پوری مہربانی کرتے ہیں اونھوں نے اونپر کمال بھروسا کرکے سندیں قدم کھا
اوکے گن گانا شروع کیا - وہ گیت بہت سے ہو گئے اون کے گانے کا دفع مذہبی رسوم تھا جیسے
اسلئے رسم یجہ بھی یجہ کے لئے کبھی گھوڑا کبھی بکرا کبھی گائے چھوڑتے وقت مقرر یا س کو اس رسم کے
کام میں لانے کے وقت اپنے معبود دیوتاؤں کی استتیاں گاتے پہلا دیوتا اگنی جو پروہت اون کے
پروہتائی کا کام کرتا تھا - دوسرا وایو تیسرا اندر وغیرہ - گیارہ آسمان پر گیارہ زمین پر گیارہ خلا میں
دیوتا اُنکے مانے ہوئے تھے - منو ادھیائے ۴ شلوک ۲۴ میں لکھا ہے کہ رگوید کے دیوتا دیو
ہیں یجروید کے دیوتا انسان ہیں - سام وید کے دیوتا مردوں کی روحیں ہیں - انسانوں سے مراد ماں
باپ چاچا دادا پر دادا وغیرہ ہیں - باپ دادوں کی روحوں سے مراد پتر ہیں جنکے لئے شرادہ کا ان

تیار کرلیا جاتا ہے ۔ ویدوں سے مراد وہی ۳۳ تینتیس دیوتا ہیں جو ہمیشہ مجموعی شکل میں معروف ہیں
اور ان کے ساتھ ان کی بیویاں بھی ہیں جیسے یم کے ساتھ اس کی بہن یمی اندر کے ساتھ اس کی
بیوی اندرانی چنانچہ رگوید ادھیائے ۱۰ منتر ۸۶ میں وید کا مصنف یجہ میں مدعو کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ
اے (ستونا) اشونی کمار تم (دلو) اکادشی تریعی گیارہ تگنی یعنی گیارہ تگنا تینتیس ۳۳ دیوتاؤں
بھی) دیوتاؤں سمیت (مدھو پیتم) مدھ پینے کو (ایاتم) یہاں آیا کرو ۔ اس سے اشونی کمار دو کا
جوڑا ثابت ہوتا ہے ناقل کہتا ہے ویدمیں جس دیوتا [illegible] کا ذکر کیا گیا ہے [illegible]
کا ملیا جوڑا ثابت ہوتا ہے [illegible] دیانند جی نے [illegible] دعوے کر دیا [illegible]
کا نام ہے ۔ اس لئے کہ حق عبادت پرمیشور ہی ہے اس پھیر پھار سے [illegible] شرک سے بچا دیا
اور شانتی دھرم کی طرف جھکا دیا یہاں اس معمولی کارروائی سے پرمیشور کا گھر آباد ہو جاتا ہے پرمیشور
کے ساتھ پرمیشوری سے بھی صحبت بچا لی چنانچہ اشونی کمار کا ایک جوڑا تو یہاں ثابت ہو گیا اندر جن کو
دیانند جی نے پرمیشور بنایا تھا ان کے ساتھ اندرانی جی آئندہ تشریف لاتی ہیں سبحان اللہ
عقائد صفحہ ۵ تقریر ناقل تمام ہوئی ۔ اس کے علاوہ اور بھی مقام ہیں جن سے ۳۳ دیوتاؤں
کی تعداد واضح ہوتی ہے ۔ یجروید ادھیائے ۳۹ منتر ۶ ملاحظہ ہو (سوتا پرتھمے اہن) سوتا دیوتا پہلے
دن کا ہے (اگنی دوتیے) اگنی دوسرے دن کا (ترتیہ وایو) تیسرے دن کا وایو (ادتیا چترتھے)
چوتھے دن کا ادتی دیوتا (چندر ما پنچمے) چندرما پانچویں دن کا (رتو ششٹھے) رتو چھٹے دن کا
(سپتمے مروتہ) ساتویں دن کا مروت (اشٹمے برہسپتی) آٹھویں دن کا برہسپتی (چنانچہ
جمعرات کو ہنود برہسپت دونوں کی تقسیم میں اسی وجہ سے بولتے ہیں) (نومے مترہ) نویں کا متر
(دشمے ورونہ) دسویں کا ورن (ایکادشی اندرہ) گیارھویں کا اندر (دوادشی وشویدیوا)
بارہویں کا وشویدیوتا ہے ۔ علاوہ بریں چند دیوتاؤں کو خاص دنوں سے منسوب کر رکھا تھا ۔ اور
جس دن جس کی پوجا کرتے تھے اس کو اسی نام سے منسوب کرتے تھے کہ یہ اسی دیوتا کا دن ہے کہ
اس میں اسی کی پوجا ہوتی تھی اور اس کا نام اسی کے نام سے رکھ دیا ۔ ایسے ہی یجروید ادھیائے [illegible]

سوم کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام سوموار جسکا مخفف سوتا ہے چندر وار اور جسدن منگل کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام منگلوار اور جسدن بدھ کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام بدھوار اور جسدن ورہسپتی کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام ورہسپتی وار اور جسدن شکر دیوتا پوجے جاتے تھے اوسکا نام شکروار تھا۔ مسلمانوں نے جہاں مندروں کو مسجد بنایا وہاں ہفتہ کے دنوں کو ان مشرکیہ ناموں سے پاک کرکے موحدانہ دستور (اون ناموں مین تبدیلی) چلایا ویا نندجی نے وہی اسلامی روش اختیار کی جیسے اونھوں نے زمین سے جھوٹے معبودوں کے مسجدوں کا صفایا کیا تھا ویسے ہی آپ نے بھی ویدوں پر قلم چلاکر اونکے معبودوں کے ناموں کا قصہ مٹایا۔ ناقل۔ دیگر اون کے سچے اور مسداقون کا شاستار مشا ناقی ہوسے باہر بات تھی اور اون ناموں کے ساتھ جو خاص ایسے اوصاف مندرج وید تھے جو شان الوہیت کے منافی تھے اونھوں نے اس نسیج عنکبوت کو وید کے چولے پر ٹھہرنے نہ دیا) یجروید ادھیاے ۳۶ منتر ۲ (وگنیے سواہا

چندرا سے سواہا نکشتری سواہا ادبھیہ سواہا ورناسے سواہا پونا سے سواہا) **ترجمہ**

ہر جہت کے لئے سواہا چاند کے لئے سواہا نچھتروں تاروں کے لئے سواہا ناوت و اسکے لئے سواہا سب جہات کرہات نچھتروں سے وابستگی اونکے دیوتاوں سے عقیدت اس سے ظاہر ہے یہی رگوید کے براجی وگ اگنی وغیرہ منتروں سے واضح ہے اُسلئے یوں التجا کی جاتی ہے

دِو شانتی انترکشم شانتی پرتھوی شانتی اپہ شانتی اوشدیہ شانتی ونسپتیہ شانتی وشویدیوا شانتی برہم شانتی سروم شانتی سانت ریوشانتی ساماشانتر ودیے ہی **ترجمہ**

اے سورج کے رہنے کی جگہہ شانتی بخش یعنی راحت بخش رہو شانتی بخش اے انترکش وقفا کے میدان شانتی بخش اے آب پانی کے کرہ شانتی بخش اے اوشدیہو بوٹیو شانتی بخشو اے ونسپتی جنگلات کے دیوتا شانتی بخش اے وشویدیہ سب کے دیوتا شانتی بخش اے برہم لوک سب سے بلند کرہ شانتی بخش اے سروم جملہ لوگو شانتی بخشو اے شانتی راحت دائی راحت بخش رہو شانتی کر جو میرے گھر مین راحت ہی راحت ہو ترجمہ تمام ہوا... ناقل

کہتا ہے ویدک دہرم کا فلسفہ دیکھو راحت رسانی کے اسبابوں سے راحت مانگی جاتی ہی یہانتک کہ راحت سے راحت گھر بھر مانگکر اس ہاتھ جوڑ کو ختم کیا اس راحت طلبی کی فلسفیت کی مثال ایسی ہی کہ جیسے مقتول کہ جو عنقریب قتل کیا جاویگا تلوار کے آگے ہاتھ جوڑے ڈنڈوت کرے کہ مجھے معاف دے قتل نہ کر اور قاتل کی طرف بالکل التفات نہ کرے اوسکی پرواہ نہ کرے تو وہ اس بے پرواہی پر اوس کا سر جلد اوڑا دے تو اسے بھگوان کے بھگتو تمہیں بھگوان لگتی لہد وہ تلوار جسکو منا ہر جا رہے قتل کرنے سے قاتل کا ہاتھ روکدیگی تمگل باسی ٹرہی پہیلیاں کہانے والی قوم ویدوں میں یہ کہنے والی کہ ستیہ کا درخت بجتے پاسے خدا کو بھولی ہوئی آج فلاسفر بنائی جاتی ہے اون کے ویدی گیتوں کو عین حکمت بتانا جاتا ہے۔ ناظرین تمنے دیکھا۔ انکی عقل اور حکمت کے واقعات کے نمونے یہ ہیں جو اوپر دیکار ہا ہے اور آیندہ کا ئیگا۔ یہ کوئی حکم تکو ہی ہیں کہ جو قدرت کاملہ اسباب کو اپنے حکم پر جابرانہ طور پر لگا دے۔ افسوس ان بیشکون کی زبان سے حق تعالے سے مانگ تانگ التجا کا کوئی گیت بھولے سے بھی نہیں نکلا۔ حال بنا یا دیا لو جب کچھ دیتا ہی نہیں تو اوس کا نام داتاؤں کی فہرست میں کیونکر آتا جو دانترکش یا ہی حضلات کے دیوتا جڑی بوٹی جہات کربات وغیرہ دے رہے ہیں ویدمیں اونہین کی کوکا شکر کی دھوم مچ رہی ہے۔ حکیم رام کشن بج کہتے ہیں کہ ہنود کے نزدیک مخلوقات کے پیدا ہونے میں مشیت ایزدی کو کچھ دخل نہیں میں کہتا ہوں بموجب منترہائے مذکورہ بالا وغیرہ اوس تعالے شانہ کی تکوین از تخلیق تا تدبیر کسی کا بھی ویدک دھرم جہان میں دخل نہیں بتلایا دیوتا کے قایم مقام منکر کوئی برہمن گائے دوہنے لگانے کے پاس رسی لیکر جاتا رسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے یجو سے تو اسو لوپہ

سوسے تولوہ باھو بھیام پوشنو ہتا بھیام آدوسے ادیتی راشاسی **ترجمہ** اے رسی سوتا دیو کی تحریک سے اسونی کماروں کے دونو بازوں سے پوسن دیوتا کے دونوں ہاتھوں سے میں تجھکو پکڑتا ہوں تو ادیتی کے لئے رسی ہے (اگلے منتر میں گائے کو پکارتا ہے) دارا ہی ادیت اہی سرسوتی اسادسے ہی۔ اسادسے ہی اسادسے ہی **ترجمہ**

اے گائے چلی آ اے ادیتی چلی آ اے سرسوتی چلی آ اے سفید رنگ والی چلی آ چلی آ

چلی آ بعد ازاں پچھلی ٹانگوں میں گائے کی رسی باندھتا ہوا کہتا ہے کہ ادیتی راسنا سی

اندرانیا اُشنیشہ پوشا سی هدر [illegible] رستی [illegible] دھی [illegible] کے لئے ستی آ

داغ [illegible] گائے کے سر کا تاج ہو اسے نچوڑے تو ہوا کی شکل ہوم کے لیے دودھ [illegible]

پھر دودھ دوہتے کہتا ہے اشوے [illegible] سرسوتی [illegible] اندر [illegible] سواہا اندر ت

بار **ترجمہ** اے دودھ [illegible] کے لئے نکل آ [illegible]

نکل آ اندر دیوتا کی پی پی کے لئے نکل آ (سواہا اندرت) اور جو دودھ کے قطرے دودھ کا

میں نیچے گر پڑیں وہ اندر کے لئے سند ہوم ہوں پھر گائے کے تھنوں کی تعریف کا منتر پڑھا جاتا

ہے اور دودھ نکالا جاتا ہے کہ اے گائے تیرا تھن (باکھ) سایہ راحت [illegible]

گھی کا خزانہ ہے دولت کا بخشنے والا ہے دولت کی کھیتی سے بڑا لائق سخی ہے ۔ اسی تھن

(باکھ) کی بدولت ہم تمام انسانوں کی زندگی کے اسباب بہم پہنچاتی ہے اس تھن کو اس جگہ میں

خیرات کر ڈال (داروا انتر کشم انوسے ہے) اور میں آسمان کو جاتا ہوں گائے کی خوشامد سے

کہ دودھ اچھا دے اور آسمانی دیوتوں کو پہنچے اور وہ خوش ہوں ۔ ترکیب یعنی دوھی کی

کتابوں گرہ سوتروں ۔ ست پتھ ۔ گوپتھ ۔ ایتری کا تاین وغیرہ سے ہر دیوتا کی پوجا اور ہر رسم

کا پتہ ملتا ہے (اس پھر مارسے ناچار ہو کر) پنڈت دیانند نے اس سے انکار [illegible] ہر ایک

وید کے ساتھ دیومالا موجود ہے اوس میں دیوتا تفصیل وار بتائے گئے ہیں پنڈت جی نے

پھر بھاریہ سے تھوڑا سا ھی اقتباس کیا ہے ۔ نروکت میں خاص ایک کانڈ ہے اوس میں وید

کے دیوتاؤں اور دیویوں کا نام بنام ذکر آتا ہے اور جیسا کہ مذکورہ بالا منتر و غیرہ میں دیوتاؤں

اور دیویوں کا وجود پایا جاتا ہے ویسا ھی یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگنی دیوتا

سلہ جو ذکر کہ گئو رسی جگا کی جاتی ہے گویا یہ کہ بت پرستی رسی ہی تھی کی بھلا فلسفہ ہے یا دیوانگی بڑھ جو تم کہو انصاف آو ہی ہم مان لیں ۱۲

وایو دیوتا سوریہ دیوتا چندرما دیوتا وسو دیوتا رودر دیوتا ادیتی دیوتا مرد گن دیوتا وشویدیو دیوتا برہسپتی دیوتا اندر دیوتا ورن دیوتا - دیوتاؤں کے بابت میں جو یورپ کے علما نے تحقیق کیا ہے دیباچہ رگوید ڈاکٹر میکس مولر اور دیباچہ رگوید پادری ولسن اور تاریخ ڈبلیو ھنٹر اور تاریخ لیتھ برج اور تواریخ ھند حصہ سوم ھند پرچہ سادن سہ ماہی ملاحظہ ہوں ان کے مطالعہ اور دیوتاؤں کی بابت ویدوں کے ساتھ درج سے ملا حظہ ہو اس سے روشن ہوجاویگا کہ اگنی وغیرہ دیوتاؤں کے نام میں وشو کے یجروید پورا دھیا ۲۴ منتر ۱ اور منتر ۳ وا ۲۸ ھند و صاحبوں سے ہم کی کچھ ضرورت نہیں خود ہی روشن ہو جاویگا کہ اسما مذکورہ خدا تعالیٰ کے نام نہیں ہیں دیوتاؤں کی ذات جہات وغیرہ کے ہیں -

دیوی پر بھینسی کو بکرا ھتا ان پر	مارتے ککری آدمی بعض بت کے ہم
ھی پروشاں کے اوپر دا پتی	آدمی کے ذبح ہونے میں ہے تم
کالی گردن والا اگنی دیو کو	سوم کو ہے بھوری رنگت کا تم
اندر کو جیتا دیتی دیو کو	داغ ہو جس پر نہیں اے محترم
ہے سرویا خاص دھاتر دیو کو	شکل و صورت میں جو ہوا پنا اتم
دیوتاؤں پر جھٹکا بچھیا سا کا کیا	کالے سا دھرتی کی ذات پر مادہ ہم
ہے دھواں سا آسمانوں کے لئے	پڑھنے والا دیوتا کو یہ سبب ہم
اور جھٹکا جیتا بجلی کے لئے	ذبح کرنا صاف ہے وید کو ہم
انسان کے جھٹکے کو ہے پیتا حضرت	متر کو مرنا ورن کو بھینس دم
گائے کا جھٹکا برہسپت کے لئے	اوت کے قربان تو شرمی پر تاثر دم

یہ بید جنگلوں کا بیان تو یہ تھا کہ یجروید پر جھیوں کا جھٹکا کیا جاوے جس پر زمانہ قدیم پر عمل درآمد رہا - اگر سبب سے جو یہ بابت مبالغہ ہوا جو کچھ کہ کرنا تھا یا اب مانا گیا بچھیوں کی ذبح والے جھٹکے کا ذکر یا ... مارا یا نہیں کہ تھا - جیسے ٹیپو کے میلہ میں جیت سدی آٹھو نکو

دیہی برہمنیا ماتا پتاجی کو اور بکرے مینڈھے مار کر مہاپن کا تا اون کے خاندانون کو دکھا ہوگا اوس پر اس ویدک پرمان کا عملدرآمد پوشیدہ نہ رہیگا قربانیون کے بارہ میں ویدک سماچاریوں میں سام وید کے پہلے دستہ کا منتر ۵ منتر یو پریم پریشٹم آتیتھم رتیھم نہ اگنی وِہ اسمو اسے یعنی اے لوگو میں مہربان پیارے مہمان سب سے پہلے آتھو اسے اگنی کو پکارنے کے لیے بلاتا ہون (کرشن گریوا اگنی) کالی گردن والا اگنی دیو کے لئے (دبھرو دہ سو میا) بھورا نیولے کی رنگت والا سوم دیو کے لئے (سوتیا وایویا) سفید رنگت والا وایو دیو کے لئے (اودھیا ادیتیا) بے داغ ادیتی دیو کے لئے (سرو پادھا تری) عمدہ شکل والا دہاتر دیو کے لئے (ولستری دیوانام پتنی بھیہ) بچھیا دیوتیکی بیبیون کے لئے بچہ (کرشنہ بھوما) کالا زمین کے لئے دھومرا (انترکشا) دھوان سا آسمان کے لئے (برہنتو دِ دیاھا) بڑھنے والا دیوتون کے لئے (شیلا ویدیتابا) سفید دھبا بجلی کے لئے (اہل قولہ) (النتھے) قربان کرتا ہے یجرویدہ ادھیائے ۲۴ کے منترہائے ذیل کے جملے فقرہ فقرہ کرکے دکھلاتے ہیں جو آجکل کی اردو بھاشا ملی جلی زبان میں بھی اون جانورون پرندون کے نامون سے تھوڑا سا ہی تفاوت رکھتے ہیں جنہیں وید نے اون کا الاق کیا ہے جن میں کسی حرف کی تحریف محاورات السنہ کے ماہر و پر پوشیدہ نہ رہیگی اور وید کے کھلے ہوئے سماچار پر بھر کوئی حالا حیلہ حجت کا پورا ہوا جواب نہ سکیگا (سوماے ہنسان النتھے) سوم کے لئے ہنس قربان کرتا ہے (سنسکرت اور اردو دونون میں ہنس ایک مشہور پرند کا نام ہے جسکو النتھے قربانی سوم کے لئے ہورہی اب اگر ہنس کو مثلاً گنگا جل بہلیا کرو یا موتی تھا کر تاملول کرے بچون تک کو اپنے اوپر ہنسا نیگا اور صدق دیانت کا خون بھی گنوا ئیگا اور ایسے ہی آئندہ نامون کے ہٹ دھرمی میں طرار گنا جائیگا) (وایسے والاکا) منتر کے لئے شترمرغ یا جرت (مرغابی) (ورناے چکرواکان) ورن کے لئے چکوا چکوی (النتھے) قربان کرتا ہے ۔

(۲۲) (اگنی کرون النتھے) اگنی کے لئے مرغا قربان کرتا ہے (ولستھی بھیہ النو سکان) وستھیا

ﻪ ولستی حسکلات کا دیوتا جیسے کھیڑا پتی اسی محاورہ میں سب نگر کی گوگیسیا کرنے والے برہمن کو کہتے ہیں جانون سے پکرا بنے اور سائے گئے کی آڑ کھلت جویا وغیرہ سے سمجتا ہے ۔ منہ

کے لئے اُلو اگنی اور سوم دونوں کے لئے نیل کنٹھ اشونی کماروں کے لئے مور اور تیتر اور
ورن کے لئے کبوتر قربان کرتا ہے (۲۴ .) آگے منتر ۴ میں ہے (اگنی گرہستی باروشان) گھر کی
اگنی کے لئے پارس نام پرند ... تا منتر ۲۹ وید کی حقیقت میں صفحہ ۹۱ دیکھو (پرجاپتی بروشان)
پرجاپتی کے لئے انسان قربان کرتا ہے چوہا چڑیا تک نام بنام دیوتاؤں پر قربان ہوتی ہیں اب جن
منتروں میں گویان گاسے کے اوکان اوکے کنجان کنج کے لوان بھیڑ کے کوشیان کوتک کے
اشتران ستہر اونٹ کے کبوتران کبوتر نکے معنی دیئے ہیں ایسے الفاظ ہیں جنکی مجموعہ السنہ
اردو زبان میں بعض جگہہ بلاتفاوت اور بعض جگہہ قدرے تفاوت اور بعض جگہہ ہمنامی مادہ کی
ہم رنگی دکھا کر ان الفاظ کو تحریف کے گڑھے جانے میں پھنسنے سے بچانے کے لئے بس ہے اور جبکہ
وید منتر ہی سے پوجا ابر کی اگنی ہوئی ہوا ثابت ہوئی اور سورج سے علم عقل صحت تندرستی
اولاد وغیرہ مانگنے کے منتر ارشاد ہے تو اب دیوتاؤں ہوا سورج بجلی وغیرہ کو جانوروں پرندوں کی
قربانیوں سے پوجنا منانا وید کا ماننا پڑے گا اور جب ان پوجاؤں کی بھرمار کا شرک مذہب کا
تو دیوتاؤں کی بات بہات وغیرہ کی اینٹھ شروع سے بے انتہا گہرائی کا سمندر شرک بھرا اور وید
کا کیسے بٹ سکتا ہے توحید کی خوشبو رنگ روپ جس دین الٰہی کے ذرے ذرے سے عیاں ہے
وادی کا حصہ ہی نہ اوس کا جسکی کوئی کل شرک سے خالی نہیں بطور نمونہ پڑھو آیات قرآنی
ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق الآیۃ وما ذبح علی النصب
الآیۃ اللہ سبحانہ فرماتا ہے مت کھاؤ اوس جانور میں سے کچھ جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام
نہ لیا گیا ہو اور بیشک وہ حرام مردار فسق ہے الخ اگرچہ وہ جانور حلال ہی تھا چونکہ اللہ کے
نام پر ذبح نہوا مردار ہے) اور بتوں اور تھانوں پر جو ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے فتاوی عزیزی سے نقل کیا فاضل بدایونی نے
بوارق میں وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد وایضاً ملعون من
ذبح لغیر اللہ تعالی رواہ ابو داؤد وفی شرح کتاب الی عبید وسبتات الفقیہ وکذا

العیاد اللہ لایجوز ذبح البقرۃ والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لا عقر فی الاسلام ھکذا فی سنن ابی داود وکذا لایجوز الذبح علی البناء الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نھی عن ذبائح الجن لانھم یکرھون مخافۃ انھم لما لم یذبحوا یؤذیھم الجن فابطل النبی صلعم ونھی عنہ وھکذا فی کتب الشافعیۃ کما قال النووی فی شرح المسلم صفحہ ۱۹۰ وفی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ تعالی ولو ذکر اسم اللہ تعالی علیہ الخ صفحہ ۱۰۹ **ترجمہ** اور حدیث میں ہے لعنت کرے اللہ اوس پر جو ذبح کرے واسطے (تقرب عبادت وچاپلوسی) غیر اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے اور نیز ملعون ہے جو ذبح کرے غیر اللہ کے (تقرب کے) لئے روایت کیا اس کو ابوداود نے ابو عبید کی غرائب اور بستان الفقیہ اور کنز العباد میں ہے کہ جائز نہیں ذبح کرنا گائے بکری کا پاس قبروں کے بدلیل فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ عقر نہیں اسلام میں ایسا ہی ہے سنن ابی داود میں اور ایسے ہی جائز نہیں ذبح کرنا نئے بنا پر اور وقت خریداری دار کے اسلئے کہ آپ نے منع فرمایا ہے ذبائح جن سے اسلئے کہ وہ (مشرکین عرب) بخوف ایذا دہی جن کے ذبح نہ کرنے کی حالت میں جنوں کے اکرام کے لئے ذبح کرتے تھے پس باطل کردیا اس کو آپ نے اور منع فرمایا اور ایسا ہی ہے کتب شافعیہ میں جیسا کہ فرمایا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور در مختار میں ہے اور جو ذبح کیا وقت تشریف آوری امیر (بادشاہ حاکم کے) اور اسکی مانند کسی بڑے شخص کی آمد کے وقت وہ حرام ہے اسلئے کہ وہ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے اور اگرچہ اوس پر اللہ تعالے کا نام (بھی) لیا ہو اسلئے کہ یہ صورت ہے تعبیث دینے کی سی) اور اگر ذبح کیا واسطے مہمان کے حرام نہیں اسلئے کہ وہ سنت خلیل علیہ السلام کی اور اکرام ضیف کا اکرام لوجہ اللہ ہے الخ (نہ صورت تعبیث کی) ترجمہ تمام ہوا ۔ سدو وغیرہ کے بکرے میں جو نزاع ہے علماء زمانہ میں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعض اہل علم غیر اللہ کی نذر تعبیث کی نیت کو سدو کے

بلکہ بیشک جو اللہ نام پر ذبح ہوتے ہیں موثر نہیں جانتے اس جانور کے حرام ہونے میں قائل حلت یہی صاحب بوارق لامعہ صفحہ ۲۰ ہو لکھتے ہیں رسالہ نذر مولانا محمد مبین لکھنوی سے نقل کرکے

ونذر شیخ سدو امثال آن حرام است و نیز واضح باشد آن کہ بنام شیخ سدو غیرہ مسکینے اگر وقت ذبح نام حق گرفتہ باشد گوشت مردار نشود و خوردنش روا باشد قال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق واگر بنام خدا بسم اللہ اللہ اکبر ذبح کردہ باشند اگرچہ در دل نیت فاسد دارند ظاہرا خوردنش حلال باشد لیکن متقی و پرہیزگار را باید کہ نخورد

والا جاہلان گمان برند کہ این نذر حلال است پس گمراہ شوند انتہی ملخصا صفحہ ۲ مولانا محمد معین صاحب خلف مولانا محمد مبین صاحب موصوف الصدر اپنی دستی تحریر سے ایک رسالہ میں جو مطبوع ہو چکا ہے اس سدو کے نذر مانے ہوئے بکرے کو اگرچہ بنام خدا ذبح ہوا ہو حرام فرماتے ہیں اور عنوان اور عنوان کے فرق سے اپنے باپ کے کلام کی تاویل کرتے ہیں اور حالت میں شبہ کا مورث اون کے نزدیک بھی اون کے اس قول (لیکن متقی را باید کہ نخورد) کو بتلاتے ہیں جب اسلام میں اس باب میں اتنی احتیاط مقصود تھی تو اوت ثبوت ہو گیا مسائی دیبی کرپات جہات وغیرہ کے جھٹکوں والوں کو اوسکا سچا دیدک دھرم میں دیکھنا تو سے آئینہ کا کام لیتا ہے۔

آریوں نے بتلائی اور غیظ و غضب
دیکھکر ششدر تھے اور حیران ہم

یا الٰہی یہ سوحت کیسے ہیں
ہیں ہوا حیدی معمائیں جنکو ہم

پردہ زریں کا جب پردہ نشین
کھول ڈالا کھل گیا سارا بھرم

منہ دے کے لا بشور تا ہی تھے عقب
وہ تو نکلا دشمن دین پر ستم

دوپہر سورج نکلتے ڈوبتے
بیچتا ہے شیطان سورج کے بھرم

تب بھی تو ان تین وقتوں میں نماز
منع ہے فرماتے ہیں شاہ امم

آریہ ایک قوم کھیتر اور بری
موسم عنصر ہو جا جن کا دھرم

کھیلے وہ توحید اسلامی کا سانگ   اور بغل میں ہو دباویدک دھرم

رد تکذیب حصہ ۲ کے صفحہ ۵۹ میں یجروید کے پچھلے باب کا منتر بعبارت سنسکرت بعینہ نقل فرماکر
اوسکا ترجمہ یہ کیا سنہری پردہ آفتاب میں جسکا منہ ڈھکا ہوا ہے وہ میں ہی پرمیشور ہوں
یجروید باب منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۶۰۵ کہ اے پرمیشور آپ اصول و قواعد

دقعہ پر چلنے سے حاصل ہوتے ہیں آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم کا سکل آدمی

بیدار ہوں (آسمان سورج وغیرہ اشیا) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انہیں پرمیشور کے
اوجہ کا ذکر جو وید منتروں میں اوپر مذکور ہوا اس منتر سے کھل گیا وہ اوجد نموجا کہ تھا زمین کا
اور جب ذات کا لفظ موجود ہے تو صفت علم و قدرت وغیرہ میں ہونے کی تاویل کا بھی موقع نہ
یہ بھی ظن یہ کہہ دیں زمین جب تھی اوسوقت علم اور ارادہ الٰہی میں اوسکی ایجاد کا نقشہ امتیازی
تھا نہ صوری جسمانی : تمال وانعکاک کے حکم اور خیال کی مجال نہیں اسلئے کہ اول تو
لفظ ذات موجود دوسرے اس آریہ مت میں علم الٰہی کا اشیا سے تعلق قبل وجود اشیا نہیں مانا گیا ہے
اور جب آسمان اور سورج وغیرہ میں بموجب ترجمہ بھاشا دیانندی وید منتر کی تصریح ہے پرمیشر
کی ذات قایم فرماتے ہے تو سنہری پردہ آفتاب میں پرمیشور کا منہ ڈھکا ہوا ایمان کرنا وید منتر کا
دیانندی صاد کے خلاف نہیں بوجی اور کچھ الٰہی ہوئی ہوا ابھی منتر وید سے دیانندجی بے
شانتی سوریہ پوجن پر سوامی جی کی کرپا ہوگئی بھلا سورج ہوا اگنی پوج اونسے دھن دولت
اولاد ایمان پران کی سلامتی مانگ کرآرتے ہیں موحد نہ بنینگے تو اور کون بنیگا ۔ ویدک دھرم
کی اصلی سیرت کو جس صورت میں آریہ چھپائے ہوئے ہیں وہ بغض اور غضب پر ہمیں
آمادہ ہوتیں آریوں کو بابت وجہ مجبور کررہا ہے - امام محمد کی موطا میں ہے اخبرنا مالک الخ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان الشمس تطلع و معہا
قرن الشیطان فاذا ارتفعت فارقہا ثم اذا استوت قارنہا ثم اذا زالت
فارقہا اذا زالت فارقہا ثم اذا دنت للغروب قارنہا فاذا غربت

فَارَقَهَا قَالَ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ
فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ صفحہ ۱۲۱ باب الصلوٰۃ عند طلوع الشمس و غروبہا ترجمہ
تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک آفتاب طلوع ہوتا ہے اس حال میں
کہ ساتھ اوس کے قرن ہوتا ہے شیطان کا پس جس وقت کہ اونچا ہو جاتا ہے سورج جدا ہو جاتا ہے
اوس سے پھر جب کہ ٹھیک برابر ہو جاتا ہے (نصف النہار پر) نزدیک ہو جاتا ہے سورج کے پھر
جب ڈھلتا ہے جدا ہو جاتا ہے پھر جب قریب ہوتا ہے چھپنے کے نزدیک ہو جاتا ہے اوس
پس جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اوس سے کہا اور منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے سے ان وقتوں میں۔ ترجمہ تمام ہوا العباس کے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے انکشین ہے جسکو بخاری و مسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے ..... کہ شیطان
کے دونوں قرن طلوع ہوتے ہیں آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ اور غروب ہو جاتے ہیں
سورج کے غروب کے ساتھ الحدیث کاشف میں ہے کہ شیطان کے دو قرنوں سے مراد اوس کے
دو گروہ ہیں جن کو لوگوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے (التعلیق الصبیح) حدیثی باپ ربوتا
بوجن اور شیطان پرستی کا بھانڈا پھوڑ دیا ارے اسپر کیا کہاتے ہو ... اگر کوئی
شکل کرویت ارضی پر یہ کہے کہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر سورج کا طلوع و ایسے ہی غروب اور استوا
تو ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ تو شیطان کے قرنوں کی کثرت اور ہر مطلع و ہر مغرب اور ہر استوی جہاں
کہیں ہو اوس مقام کا شیطان آرٹسٹ آنے کے لئے مستعد لہذا یہ حکم نہی صلوٰۃ کا اوسی
خاص مقام کے متعلق ہوگا۔

بت کدہ شہر ملک انگلستان کے
باسی آتش کے ہو جاتے بھینٹ
ہند میں جوالا مکھی کی آگ پر
ننھے بچے دھارا جی کی بھینٹ میں

پہلا بیٹا ذبح ہوتا تھا ستم
آگ میں ستی جلا لی اپنا دم
جوگیوں کے بت ہوتے تھے ہم
ماں ڈبا دیتی تھم اُف رے ستم

سب سے گہرے ہیں تھے عقلاء جہان	اپنی پونجی جانتے تھے اپنا دم
خودکشی کو جب جرم جانے نہ تھے	کیسا کالا نکلا یہ ظہور الجرم

بقول بعض مورخین بت پرستان انگلستان جب دس بیٹے ہو جاتے تھے بڑے بیٹے کو بت کی نیاز چڑھاتے تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے یہ ہتیا ریت انگلستان سے منہ سالا کر گئی یعنی جب وہاں کے لوگ عیسائی ہوئے تب اس حماقت اور ہتیا نے وہاں سے ڈیرا اوٹھایا ہے - پارسی مغان آتشکدہ پر قربان ہو جانا اپنے آپ کو آگ کی بھینٹ چڑھانا کمال درجہ کی عبادت اور جان نثاری سمجھتے تھے - ستی کا آگ میں جل جانا اور مہربان ماں کا بچہ کو گنگا کی بھینٹ چڑھا دینا ہندو دھرم کے کمالات فخریہ میں شمار کیا جاتا تھا ہماری گورنمنٹ اور اون والیان ملک کا خدا تعالے بھلا کرے جنکے دم قدم کی بدولت یہ مصیبت ظالمانہ دفع ہوئی دردو الم میں زندگی سے تنگ آن کر یا کسی علمی بحث میں مات کھا کر یا کسی مسئلہ کے حل نہ ہونے سے گھبرا کر خودکشی کرنے والے فلاسفہ[۱] اس وہم ولید فلسفیت پاپید میں گرفتار تھے کہ جب ہماری روح ہمارے جسم کے اندر ہمارے مقبضہ کی صورت اور مقبضہ ذیل ملکیت تو خودکشی سے اپنی جان کے رہا کر دینے میں پھر کوئی جرم خداوندی عائد نہیں ہوتا اس فلسفہ نادانی وہم ناگہانی کو سورۃ واقعہ شریف کی چند آیات قرآنی کے فلسفہ ربانی نے ایسا ٹھکرایا کہ پھر اوس کا سیدھا پٹا منقصب نہوا - اوسکے پلو پتا کا ہی سبھی پلٹ گئے پھر کسی کو بقانون عقل جون چرا کی

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا کا قول ہے سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات پر کیا حق ہے - مورخین نے یہ لکھا ہے کہ تمام دنیا کا یہ خیال تھا کہ ہر شخص اپنے نفس کا مالک اور خود مختار ہے اس بنا پر خودکشی کرنا حرام نہیں سمجھی جاتی تھی - یونان کے فلسفا اس کو جائز سمجھتے تھے - اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے تھے - لیکن آپ نے خدا تعالے کے کلام کو سنا دیا - لا تقتلوا انفسکم

(یعنی مت قتل کرو اپنے آپ کو -)

اسی غلط فہمی کی وجہ سے قتل اولاد کا بھی اجرا ہو گیا - مگر اسکو لا تقتلوا اولادکم کے حکم سے منع کیا - (یعنی مت قتل کرو اپنی اولاد کو) علیہم نمبر ۱ ۱۰ - مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ کالم اول -

سجان تبھی یہاں صرف فلولا ان کنتم غیر مدینین الآیہ کو تلاوت کرتے ہیں پورا آیت دیکھئے اس آیت میں بھی صاف سمجھا دیا کہ جب تم اپنی جان کے آپ مالک ہو مالک حقیقی کے حکم نہیں تو حلقوم میں آئی ہوئی روح کو نزع کے وقت (خصوصاً قبل انا نتہائے عمر طبعی) اندر ہی کیوں نہیں لوٹا لیا کرتے آپ ہی مالک آپ ہی مملوک یا جسم بیجان مالک اور روح لطیفہ دراکہ ہوشیار بیدار مملوک بنتے بنانے کی عدم صحت کے فلسفہ آسمانی سے بے خبر قبضہ موجب ملکیت کی حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہو کیا نہیں دیکھتے کہ ایسا قبضہ تو زمین کو دھوپ پر بھی حاصل ہے دھوپ کو زمین کیوں نہیں روک لیتی بموجب نظام بطلیموس جب سورج جاتا ہے تو دھوپ مقبوض کو زمین اوس کے حوالہ کرنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے اور نظام فیثا غورث پر اپنی مقبوض دھوپ اپنے گھومنے میں چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے تہافت فلاسفہ کو امام غزالیؒ کی دیکھئے جس سے فلاسفہ کی ٹھوکریں کھائی ہوئی کھل جائینگی۔

لگ چکا تھا کہیں حجاری نہیں	بھاگیا بھگوان کو ہندو دھرم
فلسفے نے انکے یوں سمجھا دیا	بوت دیوا ہیں یہی دو محترم
ان کی پوجا کرنہ کی ناشکر ہیں	رام تک نے انکو پوجا چاہئے دم
دیکھو شیو پوران میں ان کے کرم	ان کی پوجا ہو گئی پورا دھرم

شیو پران منظوم میں مرقوم ہے

رکھیشر ایک جا خلوت نشین تھے	سر کیلاس پر مسکن گزین تھے
غرض یکدن وہ ارباب پرستش	گئے کچھ لینے اسباب پرستش
ہوا شنبھو کے دل میں جوش مستی	ہوئے آمادہ عشرت پرستی
زنون کے پاس بے تابانہ پہنچے	کہ جیسے شمع پر پروانے پہنچے
ہوئیں غائب ہزاروں صورت ہوش	ہزاروں نے شراب وصل کی نوش
بیاباں سے رکھیشر پھر کے آئے	شگفتہ غنچے سب پژمردہ پائے

ہوئے خواہش دیا سے قلق میں / دعا یوں کی سدا شوجی کے حق میں
کہ لنگ شو گرے کٹ کر زمیں پر / نہ رغبت ہو کسی زہرہ جبیں پر
اوسی دم لنگ شو شنکر ہوا صاف / خدا قالب سے ہو کر گر پڑا صاف
نگر اوس لنگ نے آفت مچائی / قیامت دیوتوں کے سر پہ آئی
قرار اوس کو نہ تھا دم بھر کہیں پر / زمیں پر تھا کبھی سقف بریں پر
رکھوں نے فرط غم سے ہوکے لاچار / حقیقت کی سری برھما سے اظہار
سری برھما نے فرمایا کہ ہیہات / ہوئی تم سے حماقت کی ہوئی بات
کرو جا کر سری گوری کو خوشنود / کہ ہو کچھ آشکارا شکل بہبود
غرض سب لگ ہوئے مصروف طاعت / کہ آخر تھے وہ سب مالوف طاعت
ہوا گوری کو جوش مہربانی / بنیں خود صورت ارگھا بھائی

لنگ ہی لیتے کرشموں پر نہ تھے تو اور کیا کیجے تب ہی تو ہندو کے چودہ متبرک مانے ہوئے مقامات کے مندروں میں شو لنگ کی پوجا کی دھوم ہے۔ اور کیفیت پوجا کا بیان چونکہ شرم و حیا سے تعلق رکھتا ہے ایسے ہی جلدی یعنی استری کی نسبت کی پوجا کا بیان لہذا قلم انداز کرتا ہوں پادری مدرس علم الہی سہارنپور کی کتاب تیر تھ سے صرف اون چودہ لنگوں کے مقاموں کے ناموں کی تصریح مع بعض التوضیح کیے دیتا ہوں پہلا سوم ناتھ کاٹھیاوار میں دوسرا ملکارجن کرناٹک میں تیسرا مہاکال اوجین میں۔ چوتھا اونکار نربدا ندی میں جزیرہ پر پانچواں کیدارناتھ ہمالیہ میں۔ چھٹا بھیم شنکر پونا کے قریب بھیما ندی کے چشمہ کے پاس۔ ساتواں بسویشور کاشی میں۔ آٹھواں تریمبک ناتھ ناسک کے قریب گوداوری کے کنارہ پر نواں بیجناتھ صوبہ بنگال میں دسواں ناگیشور نظام کی ریاست میں۔ گیارہواں رامیشور خلیج منار کے جزیرہ میں جو چھ میل کے فاصلہ پر سمندر میں واقع ہے کہتے ہیں اس جگہہ رام کی فوج سمندر میں پل باندھکر اوتری تھی اوسوقت رام نے شو لنگ کھڑا کرکے اوس کی پوجا کی تھی۔ جو ابتک موجود ہے جسپر

جاتری گنگا جل چڑھا کر پوجتے ہیں بارھواں کرشن ییشور الور میں ۔ تیرھواں امرناتھ کشمیر میں
چودھواں پشوپتی ناتھ نیپال میں انکے علاوہ تل بھانڈ ییشور تارک ییشور ریاستی میں ڈو یا ہوا
شنکر ایشور ہندو کے اعتقاد میں جسکی پوجا سے مردی ین قوت آنکر اولاد پیدا ہونے لگتی ہے اور سنکٹ
دیوی کی پوجا سے بانجھ با اولاد ہوجاتی ہے سیتلا دیوی کی پوجا سے چیچک سے امن ملتی ہے
یہ زیارت ہنود ہے اور لوگ یہ وغیرہ انتہے شاید یاتی میں ڈ بار کہا تارک لیشور کا یادگار شوجی کی اوس
حالت غضبناک کا ہوا جبکہ اونھوں نے کیلاش باسی رکھیشرونکی استریون سے بھوگ لگایا تھا ۔
اسپر رکھیشر کی بددعا سے شوجی کی مردی کنگ گر پڑی تھی جسکا بیان شو پُران منظوم ہے
بالا گدرا ان بھگوان کے بھگتون کی عقل دور رس نے اپنے پیدا کرنے والے کے پہچانے میں
کمال فلسفیت کو کام فرمایا ہے اور بیشک جبکہ یہ ویدک دھرم اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ تکوین
اور ایجاد و ابداع کا اس عالم میں کچھ دخل نہیں مانتا اللہ یعنی اپنے فعلون کرمون اس عالم کے
خود بخود پیدا ہو جانے کا قائل ہے تو آپ بھی لنگ و جھلری کو اولاد کی داتا بتلا سکتا اور ظہورات
طبیعی کی پوجا پر جھکا سکتا ۔

جیٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے	بیج لیتی عورتیں ہندو دھرم
ایسے نطفے سے جو ہو اوس کو منو	بیج کھیتر بولے اور پورکے دھرم
سند خاوند کی ترپاے پچھاؤ	بیج سے بچہ کرے اوس کو ہم
غیر (شوہر) کے نطفہ کو وارث کردیا	پانچ شوہر تھے دروپدی بہم

دروپدی رانی مہا بھارت ارجن کی استری کا پانچوں پانڈوان سے بھوگ ۔ ایک شہور واقعہ تاریخی
دھرم پستکوں کا سماچار ہے بعض پرچون میں ہنود کے جسپر عمل بعض حصص ہند کا بیان کیا
جاتا ہے کہ وہان اب بھی چند شوہر سانجھے مین ایک عورت سے کام نکال لیتے ہین اور جس
برتہ یہ کام کیا جاتا ہے ظاہر ہے وید کی حقیقت میں ہے ادھوا برگھتم ہی دھی شوا پشو

سو بیاہ سور جاہ برجاوتی دیر سور دیورکا مانگی گارسے بیتم سبری یہ اتھروید کے کانڈ ۱۴

انواک ۴ کا اٹھارواں منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ہے خاوندو دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانون کی خدمت کرنے والی دھرم نیم میں چلنے روپ سُو بیہ فرزند جننے دیور کی کامنا کرنے اور دُکھ نہ دینے والی خاوند و دیور کو پراپت ہوکر اس گھر کے اگن ہوتر کی سیون کیا کر یعنی اسے گھر سی جہان تو اتنی سختیان جھیلتی ہے خاوند اور دیور کو دُکھ نہیں دیتی (ایک بھانت دیور خاوند دونونکو پراپت ہوکر دیور کی کامنا کرتی لئے سُنوہ بیر فرزند جننی ہے) وہاں اتنی تکلیف اور گوارا کرے کہ اس اگن ہوتر (پروہت بوجا کرنے والے) ہر بھی کر پا کر دیا کر معترض اس منتر سے عورتون کا ادھر خاوند اودھر دیور سے جماع کرانا بھر تا ہوم کرانے والے اگن ہوتر پر کرپا کرنا دیدہ آگیان کا بربان کالوں میں دھولا استریونکی سر دلعزیزیوں کا ایسا فیاضانہ برتاو جب دھرم نیم دینی دھرم کا اصلی امر مہتم بالشان چلن ٹھہرا تو بدچلنی اب کسکو کہا جاوے تبھی تو پانچون پانڈے ایک ہی عورت کے ہم بستر

ہونے اور باہم مانوس رہتے تھے دیکھو مہابھارت وغیرہ کو ھسورمشا کو ھسوتہ شونا کو ھا یتوم

کرتہ کہوشتوہ + کو واصم شیوتراد رھیو دیورم مریم نیوشنا کرتی سد ھستا ۱ پابہ رگوید کے منڈل

۱۰ سکت ۴۰ کا دوسرا منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ۔ اسے عورت مرد جیسے

دیور کو بیوہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتے اولاد کو سب طرح حاصل کرتے ہیں

ویسے تم دونوں میاں بی بی کہاں رات کو اور کہاں دن میں بسے تھے اور کسی وقت کہاں رہتے تھے معترض خاوند اور دیور سے صحبت داری کی کیفیت استری کی بنا مسافر مرد عورت سے سوال کہ اس کیفیت کا علاوہ تمھارا رات کو کہاں اور دن میں کہاں سفر حضر میں کیسے کیسے ہوا تھا بھگوان تمھاری بے بنا رہے تمھیں مسافروں (جاتریوں) کی پوچھ کچھ اور دیور اور اگن ہوتر کی گور گیتا نکرو گے تو اور کون کرے گا صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں منوکی ادھیا ۹ کے ۵۹ - ۶ ۲ - ۱۴۲ - ۳ جن شلوکو نکو نقل فرما کر لکھا سوامی دیال جی نے ان کا ترجمہ یہ کیا ہے اولاد کے نہونے سے سسر وغیرہ سے اجازت لیکر کسی رشتہ دار یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے

دیور جیٹھ وغیرہ والد کا حکم پاکر بدن میں گھی لگا جب چاہے بیوہ سے ہم بستری کرے جب حمل ٹھہر جاتے تب بڑا بھائی گرو کی مانند[۱] اور چھوٹے بھائی کی بی بی بیٹے کی بی بی کی مانند رہنے لگیں یہ حکم اوسوقت ہے جبکہ والدہ وغیرہ کے حکم سے یہ کام کیا ہو اگر اپنی مرضی سے دونوں ہمبستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں رہیں درجہ اولیت سے گر جاتے ہیں یعنی دستے ہی لیتے ہو جاتے ہیں جسطرح دوسری اولاد از روے ورثہ مال دولت لیتی ہے اسی طرح وہ لڑکا کہ عورت نے سسر وغیرہ کے حکم سے حاصل کیا ہے حصہ (اپنی ماں بیوہ کے شوہر متوفی کے ترکہ سے) لیوے کیونکہ کھیت والے کا بیج ہے اور اوسکی پیدائش دھرم سے ہے الخ آئندہ یاگولک سمرتی کی پہلی ادھیا کے ۶۸ دوسری کے ۱۲۷ اور شلوک نقل فرما کر شلوک ہو گی برتاؤ و احکام اس بارہ میں ثابت کئے اور ایسی اولاد کو دھرم پوترک (یعنی دھرم کی روسے حلالی فرزند شلوک مذکور بالا سے ثابت ہوتا بتلایا) رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ میں پرمیشور نے فرمایا ہے کہ جب مرد اولاد جنانے کے قابل نرہے اوسوقت اپنی جورو سے کہدے کہ کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے جیسے پانڈو راجہ کی استری کنتی مادری وغیرہ نے کی تھی ۔ اور بیاس جی نے اپنی بھاوجوں کو بیٹے جنائے تھے دیکھو لقااس وبران جو اس باب میں بقول دیانند جی حجت ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش نیوگ کا بیان اوسی ستیارتھ کے صفحہ ۱۳۰ میں ہے ۔ اگر خاوند مذہب کے واسطے پردیس گیا ہو تو آٹھ برس علم و عروج کے واسطے گیا ہو تو چھ سال مال دولت کے لئے گیا ہو تو تین برس رستہ دیکھے زاں بعد نیوگ کر کے اولاد حاصل کرے

---

[۱] افسوس جو دھرم بلا نکاح جیٹھ دیور سے بیوہ کی کوکھ ہری کرا ئے بیمار نامرد مسافر گھر پر موجود تندرست شوہر کی جورو کو خاطر خواہ گیارہ گیارہ مردوں سے اولاد حاصل کرنے کی اجازت دے اوس دھرم کے دھرماتما اور متبنٰی ہوئے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر اعتراض کے لئے ادھار کھائے تھا اگر منہ بولا بیٹا اور حقیقی بیٹا برابر ہیں تو دوسرے کو گود لینے سے پہلی جورو کا متصرف ہونا لازم آئیگا اور ابھی چھوٹے بھائی کی بیوہ کی کوکھ ہری کی تھی حمل ٹھہرتے ہی وہ بیٹے کی بیوی کی مانند ہو گئی ۔ شریعت اسلام جسکو حرام ٹھہراتی ہے پڑھو وحلائل ابنائکم الذین اور بیٹے کی زوجہ سے ہم بستری کی اجازت دھرم شاستر بھی نہیں دیتا ۔ بس بیٹے کی زوجہ اور حکم رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ کی مانند چھوٹے بھائی کی بیوہ اور حکم رکھتی ہے باجازت بزرگوں سے جائز درست حمل ٹھہرنے کے بعد بیٹے اور بلا اجازت بد اپنی مرضی سے دونوں ہمبستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں رہیں دھرم شاستر سب روا رکھتا ہے ۱۲ سنہ

جب خاوند آجائے تو نیوگ والے مردوں سے علیحدہ ہو جاوے اور یہی حکم دھرم شاستر کا ہے اور اوسی ستیارتھ کے صفحہ ۱۳۱ میں ہے حاملہ عورت سے ایک سال مجامعت نکرنے کے وقت عورت یا مرد سے نرہا جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اوس کے لئے بیٹا حاصل کردے۔

سوال خاوند بدمزاج تندخو ہو عورت کو ستانے سے باز نہ آئے اوسوقت کیا کرے **جواب** ایسی حالت مین خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے اور مجہول الاولاد کو اپنے خاوند کی جائداد کا مالک اور حصہ دار بناوے لیکن طلاق لیکر کسی دوسرے سے نکاح نکرے کیونکہ طلاق مینا اور نکاح ثانی برہمن اور ویش اور راجپوت کی قوموں کو دھرم شاستر مین نہیں لکھا۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۱۲ و ۱۲۰ انجام توم اندر منتر کے ذیل دیانندی سماجارسے گیارہ مردوں سے ایک عورت کا نیوگ کرنا اور گیارہ عورتوں سے ایک مرد کا نیوگ بھوگ دیکھلو ماخذ اسکا رد تکذیب حصہ اول کا صفحہ ۶۸ و ۶۹ ہے آریوں نے اس تہذیب کے زمانہ مین نیوگ بھوگ کے دھرم نیم و دستور سے شرما کر دیانندی تراجم و تصریحات اور منشی اندرمن کی تحفۃ الاسلام کی عبارت عمل نیوگ در شریعت ہنود جائز بود اور واقعات تاریخی سے آنکھ موند یہ کہنا سیکھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں نیوگ نہین ہے۔ توریت میں ہے اس سے وہ اپنا بوجھ ادھر ادھر ٹالنا چاہتے ہیں مگر مضحکہ صبیان سے زیادہ یہ قدر وقعت نہیں رکھتا اوّل تو اسلئے کہ عہد عتیق و عہد جدید کی کتابیں بوجہ تحریف کے ہمپر حجت نہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرف بھی یہ بات نہیں مرتا اس لئے کہ اس کے ابطال کے واسطے متی کی انجیل کے ۲۲ باب کی آیت ۲۴ تا ۳۰ بس ہے خصوصاً آیت ۲۴ اے اُستاد موسےٰ نے کہا ہے جب کوئی بے اولاد مرجائے تو اوس کا بھائی اوسکی عورت کو بیاہ لے الخ ایسا فرمایا ہوا بھلا کہین نیوگ ہوسکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو عقد ثانی ہوا نہ نیوگ بھوگ ہنود والی اسلئے کہ بیاہ لینے کے یہ ہوا نہ بے نکاح کئے ہنود کی طرح اولاد حاصل کرنا کرانا۔

گر زنا ہو جاوے کچھ غم نہین | حیض سے بہ جاوے اس نطفہ کا غم
پاک ہی گر ٹھہر جا زانی کا بیج | نطفہ وشوہر ہو گر اوس سے بہم

استری سب کچھ کرائے پاک ہے ۔ مِل دیا اگنی سے نے ۔ کر پاکرم
دین ہیں گندھرب دیوی میٹھی بولیاں ۔ سوم نے سورن کریں پاکیزہ دھرم

حاشیہ

بقول منو باب ۹ شلوک ۱۹ میں فعلی عورتوں کی جبلی عادت ہے یہ وید ونمیں لکھا ہے۔ دیکھنے والا یوں کہنے کے خاموش ہو رہے ہے کہ اگر نطفہ (زانی کا) ٹھہر گیا تو اوس کا خصم اوسکو پاک کیسے کرے اگر نہیں ٹھہرا تو حیض آنے سے خود ہی پاک ہو جاویگا چنانچہ دھرم شاستر کی ادھیا ۹ کے ۲۰ پانچویں کے ۱۰۰ ویں شلوک جس کا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے یہ کیا ہے - اپنی ماتا کی زناکاری دیکھ کر کہنا چاہیے کہ جو میری ماں نے میرے باپ کے سوا دوسرے مرد میں رغبت کی اور یہ پھل پایا اب میری والدہ کے اس اپج روپ یعنی غیر مرد کے اس نطفہ کو میرا باپ پاک کرے جو چیزیں پاک کرنے کے قابل ہیں وہ مٹی اور پانی اور چلتا پانی چلنے سے پاک ہو جاتا ہے اور یہی یاگولک سمرت کے پہلے باب کے شلوک ۷۱ میں ہے کہ عورتوں کو سوم دیوتا نے پاکیزگی اور گندھرب دیوتا نے شیریں زبانی اور اگن دیوتا نے سب طرح سے پاک ہونے کی طاقت دی ہے اسلئے عورتیں پاک ہوتی ہیں (دیانند جی کو بہ تقلید سر سید دیوتوں کے وجود سے انکار ہے اور واقعی اس انکار سے بہت سے اول اعتراض ہی گلوگذاری ہو جاتے تھا تو ان کی دکھاوٹ میں ہو جاتی تھے تو آج روشنی کے زمانہ میں مثل سپیدہ فلق پڑے بغیر نہیں رہ سکتی لہٰذا او مضمون جو ان تینوں سے اول و دوئم و سوئم درجہ کے نیوگ دینی داتا یعنی عورت کی کدخدائی کرنے والے مراد لیے ہیں بکاش کہ یہ تاویل سچا اور اگلوں سے موافق ہوتی تو کیسا دھرم کیوں نہو اعتراض سے چھپانے کے لئے جو کچھ بھی اوسکی ہمدردی کی جاتے مصلحین کی نظروں میں احسان محض ہے۔ مگر یہاں یہ تاویل بھی نہیں درست اور بھی ٹھوکرے دیتی ہے لہٰذا بیجا ہے یہاں [illegible] نہیں ہوتی اسلئے کہ شیریں زبانی ایک جبلی وصف ہے اسکا حصول ایک شخص سے بیج لینے کے بعد دوسرے شخص سے بیج لینے پر موقوف نہیں - اور سوامی جی کی نئی نرالی تاویل چاہتی ہے کہ غیر مرد سے بیج لینے والے کو دوسرے دیوتا دیتا ہے بیج لینے کا بالا چڑھنے کے بعد شیریں زبانی حاصل ہو اور پہلے سے نہو حالانکہ وہ ہوتی ہے تو پہلے سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اور دیکھا جاتا ہے - بطور اختصار و التقاط مولانا مولوی محمد

اعزاز علی صاحب مدرس دیوبند دامت برکاتہم کی عبارت مندرجہ الرشید نمبر ۲ جلد ۱۰ سی قدر سے آپ
نظر ناظرین یہ ہے ۔ عرصہ ہوا کہ آریوں کی شورش پر سندھ کے مسلمانوں نے آریوں کا رد اور اسلامی
توحید کی اشاعت شروع کر دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندوؤں اور آریوں کی معقول تعداد اسلام
کی حلقہ بگوش ہو گئی اور جو حالت لامبی لامبی شعاعیں پھینکنے والے آفتاب کے سامنے تاریکی
کی ہوتی ہے وہی حالت اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی دکھائی دینے لگی تھی اور آریوں نے
سمجھ لیا تھا کہ بذریعہ براہین و دلائل کے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں پر
فتح پانا ناممکن ہے لیکن مقتضائے طبیعت اپنی است کے موافق اس جماعت نے پھر تدریجی قدم
بڑھائے شروع کر دیئے ہیں اور ہم کو قادر مطلق کی ذات سے امید ہے کہ پھر وہ جلد دیکھ لیں گے
کہ سچا مذہب ہمیشہ اپنے ساتھ صداقت کی روشنی رکھتا ہے اور دودھ سے پانی کو الگ کر دیتا ہے
لاڑکانہ (سندھ) کے آریوں نے نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے تین سوال مسلمانوں سے کئے ہیں جن کا
خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیدیں
تو اگرچہ دونوں راضی ہوں مگر نکاح نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ شوہر اس عورت کو دوسرے
مرد کے ساتھ شادی کر کے صحبت کرنے کا حکم نہ دے کیا یہ نیوگ نہیں (۲) مرد مشرق میں ہو
اور عورت مغرب میں ہو ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے یہ
مسئلہ ناپاک ہے ورنہ کم از کم نیوگ سے زیادہ پاک نہیں (۳) پردیس گئے ہوئے شوہر کی عدم
موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے کیا نیوگ اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے (ان سوالوں کے
جواب کسیقدر تفصیل کے ساتھ ارقام فرما کر لکھا ہے کہ اس مختصر مگر کچھ مفصل گذارش پر غور کرو
تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ حکم ہے جس نے انسان کی تمام خواہشوں اور اس کے معاشرتی تعلقات کی
تمام ضرورتوں کو ایسے عمدہ طریقے سے پورا کیا ہے کہ اگر ایک جانب نظام عالم قایم رہتا ہے تو دوسری
جانب زندگی نمونہ دوزخ بننے سے بچتی ہے اور شرعی تمام اجازتیں اپنے اپنے مواقع پر استعمال
کی جا سکتی ہیں زوجین کے تعلقات بھی خوشگوار رہ سکتے ہیں ۔ لیکن جسطرح کہ مرض یہ قانون

والے کو دنیا کی ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے اسی طرح آریہ سماج کو اسلام کے ہر مسئلہ میں نیوگ کے
پاک اور پوتر علی ثبات کے جلوے دکھائی دینے لگتے ہیں اون کا احسان ہے کہ وہ تعلق نکاح کو
نیوگ کا ہم معنی نہیں کہدیتے اگر وہ ایسا بھی کہنے لگیں تو کون ہے جو اونکی زبان پکڑ سکے - یاد رکھو
کہ یہ صریح جھوٹ اور خالص بہتان ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد خاوند بی
بی کو حکم دے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے مجامعت کرا دے اور پھر اوس کے بعد پہلے
خاوند سے نکاح کرے (ناقل کہتا ہے کیا ان تین سکھوں دھرما تماؤں کو یہ حکم اسلام کا دیا ہوا سپنے
میں دکھائی دیا ہے یا جاگتے کی جھپک باؤ ہے - بھلا اس مسئلہ کی گرد تک اسلام کی جوتیوں کو نہ لگے
اوس کو اسلام کے جڑوں ڈالنا ایسے دھرماتما اوس کا کام ہے تین طلاق کی عدت ثالثہ میں یا بعد
عدت طلاق دینے والے کو مطلقہ کا حاکم اسلام تو بتاتا نہیں بلکہ جہانتک میرا خیال ہے کوئی
موجودہ آسمانی دین بھی ایسی آن ٹوٹی مانتا نہیں - ہائے رے نیوگ جو گ بے جوگ کو کہ ہری
کرانے کے سنجوگ تیری اپنے ہی رہو اپنے مت والوں سے کیا کیا متوالیاں کرا چھوڑے گا - حاکم نے
اپنی صحیح اور ترمذی نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے اوس پر اور حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمائی - روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نسائی کے سوا سب سنن والوں نے اور انکے سوا اور بہت سی حدیثیں اس باب میں
موجود تو بھلا اس میں آریہ دھرم کا دم کہیں چل سکتی ہے - جب اس خبث اور شرط لگانے والے پر
لعنت ہو بھی حالانکہ دوسرا خاوند مر جائے یا طلاق دے اور عدت گذر جائے تو جیسے
پہلے کا اس سے تعلق نہ رہا تھا ایسے ہی اس دوسرے کا اوس سے تعلق نہ رہیگا پھر بھی اسلام
دوسرے مرے ہوئے شوہر کی عدت وفات میں اور زندہ کی عدت طلاق میں نہ پہلے طلاق
دینے والے کو نکاح کرنیکی معتدہ سے اجازت دیتا ہے اور نہ اوسکی غیر کو عورت سے مجامعت
کا فائدہ اوٹھانے کی موجب اسلام نکاح کو ٹھہراتا ہے یا ملک مشروط کو نیوگ کی گندگی سے نہ پہلے

تو اسلام کا نام ہی نفرت کرتا ہے تو اوس کے پتا اور پتر اور متر جیو ہو جنہ بیچا کے دھرم
چرچونکا اسلام میں کیا کام بیچارے آریہ بھی کیا کرین تہذیب کے زمانہ مین ایسے رتنون سے
پیدا شدہ اولاد کی دل تھمن کو یہی آتی ہی کہ اسلام بھی نیوگ کی نظارہ بال رہا ہے اونکو کیا خبر کہ اس
بہتان سے اونپر وما ظہر منہا وما بطن[ا] اور فاجتنبوھما اور ما تحلون لہ وغیرہ
آیات کی تجلیات ٹوٹ پڑینگی یہ وید نہین ہی جو انہیں اجہین سوجھینگی اور رات سکتیہا اور دینگ شریر اسکتیہ
اہل گتی کہہ آتہی گی وغیرہ الفاظ سے کنواریون جوان عورتون جیمانون سانڈ گھوڑون وغیرہ کی متبرا
چیوڑون کی دھوم مچادے جیسا بیان آیندہ آتا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی) شرعی حکم ہرگز یہ نہین
کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا خاوند دوسرے شخص سے نکاح کراکر اپنی بی بی سے صحبت کرادے
یا کرنیکا حکم دے بلکہ اس شرط سے نکاح کیا جائیگا تو وہ مکروہ تحریمی ہی اور ایسے نکاح پر شارع علیہ السلام
نے لعنت فرمائی ہی لیکن اگر تین طلاقون کے بعد ایسی صورت پیش آجاے کہ دوسرے خاوند کے پاس
بھی نہ رہ سکے تو (تیسری طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد) اس مین کیا گناہ ہی کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے
دوبارہ نکاح کرلے۔ اسلام پر صریح تہمت ہی کہ اسمین یہ حکم موجود ہی کہ تین طلاقین دینے کے بعد
پہلا خاوند دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اوسکی بی بی[۱] سے صحبت کرے (۲ و ۳) ان دونون اعتراضون
کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جب عورت مرد مین مجامعت ہی نہیں ہوتی تو اولاد کیونکر ہوتی۔ اور اگر ہوتی
تو اوس کو حرامی کیون نہ کہا گیا۔ زوج اول کی کیون مانی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ مجامعت اگرچہ فطرت
انسانی کے موافق ایک ایسی چیز ہے جسپر انسان بالطبع مجبور ہی تاہم وہ عقل وحیا وغیرہ کی ایسی رسیون
میں حکیم مطلق کی طرف سے جکڑ دیا گیا ہے کہ جسطرح جانور اس خواہش کو پورا کرلیتے ہیں اون سے
انسان بہت دور رہتا ہی بے حیاؤن کا ذکر نہیں لیکن انسانی خصلتین رکھنے والے خوب جانتے
ہیں کہ باوجود اس طبعی تقاضی کے میان بی بی اپنی حاجت روائی کے چھپانے مین کوئی بندوبست اٹھا
نہیں رکھتے جسکی وجہ سے زوجین کے سوا دوسرون کو اس کا علم نہین ہوتا۔ جب یہ بات

۱؎ طلاق کے بعد نہ وہ اوسکا خاوند اور نہ وہ مطلقہ اوسکی بی بی۔ تعبیر بعلاقہ سابقہ مجازاً اون کو
میان بی بی کہا جاتا ہے۔

معلوم ہو چکی تو اب غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں ایک طرف تو زوجین میں وہ سلسلہ
قایم ہے جو زنا اور نکاح یا بالفاظ دیگر نیوگ اور نکاح میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیتا ہے
دوسری طرف یہ بات بھی قطع نظر کئے جانے کے قابل نہیں ہے کہ جس شخص کی بی بی کے بچہ جنا ہے
وہ خود اُس سے انکار نہیں کرتا کہ یہ اولاد میری ہے۔ حالانکہ اگر اُسنے وطی نہیں کی اور
اوسکے نزدیک یہ اولاد اوسکی نہیں ہے تو دیانۃً اوس پر واجب ہے کہ وہ اوس اولاد کا انکار
کردے اگر وہ کہدے کہ یہ اولاد میری اولاد نہیں ہے تو اُسکے نسب کا بیشک انکار کر دیا جاتا ہے
(بخلاف ویدک دھرم شاستری حکم کے نیوگی اولاد پورک دھرم کہلاتی اور اور بے لاگ خاوند
کی کہلاتی اور اوس کے ترکہ کی وارث بنا دیجاتی ہے) پھر کیسی بدفہمی ہے کہ اس جایز
رشتہ کے موجود ہوتے اس خاوند نے اپنی بی بی سے جماع کر لیا ہو اور عام طور سے خاوند
کے آنے جانے یا بی بی کے اُس تک پہنچنے کی شہرت نہو سکی۔ پھر یہ خیال صرف احتمالی ہی
احتمال نہیں بلکہ خاوند کا سکوت اس کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے (اور ایسی صورتوں میں کوئی عدالت
کسی دین مذہب کی خواہ مخواہ خاوند کو اوس بچہ کے حرامی کہلوانے پہ مجبور نہیں کرتی۔)
اگر کسی لالہ صاحب کے ساتھ ہم ایک بچہ دیکھتے ہیں اور اونکی زبان سے ہم یہ سنتے ہیں
کہ یہ بچہ میرا ہے تو ہم کو یقین آجاتا ہے کہ یہ بچہ انہیں کا ہے نہ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا
تعلق اسکی ماں سے جائز تھا یا ناجائز نہ یہ پوچھتے ہیں کہ یہ نیوگ کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے
یا کسی اور طریقہ سے تو جن خاوندوں کی نسبت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے
سکوت بلکہ تاکید کے حد تک بھی نہ بولنے سے گویا بزبان قال زبان حال سے اقرار کر رہے ہیں
کہ ہم میاں بی بی جائز طور پر ہم بستر ہو چکے ہیں اون کا یہ اقرار کیوں قابل قبول نہیں ہوتا۔ اگر
ثبوت نسب کے لیے صرف زوجین کا زبانی اقرار یا زبان حال سے اظہار کافی نہیں تو پھر اسکو
ماننے بغیر چارہ نہوگا کہ جب تک مجامعت کم ازکم دو شخصوں کے سامنے نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا
اگر یہی قاعدہ مسلم ہو جاوے تو ہمارے مسلمان بھائی یا سوامی جی اسکو قبول کرینگے

زن چھنی کے متوالون کے لئے میدان کچھ اور وسیع ہو جاتا تھا انتھے لہذا رکھا نہیں

رنڈی لیتی تو کرنا سے جا مترکر کہ	ڈانڈ دین دہ دونی خرچی کی رقم
خلوت سے یہ منہ کالا شا استم	اور سے یاگولک سمرتی میں بیاترے

یاگولک سمرتی کے باب ۲ شلوک ۲۹۲ کا ترجمہ لالہ سواحی دیال جی سے یہ کیا ہے جو رنڈی داد لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہ ہو تو وہ چند اور جو بے ٹھہرا سے اقرار کیا تھا (اور کچھ لیا تھا) اور اب انکار کرتی ہے تو یک چند دام واپس کرے (یعنی لئے ہوئے دوسے لئے کرکے پھیرے) اور نہ ٹھہرنے کی صورت میں صرف اقرار پر بعد میں انکار کرنے سے معمولی خرچی الٹی دے) اور یہی حکم مرد کے واسطے ہے یعنی بے ٹھہرا سے اوسکی معمولی خرچی یکگنی دے اور ٹھہرانے کے بعد زنا سے انکار کرے (بازرہے) تو دوگنی خرچی رنڈی کو دے انہوں نے ان دھرماتماؤن سے کوئی بیوپار بازار پیشہ بند کرنا گوارا نہ کیا - زنا کا مقصد کرنے والا اگر بخوف خدا بچا بھی چاہے تو دونا خرچی کے ڈانڈ کا ڈنڈا اوسے زناکاری پر مجبور کرے گا ورنہ ڈانڈ بھرے گا جب زناکاری کی گرم بازاری کی یہ حمایت ہے تو اب عفت و عصمت ننگ و ناموس کی خیر کہاں اور زنا کی سزا کا وید میں کیا کام

مرد عورت صاحبون کے ماجرا	ہیں جو عبرت و اتقا میں معتنم
جن کو سنکر سنگدل ہو نرم دل	ہو مہذب با حیا او مستقیم
اوسکو سنکر کچھ سکھیتا تر تک	اوگو رندے ہی پڑھ دیکھ ستھیم
جا دیا اور استری جیو بھوجنا	ہے یجر میں کچھ اہل گت رقم
بیچان بورو سے بولیں سے دھنا	سانڈ گھوڑے سے زنا کروا کرم
کنواریوں سے بچانو کی جیو ٹر	کیا ادی تہذیب ہے وید کی دھرم

اجست شکھیتا اوگو رندستی ونی ستھیم جہار یا بر تن استری نام جیو ڈیٹ یجر وید باب ۲۳ منتر ۲۱
قرآن مجید سے تشدد کے ساتھ زنا خلاف سورہ محمد ٣٢ ... قرآنی دیوتی نیرہ بچایئون

اور مظالم کی قباحتوں اور دنیوی و اخروی سزاؤں کو اونکے مرتکبوں کی اوقات والے عقول پر کھول کر بیان
کر دیا تھا جس سے عام مرد عورت غیر مذاہب کے بھی انوار اسلام سے کسی قدر مستفید بہرہ مند ہو
اور بہت سی اون خیالوں اور برتاؤ ونکو چھوڑ بیٹھے جنکا تذکرہ بھی مذہب حق کی نظروں میں کھٹکتا تھا
جنپر پہلے نہ کچھ شرم آتی تھی اور نہ کچھ اونکی قباحت دل کو گدگداتی تھی جیسے پہلے انگلیاں پیٹ پر
کھولے ترکاری بیچنا بے کھٹکے بات تھی تو اب ایسی حالت سے بیٹھنے میں شرم آنے لگی۔ سب
کرتیاں پہنکر بیٹھتی ہیں۔ کہاں تک ویدی داتا اب تو بچے لینے کے نام سے ننگ دھڑنگ ہوجانے کا الزام
سے چڑنا لگے بے ستر ونگے درشن کرنا مہذب عورتیں اب بیحیائی جانتی ہیں۔ یہاں اور انسان
کے خلاف دیا ہوتا سین بھی اب اصلاحیں ہونے لگیں۔ پردہ اور پانی پر چھپو لدا دیا تا انسان
کے لئے بعض کو محو طریح کے لیں بت انہام حجپس سو بھگی منتر وید سنا کر براتی استری کو نعمتا
اب آسان نہیں۔

یہ سب اسلامی تعلیم و تہذیب قرانی کی برکت سے سیاسی احکام قتل۔ زنا چوری سرقہ قزاقی
وغیرہ کی وسہر تو سزائیں۔ حدیں۔ درے مارنے۔ سنگسار کرنے۔ ہاتھ کاٹنے۔ وارثا ہاتھ پاؤں
پاؤں کاٹنے قصاص لینے کے احکام قرآنی احادیث میں جنکی مزید تشریح بھی بیان کی متعلق
کتب فقہیہ حنفیہ بطور مذکتب متاخرین دکھایا ہے۔ ان سیاسیات، حدود و ہدایات اور ویدوں
ویدکو ان ہی کھلکو اوپر اٹھا او سکو بھیڑیا بنا دکھانے کے لئے رو کھے رہ کر جہاتے باتوں کے
لگاتے ہیں اور اس منتر کو زنا چوری قزاقی کی سزا کا بیان بنا ڈالا کہ زانی اور چور اور قزاق کو
جنین دیناں اونکو اندھا کر ڈالو حالانکہ اس منتر میں اسکا سنا بھی نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو
ویدکے پہلے بر قربان سنہ اور پاگولک جی زنا کراتی استری کی خاطرداری پتا دہ لو دیہ سانے
جسکو ہم آپ کے ملاحظہ میں اوپر پیش کر چکے ہیں۔ قرآن مجید کے سیاسی احکام جرائم کی سزا
اور حدوں کے بیانات تہذیب اخلاق کے فرمان اور آلہ دیدیں جنکا نا گھونٹ لیے ہجان کی
ترپاکے دھلانے کے درستان کو دھرم پستکوں سے نہیں دھوسکتا اور سلطنت سے نرالی

بانوکی یا غباڑی کو سر سبز نہین کرسکتا عرفی لغوی ہر طرح سے معنی لئے ہوئے سناتی بن
سکتے نہین سکتے - پنڈت جوالا پرشاد برہم بھاشیہ مین اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ یجمان یہ گھوڑا
کہلاتا ہے کہ اسے اپنی طاقت سے حواسون کو قابو مین رکھنے والے تندرست گھوڑے یا انسان
تم پرانون سے اور پران کو دھارن کرو لنگ شریر (یعنی مردی) کو پراشکتی (یعنی عورت کے لسبت) آپ
داخل کرو لنگ شریر جیو کو زندگی اور بھوگ کا ذریعہ ہے - علامہ وقت پنڈت بھی دہرم سرگ واسی
جوالا سنسکرت کے موافق اپنی تفسیر ویدوپ مین منتر مذکور کے معنی یہ کہتے ہین کہ یجمان گھوڑے
سے کہتا ہے کہ اے طاقتور سانڈ تو میری عورت سے جماع کر تیرا جسم (یعنی فلان) عورتون کے تیے
روح کی غذا ہے - انتہی حکایت ایک پرکا یوپلے شخص سے کہنے لگے قرآن ظاہری احکام
وانتظام کے بیان کرنے میں بینک بینظیر اور تہذیب کا سبق سکھانے والا ہے - مگر روحانی تقاضون
کے پورا کرانے میں کمی کر جاتا ہے سنکر کمال تعجب ہوا کہ یا اللہ وہ کونسا تقاضا روحانی تقاضا ہے
جسکے بیان مین قرآن کریم نے کمی کردی - جب اس منتر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ روحانی سد بنا
- تھا جسکو یجمان نے اپنی استری پر سانڈ گھوڑا ڈلوا کر پورا کیا استری کا نام جیہ جیوجنہ جب کہلی سے پڑے
عورت اور اسکے جیو کے جوہن معلوم کے بحر سے وہ دیا نند جی کو چھپانے بلانے پڑے - صاحب
شاکر رضا مقتضامین کامل فرمانبردار اہل اللہ کے ماجرا بیان کرنا جن کو سنکر گرتا سنبھل جائے
ڈگیا استقامت پائے - یہ تو آسمانی کتاب ہونے کے منافی ہو تا گر سمجھا ہے اور اس جیو حقیقیہ
کے جیجے اسنکیں آچنگیں وید کی ست دھرم ٹھہریں کہین اسکا نام ہے الٹی ماندلی
اور اندھیر کھا *

منتر مندرجہ صفحہ ۶۳ کے الفاظ ارتھانے میں دیانند جی کا کا جرونمیں تھلیان بلا اصل مطلب
چھپا جاتا اور پھر اسکا انگھوٹھا یا بطور نمونہ ملاحظہ ہو - بازے کے روبرو جیسے چڑیان ویسے ہی
کے روبرو رعیت - لہذا یہان رعایا کا نام (سنکشتی) آہل گئی جہان ایک راجا ہوتا ہے
وہان رعایا غارت ہو جاتی ہے - تلے نہ رعایا کا نام گھیہ اور راج کا نام لسبرا ہے وہی ملک تیغہ

اوپر راجہ سے لیکر ست یدار رعیت تک سب وغیرہ مختلف الفاظ جو بالقد آئے سب کو توڑ مروڑ کر بھلا لکا رعایا (چڑیا سا -) لیکے کسی راج راجہ (بازعضلت) برخلاف راجہ کے
بنا ہند تو انکی اطاعت پر لگا من بہ بارگ ظاہر کردیا بھلا یہاں یہ بناوٹ کیسے بادوت
چل سکتی ہے جبکہ اگلے مفسران وید امر واقعی کا اظہار یعنی لکھنؤ کا سماچار اظہار کرچکے تو پھر
آنہتی گلی وغیرہ الفاظ لنگ شریر کو تین گنوں والی پرا شکتی میں داخل کرنے اور گوند یعنی
سب کو دھارن کرنیوالی شکتی کے اوس لنگ شریر کو نگل جانیکی کیسے مطابقت ہوسکتی
مردی
اہل لگتی کچھ رعایا سارلیکے کبھی غارت ہوجائیگی جبکہ بہ ہم دھاشی میں اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں
کہ یہ ہاتھا اوپجا تا ہوا کسنا دیوی کے ساتھ سواد کرتا ہے کہ جو ابرابر کرلیتا ہے کھکلی ہے یہ جیوپہا
جمع ہونے کے سبب (پس) لنگ شریر کو یعنی اوس جسم شرمگاہ کو جسکو عضو تناسل اور
مردی کہتے ہیں) کچھ تین گنوں والی پرا شکتی یعنی عورت کی شرمگاہ میں (آنہتی)[۱۵] داخل
کرتا ہے دنگلی) گویی یعنی سب کو دھارن کرنے والی شکتی اوس لنگ شریر یعنی مرد کے
آلہ تناسل کو نگل جاتی ہے اگلے منتر میں اس کا جواب ہی ناقل کہتا ہے ایسی ایسی
ویدک تعلیموں نے اپنی جلتی کے اوس زمانہ میں کہ کسی کے اعتراض اور تنبیہ کا کھٹکا نہ تھا
نیوگ جیوگ سے پرشوں اور استریوں کا سن پر جاری ہوجائے تو اوس لطفہ زنا کی پاکی کا
علاج تارندی بیٹیہ کے جلانیمیں چھوڑتے پر دولی خرچی دلانیسے دمکا یجان کی ہستی
چھوڑ کر کنواریوں سے کرنے کرانے میں وہ دند مچار کھا تھا جسکے سماچار کچھ تو تم سن چکے
اور کچھ آنے ہیں بھلا آج اوس عالمگیر سمندر کی سمیٹ سماٹ ترمیم اور تبدیل کی اصلاح
کہاں ہوسکتی ہے - تقریر ناقل تمام ہوئی -

---

[۱۵] قولہ آنہتی یہ ایسا لفظ ہے جو بہت ہی تھوڑے تفاوت سے ہمارے زمین اور زمانہ کی مروج زبان میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے یعنی آندہنے میں - جو چیز حقیقی ہوئی کسی چیز میں داخل ہوتی اوسکو اندھا اور اوس داخل کرنیکو آندہنا اندہانا کہتے ہیں - کنارے دریا کے جو کاٹ پڑجاتی ہے اور اوسمیں اندہنا ہوجاتی ہے وہ بھی انہیں معنی کی رعایت سے اندھی بولی جاتی ہے - ایسی لفظ کو اوسکی اصلی حقیقی معنی سے پہیرنا کمال جرات اور بیباکی ہے

پنڈت مہی دھر نے وید بھاش مین اس منتر کو یون روشن کیا ہے کہ یگ کے مکانون
مین یگ کرانیوالے برہمن پنڈت کنواری لڑکیون اور جوان عورتون سے اونکی شرمگاہ کی طرف
اشارہ کرکے یون چھیڑ کرتے ہین کہ عورتین جسوقت جلدی جلدی چلتی ہین تو اونکی شرمگاہ سے
پل پلا آواز نکلتی ہے - اور مرد عورت جب ایک جگہہ جمع ہوتے ہین اوسوقت بھی یہی آواز
نکلتی ہے - منی بھی دونون طرف سے نکلتی ہے - اگلے منتر مین کنواری لڑکیان ہتھیلی کو سنکر
جواب دیتی ہین کہ تیرے عضو تناسل کا سر تیرے منہ کی مانند نظر آتا ہے - ست منتیوں کے
ساتھ سماچار مین دیکھے بھاشے کی کیفیت کے اظہار اور دو بھی ا- یہ بھگوان کے بیان سے
مستحکم ... یون نے ولک برہمچاری کہا ہے - ماتاج نے پتاج اگرم ورکشسی روہت بہر
... بہی مشتہم ست یہ یجروید کے باب ۲۳ کا ۶ میسوان منتر ہے - دیانند جی
نے ... منتر کی انوکھی معنی گری سے یون کی صفائی ہے زمین کو علم سورج کو ماں باپ
کو باپ کی مانند ٹھہرا آگے یہی شکایت کہ راجہ کو ست مانو میر مجلس ہمیت سماج کے زیر حکم
... مانا کیا ہم ... ہین اس منتر کے معنی یہ بتلاتے ہین کہ برہما بہشتی سے کہتا ہے کہ
تیری ما اور تیرا باپ مہا نارائن درخت کے اگلے سرے پانیون پر چڑھتے ہین اوسوقت
تیرے باپ کو اتنی بات کہتے کہتے انزال ہوگیا کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہوا مہی دھر
کی وید بھاش مین جو یگیان کی عورت سے برہما کا سنکر یہ کہنا کہ تیری پیدایش تیرے ماں
باپ کے جماع سے ہوئی ہے اوس کا اوسکو سنکر جواب دینا کہ تیری پیدایش بھی تو اسیطرح
ہوئی تھے - یہ خلاصہ ہے ردّ تکذیب حصہ اول کے صفحہ ۱۶ تا ۴۷ کی عبارت کا منتر وید کے
بعبارت سنسکرت و عبارت وید دیپ وغیرہ وہین درج ہین - وید کا زمانہ بھی عجیب بھولا
زمانہ تھا شرمناک باتون کے کیسے کھلے کھلے چرچے اور کن دھرماتما وکن مین مزے لے کر
ہوا کرتے تھے جو آج تہذیب کے زمانہ مین نفرت کی نگاہ سے دیکھے
جاتے ہین -

ہند مین جب سے رکھا جاتا بسنت — صفدروں پر ناچ کا جادو سہم دھم

ناچ کے سب ڈھب بتانے کے لئے — سرجنوں میں تال سُر سب ہیں رستم

راگ مالا کے لئے گویا یہ ہے — ناچتے گاتے نبھا تیلا وسے کرم

تال و سُر کی دھوم ہے ہولی بسنت — چیت کے ہیں ولولے انجمن ہم

ہولی کا بھڑوا بنے کیا بھاگ ہے — آگ گدی اس بھاگ میں سلسے ہم

کا پڑی کتھک برہمن مگدھ بھاٹ — باندھ گھنگرو ناچتے ہیں چھم چھم

ناچ ہولی باترین را جا جنی — ننگمیں کچھ تو حیا کرے قلم

جب ستائیوں کی ہوا ایسی کائنات — پھر کہیں کس کام کو ہم کو کریم

اچھی صورت اچھی ہیئت نعمت خدا داد ہے - مگر اس کو فتنہ کا تخم بنا ڈالنا انسانی ناشکری کا نشان (آورانی) اور نعمت کا کفران ہے - اگر کوئی عاشق ایسی حالت از خود رفتگی مین اوسکی حمد کے ترانے گاتا اور خوف فتنہ کا نہو تو ہمکو اسپر اعتراض نہیں ہاں بچپاؤن کی ہنسی چھیڑ کنواریوں سے من کی بھاونا نکالنے میں آنکھیں چلا چلاکر اور پھر ان کنواریون کا کہنا کہ اے بچیان تیرے فلان کا سر تیرے منہ کی مانند ہے اور لنگ شریر کو پراگنی کے نکل جانے کے گیت وید کے اور یہ کہ میں تیرے نخوس سے خوش ہوں کہتے کہتے انزال ہوجانے کا بیان جب یہ تال سُر سے صحیح ہوا کر گاتے جاتے ہونگے تو اسے بھگوان کے بھگتو تمہیں بھگوان لگتی ہے یہ فتنہ انگیزی میں کچھ کسر کرتے ہیں سیدنا [illegible] کی رضا مقتضا اللہ نام پر بیٹا قربان کرنے مین اسمٰعیل و ابراہیم علیہم السلام کہ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ اور اسکی مثل دوسرے عبرتناک قصص قرآنی تو قرآنی شان کے خلاف بتاتے ہیں عفت اور اوپر دھرے ہوتے دہرم چرچے وید کے تاکہ اتنا تجربہ کیا ہے نواز کی حیا کی اور شرم و حیا و عصمت اور وید کی سامرتھین کچھ فرق نہ آئے اس کو ہم ناظرین با انصاف کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں ۔

چونکہ دھرم پشکوں نے اس باب میں بڑی ڈھیل دے رکھی ہے تال سُر باپ نجیا ناچ ٹھہر گیا

سے ہولی اور بسنت وغیرہ کی دھوم دھام ہے وہ دنیا بھگوان کا بھگت ہی جسکے آنکھ کان آتی
آشنا نہیں۔ وید کی شہر خیات تال سر تلانے کی اُستاد ساز باجا بجانے کی دھماز وید کو اوس کے
اس فرض منصبی نے حدود و تعزیرات جرائم و امور سیاسی اور تہذیب اخلاق وغیرہ ضروریات دین
کے بتلانے کی فرصت نہیں دی۔ آریوں نے ہمارے زمانہ کے اس ویدک تعلیم کے ضرر سے
اغماض کرکے بجائے اسکے اسلامی تہذیب سے کام لیا ہے وہ اس ہولی اور بسنت اور اطوار
مذکورہ سے اپنے آپ کو بہت ہی بچاتے ہیں۔ مگر دیانند جی نے وید کی آواز کو اصلاح پذیر نہ پاکر یوں
بالاختیار ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں پرمان دیا کہ سُر راگ راگنی تال لے ساز بجانا ناچنا
گیت گانا وغیرہ قاعدے سیکھنا چاہئے۔ صفحہ ۱۳۵ ست یگ ہی اوپر کے دو کھات اُمنگین ملکین
اشفین کر ہولینے سدھ ہونگی۔ اور سکا پڑی اور کنجک، اور راگ اور عیاش قوموں کا تو پیشہ ہی
یہی ہی اور سکے پیشہ اور کرم کو وید چھپاتا نہیں اگر چھپاتا تو یا گولک پی یا گولک سمرتی میں ٹھہر کر
زنا سے رکنے میں دونی خرچی کے ڈانڈ دلانیکا پرمان نہ دیتے۔ ویدک دھرم کے یم دھرم
کریاکرم کے دھرم چرب جنمنے دیکھے سنے۔ آئیے اب ہم آپ کو اسلام کے وہ احسانات
دکھلائیں جنھوں نے حیا کا سبق پڑھا دیا اس سے زیادہ اور کیا کہوں انسان بنا دیا
بہیمیت کے پھندے ہونٹوں کو گلے لگا یا کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ
الآیہ ہماری حالت تھی کہ تم نار جہنم کے گڑھے کے کنارہ پر تھے اوس تولے شانہ کا پرکرم ہے
کہ تمکو اوس سے بچا لیا زناکاری اور اغلام مخنث اور بیحیائی گھور اکھاڑی مقدمات زنا بوس
وکنار وغیرہ تک سے بچانے کے انتظام اور اونکی قباحتوں کے بیان اور سزاؤں کے
احکام قدرے سنئے لیجئے عن ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل ارایت الحمو قال الحمو
الموت متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۸ **ترجمہ** عقبہ بن عامر سے روایت ہے

ف قولہ کنجک، آگیا ہے کہ دیانند جی بھی اتنا قوم کے ایک رنڈیوں ۱۲

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم آپ کو عورتوں کے پاس جانے سے پس عرض کیا ایک مرد نے کیا ارشاد ہے دیور کے بارہ میں فرمایا دیور موت ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے یعنی دیور سے پردہ اور بچاؤ نہ کرنا عورت کی موت اور خاوند کی خرابی ہے۔ مقابل اس کے وید بھگوان کا پرمان دیور سے بچا ج کی کوکھ ہری کرانے سوہ بہر فرزند جننے جانے کا منا کرنے کرانے کا دیکھکر اس اسلامی احسان کے شکریہ میں سربسجود تو ہو جائے

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ رواہ احمد والنسائی یعنی تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے ایک تو ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا نافرمان ماباپ کا تیسرا دیوث جو روا رکھے اپنے اہل میں ناپاکی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے۔ کہا طیبی نے دیوث وہ ہے جو دیکھے اپنے اہل میں بری چیز اور اور غیرت نہ کرے اور نہ منع کرے اونکو انتہی پس جو زناکاری اور چھپی بازی کو اپنے گھر اپنے میں روا رکھے اوس کا دیوث ہونا تو ظاہر ہے اور جو اپنے گھر والوں کے لئے بے پردگی اور اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھکر بات چیت کرنے کو روا رکھے وہ بھی دیوث ہے دتحفۃ الزوجین ملخصا وملفظا صلہ و ۵۲ فتنہ کی زمین اور زمانہ میں بقدر استطاعت پردہ کرنا واجب ہے وعلیہ الفتوی فی زماننا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آنکھوں کا زنا کرنا نظر کرنا ہے اور کانوں کا زنا باتیں سننا اور ہاتھوں کا زنا چھونا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے (طرف اوس عورت اجنبیہ کے جو اوسپر حرام ہے شہوت کی نظر سے) ہدایہ اور عینی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نظر کرے کسی عورت کی خوبصورتی کی طرف شہوت سے ڈالا جائیگا اوس کی آنکھوں میں سیسا قیامت کے دن اور بھی ہدایہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چھوتے ہتیلی کسی عورت کی کہ اوسپر حلال نہیں ہے رکھے جاینگے اوسکی ہتیلی پر انگار قیامت کے دن ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت ہو جو خدا کی اوسپر جو کسیکا ستر دیکھے اور اوسپر جسکا ستر دیکھا جائے (ضمان الفردوس ملخصا) اسلامی حکم وارشاد تو یہی ہے مگر وید بھگوان بیچارہ کا فلان نظر آتا کنواریوں جوانوں کو بتلا کر نہ اون ستر دیکھنے والیوں پر لعنت کرتا ہے نہ بیجا ستر دکھانے والے سخت بیحیائی کی کنواریوں جوانوں سے ہنسی چھیڑ کرنے والے پر اور جب زنا کرا دیا ایکو زنا کرے کرائے بھی الگنی دیوتا کی دیا کریا سے خود پاک اور زانی کا لطفہ ٹھیر جائے تو خاوند کا لطفہ اوس لطفہ پر پڑ جانے سے دہرم شاستر پاک بتلاتا ہے تو نہ اب پردہ اور بچاؤ کی ضرورت اور نہ دیوثی سے کچھ مضرت وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ سورہ انعام فحش اور بیحیائی کے پاس نہ بھٹکو کھلی ہو یا چھپی قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ۚ (نور) کہدے ایمان والوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ اور کہدے ایمان والی عورتوں کو وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور غیر محرم پر اپنے بناؤ سنگہار کا اظہار نہ کریں وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (النساء) ست نکاح میں لاؤ نہ چھپے یار بنا نیوالیاں فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء) پس اگر کریں بدکاری تو باندی پر نصف سزا ہے اوسکی جو آزاد عورتوں پر ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ جسنے ابھی نکاح نہیں کیا مرد ہو یا عورت اگر زنا کریں تو مارو ہر ایک کو سو کوڑے اور اونپر شفقت کوئی نہ کرے خدائی قانون میں اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ بیاہا مرد اور بیاہی عورت اگر زنا کریں تو اونکو پتھر مارتے

مارتے مارتے والو اللہ کی طرف سے یہ عذاب مقرر ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (احزاب) اے بی بیو قرار سے رہو اپنے گھروں میں اور نہ سنگھار کرو پہلے زمانہ کی بیدین عورتوں کی طرح قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط کہدیجئے اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لٹکا لیں اپنے سر و نہیر چادریں۔ یعنی اگر باہر وغیرہ سے ملنے جائیں تو سر سے پاؤں تک کی چادر اوڑھ جائیں اور گھروں میں رہیں تو وحشی عورتوں کی طرح نہیں بلکہ کرتہ پہن کر کرتہ پہ اوڑھنی اوڑھے رہیں وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور اپنی چادر کے ساتھ گھونگھٹ مار لیں۔ ہر ایک عورت نامحرموں سے پردہ کرے۔ جیٹھ دیور وغیرہ رشتہ داروں سے گھونگٹ نکالے اون کے پاس اکیلے مکان میں نہ رہے۔ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے کوئی مرد ساتھ کسی (ایسی) عورت کے پاس جسکے پاس تنہائی میں بیٹھنا درست نہیں) اس لئے کہ ایسی حالت میں تیسرا اُن دو میں شیطان (آ ملیگا) روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اندھے تک سے پردہ کا حکم حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا میں وارد ہے دیکھو مشکوۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۶۱ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دستور نامحرم میت تک سے پردہ کرنے میں مشکوۃ کے باب زیارۃ القبور میں یوں بیان ہوا ہے كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ **ترجمہ** حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں آتی جاتی تھی اُس گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے باپ دفن تھے کھلے منہ اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر ہیں اور حضرت ابوبکر میرے

باب مین پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے تو قسم خدا کی میں بغیر خوب کپڑا اوڑھے لینے کی نہین
داخل ہوتی شرم سے حضرت عمر کی ترجمہ تمام ہوا آفرین ہے اُن عفیفہ صالحہ بی بیوں پر
جو اس دستور شرعی پر چلتی اور بیدین عورتون کی حیا سوز خصلتون سے بچتی ہیں ہماری
دینی کتاب اللہ اور حدیثوں میں اجنبی کی نہر تک سے پردہ کی ہدایت دیوتی بیحیائی اجنبی
مرد کے اجنبی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھنے کی وہ سخت ممانعت اور جنت مین داخل
ہونے سے محروم رہجانیکی وعید اور زنا چوری قزاقی وغیرہ مظالم اور بیحیائیون کی وہ ضرور
سزائین سنگسار کرنے اور ہاتھ پانون کاٹنے درّے مارنے قتل کرنے وغیرہ کے
عذابون سے جنکی طرف سوائے چوری قزاقی کی سزا دہی کے ہمارے برادران وطن کی دھرم
پستکون نے وہ ڈھیل دے رکھی ہے جسکا نمونہ اوپر دکھا چکا ہون جوان عورتون کنواریون سے
مذہبی مقتداؤن پجاریون کی انکی شرمگاہون کی طرف اُنگلی چلا چلا کر ہنسی چھیڑ اور ان سے بڑے
جوانون کنواریون کی پستان تک جوابا جوابی کہ تیرے فلان کا سر تیرے ستن کی مانند کہا لی
دے رہا ہے اور پجاری کو سانڈ گہوڑے سے دھنائیکا پرمان دین [illegible] اور جہازاین کو یہ
کہتے کہتے انزال ہو جانے کا بیان کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہون اور یہ ہاتھی کی وہ بات
اور اوس کا ویسا ہی جواب پانا مچھیتی سے اور وید بھگوان کا ایسے بیالون سے دونون طرف سے
دل خوش کرنا اور استریون کے لئے خاوند اور دیور ہی پرایت ہو کر یجمان پر بھی کریا کرنے کا
پرمان دینا اور عورت کا زنا کرانے سے ناپاک ہونا اور خون حیض کا آنے سے خود پاک
ہو جانا اور زانی کا نطفہ ٹھہر جائے تو خاوند کا نطفہ اوسپر پڑکر پاک ہو جانا گویا ٹھرے گہاٹ
کی سی دہلائی نہایت آسانی کے پرمان کسیکا سار ہو بار نکرنا حتی کہ رنڈی معاملے
ہو جانے پر نام مرک جائے یا قسمتی تو دو ہی خرچی ڈالنے مین [illegible] - نیوگ کے بھوگ کی
یہ شان کہ بیوہ لی کو کمہ ہری کرنے کے لئے گیارہ شخصوں کو اجازت اور ایک مرد کا گیارہ
استریوں کو با اولاد کرنا روا [illegible] خاوند وغیرہ کی موجودگی مین مسافر کی ناموجودگی میں

اوسکی عورت کو غیر مرد سے بیچ لینے کی اجازت وغیرہ اسی قسم کے احکام دہرم پستکون کے برمان تو اب پردہ کرنے زنا و مقدمات زنا سے بچنے دیوثی سے شرمانے کی کون ضرورت اسلام کے احکام کھلے ہوئے سوتی و مروارید ہین جو اپنی رفعت شان اور بیش بہا ہونیکی تعریف کے محتاج نہین مخالفون تک نے خواب و غفلت سے چونک کر اپنی حیا و غیرت کا پاسبان فلاح اور بہبود کا سامان جانچ پرتال تجربہ کے بعد مانکر جہولیون مین بھر لیا ہے ایک زمانہ وہ کہ پاپشا ستر بر پا کا دہ تھا کہ اوپر کے ہندون چوطیون چہوڑون کی زندگی خدا مین سنون کی کامنا ہوتی تھی۔ یا آج قرآنی روشنی کے زمانہ مین اوپر کے جوگون کا نام سنکر ہندو دہرم پرش اور استریان لاجون مر مر جاتی ہین کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے آج ایشور اچہن سوبہگی منتر وید ساکر کو تیج دیا پرائی استری پر ہاتھ توڑ کیہ لے لنگ اور جہلری کی پوجا کا نام سننے سے شرم آتی ہے مہذب ہندو والی کے جوئے اور ہولی کی دہول اڑانی کیچڑ کی پھینک بار سے بیزار آیندہ دہرم پستکون سے آئیگا اور آچکا کہ مخلوقات اپنے کرمون سے پیدا ہوتی مرتی جیتی ہے مشیت ایزدی کو اس مین کچھ دخل نہین یہ اعتقاد عموماً عوام ہندو نے چہوڑ دیا ہے سب یہی مانتے ہین کہ خلق اللہ اسی کی پیدا کی ہوتی ہے وہ جو چاہے کرے اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ان مین انقلاب یہ سب قرآنی تعلیم کی برکت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبر دی ہے وہ وقوع مین آکر رہیگی زمین و آسمان ٹلجاوین مگر اس کا ٹلنا محال مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل ثانی مین ہے

وعن المقداد انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخله اللہ کلمة الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل اما یعزھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا فیکون الدین کله للہ رواہ احمد مقداد یعنی حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ باقی رہیگا

پشت زمین پر کوئی گھر ڈھیلے کا اور نہ اونٹ کی اون کا مگر کہ داخل کریگا اللہ اوس مین کلمہ
اسلام کا ساتھ عزت عزیز کے اور ذلت ذلیل کے یا عزت دیگا اونکو اللہ تو کریگا اونکو اہل
اوسی کلمہ اسلام کا یا ذلیل کریگا اونکو تو طریقہ برتینگے وہ کلمہ اسلام کا (مقداد کہتے ہین)
عرض کیا مینے تو ہو جائیگا دین سب کا سب واسطے اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام
احمد نے مخبر صادق صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا صدق
واقعات اہل ادیان دنیا سے عیان ہے ۔ علمی اور اعتقادی اصلاحین ہنود یہود و نصاریٰ
وغیرہم مین موافق اسلام کے یہ زبردست مصداق ہین اس خبر کے بیوہ بے نکاحی بٹھائے
رکھوا رہا ان تن بنانے بکوارون کو دیوتون کی بیا بیتا ٹھہرائے ایک مرد کو ایک زوجہ کے
سوا دوسری زوجہ کے حرام ٹھہرانے مین امور فطریہ کی مخالفت توریت شریف کی مخالفت
کرنا رہا اہی ہزارون فالتو بچ رہنے کی مصیبت بہی کیا اور بہت سے امور علمی و اعتقادی
مین عفت و عصمت حیا و غیرت کی گلے کی پھانسی کے پھندے جب تک نہ کھلے
جب تک نہ کھلے جب تک اسلامی احکام علمی و اعتقادی مین اصلاح و تہذیب اسلامی
کیا و خود دنہ مانئے اسلام کے چار و ناچار چارہ کار نہ بنایا ۔ گھر مین خیر و صلاح سے جبہی قدم
نہ کیا ہے جب امور مذکورہ بالا اور بہت سے خیالون چال چلن برتاو مین اسلام کے
آگے گردن جھکوالی ہے ۔ ہماری گورنمنٹ کی نیک نیتی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یورپ
خصوصاً انگلستان مین جسکا جی چاہے اسلام لائے کوئی قانونی ممانعت نہین ۔ امریکا
مین اسلام کا قدم بڑہانا اور برہما مین یہ ہی ایک جہلک بعز عزیز و ذل ذلیل لفظ حدیث
کے معاد کے انوار کی اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۲۵ امرتسر مورخہ ۱۴ ۔ رجب
۱۳۳۶ھ ۲۶ ۔ ابریل ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۴ مین ہے اڈیٹر مسافر برہما مین اشاعت
دعوم کے لئے تشریف لے گئے ہین ۔ وہان کے حالات اخبار مسافر مین لکھتے ہین جنمین
سے ایک مضمون اس قابل ہے کہ ہم بھی اپنے ناظرین تک پہنچا دین ۔ خدا کی شان وہ

مسافر جو ہمیشہ لکھا کرتا تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے آج وہی برہما میں اشاعت
اسلام کا ذریعہ اپنے سابقہ خیالات کے برخلاف لکھتا ہے ناظرین بغور پڑھیں (اہلحدیث)
برہمیوں کی بحیثیت ایک جاتی تباہی عرصہ دراز سے شروع ہوگئی ہے اور آریہ پڑھ کر
یہ بات افسوس کے ساتھ سنینگے کہ آجکل دنیا کی یہ بزرگ جاتی بحالت غفلت موت کی
سڑک پر بڑی تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے چلی جارہی ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میری رائے
میں اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو تقریبا سو سال کے اندر ہی اندر سارا برہم دیش
عیسائی اور مسلمان ہو جاےیگا - اور تیاگ مورتی گوتم بدھ کی بنائی ہوئی یہ جاتی سدیو کے
لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی - برہم دیش مذہبی نقطہ خیال سے بھارت کے ہندوں کے
لئے پنجاب کے سرحدی علاقہ اور بلوچستان کی مانند ہو جائیگا (الی قولہ) عموماً یہاں مسلمان
پہنچکر ایک ایک دو دو یا تین تین برہمی لڑکیوں سے حسب خواہش شادی کرلیتے ہیں شادی
کرتے ہی مسلمان لوگ برہمی لڑکیوں کو اپنی شرع کے مطابق پردہ کا پابند بنا دیتے ہیں
اور رفتہ رفتہ چند ہی روز کے اندر اندر انھیں کٹر مسلمانی بنا لیتے ہیں - پھر ان برہمی بیویوں سے
جو سنتان (یعنی اولاد) پیدا ہوتی ہے مسلمان لوگ اُسے ہر پہلو سے بہت ہی کٹر
مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہیں یعنی مسلمان اپنی برہمی عورتوں سے پیداشدہ بچوں کو عربی
اردو پڑھاتے ہیں - اور تمام ارکانوں سے اسلام کے اُنھیں کما حقہ واقف کرادیتے ہیں
برہمی عورتوں سے پیداشدہ مسلمانوں کی یہ سنتان برہما میں زیربادی یا زرباوی کے نام سے
پکاری جاتی ہے اور زرباویوں کی تعداد آجکل اس دیش میں اس کثرت اور تیزی کے ساتھ
بڑھتی چلی جارہی ہے کہ ان کی ترقی دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ خیال کئے بغیر نہیں رہسکتا
اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو ایک ہی صدی کے اندر اندر برہم دیش اسلام دیش
بنجائیگا (آگے پہلے مسلمانوں کے صابیوں کا برہمی لڑکیوں سے شادی کرنا اور بوچڑخانہ میں اُنکی
اولاد کا کام کرنا لکھا ہے) (الی قولہ) بعینہ یہی حالت آج دیگر اقوام کے مقابلہ میں

ہندو جاتی کے افراد کی ہو - ایسی حالت مین قدرتاً جاتی کے ایک ہی خواہ کو شش پیدا ہو جاتا ہے کہ ان حالات مین اس جاتی کی زندگی کتنے دن قائم رہسکتی ہو" مسافر آگرہ مورخہ ۱۵ - اپریل ۱۹۱۰ء اہل حدیث) ناظرین اڈیٹر" مسافر" کو اشاعت اسلام سے جو رنج ہو رہا ہے - آپ دعا کریں خدا انکو اس رنج مین صحیح سلامت مکان پر پہنچا دے ص ۵ ایضاً نمبر ۴۴ - ۷ - رجب ۱۳۳۱ھ صفحہ ۷ مرقوم ہو مرد کی جسمانی ساخت ہی کثیر الازواجی کے لئے ایک کافی دلیل ہے - مسٹر ناسٹ گیو کی تحقیقات پر گرم ملکون مین لڑکی آٹھ نو دس سال کی عمر میں قابل شادی ہو جاتی ہے اینہ کثیر الازواجی کی ضرورت بیان فرما کر لکھا ان ملکون مین کثیر الازواجی کو رائج کرنا بجائی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے ڈیو نپورٹ) کا قول ہو سرد ملکوں میں بھی بہ بعض وجوہ جسمانی زنا سے بچنے کے لئے ایک سے زیادہ شادی کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے سکوپن ہرٹری کا یہ اقرار ہو کہ ہم سب بعض اوقات اور ہم میں سے بعض تو ہمیشہ کثیر الازواجی پر عمل کر رہے ہین تو اس سے بہتر کوئی رائے نہین کہ اسکی اجازت دیجائے اور وہ مرد اُن بہت سی عورتون کا محافظ اور خبر گیران رہی (الی قولہ) اور بیگم یا خانم کے الفاظ جنہون نے تمام یورپین تہذیب اور عیسائیت کو پاگل بنا رکھا ہو وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاویںگے الخ اور ساتھ ہی اُسکی اُن بدنصیب اور بدبخت عورتوں کا وجود جنسے آج یورپ بھرا پڑا ہے کالعدم ہو جائیگا (ناقل کہتا ہے ولایتی اخبار وں سے منقول المشیر البریدہ غیرہ اخبارات ہند کی عبارتون مین دیکھئے جو اسی حصہ میں نقل ہیں ایک مرد کو ایک بی بی سے زیادہ کی ممانعت پر عمل پیرا ہونے نے پندرہ تا بیس سالہ لاکھوں کنواریاں خالتو بنا دیں جنہین سے بہت سی کنواریان عنقریب مائیں بننے والی ہیں - بقول سکوپن ہرٹری جن بدنصیب بدبخت عورتوں سے آج یورپ بھرا پڑا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی آگے انھین فلاسفر کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے ہر کونہ میں کثیر الازواجی عملی طور پر پائی جاتی ہے اور جرمن کے ایک فوجی افسر کا مشورہ کہ ترکون کی طرح جرمنی مین بھی ایک سے زیادہ

شادی کرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ بہر حال جرمن کونسل نے اس مسئلہ پر غور کرنے کا
فیصلہ کر لیا ہے (الی قولہ) پھر کسطرح کثیر الازواجی کے برخلاف کوئی حرف زبان سے
نکال سکتے ہیں جبکہ خود انکے اپنے انبیا کا عمل اس کا مؤید اور مصدق ہے اون کو شرم آنی
چاہئے وہ کس منہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں جبکہ اون کا وجود تمام نسل
انسانی کے لئے اسقدر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اور جبکہ انھون نے بسقدر اعلیٰ تمدنی قانون بنائے
کثیر الازواجی کو بھی روا رکھا اور ساتھ ہی ایک ہی بی بی پر اکتفا کرنے کی ترغیب قواعد کے
صحیح اور صاف حکم کے ماتحت دی - مسٹر نگہش لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم)
نے ان قدیم مذاہب کے قوانین کی پیروی کی جو دریائے فرات کے مغربی طرف واقع ہے
اور عیسائیون کے نزدیک تو اس حصہ میں ساری دنیا آجاتی ہے آنحضرت نے اپنی پیروون
کو ایک سے زیادہ بی بیان رکھنے کی اجازت دی آگے عیسائیون کے اعتراض کو داود واو
سلیمان علیہما السلام کی کثیر الازواجی کے موافق حکم الٰہی ہونے سے رد کیا ہے پھر یہ
لکھا ہے خصوصاً جبکہ حضرت مسیح اون کتابون میں جن میں آپکے پیروون کے مختلف فرقون نے
آپکے احکام جمع کئے ہیں کسی ایک میں بھی اس کے حکم نہین دیتے تھامسیس صاحب نے
اپنے عالمانہ مضمون ری ناٹ کیو بنیشاص تمام قومون تمام زبانون مشرق مغرب کے
ہر ایک حصہ مین کثیر الازواجی کا رواج اور جو بڑائی یونانیون تک میں ثابت کیا ہے اور یہ کہ
یوریپڈیس وافلاطون اس کے حامی تھے اور روما کے قدیم باشندے اسکو منع نہ کرتے تھے
خود مارک انٹونی کے دو بی بیان تھیں اوسوقت میں یورپ مین کثیر الازواجی کا رواج
عام ہو گیا تھا - حتی کہ تھیوڈوس - جو ریس - آرکیڈیس کا زمانہ آگیا ۳۹۳ عیسوی مین
کثیر الازواجی سے روکنے کا قانون بنایا اوس کے بعد شہنشاہ ولینٹینین نے تمام رعایا کو ایک سے
زیادہ شادیان کرنے کی اجازت دی اور اسپر پادریون کا ردّ و انکار کسی مذہبی دلیل سے نہ ہوا
ولینٹینس این کانسٹنٹین - ہیریس ونابیر سیمس بیپ چارلیمیگنس ان سب کے بہت سی

بی بیاں بعض ان کی بابت تو سینٹ اوس بزنیس کبھی یہی شہادت دیتے ہیں اسکے بعد
ایسی ہی جان ڈیوینپورٹ ایڈمنٹ برک وغیرہ کی تحریروں سے ثابت کرکے لکھا کہ سب ایک ہی
بی بی پر اکتفا کریں تو بموجب نص قرآنی فَوَاحِدَۃً اس میں بھی اسلام کی فتح ہے کثیر الازواجی
اختیار کریں تو اس میں بھی اسلام کی فتح ہے کثیر الازواجی مسلمانوں پر فرض نہیں کی گئی ہے
آئندہ خلاصہ میں دس نمبروں میں پیش ہے جس سے کھل جائیگا کہ انسانی نسل کا ابتدا ہی سے اس پر
عمل رہا ہے تمام دنیا میں تجربہ میں فرمایا بازاری خرافات اور زناکاری کے روکنے
کے لئے ایک ہی کارگر حربہ (اور ڈھال) ہو سکتا ہے جسکو کوئی اخلاقی اصلاح کنندہ
رد نہیں کرسکتا (۱۰) کثیر الازواجی کوئی خاص اسلامی مسئلہ نہیں۔ ایک بی بی پر اکتفا
کرنیکی بہ نسبت کثیر الازواجی کے اسلام سے زیادہ تعلق ہے یہ خلاصہ بطور التقاط ہے صفحہ
۱۰ اکا تحقیقات علماء محققین یورپ اور واقعات تاریخی اور شہادت اخبارات سے کھل
گیا کہ ایک سے زیادہ بی بی رکھنے کی ممانعت نے زیادہ کے ضرورتمندوں سے اور فاقہ
کش رہنے والی کنواریوں سے انکو ناچار بناکر جو کچھ کرا دیا عاقل خود سمجھ لینگے اخبار خود سنا رہے
ہیں کہ بہت سی کنواریاں عنقریب بچے جننے والی ہیں اہل بصیرت خود جان گئے کہ ایک زوجہ پر
مجبور کرنے کی قید نے وہ وہ بے قیدیاں بیعنوانیاں کرادیں جنکے مٹانے کا
کثیر الازواجی ہی کامل علاج تھی۔ خواہشات بہیمیہ کے ناجائز طور پر بھر جانے میں کتنے
مجبور کیا اور کتنے اس مجبوری کو جائز طور میں محصور رکھا اور تنگی سے بچا دیا زناکاری کی بندش کا
کون حکم تھا اور زناکاری کا دروازہ کھولنے کی باعث کونسی راے فخر بانجام کام
ہوئی اس مفصل شدہ فیصلہ کو ہم ناظرین اہل بصیرت کی راے پر چھوڑتے ہیں۔

ارھم کرتا ہا - سیتشام یا ہی سندھی ہوم پوتھی آریہ بھوت صفحہ ۳۴ میں دیانند جی نے اس کا ترجمہ
یہ کیا ہے اے ایشور (ہوا) تو اپنی عنایت[۵۸] سے ہمارے پاس ہر جگہ موجود ہے ہمنے عمدہ طریقہ سے

[۵۸] اللہ سے غافل کب کہہ سکتا ہے کہ تو اللہ سبحانہ کی عطا اور بخشش سے ہر جگہ اپنے کرم سے موجود ہے
اوسکو خدا سے کیا... وہ تو بیوا سبب راحت و عنایت ہی کو خدا سمجھا ہوا ہے۔

سوم کا بہت اچھا رس نکالا ہے اور بہت سے عمدہ چیزیں اچھی طرح سے بیان ہیں بہت عالی جناب اہر
کی ہیں قبول فرمائیں انہی چیزوں کا حال بیان اسکے مختصرہ ہیں جیسے ... گیا
وغیرہ سے نشہ لاتا ہوا عرق دونوں باتوں سے ... چانا دیکھلو جیسی ...
جاسے نے نفس مطلب کے مسخ میں ... دیکھیے ... صفحہ ۹
عرق نشہ کی اس سے اور کیا زیادہ عزت افزائی ہوگی کہ ... تحریف
مہمانی نشہ پانی ہوا ہر ... گویا اس کا مہمان ہے وید ک ... کے اشارہ ...
اسکے مقابلہ میں اون لفظوں کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کرو جنہیں شراب اور ... اور
چیز کی حرمت اور برائی اور شرب خمر کی سزا کو بیان کیا ہے اگر پردہ پوشی ملحوظ ہوتی تو نام
بتلا دیتا کہ ... کی حالت میں فلاں شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی سے منہ کالا کیا تھا جسکو
دوسری بار نشہ کی حالت میں ہی کھا لیا نعوذ باللہ منہ اسی واسطے بعض سکالا سبب
عہد جدید میں خمر خوری میں تھوڑی سی پینے کی اجازت دی ہے اور اسلام نے سرے سے
اس شنیعت کا گلا ہی کاٹ دیا ہے ... خود فقرہ ونکا منتر منقولہ صفحہ ... میں
دیکھ لو وہ پینے کو دیوتا بلاتے ہیں سی خوری شراب خواری کے بیان سے خالی نہیں

گیارہوین ہر جا نہ کنواری کہنا
تا نہ طغیانی ہے ہو کیسی خراب
گیارہوین کو وہ قضا کرتے نہ تھے
دیکھلو خلفا کی کتب تاریخ مین
نقل کر عصمت ہے اون کو شیخ کی
سو کہنے پڑھی کنواری کنیان
کاٹتے ہو جا اور ناسخ مصرعے
اپنے والی کا سفر نامہ سنو

کھینٹ دیتے ... کر مصری ہم
کھینٹ لیکر ... کے کہو ... سم
سال میں کرتے تلف بارہ کا دم
... کی ... نے رقم
جسکا ... حدیث مین ... ہم
کرتے ... مستغفری دنیا قسم
عقد ... ہو گئے اگر ہم
خوب ... کا پھر اس کا ہم

ہمارے والی نامدار اعلیٰ حضرت فلک رفعت صاحب العلم والقلم مالک السیف والقلم
امیر الامراء رئیس الرؤساء فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ ہز ہائینس مخلص الدولہ
ناصر الملک عالی جناب معلی القاب جناب نواب محمد حامد علیخانصاحب بہادر
مستعد جنگ جی۔سی۔آئی۔ای۔دام اقبالہم کی کتاب سیر و سیاحت دیکھنے
کچھ اوپر جنے اور ہند کے مقدس دریاؤں کا نکاس اور وجہ تسمیہ اور کنارے کی پوجا
مدت سے لانیکا پورا حال مع مزید تحقیقات دلچسپ کے معلوم ہو جاتے گا اور تناسخ
کا بیان آئندہ آپکا انشاءاللہ تعالیٰ ابوالشیخ نے اپنی کتاب العظمة میں بروایت
قیس بن حجاج لکھا ہے کہ جب مصر حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھ سے
فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ اگر نیل کو طغیانی ہو تو ہمارے
یہاں کاشتکاری نہیں ہوتی اور بغیر ایک تدبیر کے دریا طغیانی سے چڑھتا نہیں اور
وہ ترکیب یہ ہے کہ ہم ہر چاند کی گیارہویں تاریخ کو ایک دوشیزہ باکرہ لڑکی کو دلہن بنا کر
نیل میں غرق کر دیتے ہیں حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا - اسلام ایسی لغو باتوں کو
مٹانے آیا ہے میں اسکی اجازت نہیں دونگا - چنانچہ یہ فعل نہیں ہونے دیا اور حقیقت
میں دریا کو طغیانی ہوئی آپ نے گھبرا کر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی آپ نے جواب دیا
کہ تمنے خوب کیا اور بہت ٹھیک جواب دیا کہ اسلام ایسی لغو باتوں کو مٹانے آیا ہے
میں اس خط کے ساتھ ایک رقعہ ملفوف کرتا ہوں اوس کو دریائے نیل میں ڈلوا دو عمرو
بن العاص نے رقعہ کھولکر دیکھا تو اوس میں لکھا ہوا تھا کہ منجانب بندہ خدا عمر امیر المومنین
بجانب نیل مصر معلوم ہوا اگر تو پہلے سے طغیانی پر نہیں آتا ہے تو اب بھی تا وقتیکہ تجھے
حکم نہ دے طغیانی پر نہ آنا میں خدا سے جو واحد قہار ہے دعا کرتا ہوں کہ تجھے طغیانی

---

۱۵۶ اس کو ہندو دھرم کے عرف میں بھینٹ دینا کہتے ہیں -

نہ دے نقط حضرت عمرو بن العاص نے یہ رقعہ نیل میں ڈلوا دیا دوسرے ہی روز
نیل معمول سے سولہ گز طغیانی سے کم ہوگیا اوسی روز سے مصر کا یہ دستور بھی منقطع ہوگیا
دریہ منقول ہی ترجمہ تاریخ الخلفا سیوطی کی فصل حضرت عمرؓ کی کرامات مندرجہ صفحہ ۶۷
سے گیارہ کے عدد مین گیارہ تیان تینتیس ۳۳ دیوتاؤن کی خصوصیت بہ ایک خاص تاثیر
خیال کرتا ہو دکا کہ زمین پر گیارہ دیوتا ہیں اور آسمان پر گیارہ اور خلا مین بھی گیارہ
جنکی تفصیل منواد ہیائے ۴ شلوک ۴ ۱۱ سے اور یجروید ادہیائے ۱۴ منتر بیس ۳ سے
اوپر منقول ہو چکی چونکہ آریہ گوت ایران کے اور آریہ گوت یونان کے دیوتا ایک ہیں
کفار مصر مین بھی اس عدد کی رعایت اس نذر اور بھینٹ مین شاید اسی خیال سے کی
گئی ہو۔ قربان جائیے شریعت اسلام کے کہ اوس مین کسی عبادت بدنی و مالی مین
کسی وقت اور تاریخ کی تخصیص نہی کی گئی ہو تو ان تمام شیٔ بہا ستاکفریہ سے جیسا کہ
طلوع اور غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہریہ کے وقتون مین نماز کی ممانعت مین تشبیہ
کفار سے کسقدر اجتناب کیا گیا ہی۔ اگر نمازی کا یہ مقصد نہین ہوتا ان اوقات مین
جو سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے۔ تو ہمکو یہ امید کرنا بیجا ہوگا کہ ہمارے مسلمان بھائی
بھی حضرت سید الاولیا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین سید نا شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی روح اقدس کو ثواب پہنچانے اس تاریخ کی
آڑ نکرینگے اور احتیاط اور اخلاص کو کام فرمائینگے اور جب میسر آئیگا اس کارخیر مین در گذر
نہ فرمائینگے اور ایصال ثواب مین اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اصحاب کو اور دیگر
اولیا امت کو نہ بھولینگے۔ اور حدیث النو سعہ بن جو دسویں عاشورا محرم الحرام کی تخصیص
ہے وہ ان حضرات سے پاک ہی اور بغیر نص حدیث سے ثابت ہی اور ایک بھینٹ کنواری کنیان
کی نیل کے خشک ہو جانے دریائی کم ہو جانے پر بھی) ہر بھی دیجاتی تھی جیسا کہ امام مستغفری
نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس جرو ستم ہستہ کی رسم کو ہٹا تا اور سنجاتی

فریب کو توڑتا اور مسیحائی کے شہر سیدنا عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے حکم سے جو بات
عمرو بن العاص یون ظہور مین آیا کہ نیل کے نام یہ نامہ بھیجا بسم اللہ الرحمن الرحیم
من عبد اللہ امیر المومنین الی نیل امّا بعد فانک مخلوق لا تملک ضرا ولا
نفعا فان کنت تجری بحولک وقوتک فانقطع فلا حاجة لنا فیک وان کنت تجری
بحول اللہ وقوتہ فاجر کما کنت تجری والسلام ترجمہ یہ خط ہے اللہ کے بندہ
امیر المومنین (عمر بن الخطاب) کی جانب سے طرف نیل (دریائے مصر) کی اسکے بعد حمد
وصلوة کے (معلوم ہو) کہ بیشک تو مخلوق ہے کہ نہین مالک ہے تو کسی نفع کا اور نہ نقصان کا
پس اگر ہے روانگی تیری اپنی قوت اور طاقت سے تو زوال ہو کیونکہ حاجت ہمارا تجھسے نہیں اور اگر
تو اللہ (بزرگ غالب) کی طاقت اور قوت سے بہ رہا ہے تو جاری ہو جیسا کہ جاری ہوا کرتا ہے
اور سلامتی ہو ترجمہ تمام ہوا (یہ اور عمرو بن العاص کے نام کا خط) دونون علم بن ساریہ
کو دیکر کہا عمرو بن العاص سے سلام کہنا کہ ڈالدو اس خط کو دریائے نیل مین جب پہنچے علم
بن ساریہ مصر مین بیچ خدمت عمرو بن العاص کے اور پڑہا اونہون نے دونون خطون کو
اور ڈالدیا نیل کے نام کا خط نیل مین تو دریا موجین مارنے لگا اور روشن ہوے لوگ اور
خوب کھیتیان ہوئین (یہ اسلام کی پانچوین کتاب مین مرقوم ہے)

بانی بد پرہیزی مہلک وید ہے ۔۔۔ روکتا اوس سے نہیں ویدک دھرم
شرک اور نفسانیت کی بال پول ۔۔۔ روگ جی کے وہ نہیں کرتا ہے کم
عیش کے اسباب اور طبعی ظہور ۔۔۔ اونکی بو جا اونکی سبحے اور اونکی بھم
وید میں گرچہ تناسخ ہے نہیں ۔۔۔ مکہری مکڑون سے ڈہا اوسکو ستم
آج مرجا ئینگے تیت آباد کے ۔۔۔ دق ہے یہ پٹی الو بھرکا ہے کا عشم

بعض ہرجون مین ہنود کے الہ آباد سے جو مضمون شایع ہوا تھا کہ وید کے رسیون کو تجربہ سے
معلوم ہوچکا تھا کہ سب آدمی ایک مذہب اور دستور کے پابند نہین ہوسکتے لہذا ویدون مین

ہنود کے مختلف خیالوں دستوروں عقاید سب پر صاد کردیا ہر ایک کی ہر ایک کے خیال کے موافق تائید کردی تاکہ جسے اپنے خیال اور خواہشیں پوری کر کے سب اپنی اپنی مرادوں کو پہنچیں یہ عذر بدتر از گناہ ہے قانون بنانے والے کو یہ خیال نہ آیا کہ ایسا نہ ہو کہ مختلف قوم کے لوگ ایک وضعی قانون کی پابندی نہ کرینگے ہر ایک کی خواہش پر اوسکو چھوڑ دیا جاوے کہ زنا کریں یا چوری کریں یا سینہ زوری حتیٰ کہ اپنی بہو تک سے لیئے اولاد حاصل کرنے کے لیے بے نکاح بیوہ یا مسافر اور بیمار اور تندخو کی تریا سہاگن بیاہے مردوں سے نیوگ کرے یا اس قسم کی گیارہ عورتوں کی کو کتھہ ہی کرے ایک مرد یا ان عذروں بغیر ہی دیدہ و دانستہ زنا ہو جاتے بازندی بازی ہر پیشہ اور ہر خیال کی تائید کی جاتے نہ روک تھام ۔ اور کچھ بھی جاوے تو بعض ان مذہبوں کو نفاق اختیاری اور نقلی میں دخل ہو ۔ ایسا قانون بہم زن انتظام اور امن او صحت کا ہے امراض جسمانی ہوں یا روحانی انہیں پرہیز اور علاج کرنا ہی تجربہ میں نافع نظر آیا ہے اور بد پرہیزی مہلک ۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مختلف خیالات و مذاق والے بھولے بھالے لوگوں کی پرچاوی گیا ہے آج اوسکو آسمانی ادیان والوں کی دیکھا دیکھی الہامی کتاب آسمانی مضامین بنایا جاتا ہے اس لئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا اوسکے حمایتیوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے آسمانی کتابوں میں جہاں ہو حکمیہ فلسفیہ ہوتے ہیں بلکہ فلاسفہ کی ہنا معنوں کی اصلاحیں ہوتی ہیں وہیں سچی نظر والے عوام کی اصلاحیں بھی سادہ طرز میں ہوتی ہیں جسپر فلسفیات میں ٹھوکریں کھانے والے اپنی غلطی سمجھنے کی جگہ انہیں محاورات سادہ پر اعتراض کر کے دل بہلاتے ہیں ۔ گویا آلاہنا او تارتے ہیں ارسطو کے تنہ ... گردانی کرنے پر مغرور ہو جانے والے ہر مذہب کے کم و بیش اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پیغمبروں کے مفاسد منسوب کر دیتے ہیں جب مصریوں کو دریا سفر میں تباہ کیا ہو اور اس سفر میں بہت سی جانیں ہلاک ہوئیں اور سمجھانے کو اس سفر والے بانہ آئے اور اونہوں نے اپنی طرح طرح کی منقشوں اور طرح طرح کی مخلوق کے دیکھنے کا

اس دریائی سفر مین مبتلا یا تو اون کے اس خیال کے اوٹھانے کے لیے کہا گیا کہ سمندر کی تہ مین جو مخلوق
ہے تم اوس کو نہین دیکھ سکتے ہم تم کو وہ سفر بتلاوین جسمین تم ساری کائنات ظاہرہ و باطنہ کی
سیر کرو اور وہ سفر تناسخ کا ہے اس سلسلہ مین تم طرح طرح کی مخلوق کے قالبون مین داخل ہوگے اس پر جہازون کو
دریا کے نادیدہ طولانی سفرون سے باز رکھا تھا تو یہ ڈھکوسلا اس روک تھام کے سبب سے ایک عقیدہ
اور مذہب بنگیا فیثاغورث نے مصر سے مستفید ہوکر اس عجیب و غریب نکتہ کا بیان کیا اور اوسکے
شاگردون نے ہندوستان کو بھی اس مین سان دیا اس تاریخی واقعہ کی مزید تحقیقات کے دیکھنا منظور ہو
تو ملل و نحل شہرستانی کی اور دوسری کتابین تواریخ وغیرہ کی دیکھو اور جامع طرزین مختصر طور پر اس کی اقسام
سمہ کے پرچون مین خوب بیان کیا ہے۔ تناسخ کے ماننے والے تناسخ مین عدل و انصاف پورا ہوتا
گاتے ہین۔ حالانکہ تناسخ عین ظلم ہے۔ کون نہین جانتا کہ اکیلے جسم بلا روح سے جن پاپ نیک و بد
اعمال وقوع مین نہین آسکتے اور نہ اکیلی روح بلا جسم سے پس مقتضائے انصاف تو یہی ہے کہ جزا مین
اعمال نیک کی اور سزا مین اعمال بد کی دونون کو ہی یاد کرایا جاتا ہے اور جسم سے جن پاپ تو کیا تھا
انسانی قالب مین اور جزا سزا کے لئے پکڑے گئے اور کوئی کے جسم کو اوتسی کے ساتھ اس روح مین
کو روح کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہوا مگر جسم بیتروک اور جسم قبول اکیلے ہونے کے ساتھ تو جزا سے
اور کسی کی جزا اور کسکو دینے مین ظلم ہوگیا اور سزا مین کسنے کب شرکت روح جرم کیا اور کون پکڑا گیا
یہ بھی ظلم ہوا۔ اگر کوئی کہے کہ جسم تو کھال کے پرت ہر سال اترتے اور اوسکی جگہہ گوشت
کا بالائی حصہ قایم ہوتے ہوتے ایک مدت مین جسم تو یہی دوسرے اون اجزا نامیہ سے بدلجاتا ہے
جو غذا وغیرہ کھانے سے حاصل ہوتے ہین تو جواب اس کا بعرض تسلیم یہ ہے کہ جسم روح غذا وغیرہ
کھانے سے تمھارے نزدیک بھی نہین بدلتی۔ حالانکہ کھانے پینے کا مزہ اور بھوک اوسی کو محسوس ہوتا ہے
ایسے ہی اصلی جسم جسکو انانیت کہتے ہین وہ بھی نہین بدلتا پس اوس انانیت کو چھوڑ دوسرے
کی انانیت کو پکڑ لینا یہی تو ظلم ہے جو تناسخ کے وقوع پر سکے کا ہر موجب بغیر نہین رہ سکتا
افسوس اس مصری و با فیثاغورثی وجی نے سنہ مین وہ اندھیر ہلاکت پھیلائی کہ تناسخ کا

کا ثبوت اون منترونکی چیستان اور پہیلیون سے دونا جانے لگا جسمین گایا گیا ہے کہ ایک بکری ہے اور دو بکرے ایک بکرا (جسے روح ٹھہراتے ہیں) اوس بکری سے جفتی کرتا ہے (جسے جسم ٹھہراتے ہیں) اور دوسرا بکرا (جسے پرمیشور فرض کیا ہے) جفتی نہیں کرتا بھلا کہان تناسخ جسمین ایک روح کے لئے اجسام متعددہ اور کہان یہ کہانی متعدد جسم کی اڑانیوالی تناسخ کا گہہ جوڑا مادہ کی قدامت سے بھی کیا جاتا ہے اور قدما ء ثلاثہ کو وید سے ثابت بنایا جاتا ہی اس کا ابطال ویدہی سے ملاحظہ فرمائیے رگوید منتر ایک اسلوک ۸ ادہیاے ورگ ۷ اکا جو ترجمہ خود سوامی دیانند جی نے بھاشیہ بھومکا صفحہ میں کیا ہے جسکی حرف بحرف نقل یہ ہی جسوقت یہ ذرون سے بنی ہوئی دنیا پیدا نہین ہوئی تھی اوسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (حالت غیر محسوس) تھی یعنی شونیہ اسماں بھی نہین تھا کیونکہ اوسوقت اوس کا کچھ کاروبار نہیں تھا اوس وقت (ست پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے وراٹ (کائنات مین جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اوسوقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر ہم (بے علت) کارن ہی وہ موجود تھی الخ ہوتے ہوئے ایسی تصریح کے دید یعنی تناسخ (آواگون) کا وہم اور مادہ کی قدامت کا خیال نکالنا کوری من گھڑت ہے۔

ایک جسنے چاند کا ایک بت بنا
ساری دنیا کی کرے تدبیر وہ
تار ونکی روحانیت کے روپ مین
تارے انجم نیچ گئے جس وہم سے

اس لئے پوجا کہ ہے جند رکا جرم
ان دانا کا رنگا تک یہ صنم
بت بنا پوجے گیا شرکی ستم
ہے وہ سر گنتم کے اندر رستم

اناج اور پہلوان مین رس دودہ دہی اوشدہیون مین گودہ وغیرہ ٹپکنا چاند کی تاثیر سے بتلا کر اوس کو ان داتا مانتا نجوم کی تاثیر سرد و گرم و تر و خشک صفراوی سوداوی

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ترجمہ [illegible]

اس قیامت کو [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	قلعہ کی [illegible]
[illegible]	[illegible] پانی [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	ورنہ سب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سال [illegible] کے [illegible] چیچک [illegible] والا [illegible] حال [illegible] اگر [illegible] شیتلا [illegible] والے [illegible] کے [illegible] چیچک [illegible] مذہب والوں کے [illegible] سے دیکھیں۔

پورا [illegible] کا [illegible]
سیتلا [illegible]
کے چیچک [illegible] آ [illegible]
[illegible] کا [illegible]
سے [illegible] چیچک کے [illegible]
سیتلا [illegible] گھر [illegible]
[illegible] والی [illegible] سے جب
[illegible] سے [illegible] ہو گئی ہے
سے [illegible] کھول [illegible]

کھولا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کپڑے [illegible]
[illegible]

[illegible] میں ہندوستان عرب کی جاہلیت کے [illegible] کی تفصیل کی وجہ سے [illegible] چیچک کا علاج کیا [illegible] کے [illegible] آسانی تو سیتلا اور [illegible] اور [illegible]

مانگ بوجی جاتین اور پھیرا کی پوجا کے طور پر مختلف کہین تو ماتا کے تھان پر شراب کا ڈالا
کیا جاتا ہے کہیں چوراہے پی راہے پیپال کا ڈالا اور پھولون کا چڑھادا کہین سور کے
بچہ اور بکرے کا کان چڑھنا ہے کہین لونگین تباشے ناریل دریا پر جے ورتے کی چلی
سے کہین لونگ تباشے شراب وغیرہ کنوین مین پوردا اور کلی کا ہکجا ہے تو کا مدین ہما ے
کا پیسا جڑ ہایا جاتا ہے زرد چنے کی گھونگنیان پانی مین پھلائی جاتی ہین تاکہ چیچک کے
دانہ جلد پھول کر پاک بھرلائین اور مسور کی دال گھر کے چارون طرف بکھیری جاتی ہے
بچہ پیدا ہو تو انبہ کے سبز پتے ایک ستی یا ڈورے مین باندھکر زچا کے مکان کے دروازہ
پر اور سب گوتیون کے دروازون پر باندھے جاتے ہین انکا نام بندروال ہے۔
منگنی مین دُوب گھاس کا بوٹا اور چاول وغیرہ نشانی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ دولہن جب
دولہا کے گھر آتی ہے تو خاوند کے ہاتھ مین یا کمر مین پٹکا بندھا ہوتا ہے اور پٹکے کا دوسرا
سرا دولہن کے ہاتھ مین۔ دلہن دولہا کے ستنٹی مارتی جاتی ہے جیسے کوئی بیل کو ہانکتا ہے
اور کنبہ کی عورتین ساتھ ہوتی ہین۔ ماتا تھان پر جا کر وہان اپنی رسومات شرکیہ بجالاتے
اور ایسے ہی دریا پر۔ پھر وہان سے اوسیطرح گھر کو واپسی ہوتی ہے۔ کوچہ و بازار کے لوگ
اس کا نظارہ کرتے ہین۔ بجاے عقیقہ کے ہنود کے یہان چھٹی ہوتی ہے۔ بچہ پیدا
ہونے کے بعد او نکی پہیلی جو بڑے بوڑھے بے اولاد مرگئے ہین اس خوف سے
صرف گوتیون مین بانٹی جاتی ہے کہ کہین جھلا کر اوت اور بڑے بوڑھے بچہ کو نہ مار دین
ایسے ہی طاہر دیوان اور میران کی کڑاہی کی جاتی ہے۔ شادی مین کھوریا چھبر وتکا
جلنی بجا بگڑی باندھکر عورتین کرتی ہین۔ یہ جہالت عرب مین بھی بیچ زمانہ جاہلیت
کے تھی۔ دولہا کے ساتھ جلوہ کہانا کگڑی کھیرے۔ بیگن وغیرہ ہر فصل کی پیداوار
چنیر و نکی دو طرفہ پھینک مارسے گھڑے پر لوٹا رکھکر دلہن کی بھتیجی کا کھڑا ہونا برات چڑھنے
کے وقت اور اوس سوار دپھوڑ الٹا دولہا کے چچا کا پھر کا لیو نکے گیتو نکی بھر مار ہونا۔

اور بیٹے والے اور باراتیون کا اُن گالیون کو سنکر خوش ہونا - اور اس رسم کے علاوہ اور بہت سی
بیحیائیان ہیں - جن مین سے بعض درجۂ کفر تک پہنچ گئی ہیں جیسے سیتلا وغیرہ پوجنا - فتاوے
عالمگیریہ مین اسکو کفر لکھا ہے اور بعض مین خوف ہے کفر کا - سید آدم بنوری نے خلاصۃ الوفایق
لکھا ہے کہ کنگنا باندھنا کفر ہے اور سہرا سر پر لگانا حرام ہے - وجہ فرق یہ معلوم ہوتی ہے
کہ کنگنا باندھنا ہنود میں اس اعتقاد کی علامت ہے کہ کنگنے راکھی کی جگہ ہوتے اور اوپر کا کام دیو
جگاتے ہیں - اور دلہن سے فائدہ اوٹھاتے ہیں جس سے دولہا دلہن کو کام دیو جاگ
جاتا ہے - گویا قوت شہوت دونوں کو دے جانا اون کا کام ہے - چونکہ یہ اعتقاد حسب شریعت
اسلام کفر ہے اور کنگنا اوسکی امارت اور علامت اور سہرا باندھنا حرام ہے نہ کفر اسلیے
کہ آئین زینت کفار میں مشابہت ہوتی ہے نہ کفری اعتقاد و امارت میں - ارشاد فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ ابوداود - یعنی جو شخص
(بدون التزام شرع وطبع) مشابہت کرے کسی قوم کی تو وہ انہیں میں سے ہے روایت
کیا اس حدیث کو ابوداود نے بموجب اس حدیث کے عقاید کفریہ و شرکیہ میں تشبہ کفار
کی کفر ہے اور تشبہ اون امور مین جو امارت و علامت ملت دین اسلام کے چھپانے کی ہیں اونکو
بھی فقہا نے کفر لکھا ہے جیسے زنار باندھنا جنیو ڈالنا - شکھا رکھنا اون کو بھی فقہا نے
کفر لکھا ہے - پس بعضے مسلمانون مین جو امور مذکورہ بالا مین سے ہندو عورتون کو
مسلمان کر لینے کے بعد نکاح کرنے یا ہمسائگی کی وجہ سے آ گئے ہیں اونکو ترک کرنا
چاہیے اہل علم کو چاہیے کہ رسومات مذکورہ بالا اور دوسری رسومات شرکیہ و بدعیہ کی
قباحت اور بیحیائی کے پردے عوام پر کھولتے رہیں اصلاح الرسوم وغیرہ رسالے
اس امر میں بے نظیر ہیں اونکو سنائیں - حضرت خواجہ حسن نظامی خطیب دہلوی اس
تالیفات کے مداح ہیں -

	گنواریوں کو دیوتوں کی بیاہتا		تیرے تو ہمیں چھوڑا اُمت ہی کو کرم	

پادشاہی پراپت [illegible] رکھی تھی [illegible] انھون نے کتاب [illegible] میں [illegible]
دسیا بھی کے ہندو [illegible] فرقون سے [illegible] کی ذات [illegible] اون میں [illegible] پھر ان
رانڈون اور اونکی [illegible] آگون کا پاپ [illegible] چنانچہ صفحہ ۲ و ۳ صفحہ [illegible]
میں ایسا لکھتے ہیں بعض شہروں میں کثرت سے [illegible] کی [illegible] کا ملاپ سے والی
[illegible] مندرون میں رہکر [illegible] سیوا [illegible] کرتی ہیں - یہ طور زیادہ شمالی حصہ
ہند سے دکن میں زیادہ نظر آتی ہیں [illegible] میں [illegible] کرشن
[illegible]) سے گوپیون کے کپڑے چرانے تھے [illegible] ساتھ
[illegible] کی تھیں [illegible] وہان بہت سے [illegible] نہیں [illegible] کرشن کے جانے
[illegible] کتابین بہت سی [illegible] کرتے ہیں [illegible]
[illegible] میں دھرم کماتے [illegible] آتی ہیں اور اون [illegible] کے خیال میں [illegible]
[illegible] ہیں انھیں [illegible] مذہب کے خلاف [illegible] سے مذہب پر اثر کچھ [illegible]
کا نہیں ہوتا [illegible] مذہب [illegible] جب اللہ ہو یا [illegible]
ہوا کی [illegible] ہو گئی ہون اور [illegible] باقی نہ رہی ہو جیسے [illegible]
دین منسوخ ہو گیا ہو جیسے دین عیسوی [illegible] اجتماعی [illegible]
[illegible] کا حسب [illegible] کے معتقدون نے دین آسمانی کے قایم تمام [illegible] رکھا ہوا ہے
[illegible] جب وہ دین اون واجبات [illegible]
صاحب نے جو صورت مذکورہ بالا کو [illegible]
کیا ہے شاید اس نظر سے کیا ہو کہ یہ اعتراض [illegible]
سے نقل کیا ہوا اور پر دہرا ہوا ہے -

کہاں گئے ایام [illegible] تیرے [illegible] | [illegible] دیکھا [illegible] ایک دم
بے شریعت جو ہوتا [illegible] | [illegible] ہم

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والے کی [illegible]

[illegible] لوگوں کے [illegible]

[illegible]

[illegible] مردوں [illegible]

[illegible] عیسائی مذہب میں [illegible] کے خلاف ہیں [illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible]

ہر قوم کی حالت [illegible] اون کی حالت سے [illegible]

[illegible] دنیا [illegible] ہوتے ہیں سبب [illegible]

عمر بھر [illegible] رہنے کے لئے [illegible] کی زندگی [illegible]

کوئی ایسی نہوگی جو اسکا وجہ کی زناکار شہوان نفس پرست زاہدون اور ان عزت باختہ
خونون کے اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا عموماً زناکاری کا گھر بن گیا ہے ہزارہا حمل گرائے
جاتے ہین ہزارہا زندہ بچے گرجے کے صحن مین چھپا چھپا کر دفن کئے جاتے ہین مین یہی
کو نہین کہتا بلکہ ان آیات کے عیسائیون ہی کا یہ بھی خیال ہے معصوم بچون کی جانون کے
بیدریغ تلف کرنے کا سنگدلی کے پردہ مین زناکاری کی گرم بازاری کی بدولت ملیکا صفحہ ۲۳
یہان مین مولوی عبد اللہ رسولپوری مرحوم کے خط کا لفظ بلفظ نقل کرتا ہون جو انہون نے
اپنے اوستاذ حضرت استاذی قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت مین چند امور کے استفسار
کے لیئے بھیجا تھا سوال اول یہ ہے جو علماء اسلام ارقام فرماتے ہین کہ سیدنا عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے عروج آسمانی کے بعد انکے دیکھنے والون اور اونکے اتباع
کے پاس بطور توارث ہی دین عیسوی رہا نہ ضابطہ تحریریات شریعت شروع سے ہی
مندرس ہوگئی آثار توارث بھی خلط ملط تغیر و انقلابات کی گردش سے رفتہ رفتہ از خود
رفتہ ہوگئے جسکی سراغ رسی کتب عہد جدید سے بقدر استعداد کمترین یہ ہے گلتیون کا
۳ باب آیت ۱۲ پر شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین الخ ۱۳ مسیح نے ہمین مول
لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت[1] ہوا کیونکہ لکھا ہے
جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے الخ ۲۳ لیکن ایمان کے آنے سے پہلے ہم شریعت کی
بندین تھے اور اوس ایمان تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے مین رہے ۲۴ پس شریعت

---

[1] پہلے ترجمہ بائبل مین یون تھا کہ وہ (یعنی مسیح) ہمارے بدلے مین ملعون ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو ملعون ہے الخ چونکہ ایسا انتساب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم مسلمانون کی دل خراشی کا باعث تھا لہذا اس کو بدلا کرتے اور پادری مقدس کی اس جرأت کو دیکھا کر لینے کے لیئے ملعون کی جگہہ لعنت تجویز کیا گیا چونکہ ہم مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب نہین دی گئی بلکہ انکے نکال کر لیجانے واسطے تو صلیب بنگی تھی جو انکے دشمن کے لیئے دو شخون کا بیہ صریح تھا یہ ملعون بنگی اوسکی نہ ہے اور سبب لعنت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادگی ...

مسیح تک پہنچا نیکو ہمارا اوستاد ٹھہری تاکہ ہم ایمان سے راستباز گنے جاوین ۲۵ پر جب
ایمان (یعنی مسیح) آچکا پھر ہم اوستاد (یعنی شریعت) کے تحت مین نہین رہتے صرف ۲۳ و ۲۴ و ۲۵
پولس مقدس کی اس تصریح سے جب شریعت کا کام صرف مسیح تک پہنچانا تھا اور جبھی تک
اوسکی قید اور نگہبانی مین تھے مسیح کے تشریف لانے کے بعد شریعت کی قید سے آزادی
ہوگئی تو پھر اب اوس نکمی کا کام کیا اوسکو مثل نقطہ تحریری اپنا لینے کے لئے سیدون کا غذ کو
رنگنا بے سود - پس جو ہمارے علما نے فرمایا تھا کہ زمان نصرت مین بعثت ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پہلے پہلے شریعت مٹ گئی تھی یہی کلام پولس سے ثابت ہوا - اور جب
آسمانی کتاب انجیل مقدس مصدق قرآنی پر وہ عبارت گذر گیا جسکی صورت ذیل سے
فوٹو سے ہم تحقیقات مسیحی محققین ملاحظہ مین آئی ہے تو شریعت کون بیچاری ہو اور شریعت
کی کم ہوئی کا پتہ اب کیسے لگ سکتا ہے گلتیون کا پہلا باب آیت ۶ مین تعجب کرتا ہون
کہ تم اتنی جلدی اوس سے جسنے تمہین مسیح کے فضل مین بلایا پھر کے دوسری انجیل
کی طرف مائل ہوے (الی قولہ) ۱۱ برادرے بھائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ وہ انجیل
جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے ۱۲ - اسلیئے کہ مین نے اوسکو کسی آدمی
سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی ۱۳ الخ
میری اگلی چال جب مین یہودیون کے طریق پر چلتا تھا سنچکے ہو کہ کیونکر مین خدا کے
کلیسے کو نہایت ستاتا اور ویران کرتا تھا ۱۶ - نہ یروسلم کو اون پاس جو مجھ سے پہلے رسول
تھے گیا پر مین عرب کو گیا پھر وہان سے دمشق کو لوٹا ۱۸ - تب اوس کے تین برس بعد
پطرس سے ملاقات کرنے کو یروسلم گیا - اور اوس کے ساتھ پندرہ دن رہا ۱۹ پر رسولون مین سے
کسی دوسرے کو نہ دیکھا مگر خداوند کے بھائی یعقوب کو - ایضاً باب ۲ ورس دو - اور میرا جانا
الہام سے ہوا اور وہ انجیل جسکی منادی مین غیر قومون مین کرتا ہون اون سے بیان کی مگر
بزرگون سے نرالے مین تا نہو کہ میری حال کی اور اگلی دوڑ دھوپ بیفائدہ ہو ۲ سے

رسول ماننے ہونسے پولس مقدس کے کلام ... کیونکہ لکھا ثابت ہے کہ پولس جب یہودی
تھے عیسائیون کو ستاتے اور ان کلیسیون کو ویران کرتے تھے جب تو عیسائی ہوکر مسیح آسمانی
نشین سے ہی الہام سے انجیل لیکر کسی دوسرے انسان سے عرب دمشق سوریہ میں تبلیغ کیا تو
وانکو اپنی انجیل سکھا کر عیسائی بنا کر پھرے تو اوس کے تین برس بعد پطرس سے ملے
یعقوب کے سوا کسی دوسرے رسول کو نہ دیکھا کہ نہین اسلیے انجیل کو بزرگون سے تنہائی میں
سنوایا ہے تاکہ لکھا ہو کہتا ہوا ... رد دفع کرکے جو پہلا اگلی پہیلی دو دفعہ ہو ...
ہوا اور الہامی انجیل کی صحت یہ بتاتی کہ وہ انسان سے تو پہنچن کسی آدمی سے سیکھی
اور بالی خوبیت ... با واسطہ مسیح کے الہام سے ملی ہے نہ حقانی الہام سے جس سے ثابت ہوا
کہ اناجیل اربعہ مسیحی اناجیل نہین کیونکہ وہ انسانی طور پر لوقا مرقس متی یوحنا چاری تصنیفات
چاہر تاریخین ہین پڑھو لوقا باب اول آیت اول چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اُن باتونکا
جو قیام واقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کرین ۲ جیسا کہ اونہون نے جو شروع سے
خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہمسے روایت کی ۳ مینے بھی مناسب
جانا کہ سب کو سرے سے دریافت کرکے تیرے لیے اے بزرگ تھیوفلس ترتیب لکھون ص۱۹۵ اعمال
باب ایک آیت اول اے تھیوفلس مین پہلی کیفیت مینے تصنیف کی اون سب باتون کی جو
یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا صفحہ ... خطوط بنام جانان ... مطبوعہ لودیانہ امریکن
مشن پریس صاحب مرقوم ہے انجیل کی صداقت و معتبری دلایل ذیل سے ثابت ہے کہ مسیح
کی کیفیت چار متفرق تواریخین ہیں (الی قوله) مسیح کا بیان اوس کے چار ہمعصر مصنفون نے
لکھا اون مین سے دو متی اور یوحنا مسیح کے حامی رفیق تھے ... اور اون دونون مسیح کو خود
دیکھتے تھے تیسرا مرقس پطرس حواری کا رفیق تھا اور چوتھا مورخ لوقا پولس کا حامی رفیق اور
ہمسفر تھا (الا قوله) انجیل مین فقط ایک مسلسل تاریخی کتاب ہی جسکا نام رسولون کے اعمال
ہے جسے پولس کے رفیق لوقا نے لکھا اوس مین خاصکر پولس کا حال جو مصنف کا دوست

اور ہم سفر تھا مندرج ہے صفحہ ۲ انجیل برنباس مصنفہ پادری سلیم عبد الاحد صاحب
بی۔ اے۔ اور ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گیرڈنر صاحب بی۔ اے کے صفحہ ۹ میں ہے۔ چنانچہ لوقا
نے یہی تمہید میں لکھا ہے کہ بہتوں نے اسپر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان
واقع ہوئیں انکو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے
اور کلام کے خادم تھے انھیں ہم کو سونپا اس سے صاف ثابت ہے کہ لوقا نے اُن
بیانات کو پڑھا اور انسے فائدہ اٹھا کر کے ہم تک پہونچایا وہ بیانات کسی حد تک کام آئے تھے
اوس کے بعد وہ متروک و معدوم ہوگئے اور اب چونکہ اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں اسلئے
عیسائیوں اور مسلمانوں کو انپر مزید بحث کی کچھ ضرورت نہیں۔ تفسیر پادری صاحبان لجنہ
نخ کی بیچ قائم ہوئی۔ جب خود لوقا مصنف انجیل و اعمال الرسل کے اقرار مندرجہ ہر دو کتب
سے پارل صاحب مفسر اناجیل کے مشہور بیان سے ہر سہ پادریان کے بیانات مندرجہ
خطوط و انجیل برنباس سے کہلا گیا کہ موجودہ اناجیل اربعہ و اعمال الرسل اونکے زمانہ کی واقعات
کی تواریخیں ہیں۔ اور کوئی صاحب نہیں کہتے کہ ان میں سے فلاں رسالہ مسیح پر من جانب
اللہ نازل ہوا ہے بلکہ اوس کلام الہی کے متروک و معدوم ہو جانیکا اقرار ہے اور یہ کہ اون
بیانات کو لوقا نے دیکھا تھا اون کا مطلب اپنی عبارت میں ہم تک پہنچایا ہے پولس
غیروں کی انجیلوں سے سنکر اپنی انجیل پر لگاتے اور اوس کو مسیح کے الہام سے بلا واسطہ
غیر کے ملی ہوئی بتلاتے ہیں۔ حالانکہ مسیح اوس وقت زمین پر نہ تھے۔ پھر بھی ان تاریخوں کی
سند جو سمعیات میں کار آمد ہی ندارد ہے۔ اور ان بے سند تواریخوں میں بعض مضامین
انجیل منزل من اللہ بطور اقتباس ملے جلے بطور حکایت ہوئے بھی تو اُن سے اُس
پوری راہ نجات انجیل کا کام نہیں نکل سکتا جسکے وجود سے آنے والی نسلوں کا دین
قائم رہ سکتا ہے بموجب ہدایت ۱۴۹ آل عمران و خبر قرآنی کے قل یا اھل الکتاب لستم
علی شئ حتی تقیموا التوراة والانجیل یعنی کہہ دے ۔۔۔ اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں

(دین کی) یہانتک کہ قایم کرو توریت اور انجیل کو ترجمہ تمام ہوا یہ آیت صاف دلالت
کرتی ہے کہ توریت اور انجیل قایم نہین توریت کی عبارت تغییر و تحریف سے ایسی
مہم ذات ہوگئی ہے کہ متن کی تفسیر سے امتیاز نہین انجیل کا نام ہی نام باقی ہے قرآن
کریم جس توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اون کی صفت یہ بتلاتا ہے نزل علیک
الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی
للناس یعنی اوتاری اوس (تعالی شانہ) نے تجہپر کتاب (قرآن) ساتھ حق کے جو تصدیق
کرتی ہے اوس کے جو اوس کتاب کے دونون ہاتہون کے درمیان ہے (یعنی اوس سے
پہلے) اور نازل فرمایا اوس نے توریت اور انجیل کو پہلے لوگون کی ہدایت کے لئے انتہی
اس آیت سے کہل گیا کہ بین یدیہ ہو یا بین یدیکم عرف قرآنی اور محاورات عرب مین
پہلے کے معنی مین بہی آیا ہے من قبل اوس کا عطف تفسیری بڑکر خود اس مرحلہ کو
آل عمران کی اس آیت مین طے کر رہا ہے ورنہ قرآن کے دوہا تھ کیسے تمام آیات
قرآنی اس مضمون کی جہان توریت و انجیل کی تصدیق کرتی ہین تو اونکو خدا تعالے کی
نازل فرمائی ہوئی کے ساتھ مقید کرتی ہین تاکہ اس احترازی قید سے لوگون کی تواریخی
تصنیفات کو نکالدین اور توریت و زبور مین جو کلام الہی کے ساتھ لوگون کے بہت
پہیر مل گئے ہین اون کو اس تصدیق سے جہانٹ دین آیا یہ میرا خیال سراغ رسانی
مذکورہ بالا آیات عہد جدید سے ثابت ہونا ٹہیک ہے یا نہین اس کا جواب
تصدیق و غیر تصدیق خود ارقام فرمائین اور یا اپنے عہدے دلائین اسلئے کہ
میرا خیال یہ ہی کہ کتب سماویہ مین سے کسی کتاب پر خواہ وہ عہد عتیق کی ہو یا عہد
جدید کی کوئی حرف نہ آسکے بس کوئی تاویل مناسب ان اعتراضون کے

ہ اور جیسی بین یدیہ یہان ہے ایسے ہی سورہ احقاف کی آیت ذیل مین ہے قالوا انا
سمعنا کتابا انزل من بعد موسے مصدقا لما بین یدیہ الایہ دیکہو قرآن کے دونون ہاتہونکی
درمیان یعنی قرآن سے آگے قرآن سے نزول مین پہلے۔

اٹھانے کی جو میرے خیال میں کتب مذکورہ پر پڑتے ہیں جنکو کچھ بانی ہی نے باب ۵ ورس ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ سے جو آئندہ آتا ہے اوس خبر کے سمجھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کا ایک شوشہ تک نہیں مٹا تو اوسپر تحریف کا شبہ کیسے ہوسکتا ہے۔ مگر پھر غور کیا تو اس سے بھی تحریف سالمان نہیں ثابت ہوتی اس لیے کہ اول تو اوسی باب کے ورس ۳۳ سے صحیح کا خود تحریف کی شکایت کرنا آئندہ آتا ہے دوسرے توریت کے متن کی عبارت شرح کی عبارت کے ساتھ ملکر ایسی یکذات ہوگئی ہے کہ متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لیے کوئی وجہ امتیاز باقی نہیں ہے پس شارح کے باطل خیالات جو متن میں مل گئے ہیں جیسے خدا کا پچھتانا اور دلگیر ہونا اور آسمان و زمین پیدا کرکے فارغ ہو کر ساتویں دن عرش پر آرام کرنا وغیرہ یہی تحریف بزیادت ہے۔ متن کا نقطہ شوشہ نہ مٹا سہی مگر باطل تو ملگیا۔

سوال دوسرا شریعت کے منسوخ ہونیکی دوسری وجہ تحریف بھی ہے اور اوسکی شکایت کچھ قرآن کریم ہی کو نہیں ہے۔ اشعیا اور ارمیا اور عیسیٰ علیہم السلام بھی اوس کے شاکی ہیں بطور اختصار وانقطاع استغفار سے اتنا یاد ہے نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء اشعیا باب ۲۴ ورس ۲۵ الشعر ونقضوا الناموس النھیہ وبدلوا او امر العھد الابدی یعنی یہودیوں نے تجاوز کیا حکم شریعت سے اور بدل ڈالیں توریت کی باتیں (دیکھو ۸) نسخہ ۱۸۱۱ء ارمیا باب ۲۳ ورس ۳۰ اینک من مخالف ان پیغمبرانم کہ ہر یک از ہمسایہ کلمات مرا مے دزدید ۳۱ اینک من مخالف آن پیغمبرانم کہ زبان خودرا دراز میکنند و میگویند کہ او گفتہ است (الی قولہ) ۳۶ کلمات[a] خداوند حی خداوند افواج خدائے مارا تغیر میدہید دیکھو قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ ایسے اہل کتاب حق بات کو چھپاتے ہیں اور اپنی بنائی باتوں کو کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا کے کلمات میں تغییر و تبدیل کرتے ہیں (دیکھو ۹) نسخہ ۱۸۱۱ء متی باب ۵ ورس ۳ انکلتم کلام الله من اجل سنتکم یعنی اے یہودیو تمنے ناکارہ کردیا کلام الٰہی کو اپنی بدعتوں کے لیے

---

[a] کلمات الٰہیہ میں تغییر کی شکایت ہے نہ صرف معنوی تحریف کی۔

[b] بدلوا کلام اللہ

جب تک خلط ملط ہو حق کو ناحق کا لباس نہ پہنایا جائے صرف معنی بگاڑنے سے کلام الہی
کو باطل کردینا صادق نہیں آسکتا معنی بگاڑنے سے ذی متن نہیں بگڑ جاتا ہاں اسی باطل
تفسیر متن کے ساتھ ایسے طور سے ملجائے کہ متن کی امتیاز نہ رہے تو مرجع اس تحریف معنوی
کا بھی طرف تحریف لفظی کے ہی ہوگا کتب اشعیا و ارمیا علیہم السلام اور قول عیسی علیہ
السلام اور قرآن سب اس میں ہمزبان ہیں توریت متداول وہی شرح ہے اور خالص متن
توریت کا دنیا میں کسی کے پاس نہیں مصحف نہ اب بنی اسرائیل کی زبانی یاد جب نہو .. میں
نہیں آئی تو متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لیے کوئی باعث امتیاز اب پیدا نہیں ہوسکتا
(دلیل ۱۰ صفحہ ۳۴) پطرس حواری اپنے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع میں عیسائیوں
کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تم میں جھوٹی باتیں تعلیم دینے والے پیدا ہونگے جیسے آگے
جھوٹے نبی گذرے ہیں اور وے لوگ ہلاک کرنے والی راہیں داخل کرینگے الخ مجموع
ہلاک کرنے والی خبیثہ راہیں داخل کرنا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ اونکی جھوٹی مہلک تعلیم
صرف زبانی اور مذہب جداگانہ نہوگی ـ بلکہ اصل کتاب دینی میں داخل کرکے حق و باطل
یکذات کردیا جائیگا جیسا کہ مشاہد ہے کہ اصلی انجیل منزل من اللہ معدوم کوئی بیان اوسکا
ملفوظ موجود نہیں اور جو بطور روایت باصحت بے سند موجود بھی ہے اوسمیں پطرس صاحب کی
پیشین گوئی کا ظہور ہوچکا اور پولس غلاطیہ کلیتون) باب اول میں عیسائیون کی طرف
مخاطب ہوکر لکھتا ہے کہ تم ایک نئی انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی
انجیل نہیں اور تم میں سے بعضے ایسے ہیں کہ مسیح کی انجیل کی تحریف کا ارادہ رکھتے ہیں
وہاں کے ترجمہ میں یہ آیت ساتویں یوں ہے سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعضے ہیں جو تم کو
گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل الٹ دینی چاہتے ہیں صفحہ ۳۲ نئی انجیل کی جگہ دوسری
تجویز ہوئی اور پھر دوسرے ہونے کی نفی کی ـ مگر بعضے گھبرانے والے مسیح کی انجیل
الٹنے کے چاہنے والے پھر بھی رہ گئے) دلیل ۱۱ و ۱۲ میں تراجم کے باہم مختلف

معارض و متناقض ہونے سے تحریف پر استدلال ہے اسلئے کہ وہ الفاظ مشترک
المعانی ہونے پر محمول نہیں ہو سکتی اور تحریف عقلاً ممتنع نہیں حصول تھا اوس صورت میں
کہ کتاب ناقص خاص اونہیں لوگوں کے پاس ہی ہو جنکی سے ایمان بیان حضرت عیسےٰ
اور حواریوں نے بیان کیں آئندہ نظم قرآنی کو معجزہ مانکر جو فنڈر صاحب نے معجزہ نافع
ٹھہرایا ہے اور تحریف لفظی کی شان کی ہے اس کا رد وافی شرح اور بسط کے ساتھ
کر دیا ہے جو صاحب اس بر متطلع ہوا چاہیں کتاب مذکور میں ملاحظہ فرمائیں پس یہ بات
اصل میں انجیل عیسوی کی صرف زبانی یاد اور توارث پر وہیں تک قائم رہ سکتی ہے - جہانتک
تابعین کی رفتار شروع کے نقش قدم کو ہٹانے بڑہانے اوس کی اصلی جگہہ سے
بے پتہ نہ کر دے ہاں ہدایت ربّی جب بے مقام ہوگی جب یہی کتاب اکثر خواص و عوام
کے سینوں میں محفوظ سفینوں میں مکتوب بہ تقسیم و اشاعت عام ہو جاوے جیسے
قرآن مجید جو پہلا قدم اوٹھاتے ہیں بالفاظہ و مرادہ بحروف و حرکات سکنات وغیرہ
کی حفاظت کے ساتھ مع اختلاف قراءات و لغات اسلامی ہر گہر میں پہنچکر ابتک متن
جدا متداول و متواتر چلا آتا ہے تفسیر بالرائے کسی کی چلنے نہیں پاتی اوس کے ہر امر
عملی و اعتقادی کی پابندی ایسی ہوگئی ہے کہ جہان عملی احکام میں ہیچ کسی حکم کے کسی اعتبار
کو سہارا ملتا ہے اور وہاں بطور توسّع دو صورتیں ماثور چلی آتی ہیں تو تیسری کو
موقع نہیں ملتا جو نکالے وہ الگ رہتا ہے دین محفوظ میں یکتا ہوکر بے اعتبار
نہیں بن سکتا کسی صحابی کی یہ شکایت نہیں کہ اے فلانے تم دوسرے قرآن کی طرح
پہنچا چاہتے ہو اس لیئے کہ وہاں تو وہ حفاظت ہو چکی ہے جسکی نظیر کتب عہد عتیق و عہد جدید
کے لیئے ملنی محال ہے

اسلامی روایات احادیث بلکہ روایات مسائل اجتہادیہ تک بقدر ضرورت باعتبار اسناد
و نقد رجال وغیرہ ایسے متعین ہو گئی ہیں کہ اون میں موضوعات ملا کر کوئی بڑہے تو اوسکی

امتیاز ہوجاتی ہو اور مدار عقائد کا قطعیات پر ہو نہ چیستان اور پہیلیون پر۔ حاصل یہ کہ جو
سامان دین کی حفاظت کے اسلام مین موجود ہین وہ کتب عہد جدید و عہد قدیم کو نصیب
نہیں ہوئے بلکہ شریعت عیسوی تو ایسی مندرس ہوگئی کہ اب اوس کا سراغ لگانا گویا عنقا
کا نکالنا ہے جسکے مٹ جانے کا پورا پتہ کتب عہد جدید سے عنقریب ہی دیچکا ہوں
یہ میرا خیال آیات مذکورہ بالا سے جسکی صراحۃً تائید ہوتی ہے آیا صحیح ہے یا اس کی تاویل
کسی ایسے راز پر مبنی ہے جسکے آسمانی کتاب مین درج کرنیکی ضرورت نہین تھی۔

سوال تیسرا۔ میرا خیال ہو کہ شریعت کو پس پشت ڈالنے کے بعد جو نئی باتین بجاے
اوسکے مروج ہوئیں اون کا انجام بخیر نہوا انمنجملہ بیواؤں کے بے نکاح رہنے کی ہدایت
بیاہ کرنے سے روک عمر بھر کنواری رہنے کی افضلیت جتلانے نے وہ پھل دیا جس کا ذکر
آیات ذیل پر عمل کرنے کے نتیجون مین شمار کیا جاتا اور اظہار مین آتا ہے۔

۱۔ تمطاؤس ۵ باب آیت ۹ و ۱۰ بیوہ فرد مین لکھی جاے جو ساٹھ برس سے کم کی نہو الخ
اور نیک کامون کے سبب نامور ہو اگر اوس نے لڑکون کی تربیت کی ہو۔ اگر مسافرون کو
اپنے یہان اُتارا ہو اگر مقدسون کے پاؤن دھوئے ہون الخ ۱۱۔ پر جوان بیواون کو نامنظور
کر کیونکہ وے جب مسیح کے برخلاف نفسانیت جتاتی ہین تو بیاہ کیا چاہتی ہیں ۱۲ جن پر
الزام ہوتا ہے کہ اونھون نے اپنے اگلے ایمان کو چھوڑ دیا۔ ایضاً اول قرنتیون سا
۷ باب آیت ۲۸ لیکن اگر تو بیاہ کرے تو گناہ نہیں کرتا اور اگر کنواری بیاہ کرے تو وہ
گناہ نہین کرتی پر ایسے لوگ جسم کی تکلیف پائینگے۔ اور مین تمھیں بچانا چاہتا ہون الخ
۳۷ پر جو کوئی ضرورت نہ رکھے (الی قولہ) اور دل مین یہ ٹھہرا لے کہ مین اپنی بیٹی کو بن بیاہی رہنے
دونگا تو وہ اچھا کرتا ہے الخ ۴۰ پر اگر (رانڈ) بن بیاہی رہے تو وہ میری دانست مین زیادہ
سعادتمند ہے اور مین بھی سمجھتا ہون کہ خدا کی روح مجھ مین بھی ہے۔ باب مذکور آیت ۸ مین
کہتا ہون بن بیاہے مردون اور بیواؤن سے یہ کہتا ہون کہ اُنکے لئے اچھا ہے کہ وے ایسے رہین

[illegible] لکھتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پس علما محققین اپنے ہمعصروں سے کہیں اور زیادہ
زیادہ جاننے والے محقق کو تورات کی کتاب پیدائش کے باب ۲۰ سے ثابت کر دیتے ہیں
کہ حضرت [illegible] اپنے فلاں سسر سے [illegible]
[illegible] کے قتل میں [illegible] کے [illegible] اسکی
اور لڑکی جو اجرت زنا کے [illegible] وہ اس سسر کو واپس کر دیا معلوم ہوتا ہے
[illegible] فلاں [illegible] چھپائی گیا [illegible]
زنا کرنا بھی معلوم ہوتا اور قاضیوں کی کتاب سے بھی معلوم ہوتا کہ [illegible]
فلاں قوم کی کنواریوں کو فلاں قوم کے کنوارے [illegible] لے گئے اور زنا اور
ظلم کا ذکر کرنے سے [illegible] اس قول کے [illegible]
[illegible] شک [illegible] ان [illegible] اور ان کے [illegible]
[illegible] جوان [illegible] یہ کیسا احسان اور سلوک تھا [illegible]
[illegible] کا دن [illegible]
کیا فرزندوں کو گھروں میں [illegible] کے [illegible] اور [illegible]
کو [illegible] کی فرد میں ان کا نام لکھا جائے [illegible] ان سے
[illegible] اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہ [illegible] کے

کم نہیں تو نتیجہ اس کا یہی ہے وہ جو نتوں کے ہاتھوں سے زندے بچوں کا گرجہ کے
صحن میں چھپا چھپا کر دبانا وقوع میں آیا ہے افسوس اسی بن گری کی بہی کی اثر میں یولا ئیس
پادری کے ہاتھوں سے جو جو مظالم ظہور میں آئے اور خود جو اس پر گذریں تواریخ کے جاننے
والوں پر پوشیدہ نہیں ہلین کا باپ الفانسو فرانس کا ماتحت صوبہ دار اور فلورنڈا بہن اور
فلورڈن مرشد باجبرا نہیں پولائیس کے ہاتھوں قتل ہوئے اور خود بھی جسم کہلاتے اور
ہلیس بنت الفانسو غیرہا کے قتل کے ڈر سے مرتے ارزو منہ ہی جہان سے سدھارے
اور منجملہ ان کے ایک حکم ختنہ کا بھی ہے جس کی تحقیقات میں اطول بعد پہلے یہ ملاحظہ فرمائیے
متی باب ۵ ورس ۱۷ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو
آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں آیا بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں ۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا
ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا
جب تک سب کچھ پورا نہو ۱۹ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے
اور دنیا ہی آدمیوں کو سکھا دے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا
پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلا دے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا جشمہ ۹
اب ایک بڑے بھاری حکم کو توریت شریف کے ملاحظہ فرمائیے جس پر عہد ابدی لکھا گیا تھا اور جسکے
تارک کو ایمان والوں کی جماعت سے نکال دینے کا حکم ہو چکا تھا وہ یہ ہے پیدایش باب ۱۷
ورس ۱۳ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد کا ختنہ کیا جاوے اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جاوے
اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا ۱۴ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا
وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جاوے کہ اس نے میرا عہد توڑا مگر ختنے سے مقصود
تھا وہ بھی بتلا دیا ہے باب مذکور کی آیت ۱۱ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو الخ
دیکھو اس نے بتا دیا ہے اپنے دل کی ختنہ کرنے کے تعریف کر یہاں یعنی ذکر مسوس دیا دیکھو یہ
حکم ابدی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے ... حضرت مسیح علیہ السلام کی مرضی کے خلاف

مٹا دیا گیا اس کے مٹانے والے نے مسیح کے اس قول اور وعید کا (آسمان اور زمین
ٹل جائینگے پر توریت کا ایک نقطہ یا ایک گوشہ ہرگز نہ مٹیگا جو اوس کے چھوٹے سے حکم کو
ٹالے اور ویسا ہی لوگون کو سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا) پاس
و لحاظ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو متی کا ۵ باب ورس ۳ دیکھیں پولس تم سے کہتا ہوں اگر تم
ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمھیں کچھ فائدہ نہو گا الخ تم جو شریعت کی رو سے راستباز بنا چاہتے ہو
تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گر پڑے ص ۵ ۳ تمام سعی پولس مقدس کی شریعت
کے مٹانے پر تلی ہوئی ہے یہان بھی اوسی کا اظہار ہے شریعت اسلام کو ختنہ کے منسوخ
کرنے کی مجال نہوئی اس لیئے کہ حکم ابدی مین نسخ نہیں ہوتا اس کے منسوخ کرنے مین خبر ابدیت
کی تکذیب ہو جاتی اور ایک کلام الہی دوسرے کلام الہی کا مکذب ٹھہرے گا اور مکذب کلام
الہی و حکم الہی نہوگا مسیح کا خود ختنہ ہوا دیکھو لوقا باب ۲ ورس ۲۱ ــ اور جب آٹھ دن پورے
ہوئے کہ لڑکے کا ختنہ ہو اوس کا نام یسوع رکھا گیا ص ۱۰۳ اجب عیسیٰ علیہ السلام اور پطرس کی مجال
نہوئی کہ اس حکم ابدی کو توریت کے مٹائیں تو ختنہ کرانیوالیکو مسیح سے جدا کرنے فضل کی نظر
سے گرانیکی ہمت عجیب بات ہے وہاں توریت میں نامختون نکالا جاتا ہے یہان ختنہ کرانے والا
نکالا جاتا ہے باوجود اس تخفیف و تضعیف کلم کے دیکھو گلیتیون کا باب ۲ ورس ۷ لیکن برخلاف
اس کے جب انھون نے دیکھا کہ نامختونون کے لئے انجیل کا امانت دار ہوا جیسا مختونوں کے
لئے پطرس الخ بھلا جب توریت کا عہد الہی و حکم ابدی ختنہ کا کرانا بھی انجیل کی امانت داری ہو
سکتا تھا مع دیگر احکام توریت آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو یہ
نہ فرماتے اور یہ کیسی مصیبت ہے کہ اگر تم ختنہ کروگے تو تمکو مسیح سے کچھ فائدہ نہوگا تم مسیح سے
جدا ہوئے فضل کی نظر سے گر پڑے ص ۵ ۳ گلیتیون پطرس نے جو عہد ابدی و حکم شرعی کی تعمیل
کی تو کیا اوس کو فضل کی نظر سے گرنا مسیح سے جدا ہونا منظور رکھا مسیح کے جانثار حواری شاگرد
مصاحب دیکھنے ... مسیح سے جدا ہوا اور جنہون نے حضرت مسیح کو دیکھا ... [illegible]

مسیحیت [illegible] ختنہ کرا دیا گیا
تو بچا ہو گی [illegible] پولس [illegible] انجیل کا [illegible]
[illegible] خلاف [illegible] انجیل [illegible]
فرماتے [illegible] پولس [illegible]
[illegible] آیا تو میں نے روبرو اس
مقابلہ کیا اسلئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا ۱۲ [illegible] سے [illegible] مختونوں سے ڈر کے
[illegible] شریک ہوا ۱۲ [illegible] دیکھا
وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہیں چلتے تو میں نے سبھوں کے سامنے پطرس کو کہا (الی قولہ) کیا
تو کس واسطے غیر قوموں کو یہ تکلیف دیتا ہے کہ یہودیوں کی طرح چلیں [illegible] کہاں ختنہ کا حکم بھی
انجیل کی امانت [illegible] وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہ چلتا [illegible] کرنا [illegible]
ختنہ کے [illegible]
اتار [illegible] اور [illegible] والی [illegible]
[illegible] خدا کے فرشتہ کی مانند [illegible] یسوع مسیح کی مانند قبول کیا - جیسا کہ نامہ گلتیوں [illegible]
جسکو میں پیش کرتا ہوں کہ پولس مقدس کے مذکورہ بالا احکام [illegible] لائی [illegible]
آیات [illegible] پیدا ہو کر [illegible] بلکہ [illegible] آیات [illegible]
[illegible] اسلئے [illegible] دین پر
شبہات کا [illegible] کرنا [illegible] دلیلوں سے [illegible] ماننے والوں کا فرض [illegible]
پس آیا یہ آسمانی شریعت موسوی و عیسوی کو [illegible] رسم و رواج کا [illegible]
یا کوئی امر دیگر
چوتھا سوال [illegible] جسکو نقل کرتا ہوں جسکی وجہ سے مجھے کچھ عرض
کرنا ہے [illegible] انجیل میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد باب ۷ آیت ۲۱ -

ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے
باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے ۲۲ اُس دن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند
کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیون کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے
بہت سی کرامتیں ظاہر نہیں کیں ۲۳ اور اوسوقت میں ان سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف
نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو فقط سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو ان آیات میں دیوان کے
نکالنے والوں بہت سی کرامتیں دکھلانے والوں کو (جو باعث گمراہی خلق ہوتے) دُور فرماکر بدکار
فرماتے ہیں کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اس کے ساتھ ہی جب ہم اس پر نظر کرتے ہیں کہ پولس
مقدس نے مسیح کے نام سے نبوت کی آپ کو اون کا رسول بنایا ہو بواسطہ غیر کے مسیح سے
الہام میں انجیل پانے کا دعوے کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے نہ واقف تھے نہ پولس
آپکے زمانہ میں آپ سے ملاقی ہوے اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا بلکہ معجزوں کے طلبگاروں کی طلب کو
یوں ٹھٹھا کیا کہ جیسے تم روح کو حیات سے ذی روح کی پہچانتے ہو ایسے ہی میری لائی ہوئی انجیل
(بصورت مکاتیب و تاریخ لوقا) کو اوسکی تاثیرسے منجانب مسیح پہچانو اور بیشک پولوسی تعلیم ختنہ کے
دور کرنے بچانے عورتوں کو آسانی و آزادی بخشنے اور سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری وغیرہ سنانے
کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈہونڈنے والوں بڑی جماعت کی نظروں میں مقبول ہو چکی تھی جنکے
بل پر پطرس کو ملامت کرنے برنباس کو ریاکار ٹھہرانے کی ہمت ہوئی پولوسی تعلیم کا نتیجہ پھیلنے سے یہ
خیال بہت پختہ ہو جاتا ہے کہ مصداق متی کے باب ۷ کی آیت ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کے پولس مقدس سب سے
پہلے ہیں اور پطرس حواری کے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع کے مصداق بھی آپ
ہی ہیں آیا یہ خیال میرا نظر بر آیات صدر وغیرہ .... صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح نہیں ہو تو میری
تسکین کیجیے یا کرا دیجیے اسکا جواب ملا ۔ استفتاء کا جواب علماء مسیحی اور ان علماء اسلام
سے دریافت کرو جن کو اس امر میں پوری مہارت ہو اور سامان کتب حضور۔ یہ ادنیٰ کو بھی ان اسلامی
شریعت کے رو سے اتنا کہتا ہوں کہ شریعت اسلام نہ بوڑھی اور جوان زنانہ دل سے گھر میں بیٹھ گئے

اتارنے کا حکم دیتی ہے اور نہ اون سے مقدسون کے پاؤن دہلوانے دہلوانے سکھانے سے کنواری
بٹھلانے نہ بنانے کا بلکہ وہ تو اس مادہ کا قلع قمع کرنے اور فحش اور بیحیائی کے ڈھنگون کو موقوف ہی کیا
دیتی پڑھو سورہ نور میں محکم آیت کتاب اللہ کی وانکحوا الایامی منکم والصالحین
من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ الآیۃ (اور بے
نکاحی نہ رہنے دو بلکہ) نکاح کی قید میں لاؤ بے عورت والے مردوں اور بے شوہر والی عورتون کو
(جو) تم میں ہیں اور اپنے (قابل نکاح) نیک باندی غلاموں کو اگر وہ ہونگے مفلس اللہ اون کو
غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا فراخی بخشنے والا ہے سب جانتا ترجمہ تمام ہوا -
فتح الرحمان وقادری سے رانڈ بنڈ سے کنواری کنوارے باندی غلام تک حسب بیاہے نہیں چھوڑے
جاتے سوائے اون کے جو بیاہ کے قابل نہین تو سارا قرار تا نے مقدسون کے پاؤن دہلوانے کو
نہ کوئی رانڈ خالی اور نہ تن تنہا ہر کوئی کنواری متوالی اور نہ تن تنہا کر سب لگانیکا موقع کسی
تارک الدنیا بنتے والے دنیا ساز کو نہ یہ محقق ہر دالے ہوا باز کو تعدد ازدواج کے حکم توریت
شریف کو چار تک کی تحدید سے مقید کر دینا عین حکمت پر مبنی ہے - تجربہ نے بھی اوس کو فتنہ
کی جڑ کاٹنے والا ثابت کر دیا ذرا ولایت کے اخباروں سے سنہ ۱۹۱۵ء و سنہ ۱۹۱۶ء وغیرہ کے [illegible]
وغیرہ پرچون میں تو دیکھو کہ فلان جگہ [illegible] ہیں [illegible] لاکہ کنواریاں معہ سولہ تا لیس سالہ نا لغو ہیں
اور فلان جگہ اتنی اور فلان جگہ اتنی - ایک مرد کیلئے ایک عورت کے بٹوارہ کا حکم فطری مستوی
لئے جبکہ کافی نہوا ایک کو ایک دینے اور دوسرے حصہ دینے بموجب لاکہون کنواریاں فالتو
بچ رہیں تو بتلاؤ اونکی حاجات انسانی مشغول کو اسے بحالت ہوگی جبکہ نہ ملنے پر تجربہ وہ مصیبت
دکھا چکا جسکا بیان بحوالہ کتاب تاریخ [illegible] ہو چکا بس اگر ایسے بہوت جوانی ہیں
جو بے اختیار ہیں بد عنوانیاں ہو جائیں اور پہر اون کا ہلا ہوسنا تو کسی حکمت پیدا ہوسکتا - اگر
پہر دیکھو کس قدر کنواریاں حاملہ ولایت کے اخبار بتلا رہے ہیں - اگر کسی کا [illegible] کو دو اور کسی کو
حسب حاجت نہیں - اور کسیکو حسب ضرورت چار بیاہ دیجئے نہیں تو تمہارے کان کا ہے کو بہتے

کہ کتنی اتنی کنواریاں فلاں فلاں جگہہ میں تو اور اتنی اتنی حاملہ عنقریب مائیں بننے والی بچے جننے والی
ہیں اگر کوئی مصاحبہ مذکورہ کا مسئلہ دل چاہے پر یہ کہے کہ جس رائے نے تمام انبیا و سلف کی خلاف
ایک بی بی کے سوا دوسری سے نکاح کرنے کو حرام اور زنا کہدیا ان زناؤں سے اوس کا دل تو
ٹھنڈا ہو گیا تو اوس کو اس کا کیا جواب دیا جائیگا - ہاں اگر کہہ سکتے ہیں تو اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکم
مسیح کا متی کے باب ۹ کے درس ۹ کے بموجب ہے تو یہ متی کے ہی باب ۵ کی آیت ۱۷ اور ۱۸ کے
متعارض ہوگا اسلئے کہ اون میں تو مسیح کا یہ قول ہے کہ میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے
نہیں آیا پس جبکہ قول مسیح کا صدق ضروری ہی تو تعدد نکاح کا حکم انبیاء سلف و توریت کیسے
منسوخ ہو سکتا ہی جبکہ خود مسیح ہی فرماتے ہیں کہ نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے کو نہیں آیا توریت کا
ایک نقطہ ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا اوس کے چھوٹے سے حکم کا ماننے والا حقیر ہوگا جیسا کہ متی باب
درس ۱۷ تا ۱۹ سے کذا لیس متی باب درس ۹ میں جو ہے واجب التاویل ہوگا اور تاویل کی
صورتیں بہت منجملہ اون کے ایک یہ کہ جسکو دوسری بی بی کی ضرورت ہو محض چھلنے اور دوسرے کے
کام چلانے کو رکھے اسکو منع فرمایا ہوگا نہ ضرورتمند کو - اور تعارض کی صورت میں تحریم ہرگز ثابت
نہیں ہو سکتی ہاں گنجائش تاویل نہو تو تحریف ثابت ہو سکتی ہے پس جو حکم بغرض تسلیم خلاف ہے
شرایع انبیاء سلف کے بلکہ خود اونہی قول کے وہی محرف کہ کھہریگا تامل ہے سوچو انجام
بخیر اونسی تعلیم کا ہوا اور اپنی خرابی کونسی تعلیم کا مثلاً پولس مقدس کی تعلیم میں کنواری کنواروں کو جسمانی
تکلیف سے ڈرا کر نکاح کی عادت [illegible] کو اپنا حال جاتے رہنے کی دھمکی دیکر عمر بھر بیا ہا رکھا گیا
بانڈہ کار کن کو مسافر دکے ٹھہرانے مقدسوں کے پاؤں دھلانے پر مامور کیا گیا ساٹھ
برس کی ہو جانے پر محتاج بیوہوں کی فہرست میں لکھا گیا اوس کا انجام نظر بر تصریحات الات
مذکورہ بالا جو ہوا سو معلوم ہوا - اسلامی تعلیم میں جو دور اندیشی سے کام لیا گیا یا آئینہ کو
مثل حاضر کے جاننے والے پر سب روشن تھا تو انجام خراب کی تعلیم وہ کیسے دیتا - آیت
صدر میں دیکھو کیسے ہم ہونا [illegible] کنوارے رانڈ رنڈوے باندی غلام تک کو بن بیا ہا نہیں

چھوڑا جاتا اور نکاح کی برکت اور بے نکاح رہنے کی شامت میں کیا بیان کروں واقعات
دنیا اور وقائع نگار یورپ سب کچھ لکھ چکے، اون لوگون نے [illegible] نکا اہتمام [illegible]
بے نکاحی سے بے نکاحی نہ چھوڑنے کا انتظام اور نکاح نہ کرنے والے جابجا [illegible]
کو صحیحین کی حدیث میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ
مِنِّیْ یعنی اور نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو کوئی اعراض کرے اوس سے تو وہ میرا نہیں
یہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل اول کی حدیث بخاری و مسلم
اتفاق ہے ۔ جسکو نکاح کرنے کا مقدور ہو اونکو یہ ارشاد ہے ۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں
کہ ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوان لوگو جو شخص تم میں سے
نکاح کا مقدور رکھتا ہو اوس کو چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ وہ نظر کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ
کو بچانے والا ہے اور جس شخص کو مقدور نہو اوس کو لازم ہے کہ روزے رکھے اسلیے کہ روزہ
رکھنا اوس کے لئے خصی ہونا ہے (بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں
کہ تین شخص ایسے ہیں کہ اونکی مدد کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرلیا ہے (الیٰ قولہ) سوم
وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری کی نیت رکھتا ہو (بخاری مسلم ابن ماجہ) ابوایوبؓ فرماتے ہیں
کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں ۔ حیا کرنا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا (ترمذی)

الجواب المتین شریعت جو مجموعہ ہے احکام اعتقادیہ ایمانیہ و عملیہ کا اوس کو
جو تسلیم یوں کہے کہ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور بیوہ کے بے نکاح رہنے کو
ایمان اور نکاح کی آرزو کو الفت سے جتانے والی شرم کے باعث منہ سے نہ کہنے
والیکو ایمان کھو بیٹھنے والی جتاوے اور اس بھولے سے اوسے نکاح کرنے سے روکے وہ
سے [illegible] اپنے اوپر سے چھپے ہوئے معاملوں کو اوٹھانے کی مجال نہیں پا سکتی اگر کوئی
بیوہ یہی کہے کہ ہمارا [illegible] دور اندیش کے خلاف اس شریعت نے جو حکم دیا وہ
ایسا ناکافی [illegible] عصمت [illegible] میں [illegible] کرانے والا نکلا جسکی [illegible]

ضمیمہ

القاسم جلد ۹ نمبر ۲ مین مرقوم ہے دنیا کی حقارت بیان سے خالی ہو متعلق اتنا کی تقشف
کے متعلق حضرت ابوذر کو جو کچھ کہا گیا تھا انہین مین مختصر طور پر اوپر نقل کر چکا ہون اس کا
مقتضی تھا کہ وہ ایک خشک زاہد صحرائی بنکر زندگی گذار دیتے نہ شادی کرتے نہ بیاہ نہ
آبادیوں مین رہتے نہ اور کچھ سامان کرتے۔ لیکن مین لکھ چکا ہون کہ اسی کے ساتھ ساتھ
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی سکھایا تھا کہ دنیا مین رہکر زاہد بننے کی کوشش کرو
ٹھیک ع در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ٭ کا گویا نقشہ ان حضرا کے آگے
پیش کر دو۔ ان دونون پلڑون کو مساوی طور پر قایم رکھکر دنیا مین رہنا حقیقت یہ ہے کہ اس سے
زیادہ دشوار گذار راستہ اور کوئی نہین ہو سکتا۔ ابھی گذر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ابوذر سے یہ بھی فرماتے ہین کہ اگر احد کا پہاڑ سونا ہو جائے تو اوسکی وقعت
میرے سامنے اس سے زیادہ نہین کہ تین دن مین سب کو اوٹھا دون۔ الحدیث جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی جاہ و مال کی طرف مطلق توجہ کرنے کی ضرورت نہین اور اسی
کے مقابلہ مین حضرت ابوذر کے سامنے آپ عکاف صحابی سے پوچھتے ہین کہ کیا تمہارا
پاس بیوی بھی ہے عکاف نے کہا جی نہین۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بیوی نہین تو کوئی کنیز
ولونڈی بھی ہے۔ عکاف نے کہا کہ وہ بھی نہین آپ نے فرمایا تم فارغ البال صاحب
فراخی نہین ہو عکاف نے کہا کہ جی ہان دنیا کی جانب سے مطمئن اور خوش ہون (یعنی
مالدار ہون) آپنے فرمایا کہ اسوقت تم شیطان کے بھائیون مین سے ہو اگر تم نصرانی
ہوتے تو ان کے راہبون مین شمار کیے جاتے۔ نکاح میرے طریقہ مین داخل ہے
تم مین سب سے زیادہ برے وہ لوگ ہین جو مجرد اور کنوارے ہین۔ سب سے ذلیل ترین کمینہ
وہ مردے ہے جو حالت تجرد مین زندگی گذار کر مر جاتے ہین۔ کیا تم شیطان کے

تمتّع مشق بننا چاہتے ہو۔ شیطان کا وہ ہتھیار جو اپنے لوگوں میں بآسانی اتر جاتا ہے
صرف عورت ہے۔ ہاں جنھوں نے شادیاں کیں وہ پاک دامن والے ہیں بدافعال
سے دور اور کنارہ ہیں۔ عکاف تجھ پر افسوس یہی وہ عورتیں تھیں جنھوں نے ایوب علیہ السلام
داؤد کرسف کے ساتھ کیا کیا۔ بشر بن عطیہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے
پوچھا کہ حضور یہ کرسف کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی گذشتہ زمانہ میں اس
نام کا ایک عابد تھا جو کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر تین سو برس تک عبادت میں مصروف رہا
وہ دن بھر روزے رکھتا تھا اور رات بھر نمازیں پڑھتا۔ آخر ایک دن کسی عورت کے عشق میں
مبتلا ہوا اور ساری ریاضتوں کو چھوڑ کر اسی کے پیچھے دیوانہ ہو گیا۔ بہر حال پھر بھی اوس کی
حالت بدلی ہوئی۔ اور اللہ تعالے کی طرف پھر متوجہ ہوا۔ خداوند تعالے نے اوس کے قصور سے
درگذر فرمائی۔ اس کے بعد سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عکاف کی طرف پھر
متوجہ ہوئے اور سمجھانا شروع کیا کہ عکاف تجھ پر افسوس۔ نکاح کر ورنہ ہمیشہ تو مذبذب رہے گا
یعنی طمانیت وسکینت تجھے حاصل نہیں ہو سکتی۔ عکاف نے اس کے بعد درخواست کی
کہ حضور تو آپ ہی میرا عقد جس سے چاہیں کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ کریمہ بنت کلثوم حمیری سے
میں نے تیرا نکاح کر دیا۔[1] اس حدیث سے نکاح کا مسئلہ بقدر کافی سمجھ میں آ جاتا ہے اسے بخوبی
سمجھنا۔ اور شادی کے بعد دنیاوی الجھنوں کا جو طوفان اٹھتا ہے آج اس سے کون
واقف نہیں۔ مگر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ کو ان بیوی بچوں نے اس طرح عاجز و
لاچار بنا دیا تھا کہ انھوں نے یہ بھی کیا اور وہ بھی کیا غایت احتیاط کے ساتھ نباہ کر ایک
عجیب مضطرب وقت عطیہ کا ثبوت دیا۔ انتہی ملخصاً ہدی جمیلہ۔

جو دو ہمیشہ حق تعالے کے لئے

ہاتھوں میں سے رکھا ہے جسم

سلہ مسند احمد سلہ اسم میں مفقود تر۔

دھوم سے بحث چلیا بھی لگی ؎		سو تیں گر جو ن کیں اکثر ہم

جیتی و ملک انسان ایماسنخ دیران وغیرہ اور اللہ سبحانہ لم یلد ولم یولد وجبکی شان لیس مخلوقات
اور خالق کے درمیان نسبت تناسل کا ماننا تمام انبیا و مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین
اور عقلاء ذوی الاحترام کے خلاف ہے توریت شریف کی کتاب استثنا کے درس ۱۵ سے ۱۹
تک خدا کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرماتے ہیں کہ آپ سے تم خبردار ہو کہ خدا نے
آگ میں سے تمہارے ساتھ باتیں کیں اور تم نے کوئی شکل نہیں دیکھی تو کہ تم خراب ہو جاؤ
اور عبادت کے لئے کوئی شکل والی چیز مقرر کرو۔ چونکہ کسی چیز کا مرتبہ ظہور میں آنا بغیر متناہی
اور محدود ہونے کے ہو نہیں سکتا (اور چیز کا متناہی اور محدود ہونا ہی شکل ہے جسکی عبادت
سے توریت شریف کی آیت کریمہ منع کر رہی ہے پس وہ شکل نور ذی کیفیت ہو یا نورانی فرشتے
یا آتشی مخلوقات جن و شیاطین چاند سورج ہوں یا نجوم و کواکب اجرام فلکیہ بے
صورت ہوں یا باصورت صلیب ہو یا ارواح خبیثہ و لطیفہ بلکہ مجموعہ عالم بھی متناہی اور محدود
ہونے کی وجہ سے ایک شکل متضمن باشکال مختلفہ ہے اور اس شکل کی قید سے معلوم
ہو گیا کہ وہ نور خوبصورت آگ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا تھا معاذ اللہ وہ شکل
نورانی محدود اللہ سبحانہ کی ذات مقدسہ نہ تھی بلکہ اللہ سبحانہ کی صفت کلام کا مظہر
تھی جیسے ہر نبی صاحب وحی بوقت وحی ہوتا ہے بغیر حلول و اتحاد کے اور مجموعہ عالم
کی عدم تناہی از روئے برہان تطبیق باطل ہے۔ اور موجودات عالم کو بایں معنی غیر متناہی کہا جاتا
کہ بہت سا اس میں سے موجود پانے کے معدوم ہو گیا اور بہت سا جو ابھی معدوم ہے آئندہ
وجود میں آئیگا مجموعہ عالم سے ہماری مراد یہ ہے تو یہ عدم تناہی معدوم و موجود کے مجموعہ کی ہمارے
مدعا کے معارض نہیں یہاں کلام موجود ممکن میں ہے پس موجود متناہی و محدود جسکی بابت آیت توریت
شکل رکھ رہی ہے وہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور جو موجود (موجود واجب ہے یعنی [illegible]
نہ اس وجود کے ساتھ جو ضد عدم کی ہے) غیر متناہی اور غیر محدود ہے وہی مستحق [illegible] سے

ہو مستحق عبادت اور سجدہ کل چاہئے لہذا ایسا ہو کہ کوئی مرتبہ نفس الامر میں ایسا نہ نکلے کہ جہاں
وہ نہ ہو اور وہ وہ ہے کہ ... جیسا کہ حضرت اشعیاہ نبی کی زبان پر فرمایا کہ میں اول ہوں
اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں یعنی جو موجود ہے اوس سے موجود پہلے نکلے یہی معنی
ہیں کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی محتاج ہیں کمالی استغنا بالاول وغیرہ بولا ہے مرتبہ
وجود میں مشخص اور محدود ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام بھی مسجود کل اور معبود نہیں
ہو سکتے اور استثنا کے باب ۱۳ کے آغاز میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے کہ کسی چیز
یعنی حادث کو معبود کہے اسے جھوٹا جانیو اگرچہ بڑے بڑے معجزے دکھلاوے
دہانی یہ تقریر بالا درست کہا جاوے تو سوال ہے اوس کو دفع کیا جاوے گا کہ ہر نوع
موجودات کا ایک خدا ہو بلکہ ہر شخص کا خدا ہوا اور کیا وجہ کہ ہر چیز کے خدا ہونے کا احتمال
نہ ہو سکے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کوسلیا کا بیٹا رام چندر اور دیوکی کا بیٹا کنہیا خدا نہ ہو
جنہیں ہنود اسیطرح خدا ٹھہراتے ہیں جس طرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ برہما بشن
مہادیو خدا نہوں کہ ہر ایک اون میں سے مظہر ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے اور کیا وجہ کہ
نفوس کوکبیہ اور عقول عشرہ کہ بحسب مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے
میں جانتے ہیں خدا نہوں ہرچند کہ عجز منافی الوہیت ہے مگر تمہارے اصول کے موافق
منافی شان الوہیت نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کھانے پینے کے محتاج تھے اور یہودیوں کے
ہاتھوں میں عاجزی دکھائی دے بن باپ کے ہونا اگر موجب ہے خدا ہونے کا تو آدم علیہ
السلام بدرجہ اولی خدا ہو جاینگے اور ہنود کے بہتیرے اکابر جو بن باپ کے اور بن ماں کے
پیدا ہوئے مانے گئے ہیں وہ بھی خدا الیاس مردہ کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا ہوں
یہ الزام ہے استثنا اول صفحہ ... مرقس باب ۱۲ ورس ۲۹ یسوع نے اوس کے
جواب میں کہا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے
ایک ہی خداوند ہے ۔ خدا نے کہا میں ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں

اگر روح القدس اور مسیح دو خدا اور ہوتے تو مدار نجات حکم اول کے موقع اظہار میں نہ تو خدا اون
دونوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا ہونے سے چھپا کر صرف اپنے آپ کو اکیلا خدا
بتلاتا اور نہ مسیح ہی یہ فرماتے کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے - اور یہ دہاندلی ہی مان لی جاوے کہ
تین ہیں پر تینوں ملکر ایک اور تثلیث اور توحید دونوں کا ماننا موقوف علیہ اور مدار نجات کا ہے
تو اسپر فوراً یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہی بتلادیا ہوتا اور اسکو بھی باطل کرےگی متی کے باب ۱۱ کی
یہ آیت ۲۷ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جسپر
بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا ہے صفحہ ۲ خدا کا بفرض محال بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور اسی خیال محال
سے مسیح کو خدا کا بیٹا بولے جانے پر خدا کہا جاتا ہے اور اس کو موقوف علیہ اور مدار نجات گردانا
جاتا ہے اے ناظرین تمہیں خدا لگتی کہو کہ یہ میں وہ اعتقاد جو موقوف علیہ اور مدار ہو نجات کا
وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے انبیاء سلف اور امم سابقہ اور موجودہ میں سے کوئی نہ جانے بجز
خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے اس مقام پر جس دہاندلی سے کام لیا گیا ہے اوسکی نظیر ملنا دشوار
بلکہ محال ہے - اور مرقس ہی کے باب ۱۲ کی آیت ۲۰ سے ۳۴ تک دیکھو پہلا مدار نجات صرف
اعتقاد توحید ہی معلوم ہوتا ہے خصوصاً آیت ۳۲ تب اُس فقیہ نے اُس (مسیح) سے کہا
کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اوس کے سوا اور کوئی نہیں صفحہ ۹ لوقا باب
دس آیت ۲۵ تا ۳۰ اور باب ۸ ورس ۲۵ تا ۲۸ اور متی باب ۶ ورس ۲۴ - کوئی آدمی
دو خداوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا صفحہ ۱۱ ان آیات اور ان کے علاوہ بیشمار آیات کتب عہد عتیق
وکتب عہد جدید سے اولی مدار نجات توحید کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے پچھلی آیت متی میں دوئی سے
نفرت دوئی کی عبادت ارتکاب محال شرعی ہے تو تثلیث کیسے ٹھہر سکتی ہے باپ بیٹا
روح القدس کی اقنومیت کے اعتقاد کو مدار نجات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو اوسکی نسبت یوں
نہ کہا جاتا کہ اوسکو کوئی نہیں جانتا بجز خدا و مسیح و خاصان مسیح کے - یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۰ میں
اور باپ ایک ہیں اس سے عیسائی مسیح کی خدائی تراشتے ہیں - اور یہ اُن کے عقیدہ پر بھی

راست نہیں اسلئے کہ جسطرح مسیح کو جسم کی راہ سے بندہ اور روح کی جہت سے خدا مانتے ہیں اور
مسیح میں خدا کی روح ہونے نتیجہ نکالا۔۔ خدا کی روح ہونے سے روح القدس کو خدا ٹھہرانا
سب اُن کو روا ہوا تو ہم بھی اپنے جسم میں خدا کی روح ثابت کرتے ہیں چنانچہ لکھا ہے اور میں جانتا ہوں خدا کی
روح مجھ میں بھی ہے یہ جملہ اول قرنتیوں کے باب ۷ کی آیت ۴۰ کا ہے اور ایوب کی کتاب کے
باب ۳۳ درس ۴ اور ۱۵ تو سب انسانوں میں خدا ہی کی روح اور نفس ثابت ہوتے ہیں اور یہ
ایسی بات ہے کہ تھوڑے تامل سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب مخلوق اور مملوک اور بندہ ہونے
کی راہ سے تمام عالم اللہ کا ہے تو روح اور سانس اوس کے ہونے سے کیسے نکل جائینگے اس سے
جزئیت اور اختصاص کا خیالی خاکہ کھینچ لینا ایک ایسا عجوبہ اور اجنبی امر ہے جسکو آسمانی ادیان
کے اسرار تک سے بھی تعلق نہیں یہ ہرگز بالاستقلال نہیں آسکتا ۔ اور وہ ایک ہونا کہ میں اور باپ
ایک ہوں ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے اور اپنے شاگردوں کی نسبت یہ فرمایا یوحنا باب ۱۴ درس
۱۱ کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ص۱۹۱ ۔ اور اوسی کے ۱۴ باب درس ۲۰ میں ہے
اُس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں ص۱۹۲ ترجمہ حال کا بھی ایسا
ہی ہے اگر عیسائیوں کا وہ استدلال صحیح ہو تو چاہئے کہ حواریین بھی ویسے ہی خدا ہوں
جیسے عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک بشرط صحت ترجمہ و اصل معنی اس کے نظر بجمع بین
النصوص یہ ہیں کہ جس تجلی نے شیشے میں ظہور کیا اوس نے حواریوں کو گھیر لیا ہوگا (اور یہ ایک
اصطلاح ہے صوفیہ کی کہ مخلوقات آئینہ ہے خالق کے مشاہدہ اصلاحی کا اور خالق حق
تعالیٰ شانہ آئینہ ہے مخلوقات کا باعتبار اعیان ثابتہ کے) متی باب ۲۲ درس ۴۱
تا ۴۵ میں فریسیوں کی دریافت پر ابن داود ہونے کی نفی فرمانا مسیح کا معارض ہے اوسی کے

ف درس ۱۴ اگر وہ اوسکو خیال کرے اور اپنی روح اور اپنا دم اپنی طرف کھینچے تو سب بشر ایک ساتھ
فنا ہو جائینگے۔ اور انسان پھر مٹی میں جا ملیگا ص۱۹۰ ف متی باب ۲۳ درس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا
باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے ص۱۹۴ حقیقی باپوں کے باپ ہونے کی
جب خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نفی فرمارہے ہیں اپنے شاگردوں سے حالانکہ وہ سب باپ کے نہیں اپنی نفی حصول
مقام تبلیغ کی طرف راجع ہے جس طرح اس مقام کے اپنے سے اسکی نفی فرمادی تو اس سے بعض الامر نفی ہو جائیگی
... صورت میں ... بھی ... ہو گیا۔

باب ۱۲ ورس ۹ کے تئیں پہیر کا مسیح کو ابن داؤد کہنا مقصود ہے [illegible] باب [illegible] ورس ۳۳ [illegible] میں
بھی اور بیسیوں جگہ مسیح نے خود بخود آپ کو ابن آدم کہا [illegible]
ہیں کیونکہ متی باب اول تا آیت ۱۷ اپنا نسب نامہ ابراہیم [illegible] داؤد [illegible]
[illegible] سے بابل کو جانے تک چودہ پشتیں اور بابل کو جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں [illegible]
اور جب یہودیوں نے خدا کا بیٹا کہنے پر عیسیٰ کو کہا کہ تو کفر بولتا ہے تو آپ نے جواب اس کے فرمایا
یوحنا باب دس ورس ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ [illegible] کیا تمھاری شرع میں یہ لکھا ہوا نہیں کہ میں نے کہا
اُنہیں تو کہ جن پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا یہ اشارہ ہے زبور ۸۲ ورس ۶ کی طرف جس کے
[illegible] کہ تم سب خدا ہو ہر ایک تم میں سے خدا کا فرزند ہے اس مقام پر [illegible]
بھی اسی کے موافق ہے نسخہ حال مطبوع جو میرے پاس ہے اس میں ورس ۶ یوں ہے میں نے
تو کہا تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو [illegible] مطلب یہ کہ جس معنی [illegible]
کے زبور کلام اللہ کی تلاوت کرنے والے قراء اور صالحین کو خدا اور خدا کا فرزند کہا اسی معنی کر
[illegible] نے تو اپنے آپ کو صرف خدا کا بیٹا کہا ہے خدا تو کہا ہی نہیں نہ خدا کا بیٹا [illegible]
[illegible] وغیرہ معانی کفریہ نہیں وہ اول اطلاق بمعنی صحیح [illegible] نہیں ہے تو [illegible] بیٹا [illegible]
[illegible] جائے نزول کلام اللہ اپنے آپ کو کہدینے سے کافر کیسے ہو جاؤنگا [illegible]
اور [illegible] ہو گا جب میں اپنے آپ کو خدا کا حقیقی بیٹا کہوں اور [illegible]
امت داؤد کو اس رمز پر خدا کہا ہو کہ [illegible] ہی [illegible] جیسے قرآن مجید میں
تعالیٰ حکایت عن اللہ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ [illegible] ہے تو اس کے معنی یہ ہیں
کہ میں اللہ رب العالمین یعنی تمام جہانوں کا پالنے والا خدا ہوں حکایت سے نظر قطع کرنے سے
گویا خدائی کا دعوے ہو جاتا ہے [illegible] اطلاق [illegible]
اور [illegible] خدا کے بیٹے آپ ہی باپ آپ ہی بیٹے [illegible] صحیح ہو سکتی ہے [illegible]
بیٹا یعنی خدا والا [illegible] دونوں اطلاقوں میں تعارض [illegible] نہیں رہتی۔ افسوس یہ عیسوی

فیصلہ فریسیون کے مقابلہ مین اطلاقات زبور آنھین معنی پر ٹھے ہیا ہو جن معنون مین زبور میں
مستعمل ہوا تھا جس سے کسی زبور کے ماننے والے نے اپنے آپ کو خدا اور خدا کا حقیقی
بیٹا کہنے کا نہ دعوے کیا تھا نہ ان معنی کا کسیکو بازم اعتقاد توحید کے مقابلہ میں خیال ہوا تھا
تسکو عیسائیون نے انھین معنی کی طرف گھسیٹ لیا جن سے انکار کرکے مسیح نے اپنے اوپر سے
کفر کا الزام اٹھایا تھا بعض ترجموں میں فرق اطلاقی پیدا کرنے کیلئے بجائے تم خدا ہو کے ملائکہ تاکید
بنایا پھر جو اس سے تراجم متقدمہ کی مخالفت کے الزام کو ٹھیک نہ دیکھا تو تم خدا ہو کی جگہ تم
الہ ہو پھر تجویز ہوا چنانچہ میرے پاس جو چھپا ترجمہ بائیبل کا ہے اوسمین یہی ہے اور یہ اعتقاد
چونکہ تمام انبیاء وکتب سماویہ و امم ماضیہ کے خلاف ہے لہذا محققین نصارائے انجیل کے
ماننے والے الوہیت مسیح کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مسئلہ تثلیث کا اجتہادی (خیالات کا
خانہ) ہے مخصوصات عیسویہ سے ہرگز نہیں ہے اور وہ رائے اور اجتہاد قلب کر لی نہیں جا
سکتا ہے جو فیصلہ مسیحی کے خلاف ہے۔ خدا کے بیٹے ہونے کا گو فریسیوں کے مقابلہ میں
مضمون زبور مسلمہ بنی اسرائیل مفہومہ فریسیوں سے موافقت کرکے خود عیسیٰ علیہ السلام
دلالت فرما چلے کہ جیسے خدا کے بیٹے یعنی خدا کے پیارے اللہ والے داود علیہ السلام کی
امت کے اصلی زبور پڑھنے والے تھے ویسا ہی میں بھی ہوں جو بھی اللہ والے ہیں یعنی اللہ والا
نہ وہ خدا کے جنے ہوئے جزو صلبی بیٹا اور جیسے وہ خدا کا کلام اون کے پاس آنے سے
خدا یعنی حامل کلام اللہ تھے ویسا ہی میں بھی کہ خدا کا بھیجا ہوا ہون۔ مگر میں نے اپنے آپ کو خدا
نہیں کہا ہے اس مسئلہ کی جو توضیح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے
چونکہ کامل طور پر ہو چکی تھی اسلئے اوپر سے ہی لستطریس اور اوس کے اتباع اس امر کے معتقد
تھے کہ مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ برسبیل بزرگی بیٹا کہدیا ہے (جیسکہ آدم علیہ السلام
کی اولاد میں سے اہل اللہ کو خدا کا بیٹا توریت کی کتاب پیدائش میں کہدیا ہے کہ خدا کے بیٹوں
نے جب آدم کی بیٹیوں کو دیکھا الخ اور قاریان زبور اصلی امت داود علیہ السلام کو خدا

اور خدا کا بیٹا کہدیا ہے جیسا کہ گذرا) اور لیسنٹ اوس کے ساتھ ہوکر لفظ کیمہ کے بطور حقیقی بیٹا کہنے والے پادریوں کو مناظرہ مین ہرادیا ہے جیسا کہ اغانہ مین کتب تواریخ سے منقول ہی اور بیشک جبکہ اولاد آدم بنی اسرائیل[1] و امت داؤد کو خدا کے بیٹے فرمایا اور اوس سے اونکو اور اونکی اتباع کو خدا کے حقیقی بیٹے ہونے کا وسہم تک نہوا اور اوس زمین اور زمانہ کا عرف یہی ٹھہرا کہ بجنید وجوہ خدا کا بیٹا کہدیا جاتا تہا جیسے کہ مصلح کو خدا کا بیٹا کہا دیکھو متی باب

۵ ورس ۹ مبارک وے جو صلح کرنے والے ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے ؟

۱۶ - اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تا کہ وے تمہارے نیک کامون کو دیکھیں اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستایش کریں ۔۔ اس مین نیکوں کا ونکو خدا کے بیٹے بتادیا۔ **ایضاً** باب ۲۳ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے ۔۔ اس آیت مین اہل تبتل کو خدا کا ایسا بیٹا بنادیا جسکے ہوتے دوسروں کے باپون کے باپ ہونے کی نفی فرمادی پس جبکہ ان معنون مین خدا کا بیٹا بولنا اوس زمانہ کا عرف ٹھہرا اور اوسی زمانہ مین کہنے کفریہ فریسیوں کے اعتراض کئے ہوئے سنی سے مثال کرامت داؤد کے عرفی معنی سے اپنی ابنیت کو واضح کردیا اور سب جھگڑا مٹادیا تو آج بیٹے کا لفظی اطلاق دیکھکر حقیقی صلبی بیٹا ہونے کا دعوے کرنا وہی کفر بکنا ہے جسکے الزام کو حضرت عیسیٰ نے اپنے اوپر سے دفع کیا تھا۔

دوسرے استفسار کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اہل علم عیسائیون سے سنا ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کو اون کے جسم اور نفس ناطقہ کی جہت سے جو ہر آدمی کے لئے ہوتا ہے خدا نہیں جانتے بلکہ ایک اور حقیقت کی جہت سے جو خاص مسیح کے لئے جان و تن سے اوپر ہے خدا جانتے ہین - یہان چند شبہے ہین (۱) اس طرح کی بات یقیناً ہم ہر چیز کے لئے کہتے ہین

---

[1] موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ فرعون سے یون کہیو خروج باب ۴ ورس ۲۲ تب تو فرعون کو یون کہیو خداوند فرماتا ہے یون فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے ۲۳ سو مین تجھے کہتا ہون کہ میرے بیٹے کو جانے دے تا کہ وہ میری عبادت کرے الا مشنا

کہ ہم وجان سے پرے حقیقت ہونے کے معنی یہی ہین کہ مابہ التحقق یعنی موجودات کی اصل یعنی
علت فاعلی ہو سو ایسی حقیقت ہر چیز کی اللہ ہے کہ وہی سب کا بنانے والا ہے ۔ اس کا ذات
مسیح کی بیچ ہستی نہین چنانچہ پولوس افسیون کے باب ۴ درس ۶ مین کہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ع - ایک
خدا ہے جو تم سبھون کا باپ ہی اور سبھون کے اوپر سبھون کے درمیان اور سبھون میں ہے ۔
و متی باب ۲۳ درس ۹ مین بھی ایسا ہی ہے او دیکھو) اور پادری فنڈر صاحب نے مفتاح الاسرار
کے باب ۲ کی دوسری فصل مین اس مضمون کا لفظا ہر فی الجملہ اقرار کیا ہے اس طرح کہ [illegible] موجودات
خدا کے خیالون کا اظہار اور بیان ہی جو عالم کی پیدایش مین ظاہر اور مجسم ہو کر صرتی ہوئے ہین
دکھلائے گئے ہین) اور اسی فصل مین جو کلام صوفیانہ اونھون نے نقل کئے ہیں اور بیان
کئے ہیں اس سے بھی یہی بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز کی حقیقت یعنی علت فاعلی پیدا
کرنے والا) وہی حق تعالے ہے کچھ حضرت مریم کے صاحبزادے کی خصوصیت نہین (۲۰) اوس
حقیقت میں تعدد شخصی کہان ہے تو تثلیث کیسی جسکو قایم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں
چنانچہ عیسائیون کے عقائد کی کتابون مین لکھا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس
غیر مخلوق - باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا - اور اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث باعتبار
تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد شخصی کے سو بھی غلط ہے دو وجہ سے (۱) تعدد اعتباری تعدد
صفات پر لیجئے تو صفات باری ان گنت ہیں اور ان گنت صفتون کا [illegible] تین [illegible] (۲)
تمام کتب نصاری اس مضمون سے مالا مال ہین کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونون سے روح القدس نکلا
چنانچہ شمار اور عقائد وغیرہ کی کتب کا ترجمہ کرسن ۱۸۴۰ع مین کلکتہ مین چھپی اوس کے عقائد مقدس
اتھاناسیس مین لکھا ہے لیس مفید الاب پدر است و متولد است و روح القدس از پدر است و از
پسر است و منتزع است پس ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے اس پر
کہ اقانیم ثلاثہ مین تعدد وہی نہین جیسا کہ ذات و صفات مین ہے اور جب ایسا نہ ٹھہرا بلکہ ایک سے
دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا تو تینون کے مرتبہ کی باہم برابری باطل ہوئی اسلئے کہ بدیہی ہے

چونکہ [illegible] اور جبریت [illegible] رتبہ [illegible] جیسے کہ [illegible] اور باپ کہ مصدر
[illegible] جاننا اجتماع نقیضین کا قائل [illegible] مرتبہ [illegible]
اور [illegible] ہے اس کی نسبت [illegible] حضرت [illegible]
ارادہ کی شان کا ظہور ہے۔ ان بعض موجودات میں شان [illegible] اقدام [illegible]
بات ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں [illegible]
[illegible] تھا کہ [illegible] دل کی تعلیم [illegible]
ایسے [illegible] علوم سے آپ [illegible] مخلوقات عالم کے [illegible]
کی حقیقتوں [illegible] شان کا ظہور ایسا ہی تھا۔
جیسے مثلاً نفس ناطقہ کو بدن انسان کے [illegible] تعلق ہوتا ہے۔ مگر
[illegible] دل اور دماغ کے ساتھ ہوتا ہے [illegible] ساتھ نہیں ہوتا [illegible]
[illegible] ہوتا [illegible]
نسبت نہیں [illegible] اسی طرح مثلاً [illegible] ہوا کے ساتھ [illegible]
[illegible] کے وقت تجلی [illegible] سے خطاب [illegible]
نور کے ساتھ [illegible] وادی [illegible] حضرت موسیٰ کو ایک درخت [illegible]
[illegible] جسم مقدس موسیٰ پر ظاہر ہوا تھا اور اسی طرح اُن جسم کے ساتھ [illegible]
[illegible] مبارک سے ظاہر ہوا اور (نور [illegible] قرآن) جیسا [illegible] کے ساتھ [illegible]
کے بطن مبارک سے جلوہ گر ہوا جیسے خلاف عادت انوار [illegible] کے [illegible]
[illegible] کر دیتے [illegible] حضرت [illegible]
ارادے کا تعلق ایسا قوی [illegible] کے ساتھ [illegible] عقلاً محال
نہیں بلکہ نقلاً اس کو ماننا چاہئے بشرط تصدیق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے (اور اس نسبت کو خدا اور ابن اللہ بنانے سے کیا نسبت [illegible]

موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل بنانے مین کہان سے کہان تک نوبت پہنچی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ناسخ و منسوخ کو سمجھا سنا	لوگ ہو کاٹے زبس ہے جہل از حکم
گھر دیکھا طعن حضرت پر کیا	ہائے ہٹ دھرمی تیرا مت علیہ سلام

مسئلہ نسخ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ عناد پر مبنی ہے ورنہ مسئلہ صاف مطلع صاف احکام
کو نیہ وفطریہ تک نسخ بعض احکام عملیہ شرعیہ کا فوتون رہے ہین بصر و بصیرت کے مقدور سے
وہ نہ سوچیں تو ہمارا کیا مقدور۔ پہلے نسخ کے معنی سمجھئے حسب ضرورت عباد و مناسبت زمانہ
مناسب ہدایات دیگر انبیاء و رسولوں کو اللہ سبحانہٗ بھیجتا ہے اس پر یہ وہم کہ پہلے نبی کی
شریعت کے کل یا بعض احکام میں جو بھول چوک ہو جاتی ہے اوس کی اصلاح دوسرے
نبی کی شریعت سے کرا دیجاتی ہے یہ وہم نادانی اور بدفہمی پر مبنی ہے۔ نسخ کے معنی صرف تبدیل
حکم ہے۔ آگے مفتری کی افترا پردازی بہتان بندی بطور زیادتی کے ہے کہ پہلی تبدیل پہلی غلطی
کی اصلاح کی وجہ سے ہوئی ہوگی چند روز منضج پلانے والے طبیب کی نسبت بھی آپنے کبھی یہ
تا یہم کی ہے کہ اوس سے منضج کا نسخہ دینے میں غلطی ہوئی تھی جسکی اصلاح و مکافات اوس نے مسہل
دینے سے کی۔ جب یہان آپ نے ایسا نہین سمجھا بلکہ اس تبدیلی کو عین حکمت اپنے اپنے
وقت کے مناسب یقین کیا ہے تو خدا کے معاملہ مین آپ کو کونسی عناد نے مجبور کیا ہے کہ بلا وجہ
ایک ہی خیال خلل کا دم رکھنے والا پیدا کیا بیوقوف نہین مان لیتے کہ اوس نے بھی زمانہ کی
ضرورت اور اہل زمانہ کی طبیعت و مزاج قوت ضعف وغیرہ اندازہ کرکے اوس کے موافق مختلف
احکام جاری کئے۔ باقی یہ خلجان کہ کیا وہ اسپر قادر نہین کہ ابتداء عالم مین وہ کوئی ایسی
کتاب نازل فرما دیتا جس سے ہر زمانہ کے تغیرات کی رعایت ہوتی (یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا
حکم اوس سے لکھا جاری جو کچھ بھی ہوتا اوس مین یہ تصریح ہوتی کہ فلان زمانہ تک اوس
زمانہ کے مناسب یہ حکم رہیگا اور اسکے بعد فلان وقت تک بجائے اوس کے یہ)

جس سے بار بار اپنے سچے الہام میں دست اندازی نہ کرنی پڑتی اس بابت عرض یہ ہے
اس صورت میں بار بار اپنے سچے الہام میں دست اندازی نہ کرنی پڑتی - دوسرے یہ کہ بیشک
خدا اسپر قادر تھا تو کیا اسپر قادر نہ تھا کہ بغیر نطفہ اور خون پیٹ رحم یا درمیان پرورش پانے
اور بتدریج نشو و نما کرنے کے ایک کامل مکمل انسان دفعۃً پیدا کر دیتا (جیسا کہ آریہ سماج اپنے
چار رشیوں کی نسبت کہتے ہیں) یا بغیر تخم ریزی وغیرہ سامان زراعت کے خودبخود تمام زراعت کو
زمین سے اُگا دیتا اگر اوس نے باوجود قدرت کے ان باتون میں یہ دوسری اوٹھائی راہ
تو روحانیات میں بھی اوس کو اپنی عادت سے معذور سمجھنا چاہئے - اگر وہان اس تدریجی ترقی
مین کچھ خاص حکمتیں اور مصلحتیں متعلق ہو سکتی ہین تو یہاں اس قسم کی حکمتوں مصلحتوں کا
لحاظ کرنے سے کون چیز مانع ہے بہر کیف اس مین کوئی حرج نہیں بلکہ عین حکمت سراسر رحمت ہے
اور عقلاً و نقلاً ثابت کہ اللہ سبحانہٗ فاعل مختار ہے تندرست کو مریض مریض کو تندرست غنی کو
فقیر فقیر کو غنی جاڑون کے بعد گرمی گرمی مین برسات برسات کے بعد جاڑے لاتا ہے اسی لئے
ایسے ہی اپنی بندگی کے اقرار کرنے والوں کو شیوہ عبادت کی ورزش کے لئے جس کسی سے
جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اوس کام کو موقوف کر کے دوسرے
کا حکم دیتا ہے - اور اگلے کاموں کی میعاد کو جو اوس کے علم مین قرار پا چکے تھے ظاہر کر دیتا ہے
یہاں کچھ قانون حکام دنیا اور اپیل مین حاکم ماتحت کے حکم کی منسوخی والا اضطراب پادری فنڈر
صاحب کا موقع نہین پا سکتا وہ مع اپنے متعلقات کے مدفوع ہے ان دلائل سے (۱)

نسخ ۲۵ سفر پیدائش باب اول درس ۳۰ زمین کے ہر ایک جانور اور آسمان کے ہر ایک
پرندہ اور زمین کے ہر ایک رینگنے چلنے والے کو جن مین نفس حیوانی ہے اور ہر ایک قسم
کی سبزی بھی مین کھانے کو دی - یہ خطاب خداوندی حضرت آدمؑ کی نسبت ہے اور اسی کتاب کے
باب ۹ درس ۳ مین - حضرت نوحؑ کی نسبت بھی ایسا ہی حکم ہے یہ دونون حکم اباحت عامہ
کے توریت سے منسوخ ہوئے لاویون کے باب ۱۱ کو پڑھ دیکھئے کتنے جانور حضرت موسیٰؑ نے

عہد میں حرام ہوئے جن میں سے ایک [illegible] زمانہ میں اباحت عامہ اور پھر اون میں تخصیص
بعض کی حلت اور بعض کی حرمت ہوئی [illegible] یہ کہ [illegible] کی مثنی نہیں بخلاف بھائی بہن
کے نکاح کے زمانہ آدم میں (۲) پیدائش [illegible] ورس ۱۲ [illegible] حضرت یعقوب
کے نکاح میں لابان کی دو بیٹیاں راحیل اور لیاہ تھیں اور انہیں میں حضرت عیسیٰ کی والدہ اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام بھی [illegible] ایک وقت میں جمع تھیں معہذا توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا
[illegible] باب ۱۸ ورس ۱۸ تو کسی عورت کو اسکی بہن سمیت [illegible] الخ (۳)
[illegible] باب [illegible] ورس [illegible] میں حضرت نوح کو حکم ہوا کہ [illegible] کے جانوروں سے ایک ایک جوڑا
[illegible] ساتھ داخل ہو اور باب [illegible] ورس [illegible] پاک [illegible] جانوروں میں سے سات سات
[illegible] ساتھ داخل ہوں اور اسی باب کے ورس [illegible] ظاہر ہے کہ حضرت نوح نے اپنے ساتھ
[illegible] جوڑا سب جانوروں [illegible] ناپاک [illegible] دونوں [illegible] ہمارا مطلب [illegible]
[illegible] توریت [illegible] باب [illegible] سے [illegible] سلسلہ [illegible]
[illegible] اولاد آدم میں [illegible] اور لاویوں کے باب ۵ ورس ۹ [illegible] اعیانی علاتی اخیافی
[illegible] نکاح ہوئی (۵) [illegible] کے باب [illegible] ورس [illegible]
[illegible] کرنا عہد مقرر ہوتا مذکور ہے [illegible] قدر ضرورت [illegible] دو مقدار سے دونوں کے
[illegible] صرف نصاریٰ کے لئے اور بھی نقل کرتا ہوں [illegible] سنہ [illegible] کے
[illegible] شریعۃ الوصایا مصنفہ [illegible] نے اپنے [illegible]
[illegible] شریعۃ الوصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کردیا [illegible] زیادہ اور [illegible]
[illegible] منسوخ کئے جنکو باطل کر [illegible] سیدا کیا گیا
[illegible] عہد [illegible] باب [illegible] ۷ فلو کان العہد الاول غیر

[illegible] مطابق [illegible]
[illegible] ایک [illegible] صفحہ ۳

صفحہ ... الثالث ... الخ صفحہ ۱ یعنی شریعت موسویہ پر اگر اعتراض نہ کیا جاتا
تو شریعت عیسوی کے لیے جگہ کہاں سے آتی حضرت مسیح کے معنی موقوف کرنے کے ہیں تو نسخ
ثابت ہوا اور یہی بات اوسکی صحت پر ... آیا تو نسخ شریعت ثابت ہوئی ناقل کہتا ہے میرے
پاس جو حال کا مطبوعہ نسخہ اردو انجیل کا ہے اوس میں اس باب کی آیتیں یوں ہیں ۷ -

کیونکہ اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا تو دوسرے کے لیے جگہ کی تلاش نہ ہوتی ۸ مسیح اونہیں
(عہد و شریعت موسوی) کا عیب بتا کر انہیں کہتا ہے کہ دیکھو خداوند فرماتا ہے وے دن آتے
ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے خاندان سے ایک نیا عہد باندھونگا ۹ یہ اوس
عہد کی مانند نہوگا جو میں نے اونکے باپ دادوں سے اوس دن باندھا جب میں نے اونکا ہاتھ پکڑ کے اونہیں
سرزمین مصر سے نکال لاوں الخ صفحہ ۱۳ ... یہ آیتیں بھی جو اوپر نقل کی گئیں بھی
اس امر کے ثبوت ہیں کہ فرعون سے نجات پانے کے بعد جو پہلی شرع دیا گیا موسیٰ علیہ السلام
کو ملی تھی جسکو پہلا عہد اور موسیٰ علیہ السلام کو اوس پہلے عہد کا درمیانی اوپر کی آیت ۵ میں
ہے اور پولوس نے اوسکو عیب دار بتلایا ہے [illegible] منسوخ کرکے دوسرا عہد دیا جو اوسکی مانند نہیں
باندھا گیا ہے اس سے زیادہ نسخ کے معنی کیا ہونگے یہی تو پادری صاحب نسخ آپ لوگوں کے عقیدہ کے
تو یہی معنی کہ بقول پادری صاحب پہلی شریعت موسوی معاذ اللہ عیب دار تھی وہ باطل کر دی گئی اور دوسرا
اوسکے بدلے شریعت عیسوی جو بے عیب ہے قائم ہوئی - اگرچہ ہمارا ایمان انبیاء و کتب
سماویہ پر شریعت موسوی [illegible] عیب لگانے کی جرات نہیں کرتا بلکہ اپنے
وقت پر سب بے عیب اور حکمت ہیں (۸) نسخہ ۱۸۷۰ عبرانیوں باب ۷ ورس ۱۸ اسلئے اگلے
حکم کو ضعیف اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ کرتا ہے [illegible] الخ

اگلا قانون اسلئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا ۱۹ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا مگر ایک بہتر امید
درمیان داخل ہوئی جسکے وسیلہ ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں ۲۰۹ اگلے حکم کی جگہ اگلا
قانون رکھکر ایک شریعت کی توڑنا ہے جو سننے والوں کو نفرت ہوئی تھی اوسے اٹھایا مگر ۱۹

ورس کے لفظ کیونکہ شریعت نے کچھہ کامل نہ کیا ہے پھر وہی کاہی پیش نظر کردیا چونکہ منسوخ کے لفظ سے چڑ ہے خیر وہ احکام لوحی توریت شریف کے اُٹھ گئے ہی سہی جھگڑا گیا (۹) استثنا باب ۲۴ ورس ۱ تا ۴ دیکھو مطلقہ سے نکاح دوسرے کو جائز ہے جو متی باب ۱۹ ورس ۹ کہ جسنے زن مطلقہ سے نکاح کیا اُسنے زنا کیا) سے منسوخ ہو گیا حلال سے حرام بدل گیا (بھلا اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ جو شریعت مخالف شریعت موسوی ہی آزادی دلانیوالی باپوں سے زر دلاکر تمہر پھر بیٹیوں کو کنواری رکھوا رانڈوں سے ساقرون کو انکی گھرون مین اوتروا مقدسوں کے پاؤن دہلوا تکلیف سے ونتا کنواری کنوارے چھڑوا کر نوبت وہان تک پہنچوا چکے کتب تواریخ جسپر کف افسوس مل رہی ہین اور خدا ترس جسپر آنسو انکا منہ پر سارے ہین وہ مطلقہ سے نکاح کرنے کو زنا تبلا کر پہلے ہی شوہر کے سر منڈہی ہے اور ذرا خیال نہین کرتی کہ جب اُس سے نہ نبھی اُسکی حاجت روائی اوس سے نہو سکی تو ناچار عورت اوس سے چھوٹنے کے لئے زنا کر جیونگی تب تو اوس نئی شریعت کا دل ٹھنڈا ہوگا تو پادری صاحبان اسکا معقول جواب کیا دینگے) موسوی شریعت کی عیدیں قربانیان اور حرمت جانورونکی اور یوم سبت کے احکام منسوخ ہوگئے فلسیوں کے باب ۲ ورس ۱۶ سے پس کسی شمارا دربارہ خوراکی وآشامیدنی یا درخصوص عید ہا یا ہلال یا سبتہا مجرم نسازد کہ اینہا ظلال اشیا آئیندہ است کہ حقیقت آنہا مسیح است یعنی یہ سب احکام مسیح کے آنے تک تھے اب باقی نہین رہے (۱۱) پادری فنڈر صاحب میزان کے صفحہ ۱۲ مین لکھتے ہین۔ احکام ظاہری توریت بعد ظہور مسیح بہ حکمتی منسوخ گردیدند کہ دیگر محافظت آنہا لازم نشد لیکن بدین تغیر وارکان ظاہری احکام باطنی توریت منسوخ نگشتہ اند۔ دیکھو یہان صاف آپ ہی توریت کے احکام ظاہری کے بموجب کے منسوخ ہونیکا اقرار کیا۔ سو ہی ہم بھی بعض احکام ظاہری ہی کے منسوخ ہونے کے قائل ہین نہ احکام باطنی قلبی کے ذ عقائد اور اخبار اور احکام ابدی ظاہری ہین لنسخ ممتنع ہو اسی لئے ہم توریت کے حکم اور عہد ابدی کو جو ختنہ کے بارہ مین ہے منسوخ نہیں کہہ سکتے

بخلاف آپ لوگوں کے کہ اس حکم اور عہد ابدی کو ایسا منسوخ کیا کہ مٹا دیا) استفتا و تقریر سیدی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی و کتاب الموعظۃ الحسنہ دامت برکاتہم ملخصاً وملتقطاً) اعمال باب ۱۵ ورس ۲۴ از بسکہ ہم نے سنا کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہم نے حکم نہیں کیا جاکے تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو یہ کہکے پریشان کیا کہ ختنہ کراؤ اور شریعت پر چلو ۲۵ سو ہمنے ایک دل ہو کے بہتر جانا کہ اپنے عزیزوں برناباس اور پولس کے ساتھ ۲۶ جو کہ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر خطرے میں ڈالی بعض چنے ہوؤں کو تمہارے پاس بھیجیں ۲۷ چنانچہ ہمنے یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا اور وے یہ باتیں زبانی بھی بیان کرینگے ۲۸ کیونکہ روح قدس اور ہمنے بہتر جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور کچھ بوجھ نہ ڈالیں ۲۹ کہ تم بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو (الی قولہ) ب ۱۵ ۳۶ اور کئی روز کے بعد پولس نے برناباس سے کہا آؤ ہر ایک شہر میں جہاں ہمنے خدا کا کلام سنایا پھر جاکے اپنے بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں ۳۷ اور برناباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جسکا لقب مرقس ہے اپنے ساتھ لیجاوے ۳۹ تب ان میں ایسی تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور برناباس مرقس کو لیکے جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا ۴۰ اور پولس نے سیلاس کو پسند کیا اور بھائیوں سے خدا کے فضل کی سپرد ہو کے روانہ ہوا انتہی ۲ حواریوں کو بھی یہ بات حاصل تھی جو پولس مقدس کی بحیال جماعت کو عیسائیوں کی حاصل ہے روح القدس کی مجالست اور مشاورت سے عہد قدیم توریت شریف کے احکام مفصلہ خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ و باب ۲۹ ورس ۹ و ۲۸ و باب ۳۰ ورس ۲۱ و احبار باب ۶ ورس ۲۲ و باب ۷ ورس ۳۴ و باب ۱۰ ورس ۹ و ۱۰ و باب ۱۶ ورس ۲۹ کو باطل اور منسوخ کر کے عیب دار ٹھہرا کر باستثنائے بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے جانور اور زنا کاری سب کو شاکر باقی کی نسبت سب دا کی منادی کرنے تعلیم دینے کے لئے ملکوں میں پہیلی پڑھے تب

کو آپس میں تکرار ہو کر ایک دوسرے سے جدا بھی ہو گیا مگر نفوس انسانی آزادی اور آسانی کے
جیسے خواہشمند ہیں پوشیدہ نہیں اور کسی آزادی پر جتنا بھی جھکاؤ ہو تھوڑا ہے جس سبب
میں عملیات تو عملیات اعتقادیات و ایمانیات میں وہ کایا پلٹ مسیحی اپنا خاک کھینچکر
دکھا رہے ہو ہیچ مذہب کی صورت نرالی شان ہو وہ اور بعض احکام عملیہ کے ناسخیت اور
منسوخیت پر اعتراض۔

خالق ارض و سما ماشیہا — ماننا بیٹے کو تھا اور پرستش دم بدم
ہے وحدت کہنا تھا کلمہ نہیں — حق کا اور معبود ماننے تھا ہم
اور سنتا ہیں اسکے تھے ہر پادری — وہ نہ حادث مانتے تھے عیسی کا دم
تین سب مانتے تینوں الٰہ — کا ہم تینوں کا جدا تینوں بہم

الوہیت اور الوہیت کا مسیح کی اور الوہیت روح القدس اور تثلیث کا ابطال اوپر ہو چکا
کتب تواریخ معتبرہ سے اغاثۃ اللہفان میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں
اور دین موسوی میں کچھ باقی نہیں جیسے ختنہ کرنا ناپاکی سے نہانا سنیچر کی تعظیم کرنا سور کو حرام جاننا
توریت کی حرام چیزوں کو حرام جاننا اور نصاریٰ نے بعد میں سور کو حلال کر لیا سنیچر کو حلال جانا
اسکی جگہ یکشنبہ کر لیا ختنہ اور غسل جنابت کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت
المقدس کی طرف کو نماز پڑھا کرتے تھے نصاریٰ نے پورب کو پڑھی آپ نے کبھی صلیب
کی تعظیم نہ کی تھی نصاریٰ نے اسکی عبادت تک کی حضرت عیسیٰ نے کبھی انکا سا روزہ
نہ رکھا تھا روزہ ایک مہینہ چاند کا تھا انہوں نے کچھ عدد بڑھا موسم بہار میں بدل لیا پھر کی
مہینوں نصف میں شمسی رہنا اختیار کیا۔ اور فلسفیوں اور بت پرستوں کی طرف جھکے اس طرح بعض
باتوں میں انکے موافق ہوئے تاکہ یہود کے پیراؤں سے مدلین حاصل اور انکی عقیدہ کا جبر
آئندہ ان کا اتفاق وہ انکے بادشاہ قسطنطین سے کے جمع کرنے سے ہوا ہے وہ جو عنقریب مذکور
ہوتا ہے اور اس جمع کرنے کا سبب یہ تھا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوس کو کر جانے

جانے سے منع کیا اور پھر کہا اریوس قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی شکایت کرے
اور اوس کے سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا تو اپنے قول کا بیان کر
اوس نے کہا میں کہتا ہوں کہ باپ جب تھا تب بیٹا نہ تھا - پھر بیٹا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا اگر
وہ نو پیدا (یعنی مخلوق) ہے پھر باپ نے اوس کو کام سپرد کیا تو آسمانوں اور زمین اور دونکے
بیچ کی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہی ہوا جیسا کہ اوس نے اپنی انجیل میں فرمایا کہ بیٹے نے
کہا مجھکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اون دونوں کا پیدا کرنے والا ہوا اس
جہت سے کہ اوس کو یہ امر عطا ہوا پھر وہ کلمہ لتبہ کو مریم عذرا اور روح القدس سے ملکر ایک
ہوگیا مسیح بنگیا تو مسیح کے اب دو معنی ہیں ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونوں مخلوق ہیں اسکے
والے بطریق نے کہا کہ تیرے نزدیک ان دونوں میں سے پھر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہیں کیا اوسکی بجواب اس کے اریوس نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہے جسنے ہمکو پیدا کیا - بطریق نے کہا تو بیٹے کی عبادت جسنے ہمکو پیدا کیا
اور وہ مخلوق ہے وہ بہتر باپ کی عبادت سے حالانکہ باپ مخلوق نہیں بلکہ باپ کی عبادت
جو خالق ہے کفر گنی جاوے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووے - یہ قول بطریق
اور اوس کے ساتھیوں کا بادشاہ اور حاضرین کو پسند آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوس اور
اوس کے ہم مذہبوں کو لعنت کریں جبوقت بادشاہ نے دو ہزار اڑتالیس پادریوں کی شرح
کرنے کو جمع کیے جو مختلف رایوں اور مختلف مذہبوں میں تھے اونمیں سے ۳۱۸ ایک رائے
پر متفق ہوتے اور اپنے مخالفوں پر غالب تھے - بادشاہ نے انگوٹھی تلوار - چھری دیکر سلطنت
پر اونکو اختیار دیا - فرائض اور قربانی کی تکمیل اس قرار پر قرار پائی کہ ایمان لاتے ہیں
ہم اللہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے اور جو چیز ہم دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے اوس کا بنانیوالا
ہے اور اکیلے رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے پہلوٹھے پر جو تمام جہانوں سے
پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور مخلوق نہیں معبود برحق ہے - معبود برحق سے اپنے باپ کے

جو ہے جسکے ہاتھ مین تمام جہان درست کیئے گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ
کی خاطر اور ہماری رہائی کے لئے آسمان سے اوترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل
مین رہا پہر مریم بتول سے پیدا ہوا اور دکہ دیا گیا اور مارا گیا اور سولی (صلیب) دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے
دن اوٹھکر آسمان پر چڑہ گیا اور اپنے باپ کے داہنے جانب بیٹھا اور دوسری دفعہ آئیگا مستعد
ہے کہ زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ایمان لاتے ہین روح القدس پر کہ یہی روح
برحق کی محبت کی روح اوس کے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک معمودیت پر خطاؤن کی بخشش
کے واسطے اور ایک جماعت جاثلیقیہ پر اور اپنے مردون کی قیامت پر اور دوسری زندگی
پر جو ابد الاباد تک ہے جب اریوس کا قول لوگون پر غالب ہوگیا تو مجمع اول سے اوٹہاون برس کے
بعد قسطنطنیہ مین بحکم بادشاہ ڈیڑہ سو پادریون کا مجمع ہوا اور اریوس روح القدس کو مخلوق کہتا تھا
اور اسکندریہ کا بطریق خدا کی روح بتلا کر اوسکی مخلوق کہنے سے خدا کی زندگی کو مخلوق کہنا لازم
آتا بتلا کر یہ نکالتا تھا کہ اوس کے مخلوق کہنے سے لازم آیگا کہ خدا بھی زندہ نہین - اور اس مجمع
کے اکیاون برس بعد جو تہا مجمع نسطورس کے سامنے ہوا اوسکا مذہب یہ تھا کہ مریم خدا کی والدہ
حقیقت مین نہین مگر یہان دو ہین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم
سے موجود ہے اور یہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھ متحد ہے اور خدا کا
بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ برسبیل بزرگی اور دونون کے ایک ہونے کی وجہ سے
(الی قولہ) جب اونکے پہلون کا یہ حال ہو جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تہا اور جماعت
بھی اون کے پاس تھی تو اب پچھلو پر کیا گمان کرتے ہو - اور یہ اُمت دو بڑی خرابیون کی
مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی نہین ہوگا - ایک تو مخلوق کے باب مین اتنا مبالغہ کرنا
کہ اوسکو شریک خالق ٹھہرا کر اوس کا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوس کے ساتھ ٹھہرانا دوسرے
خالق کو گھٹانا گالی دینا بڑی باتونکی اوسکو تہمت لگانی کہتے ہین کہ وہ عرش سے اُتر کر
ایک عورت کے حمل مین نو ماہ ٹھہرا پہر جو وہ بیٹا پیدا ہوا - اور یہودیون کی اوسے صلیب دینے

جان دی اون کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبرون کی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی
خطا کے باعث اوس وقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے قیدخانہ مین
تہین اور یہ دستور رہتا کہ جب کوئی آدم زاد مرتا تہا تو ابلیس اوس کے گناہ کی عوض اوسکو پکڑ کے
دوزخ مین قید کرتا تہا جب اللہ نے اونکو چہڑانا چاہا تو ابلیس پر یہ بہانہ کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے
ابن مریم کے پیٹ مین گیا سو پیدا ہوکر آدمی نکلا ہے اور یہودیوں کو قادر کیا تہی کہ اوسکو بہی
صلیب پر چڑہا کر مار ڈالا تب اوس نے اپنے پیغمبرون کو چہڑایا۔ اور اوسے چہڑا کے آپ کو فدا کیا۔
جو شخص اوس کے صلیب سے جانے کا منکر ہوا اور اس سے اللہ تعالے کو برتر کہے منکر ہوئے
وہ ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جائیگا۔ جب تک خدا کے سولی پانے کا اقرار نہ کرے گا
نہ چہوٹیگا ان باتون سے انہون نے رب کو عاجز اور قدرت کو بیکار خیال کیا کہ ابلیس کو نہ چہڑا سکا
اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض انبیا کو قید کرایا اور بدون فدیہ ہوئے
شیطان سے نہ چہڑا سکا اور دوزخ مین شیطان کا تصرف اور اوس کا قیدخانہ ارادہ الہی بغیر
مانا اور اوسکی طرف وہ باتین منسوب کین کہ جو مخلوق مین سے بہی کسی ذی عقل ذی اختیار کے شایان نہین
انتہی ملخصاً ناقل کہتا ہے کہ صفات الہیہ کی مصداق ذات الہیہ ہے تو صفات کے مفہومات
انتزاعیہ ہین ذات حق ہون تو صفات کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے سے صفات موثرہ
کی قبول کرنے والی مخلوقات قدیم ہو جاینگی بسبب روح یعنی امر حق کے قدیم قایم بذاتہ تعالے
ذات باری پر صادق آنے والی ہو لینے سے وہ روح اور جسم مخلوق جسنے خالق وامر انواع
تحت تکوین کی تاثیر کو قبول کیا ہے قدیم اور غیر مخلوق ہو جاینگے۔ اور اوسکی حیات خدا کی
حیات معاذ اللہ کیسے ہو جائیگی۔

متی باب ۴ درس ۸ پہر شیطان اوسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی
ساری بادشاہتین اور اونکی شان وشوکت اوسے دکہائین ۹۔ اور اوس سے کہا تو گر کے مجہے
سجدہ کرے تو یہ سب کچہ تجہے دونگا۔ ۱۰ تب یسوع نے اوسے کہا اے شیطان دور ہو

کیونکہ لکھا ہے کہ تو خدا وند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر حتیٰ جب اس انجیل سے
شیطان کا ایسا زور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو پہاڑ پر لے گیا تو اس سے لازم آیا عیسائیون
کے اعتقاد پر کہ شیطان خدا اور بندہ دونونکو پکڑ لیگیا اور خدا اور بندہ دونون سے کہا کہ
مجھے سجدہ کرو اسلیے کہ عیسائی مسیح کی روحکو خدا اور جسم مسیح کو بندہ مانتے ہین اور شیطان
روح جسم دونون کے مجموعہ ہی کو پہاڑ پر لیگیا تہا - مجوسیون کے خیال کی تائید اس سے کہی
جا سکتی ہے - اس سے ارواح انبیاء کو ابلیس کے قیدخانہ مین ابلیس کے پکڑ کر قید کرنیسے
معتقد رہنے کو گرہ لینا آپ ہی آسان ہوگیا پھر ایسے زبردست سے ارواح انبیا کا چہڑانا یوت کو
فدیہ مین دئے بغیر کیسے ہو سکتا قرآن کریم شیطان کا ایسا زور بند و نیز چلیا نہین بتلاتا
اللہ سبحانہ کی دوزخ مین وہ اپنا قیدخانہ کیسے قایم کریگا - سورہ ابراہیم مین ہے وَقَالَ
الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي
وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ الآیۃ **ترجمہ** اور کہیگا
شیطان جبکہ فیصل ہو چکیگا کام بیشک اللہ نے وعدہ دیا تہا تمکو وعدہ سچا اور مینے وعدہ دیا
تمکو پس وعدہ خلافی کی مینے تم سے اور میری تمپر حکومت نہ تہی مگر مینے بلایا تمکو پس تمنے
مان لیا میرا وسوسہ کے طور پر کہا ہوا سو الزام نہ دو مجھکو (ملامت نہ کرو مجھکو) اور الزام دو اور
ملامت کرو) اپنے آپ کو نہین تمہاری فریاد پر پہنچون اور نہ تم میری فریاد پر پہنچو الآیۃ فائدہ
شیطان کا زور نہیں انسان پر وہ مشورہ دیتا ہے بری بات مان لیعنی اپنا ہی گناہ ہی ۴۳۹
یعنی وسوسہ

کچھ یہودی بولے بیٹا ہے عزیر	حق تعالےٰ کا کیا شرک و ستم
نام دم از آرام نہ تا عرش پر	شان مین حق کی گرا آف رے ستم

بعض فرق یہود کے عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تہے نصاری کی نسبت اور اولوہیت کے اعتقاد گرگئے

مجبور کیا اور عرش پر آرام کرنیکا کفریہ عقیدہ یہود کا جو ذات تنزیہ توریت کے خلاف ہے قرآن کریم نے اسکا پورا ابطال کر دیا جیسا کہ گذرا اور منجملہ عقائد کفریہ یہود کے یہ ہی کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور طوفان برپا کر دیا کہ انکے دہ تھلی ہوگئی فرشتوں نے اوسکی عیادت کی اور اوس نے اپنی اونگلیاں دانتوں سے کاٹ کر خون بہا لیا (شرح اغاثہ صفحہ ۱۳۵) آگہی کو پیدا کر کے آگہی کے پرمیشور پر دو حملے کرنے جیسے کف افسوس ملکر پرمیشور سہا تہا ہوں سے دبار ہدہ وہ نکالکر چڑہا کر اوس پر اوس کو وقع کرتا دہرم پستکوں میں رچا ہوا ہے ہنود کے ایسے ہی یہود کے یہ اختراعی خیالات ہیں ادہر ادہر سے لیکر ملائے ہوئے پیدائش

نسخہ ۱۸۲۵ء اب یہوداہ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے پچھتایا اور دلگیر ہوا نسخہ عربیا نوسیہ عربیہ ۱۶۲۵ء یوں ہے فندم علی عملہ الانسان علی الارض فتاسف بقلبہ داخلا نسخہ فارسیہ ۱۸۳۹ء سب ہم زبان ہیں نسخہ ۱۸۱۴ء

فرنشیون باب اول اول ورس ۲۹ خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء و ۱۸۱۶ء بھی ہم معنی اسی کے ہے

یہ دعواں بعض فلاسفہ کی مسلک کا علم باری کے بارہ میں جو اونہوں نے شہوکر کہا تی ہے حبت اہل کتاب کے خیال کو بگاڑ چکا تہا وہ اللہ سبحانہ کے لئے علم جزئیات کا وجود اشیا سے پہلے علم اشیاء کا نہ مانتے تھے تو انجام نہ جاننے کی وجہ سے انجام بگڑ جانے پر پچھتانا دلگیر ہونا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں ملکر جو کتاب کے سر تہوپ دیا تھوڑا ہے۔

داستان گرجہ کی سن لو دوستاں ۔ لوگ ہوتے شب کو جب اوسمیں بہم
پادری انجیل پڑہتے شور سے ۔ خود بخود ہوتا او جالا پڑہتے دم
پادری کہتے کرشمہ دیکھ لو ۔ باپ نے دی روشنی بیٹے کے دم
حکم سے حاکم کے جب دیکھا گیا ۔ چہت سے قندیل نکلا تار ضخم
روغنی لوبان کا تہا جسپر ضماد ۔ آگ شلاتا تھا چہت پر سے ستم

کرتی روشن شمع کو چنگاری آ		کہتے نور آیا فلک سے ہو بہم	

اغاثہ میں مرقوم ہے ایک حیلا ان عیسائیون کا یہ ہے جسکو وہ عید النور مین بیچ بیت المقدس کے جمع ہوکر ایک گھر میں کرتے ہیں یعنی قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اونکی عالم علیحدہ آواز سے انجیل پڑھتے ہوے دعائیں کر گڑاتے ہین یکایک گھر کی چھت مین سے ایک آگ کی چنگاری دوڑکر بتی پر گرتی ہے جس سے بتی چمک کر جل اٹھتی ہے اوسوقت وہ یکبارگی چیختے روتے چلاتے لگتے ہین اور اوس روشنی کو آسمان سے آئی ہوئی ظاہر کرتے ہین (اور اس سبب سے لوگون کو اپنا معتقد بناتے اور عیاری کا انبکا داؤ لگاتے ہین) طرطوسی کہتے ہین کہ پھر مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوس سے مینے جیسے بیان کیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت باریک تار چھت کے برج سے قندیل کی بتی کے سر تک کھینچ دیتے ہین جسپر لوبان کا تیل ملا ہوا ہوتا ہے اور پھر کاشتمس تار سری پر تھوڑی رال کی آگ ڈالدیتا ہے وہ لوگ لوبان کے تیل کے ساتھ آکر بتی کو آگ کر روشن کردیتی ہے منتہٰی ۱۰۶ و ۱۰۶ ملخصاً

دودہ چھاتی سے بہا تا روم میں · عید کے دن ایک گرجے کا صنم
کہتے حق نے کی ہے قربانی قبول · یہ علامت اوسکی ہے کامل اتم
علم سے حاکم کے جب دیکھا گیا · تھی نلی پیچھے سے تا مورت بہم
ماردی گردن فریبی کی وہین · مال دھوکے سے جو تا تھا بہم

روم کی ولایت میں متوکل کے عہد مین ایک گرجا تھا جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوس مین ایک بت یا مورت تھا اوس بت کے پاس جمع ہوکر دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چھاتی سے دودہ نکلتا ہے اوس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات کی تو حقیقت حال اس طرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچھے سے اوس بت کی چھاتی تک کرکے اوس مین رانگ کی نلی رکھکر اینٹون سے اوس کو درست کردیا تھا تاکہ اصل حال (اوس حیلا کی اور فریب کا) مخفی رہے اور لوگ جانیں کہ یہ علامت اون کی قربانی کے قبول ہونے کی خداتعالےٰ کی طرف سے ہے۔ جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کھلی

تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤن کی مورتون کے مٹانیکا حکم دیا (ترجمہ اغاثہ ملخصًا)
ہر زمانہ فساد مین بیدین لوگ دین کے پردہ مین ایسی ہی دہوکے دہڑیان کرتے رہے ہین اگرچہ
میران کی زنجیر کسی اسلامی عہد اور قربت کے یہان نہین بنی ہین تاہم بڑی ہوکے بازی ہی جو دنیا کسبونے
کے لئے مجاور وہان کرتے ہین - ہندو دہرم عورتین اور اونکی ہیجتال نام کی مسلمان عورتین اوس زنجیر تک
امروہہ جاتی ہین - وہان کے مجاور جب تک اپنی دچھنا پوری نہین کرلیتے تب تک زنجیر نہین چہونے
دیتے بہت پرے زنجیر اوپر کہینچ لیتے ہین ہر چند ان بیچارون کو اوپر کو اوچکایا جاتا ہے مگر
زنجیر تک ہاتھ نہین پہنچتا - جہان پہر دچھنا پوری کی فورًا زنجیر ہاتھ آجاتی ہے - چشمۂ عافیت سا
پاشا افریقیہ مین ایک عالم مالکی کا حافظ ابو شامہ سے نقل کرنا امام نووی کا کہ خواب مین دیکہکر بعض
فتنہ کے مبتلا کسی بزرگ کے نام کا چبوترہ بنا اوسپر چراغ روشن کرتے ہین اور نہایت قبیح
بدعتین وہان کرتے ہین اسکو اغاثہ مین دیکھو -

عید تب مصری نصارٰی کرتے تھے	تھا وہ شہر اسکندریہ مین صنم
اوسکو یک بطریق نے ترک دیا	عید میکائیل اوسکی کی ہم
نام پر میکال کے ستر باتیان	دہوم سے ہونے لگیں اسکا بہم
مصر و اسکندریہ گردا گرد مین	جبل بہت سے تھے کردے ہتو دی رقم

اوسی اغاثہ مین ہے اور شیطان کی بازی سے اون مین عیدین ہین کہ سب کی سب جعلی اور اونکی
تقویم ان سے نبی ایجاد کی ہوئی ہین ایک اون مین سے عید میکائیل ہے اوسکا سبب یہ ہوا کہ اسکندریہ
مین ایک بت تھا سب مصر و اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے - ایک بطریق نے
اوس کو توڑنا چاہا لوگون نے نہ مانا اوس نے تب یہ بہانہ کیا کہ یہ بت ایسا ہے جس سے نہ
نفع کی توقع اور نہ اس سے ضرر رسانی کا خوف اگر تم یہ عید اور قربانیان میکائیل ملک کے
فرشتہ کے واسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کرے لوگون نے اوس کی بات مان لی اور بت
بت توڑنے کو مان لیا - غرضکہ اوسنے ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف پہیر دیا انتہی ملخصًا

نفس سرکش سے شرعی عیدوں سے جو مشتمل ہین دینی بہائیون کے اجتماع مسرت خیز اور
بدنی اور مالی عبادت کی ادائگی پر لطف سیر نہیں ہوتے بدون دھوم دھڑکے اور ہوا پرستی کے
ان کو [illegible] ماننا نصاریٰ میں اسقدر عیدین بہت ہین چونکہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم خبر دے چکے ہین کہ میری امت مین سے کچھہ لوگ یہود ونصاریٰ کی سی باتوں اور
بدعتوں مین مبتلا ہون گے اگر ان مین سے کسی نے اپنی مان سے زنا کیا ہوگا تو ان مین سے بھی
کوئی [illegible] ایسا ضرور کرے گا چونکہ خبر نبوی کا صدق ضروری ہے اس مضمون کی حدیث
[illegible] سے گذر چکی - لہذا اس امت نے بھی جو اختراعی عیدین بنا یادگارین بنا رکھی ہین
[illegible] اور [illegible] کا [illegible] مشہور ہین بسنت ہولی وغیرہ کے میلے تیرو کی عیدین کیا یہہ
[illegible] اور [illegible] کے نشانات [illegible] قربانیان چڑہاوے ویلی پہلی چھپری شیر
[illegible] بہت جگہہ فتنہ برپا کر رہی ہین - ہر چند علماء منع کرتے ہین مگر
[illegible] باز نہین آتے - بیچاروں کو [illegible] کر ہاے بعضے کچھہ علماء مرعوب ہوکر
اس مین [illegible] اور بعضے [illegible] بڑگیا ہے اس مین پھیر پھار بھی کر دیتے ہین
افسوس [illegible] کے ہاتھوں عیسوی دین کی بیخ کنی اور انہوں نے سور تک حلال
کر دیا مگر بتوں کے چڑہاووں کو حرام ہی رکھا افسوس ہے اور نیز جنہوں نے قبروں کو بت
بنا لیا اور ان کا چڑہاوا شیر مادر مان لیا - بے شمار شکر ہے اللہ سبحانہ کا کہ اس نے
دین اسلام کی حفاظت کے [illegible] اور تعین نمبر دین کے بلنے اور [illegible]
ہونے کا موقع نہ رکھا -

ست کی [illegible] اور تھی
[illegible] تھے ادہر کالی صنم
مائل حسن پوجتے اسکو ہنود
[illegible] ہوتے حیران جب دیکھا صنم
زور مین توحید کے توڑی [illegible]
دیکھا تو تڑپا ہوا تھا وہ صنم
دوسری دیوار ٹوٹ کر پڑی
[illegible] کی مورت کھل گیا [illegible]

چاروں دیواروں میں چھت میں تھا نصب	سنگ مقناطیس لگاتے صنم
وہ زمین پر اسلیے گرتے نہ تھے	تھی کشش پانچوں طرف سے ایک سم
بت شکن پایا جزا اللہ سے	کعبہ کا دم توڑ کے ہیں تپتا کا چشم

ہند کے بعض بتخانوں میں کالی کی مورت کھڑی رہے کی بے بندھی ادھر لٹکی ہوئی تھی مسلمان کو جس سے جس مننی ماتا الن کر ہند کے مجوسی پرست ہندو پوجتے تھے اور بازو خواص و عوام ہندو تھا کہ ماتا اپنے جس سے ادھر کھڑی ہیں جب شاہ اسلام نے اوس بتخانہ کی دیوار توڑی تو وہ ترچھی ہوئی دوسری توڑنے چھت گرنے سے فورا گر پڑی پھر جو دیکھا تو چاروں طرف دیواروں اور چھت میں برابر کے پانچ ٹکڑے سنگ مقناطیس کے جڑے ہوئے تھے ۔ پانچوں طرف کی برابر کی کشش سے وہ ادھر لٹکی رہ گئی تھی ۔ سلطان محمود غازی غزنوی اور دیگر خلفاء و سلاطین اسلام کے حملوں اور فتوحات میں بہت سے واقعات تاریخ فرشتہ و طبقات ابن سعد وغیرہ کتب سیر و تواریخ میں مذکور ایسے ملینگے جن سے بہت آگاہی کی بت پرستی کا مار دری دھوکا دھڑی پر بے نقاب نظر آئیگا ۔ تخمینا عرصہ چالیس سال کا ہوا ہوگا کہ کوسی ندی کی کنارے سے ایسی عورت ریتہ کی ملے تو وہ کی اتفاقیہ واقع ہوئی تھی جس سے ایک چھوٹا سا خوبصورت پل بکھنے میں آتا تھا جسکو اماتی پل کے نام سے پکارا جاتا تھا ۔ صدہا کو ٹھری اندھے بانجھ عورتیں سول رہتا اوس کا پھاٹک گئے ۔ پہلے اوس کے قریب مجمع گزرتے سے شیطان سے کسی ہوکے سے بچوا دے کسی بلے مان کو خواب میں رحیم شاہ دکھائی دے گئے ۔ پھر تو کیا تھا جس پر حلوا ماندون ریوڑی گنوں کے چڑھاوے کی بھرمار ہوئی ۔ وہ چگی گھنٹے گاؤں سے بجی بازار لگ گئے ۔ ڈھیلا کے دار پار کے دیہات کے بے زبان ملاحوں کے ایمان نکلے تھے اور تو ہپ کی حمایت نے ذرا پھریری نہ لی وہابیت کا بہوت کیسا کچھ مرعوب کر رہا ہے ۔ حافظ ابہت جو توں کو بھی وہابیت کی گردتھیں لگی اپنی کتاب الحوادث والبدع میں ایسے خوابوں چیتھا چبوترہ وغیرہ بناکر فتنہ شرک برپا کرنے اوسکی تفتیح اور ابطال میں جو کچھ لکھا ہے نزدیک

اوس کو ملاحظہ فرمائیے پہر مجموعہ فتاوے مین مولٰینا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے دیکہیے وہاں بہت سا الزام لگایئے جواب سنکے ہوے نے ایسی کہلی ہوئی شرکیات کے رد مین بھی اون ملانون کو زبان کہولنے سے متادب رکہا ہے

لوہے کی زنجیر ہی پیران کی کیا
ہے وہ زنجیر چہونے عورتیں
اون کی حرکت ہوتی ہے لب کر خموش
ہے شرافت بھی حیا کی پاسبان

ڈہائی سو من کی بنی تہی جسپہ ہم
بہتیں امرد ہہ حیا پر کر ستم
اونکو روکین شرم ہے جن کو بہم
سب ہی شرفا مین نہین یہ مرتسم

شرفا - اسلام کی حیا ہی قطع نظر مخالفت شرعی کے اس بیحیائی کو گوارا نہین کر سکتی کہ ایسی عورتونکو بہوت بوجا خیال والی بنا ایسے فریب خانہ سمجہا جاتے جہان کے مکار بدکار مجاور عورت کی بغلین پکڑا اوپر کو اوٹہاتین تاکہ وہ پیران کی زنجیر چہو کر مراد یاب ہو - مجاور بدطینتوں کا یہ فعل بیحیائی کا صریح ہے - اوسپر اسکی قباحت پوشیدہ نہین جسکی کہوپڑی مین تہوڑی ہی عقل نے بھی جگہ پائی ہے - تیرہوں کی آفتوں کا نظارہ مجبور ہم عورتونکی دیکہا دیکہی نام کے مسلمانون مین تجھیہ یا ناقابل نفرین ہے -

باریکی سٹیلاں پہ ہر ایک قوم ہے
سبت بہشتی پہ جہکائی ایک قوم
جنکی قبرین تہین اونہیں کی مورتیں
دیکہو مسلم اور بخاری مین حدیث
کرتی ہین حبشہ کے گرجے کا بیان
کہتے اوس گرجہ کو تہے ماریہ
سنکے فرمایا رسول اللہ نے
قبر پہ سجدہ کریں اوسکی بنا

جسطرح بہشتی ہے پہانسے اس ہی دم
قبر کی تعظیم کا دے دے کے دم
قبہ پہ قبہ کے اندر کین ہم
جسکی راوی ام سلمہ محترم
آپ سے دیکہے ہوے آ سکے صنم
مورتیں اوسکی تہا مین یک قلم
مرتا ہے اس قوم مین جب نیک ہم
مورتیں اوسپر رکہیں اونکی بہم

ہیں یہ بدتر خلق کے نزد خدا	ہو گئی پیدا تک روایت مستقیم
اُس پہ لعنت کرتے ہیں خیرالورے	جو کرے قبروں کو مسجدہ گہ عظیم
اور سب پھولوں پر علاوے جو چراغ	اُس پہ لعنت کرتے ہیں شاہِ امم
دیکھو لو چاروں سنن میں حدیث	اور امام احمد سے بھی مروی ہیں ہم

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان ام سلمۃ ذکرت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنیسۃ رأتھا بارض الحبشۃ یقال لھا ماریۃ فذکرت ما رأت فیھا من الصور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اولئک قوم اذا مات فیھم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا و صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عند اللہ متفق علیہ **ترجمہ** حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک گرجا کا ذکر کیا جسکو انھوں نے حبش میں دیکھا تھا اور اوس کا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اوس میں صورتیں دیکھیں تھیں اون کا ذکر کیا بس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ وہ لوگ ہیں جب اون میں کوئی نیک بندہ یا نیک مرد مر جاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہیں اور اوس میں اون کی مورتیں بناتے ہیں یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہیں روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے) روی الامام احمد باسناد جید عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء والذین یتخذون القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج رواہ الامام احمد واھل السنن

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اون کو قیامت آلے گی اور وہ

زندہ ہوں گے اور وہ لوگ کہ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔ اور زید بن ثابت سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ لعنت کرے قبروں کی
زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو مسجد بناویں (سجدہ گاہ ٹھیراویں)
اور اونپر چراغ دھریں روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ
سنن والوں نے صفحہ ۳۱۱ صحابہ کرام کی احتیاط اس باب میں سبل السلام میں اس درجہ
بڑھی ہوئی تھی کہ ایک قبر بے نشان پر بے خبری سے ایک صحابی نے نماز پڑھنی شروع کر دی
تو دوسرے صحابی نے جن کو وہاں قبر ہونا معلوم تھا بصیغہ تحذیر ڈرا کر آگاہ کیا کہ قبر ہے قبر ہے
قبر پر نماز پڑھنے کی ممانعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک ٹھہری ہوئی بات تھی۔
مقبرہ میں نماز پڑھنے سے جبکہ درمیان میں آڑ نہو مطلقاً منع فرمانا اور طلوع و غروب سورج کے
وقت اور ٹھیک دوپہر میں نماز پڑھنے سے منع فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفسدہ
شرکیہ کے ذریعے بند کرنے کے واسطے وقوع میں آیا ہے گو نمازیوں کا وہ مقصود ہو جو اہل کتاب کا
مقابر انبیاء میں سجدہ کرنے سے تھا اور جو اوقات ثلثہ میں سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے
ان کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الحدیث میں جو یہی فرماتے
زیارت قبور کی اجازت جب دی ہے جب لوگ اسلام میں پختہ ہو گئے ہیں تب زیارت قبور
کو بے رغبتی دنیا اور یادگاری آخرت کے گر گرداننے پر اجازت دی ہے اور اہل قبور پر
سلام کرنا اونکے لئے مغفرت کی دعا تعلیم فرمایا ہے۔ اغاثہ مترجم میں ہے۔ غرضکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کے پاس
نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہ کہ آپ نے اوس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجدیں
کرے اور علما کے اکثر گروہوں نے بوجہ پیروی حدیث صحیح و صریح کے قبور پر مسجدیں بنانیسے
صاف منع کر دیا ہے اور امام احمد اور امام شافعی اور امام مالک نے اسکو حرام کہا ہے
اور کچھ لوگوں نے مکروہ کہا ہے۔ لیکن مناسب ہے کہ اوس سے مکروہ تحریمی مراد لیا جاوے

تاکہ اون لوگون کے ساتھہ حسن ظن ہو ورنہ اونپر یہ گمان ہوگا کہ جس کام کے کرنے والے پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لعنت کرنا اور اوس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہے اوسکو یہ لوگ
جائز رکھتے ہین ناقل کہتا ہے یہ اشارہ ہے ہمارے بعض آئمہ کی طرف مگر اصول حنفیہ کو دیکھیے
ایسے موقع کے اطلاق کراہت سے کراہتہ تحریمی ہی مراد ہوتی ہے - اور یہ بھی روایات مختلفہ مین
تطبیق کے لئے وقوع مین آیا ہے - خانہ کعبہ کی میزاب وغیرہ کے نزدیک خود قبر کا ہونا پایۂ ثبوت
کو پہنچا ہے حالانکہ وہان زمان نبوت سے ابتک برابر نماز پڑھی جاتی ہے وجہ اوسکی سوا
اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ قبر مندرس اور بے نشان ہوگئی اور مدتون تک سے وہان قبر کے ہونے کا
خیال نکل گیا تو گویا وہان قبر ہی نہین جو سداً للذرائع وہان سجدہ عبادت الٰہیہ سے منع کی نظر
شارع مین ضرورت ہو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیفات کے مقابل سید علی بن
عبد الکافی امام سبکی شافعی کی تصنیفات رکھکر دیکھو تاکہ افراط و تفریط کی دلدل مین پھنسنے
سے بچنے کا گر ہاتھ آئے اور مقابر متبرکہ اولیاء اللہ کی حرمت محفوظ ہوجاتی ہے اور اونکو بدعت کا
بہانہ بنانے سے بھی دل گھبرا جاتا ہے -

صحیح مسلم مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مینے پانچ روز پہلے آپکی وفات شریف
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کی طرف سے اس سے کہ تم مین سے میرا کوئی خلیل
ہو اور مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبرون کو مسجدین
ٹھہراتے تھے خبردار تم قبرون کو مسجدین نہ ٹھہرانا کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت
عائشہ صدیقہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض ہوئے
تو اپنے چہرۂ مبارک پر اپنی چادر ڈالنے لگے پس جب گھبراتے تو اوس کو اوتار دیا اور اوسی حال مین
فرمایا لعنت ہے خدا کی یہود اور نصارٰی پر کہ انھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنالیا اور
اس سے آپ کو اونکے فعل سے ڈرانا منظور تھا - روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور
بخاری او مسلم مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالے یہود اور نصاریٰ کو مار ڈالے کہ اونھون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا الحدیث بہرحال قبرون کو سجدہ گاہ بنانے سے آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل کتاب مین سے جنہے انبیاء ونکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اوس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا جس سے نہ اوٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالے یہود و نصاریٰ کو کہ اونھون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد نہ فرماتے تو آپ کی قبر شریف بھی کھلی رہتی۔ مگر اس کا ڈر ہوا کہ کہین سجدہ گاہ نہ بنا دے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول مین خُشِیَ بصیغہ مجہول علت ہے قبر (مبارک نبوی) کے کھلا نہ رہنے کی جب نبیونکی قبرون کو عبادت الٰہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے پر یہود و نصاریٰ کو لعنت کرکے اپنی امت کو اس فعل سے ڈرایا تو اب غیرت ایمان بزرگونکی متبرک قبرونکو عبادت الٰہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے کو ہرگز گوارا نہ کریگی چہ جائیکہ اونہین بتونکو سجدہ کرکے بت پرست بننا گوارا کرے۔

ایسے گرجے بہت ہین ملکون کے بیچ
جل گئے اخبار مین اظہار تھا
حال مین اٹلی کے گرجے کے صنم
ہمکو بھی افسوس ہے اے محترم

اٹلی کے مریم گرجہ کی مورتین جلنے کی پوری کیفیت المشیر مراد آباد وغیرہ مین ولایتی اخبارون سے منقول دیکھکر بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ انسانی غلطی تجھپر افسوس اگر اون مقدسون کی تصویرین نہ بنائی جاتین تو ہمارے کان کاہے کو یہ سنتے کہ فلان مقدس اور مقدسہ کی تصویرین فلان گرجہ مین یون جلین سو قربان جائیے اسلامی احکام کی دور اندیشی پر مبنی ہونے کے بزرگونکی تمام پردہ ہٹا آتشکا اونکی مورتون کے ذریعہ موقع نہ دیا۔ دفن میت مین تو نا چاری ہے بھلا مورتین بنانے پر کونسے شرعی و عقلی تقاضے نے مجبور کیا ہے۔

زلزلے نے صعب وغیرہ کے بیان
ہیں حدیثوں مین چلے آتے رقم

معاذ اللہ کرزن گزٹ اخبار دہلی مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۹ کا اقتباس یہ ہے

اٹلی کے زلزلہ سے بربادی کی مفصل کیفیت شہر گورستان کی صورت میں ولایت کی تازہ ڈاک سے اطالیہ (اٹلی) کے شہروں کی بربادی کے مفصل حالات معلوم ہوئے ہیں جنکو دیکھکر خداوند قہار کے قہر سے دل کانپ جاتا ہے۔ یہ زلزلہ نہ صرف مرقع عبرت ہے بلکہ انسانی نسلوں کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ خدا کے غضب سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنی مادی برتری کے زعم میں ہرگز اپنے خالق سے غافل نہوں رویا سے اسٹریلیا کے اخباروں کو جو تاریخیں بھیجی گئی ہیں ان میں انسانی خون اور بربادی کے سوا اور کچھ مذکور نہیں ایوازنو کے آٹھ ہزار باشندوں میں سے صرف ▬ بچے ہیں سو وہ بھی مخبوط الحواس ہیں آوازنو کا شہر بالکل پس گیا تیس ہزار آدمی ابریزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے سلتوین سولہ سو سیگیا نو میں تیرہ ہزار سیبینا میں چار ہزار سان نیلیشو میں تین ہزار لاپلی میں آٹھ سو ستر اور اسی طرح اور جگہ بہت سے آدمی زلزلہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ چند سال ہوئے زلزلہ سے جو میسینا کی کیفیت ہوئی تھی وہی ایوازنو کی بھی ہوئی انتہی ملخصاً مشکوۃ کی کتاب الفتن کے باب الملاحم کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری ومسلم میں سے بروایت ابی ہریرہ یہ ہے ویکثر الزلازل ویتقارب الزمان ویظہر الفتن ویکثر الہرج وھو القتل الحدیث ۱۳۲۵ھ **ترجمہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں کے سلسلہ بیان میں فرماتے ہیں کثرت سے واقع ہونگے زلزلے اور قریب آجائیگا زمانہ (یعنی امام مہدی علیہ السلام کا) اور کثرت سے واقع ہوگی خونریزی) اور قتل الحدیث زلزلوں کے بارہ میں حدیثیں بہت آئی ہیں جن میں زلزلوں کے واقع ہونے کی سمت کا بھی ذکر ہے۔

سن چکے ہم سب خدائی کے خواص
جنسے کچھ لغزشوں نے بھی لیا
کھو لکر دکھلا دیئے اسلام نے
تھا یہ فرمایا رسول پاک نے

دیکھنا مخلوق کو مت مدد ہرم
تاکریں تثلیث کا عقد وہم
اسکے اندر جسقدر تھے خم ستم
اُمتی سب بعضے کریں وہ بھی کرم

یہاں تک ان میں سے گر کوئی بھی یہ بھی گزرے گا اُمت پر ستم	جو کہ گزرے ہیں اہل کتاب ہوگیا ہوا سے ان میں سے کوئی

شرع کی تینوں بیتوں کے متعلق جو بیان مناسب تھا قدرے تفصیل سے اوپر ہوچکا لہذا یہاں حاجت اعادہ کی نہیں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الایمان کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل ثانی میں ہے ص۳۰ وعن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملةً کلهم فی النار الا ملةً واحدةً قالوا من هی یارسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی رواه الترمذی وفی روایة احمد وابی داؤد عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة وانه سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بهم تلک الاهواء کما تتجاری الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل الا دخله اور مرقاۃ میں ملا علی قاری ارقام فرماتے ہیں قوله وهی الجماعة ای اهل الفقه والعلم الذین اجتمعوا علی اتباع آثاره صلی اللہ علیه وسلم ولم یبتدعوا بالتحریف والتغییر **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ ایک زمانہ آئیگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر مطابق ایک جوتی کے ساتھ دوسری جوتی کے یہانتک کہ اگر ہوا ہوگا ان میں کوئی ایسا شخص کہ جسنے علانیہ بدکاری کی ہوگی اپنی ماسے (تو) ہوویگا میری امت میں بھی ایسا شخص کہ کرگذریگا اس بدکاری کو اور بیشک بنی اسرائیل متفرق ہوگئے تھے بہتر فرقوں پر اور متفرق ہوجائیگی میری امت تہتر فرقوں پر سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں ہیں۔ عرض کیا صحابہ کرام نے کونسا ہے وہ فرقہ اور ملت فرمایا وہ ملت وہ ہے

جسپر مین ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور امام احمد و ابوداؤد
کی روایت مین معاویہ سے یون آیا ہے کہ بہتر گروہ دوزخ میں ہیں اور ایک جنت مین اور وہ ایک سنت و
جماعت ہے اور تحقیق شان یہ ہے عنقریب نکلینگے قومین میری امت مین [illegible]
اور سرایت کرجاینگی اون مین یہ بدعتین جیسے کہ باؤلے کتے کے کاٹنے کا زہر [illegible]
جاتا ہے باؤلے کتے کے کاٹے ہوے مین [illegible] اوس کی رگ اور [illegible] سے کوئی رگ اور [illegible]
جوڑ مگر کہ داخل ہوجاتا ہے وہ اوس مین ترجمہ حدیث کا تمام ہوا اقول آپ کا [illegible] (ناجی
فرقہ) جماعت ہے یعنی وہ وہ اہل فقہ و علم ہیں جو متفق ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیثون (اور آثار) کے پیروی کرنے پر چھوٹے بڑے امر مین اور نہ کیا کبھی
اونھون نے بدعتیں (ہر چھوٹے بڑے امر مین) ساتھ تحریف اور تغییر کے - ترجمہ عبارت مرقاۃ
کا تمام ہوا - ایسے لوگ اس زمانہ مین بھی گری پڑی سنت کے حامی بن رہے ہین اور انکا [illegible]
کی تغییر مین تحریفات سے کام لینے اور مطلق کو مقید کرنے اور بعض تخصیص کسی دلیل سے [illegible]
اور بعض اپنی طرف سے تخصیص کرنے اور باب عبادات خصوصاً بدنیہ مین توقیف کی حد توڑتے
مین جو انکا عذر بیجا ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہین - تثویب اذان دینا جو پہلے نکلتے ہی ممنوع
تھا اب پھر زندہ ہوگیا اور بھی کیا بیشمار بدعتیں ہیں جنکا مجموعہ ما انا علیہ واصحابی کی [illegible]
کھوٹا پر کہا گیا ہے - خیر یہ تو عملیات مین تھا - عقائد مین اس عذر کا یہ حال ہے [illegible]
کہ حدیث بقا [illegible] تھا ملاحظہ فرمائے الامن والعلی مین مرقوم ہے سبحان اللہ [illegible]
الصلوۃ والسلام جو فرما رہے ہین کہ مین خلق کرتا ہون شفا دیتا ہون مردے جلاتا ہون
حراموں کو حلال کئے دیتا ہون ان ارشادون کی نسبت کیا حکم ہوگا صفحہ ۲۱۳ و ۲۱۴ [illegible]
مہربان ناحق مسلمانوں پر اس سوال کی جوابدہی کا بار رکھتے ہیں آپ تو خود ہی اسکو یون [illegible]
کرچکے ہیں اوسی الامن مین تنزلاً یہی کہا کہ حالا مرین سے خالی نہین نسبت حقیقی [illegible]
ہے یا اتنا سمجھا کہ حضور سبب و واسطہ و وسیلہ دفع بلا ہین لہذا نسبت مجازی ہے!

چونکہ بموجب تصریحات مذکور بالا ہندوہم کلیپتک اس عالم کو اکاش اور پران سے بنا ہوا الغرض اکاش اور پران کو پرمیشور مین سے بلا اختیار نکلا ہوا مانتے ہین یعنی حق سبحانہ کا جز مانتے ہین تو کل کا ایک جز دوسرے جز کی عطا دیا کریا نہیں ہوسکتا اوران دونون امرونسے اوپر بھی درجہ ہی جسکو دل ہی دل مین رکھا اوراس ترقی کی کیفیت میں لب کشائی نہ فرمائی ورنہ نسبت ذاتی حقیقی مناسب مقام کہدیتے غیر تنزلی دونون منزلون کا مطلب جو عوام سے پوشیدہ رکھاہے اول یا دوسرا اظہار دیکھو نسبت حقیقی عطائی پر تو خلق کرنے شفادینے مردے جلانے وغیرہ کی قدرت کاملہ لنا عیسی علیہ السلام کو لازم آیا پس جو کچھ اونھوں نے پیدا کیا جلادیا وغیرہ سب اونھیں کی مخلوق ہوئی تو ہی اُنکے معبود رہے اور خدا کی مخلوق ہونے خدا کے بندہ ہونے سے نکل گیے وَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ کا الزام جو اعتقاد مذکور بر نصاری کو دیا گیا تھا وان عبدت طراز کے گلے کا ہار سرکا بار رہوا۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ اللہ تعالے پوچھیگا کہ اے عیسےٰ کیا تونے لوگون سے یہ کہدیا تھا کہ مجکو اور میری ماکو دو معبود ٹھیرائو نہ اللہ کو ترجمہ تمام ہوا تفسیر کبیر کی عبارت بارہا نقل ہوچکی کہ اس اعتقاد کا نصاری مین کوئی نہین کہ اون دو کی خدائی کے اقرار کے ساتھ خدا کی الوہیت اور خدائی کی نفی کرتا ہو۔ جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ معجزات کو حضرت عیسی و مریم علیہما السلام کے جب اونکی مخلوق مانا نصاری نے یعنی تصویر کر پرند کی اونکا پیدا کیا ہوا مانا مردے جلانے وغیرہ کو تو یہ مخلوق خدا کی مخلوق ہونے سے نکلگئی اور مخلوق مسیحی ٹھیری اور جو جسکی مخلوق وہی اوسکا معبود۔ پس جب یہ خدا کی مخلوق نہیں تو خدا اونکا معبود بھی نہین۔ بایں استلزام عیسی و مریم علیہما السلام کے معجزات و کرامات کو اونکی ایجاد اور مخلوق ماننے والونکو الزام مذکور دیا گیا ہے۔ پس مولف الاسن نسبت حقیقی عطائی مانکر حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف خلق کرنے مردے جلانے وغیرہ میں خدا کی مخلوق نہ ماننے والے ان معجزات کے ٹھہرتے ہیں گویا ان معجزات کا معبود ہی اللہ

سبحانہ کو نہیں مانا اور ان دو امر و میں سے امر اول پر ایراد مذکور کو ہم نے اس لئے مقصود
کیا کہ آپ الامن کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ حضور کو دافع البلا کہنا بھی بمعنی حقیقی
عطائی ہے (تا سطر ۳) اگر یہ تصریح نہوتی تو بحسن ظن کسی تاویل قریب یا تاویل بعید سے
نسبت مجازی پر ٹال کر بچا نیکا موقع تھا مگر صفحہ ۳۴ کی یہ عبارت پھر مرکز پر ہی لیجاتی
احکام الٰہیہ دو قسم ہیں تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضاے حاجت و دفع مصیبت
و عطاے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہ عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ
کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین
میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی
کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالے ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ
کیا اونکے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اونکے واسطے دین میں وہ راہیں
نکالدی ہیں جنکا خدا نے حکم نہیں دیا اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں
قال اللہ تعالے فالمدبرات امرا قسم ہے اون مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر
کرتے ہیں۔ سطر ۸ تا آخر صفحہ دونوں حکموں کی ایک ہی حالت بروجہ مذکور مسلمانوں کا
سچا دین بتلاتا اون کو ہندو دھرم اور مجوسی آئین سکہاتا ہے آیت اور حدیث سے
بشہادت مفسرین آتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا فعل تکوین یعنی ہو جا فرما کر بلا محنت و مشقت
کماسنے نا موجود کو موجود کر لینا مارنا جلانا تا تدبیر یہ سب حسب تصریح صمد نو عین ہیں
اور یہی تکوین کی ان کا مخلوق کو حاصل ہونا یہ الوہیت اور خدائی کے خواص ہیں انکی سمائی کو
الوہیت اور خدائی در کار عبودیت کے ظرف میں اسکی سمائی نہیں تو اس میں عطائی کا گنجایش
کانا الوہیت اور خدائی اونکو دلاتا ہے تخلیق اجسام اور تدبیر عالم کے خواص الوہیت سے
ہونے میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں پس اس اختصاص کو ماننا منجملہ ضروریات دین
ٹھیرا۔ معتزلہ جو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق اپنے آپ کو کہتے ہیں تو بمعنی تکوین نہیں کہتے

یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے افعال اختیاریہ ہمارے کن کہدینے سے بے محنت
مشقت کمائی کے ناموجود سے موجود ہو جاتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے افعال اختیاریہ اثر
ہماری کمائی کا ہیں تکوین الٰہی کے تحت وہ نہیں آتے آیات نمل کی تفسیر امام علامہ علاؤ الدین
بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی خازن کی لباب التاویل فی معانی التنزیل میں یوں ہے
ولهذا السبب ذكر انواعا تدل على وحدانيته وكمال قدرته فالنوع الاول قوله تعالى
امن خلق السموات والارض (الى قوله تعالى) ما كان لكم ان تنبتوا شجرها) يعني ما ينبغي
لكم لانكم لا تقدرون على ذلك لان الانسان قد يقول انا المنبت للشجرة بان
اغرسها واسقيها الماء فازال هذه الشبهة بقوله ما كان لكم ان تنبتوا شجرها
لان انبات الحدائق المختلفة الاصناف والطعوم والروائح المختلفة والزروع
تسقى بماء واحد لا يقدر عليه الا الله ولا يأتي لاحد وان تاتى ذلك لغيره محال
(ءاله مع الله) يعني هل معه معبود اعانه على صنعه (بل) يعني ليس معه اله
ولا شريك (هم قوم يعدلون) يشركون الخ **ترجمہ** اور اسی سبب کے
لئے ذکر فرمائیں ایسی چند قسمیں (تکوین کی) جو دلالت کریں اوس تعالٰے شانہ کی وحدانیت
اور کمال قدرت پر (یعنی مثل تکوین کا کارخانہ چلانے بے محنت مشقت کمائی کن
یعنی ہو جا فرماکر ہر ناموجود کو موجود کر دینے میں اللہ سبحانہ اکیلا ہے اور یہ کمال قدرت
کا اثر ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے) تو پہلی قسم
(کے بیان میں یہ قول ہے اللہ تعالے کا بھلا کسنے بنائے آسمان اور زمین (الی قول
باری تک) تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے اون باغوں کے درخت مراد الٰہی یہ ہے کہ
یہ کام تمہارے لائق نہیں (یعنی تمسے بن آنیکی چیز نہیں) اسلئے تم اسپر قدرت نہیں
پا سکتے اسلئے کہ انسان کبھی اپنے آپ کو اُگانیوالا درخت کا درخت لگانے درخت کو پانی
دینے کی وجہ سے کہنے لگتا ہے تو دفع کیا اوس کے اس شبہہ کو اپنے قول ما کان

نکفرات تنبتوا شجرھا سے اسلئے کہ مختلف قسم کے باغوں مختلف مزون اور بوؤن والے اور طرح طرح کی کھیتیان اگانا ساتھ ایکہی طرح کے پانی کے اللہ سبحانہ وتعالے شانہ کے سوا یہ کسیکو بس کی بات نہین اور نہ حاصل ہوسکتا ہے واسکو کسی مخلوق کے اور بیشک حاصل ہونا اس (امر تکوین) کا واسطے غیر اللہ کے محال ہے اور غیر اللہ کے لئے اسکا حاصل ہونا محال کیون نہو) کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی بھی معبود ہوسکتا ہے کہ مدد کرے اللہ کی اللہ کے کرنے کے کام مین (بلکہ) یعنی نہین ہے ساتھ اوسکے کوئی معبود اور نہ کوئی شریک بلکہ وہ قوم عدول کرنے والی حق سے منکر ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا مسلمانون کا سچا دین بیشمار نصوص سے ثابت تہا تو یہ امور تکوین قدرت کاملہ الہیہ کا اثر ہین اور عطائی قدرت کے بس کی چیز نہین امور تکوین چلانے کی قدرت مخلوق کو حاصل ہونی محال حق ہے سب اہل علم جانتے ہین کہ الوہیت اور خدائی کا خاصہ کسیکو معاذ اللہ دیا جائے تو اوسکی سمائی کو کیا خدائی بھی دی جائیگی ۔ اور اخیر عبارت تفسیر کی صاف دلالت کرتی ہے اس پر کہ عطائی قدرت امور تکوین پر اگر کسیکو بفرض محال حاصل ہو تو وہ اونکی مخلوق اللہ کے مارے جلتے جڑی بوٹی اونکا آسمان وزمین تباہ ہوئے نظام عالم مین اوسکی بقا کے اسباب پیدا کئے آگے پیچھے لگاتے ہوئے بطور اتفاق ہونگے وہین اونکے سوا محبوبان خدا مقبولان بارگاہ کی مخلوق وغیرہ جدا ہوگی اور بموجب ء انت قلت الایہ بموجب تفسیر کبیر وغیرہ یہ مخلوق جب خدا کی مخلوق نہی تو خدا اون کا معبود بھی نہ رہیگا ۔ ناظرین اس مشرقی نئے دین کی خفیہ کارروائیونکو ملاحظہ فرماکر بتاویں کہ ہندو دہرم [1] اور مجوسی آئین اور اس دین کتنا فرق ہے اور مفسرین کیا اپنے گھر کی کہہ گئے ہین

---

[1] استفسار اول ہی اور یہ منقول ہو چکا ہے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کوسلیا کا بیٹا رامچندر اور دیوکی کا بیٹا کنہیا خدا نہوں جنہین ہندو اسیطرح خدا ٹھیراتے ہین جسطرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ ہر ایک شیش جہا دیو خدا نہون کہ ہر ایک اون مین سے بطور ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے ۔ اور کیا وجہ کہ نفوس کو کبیہ اور عقول عشرہ جنہین مجوس مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے مین جانتے ہین ۱۹۰ جب خلق میں تکوین کی قدرت فقط محبوبان خدا کو بہ فرقہ مان رہا ہے تو نصاریٰ اور ہنود اور مجوس کی یہ فرقہ گمراہ ہین اور اسلامی فرقہ تنگی ہکو کہ تلقی [illegible]

راللہ مع اللہ نص قرآنی کا مفاد بھی یہی ہے جسکو پانچ جگہ پانچوں امور تکوین کے ذیل فرمایا ہے پورا رکوع دیکھئے ۔

علامہ جلیل ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی مدارک التنزیل و حقائق التاویل میں ہے (ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا) ومعنی الکینونۃ الانبغاء اراد ان تاتی ذلک محال من غیرہ ۔ ص۳۹ جلالین میں مرقوم ہے امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا لعدم قدرتکم علیہ ءالہ مع اللہ اعانہ علی ذلک ای لیس معہ الہ بل ھم قوم یعدلون ۰ یشرکون باللہ غیرہ

ص ۳۲۱

اس باب میں تمام تفاسیر سلف و خلف متفق ہیں اگر کسی میں اختلاف ہے تو ہندو مجوس کو یہ لوگ خواص الوہیت پیدا کرنے پالنے مارنیکو برہما وشنو مہادیو کی قدرت کاملہ کا اور عقول عشرہ اور کواکب کی تاثیر کا اثر مانتے ہیں نہ اللہ کی قدرت کا اور جب اللہ سبحانہ فرمارہا ہے ءالہ مع اللہ ان امور تکوین کے مخلوق سے وقوع میں آنے کے فرض محال پر کہ کیا اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہی کہ کام تکوین کا چلا سکے اسلئے کہ یہ کام اثر ہے قدرت کاملہ کا جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے ظرف عبودیت قدرت کاملہ کی سمائی کی برداشت نہیں سکتا پرچہ عطائی امور تکوین مخلوق سے وقوع میں آسکے ہر مدعی کوئی عبارت ہی کتب عقائد کی پیش کریں جس سے یہ کام کسی مخلوق کا اللہ سبحانہ کی شرکت میں یا بے شرکت وقوع میں آنا منجملہ عقائد اہل سنت ثابت ہو بلکہ موجودہ فرق اسلامیہ میں سے کسی فرقہ کا یہ اعتقاد نقل کرکے تب ہندو دہرم چھوڑنے مجوسی آئین اسلام پر نا بردنگی درد سری اٹھائیں ۔ ناظرین اوسی الامین میں یہ غدر ملاحظہ فرمائیں ۔ ہاں ہاں میں نے کہا تھا یہ صفت حضرت علوقت کی ہو نہیں نہیں یہ خاص صفت اوسی کی ہے ۔ عزوجل فرماتا ہے قل من یرزقکم من السماء والارض (الی قولہ تعالیٰ) افلا تتقون ۰ (ترجمہ) اے نبی ان کافروں سے فرماؤ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے

اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہینگے اللہ تو فرما پھر ڈرتے کیون نہین

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اوس کا اختصاص جانتے ہین اُنسے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کون کرتا ہے تو اللہ ہی کو بتائینگے دوسرے کا نام نہ لینگے اور خود ہی اوس صفت کو اپنے مقبول بندونکے لئے ثابت فرماتا ہے کہ قسم ہے محبوبان خدا کی جو عالم مین تدبیر اور تصرف کرتے ہین ایمان سے کہنا وہابیت کے وہم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا اسے ناپاک طائفہ کی سنگت والو جب تک خدا لی عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہرون سے پناہ نہ پاؤ گے اور اسپر ایمان لائے ہی یہ تمہارے شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت ودافع البلا و حاجت روا و مشکل کشا و علم غیب و نداء غیرہ سب کافور ہو جائینگے نشا ۲ ناظرین اس عبارت مین تو خفیہ اور علانیہ زہر آلود پان اور شکر ریزہ پان مین اون مین غور فرمائین ان الناس والے حضرت کی ساری تصنیفات تالیفات دیکھ لو جہان کہین اللہ سبحانہ کا اسم ذات خواہ اسم صفت آیا ہے وہان عزوجل یا تعالے وغیرہ تعظیمی جملے ضرور آئے مگر یہان خواص الوہیت کے بیان اختصاص مین آپ تنگ آکر یا جل مجبکر لائے تو کیا جائے ہان ہان مین نے کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہین نہین یہ خاص صفت اوسی کی ہے نہ اوس تعالے شانہ کی کہا اور نہ مثل اسکی اب عزت کا حال سنئے آیت وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ تو عزت اللہ سبحانہ کی بھی بتلاتی ہے اور اوس کے رسول کی اور ایمان والونکی بھی اب صرف معنی مصدری وغیرہ ملحوظ رکھنے کے عندات رہگئی مگر عوام سے پردہ رہگیا کیونکہ فرق خواص الوہیت مین صرف ذاتی عطائی کا ہنا پایا ہی ہے اس اختصاص کو چاہے محبوبان خدا عزت داروں پر منطبق کر دو یا اللہ سبحانہ کے لئے چھوڑ دو حضرت عزت کے اختصاص معلوم مین رب عزوجل فرماتا ہے یہ عبارت اس ایہام سے خالی نہین کہ حضرت عزت اور ہے اور رب عزوجل اور۔ خالص توحید اور فردانیت کے اثبات مین ڈھیلا پن ایسے مواقع مین دو معنی کلام لانے کا مشاق بنا چکا ہے

اوس سے پہلا تو اختصار ہے کہ قریب کے [illegible] تک بیان کئے گئے وہ کیا تھا اور [illegible] سے
طرف [illegible] ہمیں سمجھایا ہے۔ [illegible] کے اصول اور عقلا [illegible] بیان کئے ہیں [illegible]
[illegible] نقل [illegible] موافق اسکے جاننے والے مدبر تعالے شانہ کی تدبیر انتظام
عالم کی ایک [illegible] پیدا کرنی ہر تمام اسباب دنیا عالم اسفل و عالم بالا کو پیدا فرمایا خلقت
انسان کو تھا [illegible] انسان جتنا کہ [illegible] پیدا کی وہ جو کام اوس سے لینا تھا اوس کو [illegible]
[illegible] جا سکتی تھا۔ اسی طرح پانی وغیرہ اور عنصر [illegible] ذرہ ذرہ کو [illegible] تو
[illegible] سمجھ جاتے۔ پانی [illegible] سورج کی کرنوں کی پاس [illegible] تو
ہمارے [illegible] کے [illegible] تک [illegible] غرض عالم کے ذرہ ذرہ کو پیدا فرماکر
ہمارے کام پر چھوڑ دیا یہ سب کچھ تدبیر الہی کا صدقہ ہے اور اوس کے [illegible] کی کارسازی
کامیابی۔ اب [illegible] تدبیر کی ہے قدرت خداداد
[illegible] اونکو [illegible] خدا کی تدبیر تدبیری کب ہے تدبیر [illegible]
اگر اسباب [illegible] جائینگے تو تمام وہ اسباب جو انسان کی بنا اور [illegible] قوت
وہ [illegible] جائینگے اونکی [illegible] ویسا ہی ہے جیسے کپڑا بلو مشین کا بنا ہوا دیا [illegible]
سوتی [illegible] بہت ہی چیزیں مشین کا بنایا ہوا کرتے۔ جب پانی [illegible] وغیرہ [illegible]
کا [illegible] کہنا [illegible] ہے۔ اس سے اوسکو جسکی کچھ بڑی بہت تھوڑی
[illegible] ہے اس کا [illegible] نہیں ہوتا کہ ان مشینوں نے یہ تمام شیشوں کے چلانے والوں کے
[illegible] سے چلانے والوں نے [illegible] کوئی مشین کپڑے کا دیا۔ [illegible] سلائی کا
سوئی کی [illegible] تو [illegible] جنہوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہ شرک اسباب کی
دلدل میں پھنسے ہیں۔ [illegible] تدبیر کی کیفیت کا بیان بقدر ضرورت آئندہ
آئیگا۔ یہاں صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نطفہ جب [illegible] قرار پاتا ہے تو فرشتہ اوس
نطفہ پر [illegible] کام کرتا ہے [illegible] فرشتہ کفار کے بدنوں میں

ثابت ہوا کہ جب ثابت ہوا کہ کسی سے بیان نہیں ہو سکتا اور صاحب ارض و اعلیٰ

کے ذاتی اور عطائی فرق پر تمام امت [illegible] ایمان نصیب کرے [illegible] انا [illegible] اللہ [illegible]

کبھی [illegible] بچہ دان میں نطفہ پڑ کر صورت آدمی کی بنتی [illegible] کا ان [illegible] اور [illegible]

تو عطا فرمائی گئی ہے جو اللہ [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] آگرا [illegible] کیا گیا

[illegible] سر دردیاں [illegible] تو ان [illegible] خدا کے پاس [illegible] آن گران [illegible] سر دردیوں سے

جھگڑے [illegible] چونکہ ہمارے مہربانوں کو [illegible] سے خفیہ [illegible] تفسیروں

اور [illegible] اعتقاد [illegible] کا [illegible] سے [illegible] اور [illegible] نقل کا

ہیں کہ جب نطفہ پانچوں اندرون یعنی عضو [illegible] میں جا پاتے اور بچہ دان میں قرار پاتا ہے تب

روح [illegible] دونوں اوس بچہ دان میں [illegible] زمانے [illegible] کی معرفت اور [illegible]

بنے کسی کاریگر کا کام کاریگری بغیر [illegible] ایک لگے بغیر پیدا ہوتا [illegible]

اسلئے اون کو [illegible] قیام کی [illegible] ضرورت محسوس ہوئی تاکہ اون [illegible] کی صورت

بناوے [illegible] کہ اون کو معلوم ہو تاکہ نطفہ ریزی کی قدرتی [illegible] اور روح [illegible]

[illegible] کے خزانوں سے پہنچانا باسباب تقلیب [illegible]

[illegible] وجود [illegible] فرشتہ سے سب [illegible] ہو رہا ہے [illegible]

محتاجوں [illegible] پر قیاس کر کے ایسی بات نہ کہی [illegible] آج روشنی کے زمانہ میں [illegible]

[illegible] خیال کیجاتی ہے اور تفسیر مدارک و خازن و جلالین سے [illegible] قرآنیہ قطعی

الثبوت و قطعی الدلالت سے مراد الٰہی یہ معلوم [illegible] ہو چکی [illegible] تکوین [illegible] مخلوق کو

حاصل ہونا ہی محال ہے کیونکہ [illegible] الوہیت اور [illegible] اگرچہ

کتنی ہی ترقی پر پہنچا ہوا ہو [illegible] اور خدائی [illegible] محال ہے

تو بوجہ عطائی [illegible] تکوین [illegible] کہا جا سکتا [illegible] اور [illegible]

متعلقہ مین جو عبارتین فتوحات مکیہ کی ہتہیں مع ترجمہ اوب ہمارے شیخ کی دافع الریب مین منقول ہین اونسے بھی مقصد صدر بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی مقبول فریقین عقاید کی کتاب تکمیل الایمان مین تدبیر الٰہی کے معنی **مُدَبِّرُهَا وَمُقَدِّرُهَا** کے تحت یہ بتلاتے ہین و تدبیر عبارت است از علوم عواقب امور و اتقان در ایجاد وے یعنی تدبیر الٰہی کامون کے انجامونکے جاننے اور انکو نیست سے ہست کردینے کے اندر پختگی اور مضبوطی کر دینے کا نام ہے + تب ہی تو ایسی تدبیر اور تخلیق مین اللہ سبحانہ وحدہ لا شریک لہ کو یکتا ماننے پر ایمان اس آیت مین مطلوب ہے مفسرین سلف و خلف کی جمہور شہادت ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ بین الخلایق ذٰلِكُمُ الخالق المدبر اللّٰہ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط وحّدوہ وحدوا صنع اللّٰہ الذی اتقن (اَحْکَم) کل شیٔ جلالین **ترجمہ** تدبیر کرتا ہے امر کی درمیان خلایق کے یہی تمہارا خالق مدبر اللہ رب تمہارا ہے تو اوسی کو پوجو یعنی یکتا جانو مانو اوسکو (وصف خلق و تدبیر میں) یہ صنعت ہے اوسی اللہ کی جسنے محکم کر دیا ہر چیز کو (جلالین) تمام کتب عقائد ہمزبان ہوکر صاف بتلا رہی ہین کہ اس تدبیر اور خلق اجسام کے خواص الوہیت سے ہونے مین سب اسلامی فرقے متفق ہین کسی فرقہ کو اس مین اختلاف نہین۔ مگر مصنف الامن نے اس اعتقاد مین کہ منجملہ ضروریات دین ہے خطا کا غدر حال ہی مین برپا کیا۔ مفسرین سلف و خلف و متکلمین و جملہ فقہا و متکلمین اور صوفیائے محققین تو قائل ہونا اسکا خالق کو محال فرما چکے کما مر و یاتی۔

مولف الامن کا جو دعوے ہے ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان طلب کرنیکا اوس کے ضد ایمان ہونے اور ابطال پر جیسے نصوص صدر گواہی دے رہے ہین ایسے ہی کتب عقاید وغیرہ اسکو سمجھا رہے ہین۔

شرح عقائد نسفی مین ہے۔ اور مشابہ نہیں اوس کے سامنے ہر شانہ کے

کوئی چیز لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے (دو چیز وں کا) ایک ہو جانا حقیقت مین تو ظاہر ہے (باطل ہونا اسکا) اور لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے ہونا دو چیزون کا ساتھ اس حیثیت کے کہ اونمین کی ایک قایم ہو مقام دوسرے کے یعنی صلاحیت رکھی ایک اوس دتاثیر اور کام کی) جسکی صلاحیت رکھے دوسری تو بیشک کوئی چیز موجودات مین سے قایم مقام نہیں اوس تعالے شانہ کے کسی بات مین اوصاف مین سے تو بلا اشتباہ اوس کے علم و قدرت وغیرہ (اوصاف) بزرگ و برتر ہین اون صفات (علم و قدرت وغیرہ) سے جو مخلوق مین ہین بایں حیثیت کہ کوئی مناسبت نہین صفات حق اور صفات خلق کے درمیان ترجمہ تمام ہوا حضرت بحر العلوم جنکو خاص مین صفحہ ۵۰ تک علماء لکھا ہے وہ شرح مسلم مین ارقام فرماتے ہین الاول ما افادہ الامام الاعظم والشیخ الاکبر فی فتوحاتہ المکیۃ انہ تعالی یخالف المخلوقات لا مناسبۃ بینہ و بین خلقہ البتۃ وکیف یشبہ من لا یقبل امثال بمن یقبل المثال فالعلم باللہ عزیز عن ادراک العقل والنفس الا انہ واجب تقدس وتعالی وکلما یتلفظ بہ فی حق المخلوقات او یتوھم فی المرکبات وغیرہ فاللہ تعالی فی نظر العقل السلیم بخلاف ذلک لا یجوز علیہ اوھو منہ **ترجمہ** اول اوس چیز کا جسکا افادہ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی فتوحات مکیہ مین کہ بیشک اللہ تعالے نرالا ہے مخلوقات سے کوئی مناسبت (ومماثلت مشابہت) نہین درمیان اوس کے اور اوسکی مخلوقات کے درمیان بہلا کیسے مشابہ ہو جاویگا وہ پاک ذات جو قبول نہیں کرتا مانند اور مثل کو ساتھ اوس کے جو قبول کرتا ہے مثل کو تو جاننا اللہ کا دشوار ہے ادراک عقل ونفس سے ۔ مگر یہ کہ وہ تعالے شانہ واجب ہے اور ہر وہ چیز جسکے ساتھ تلفظ کیا جاے حق مین مخلوقات کے یا وہم کیا جاے (جیسا) مرکبات وغیرہ مین پس اللہ تعالے عقل سلیم کی نظر مین بخلاف اوس کے ہے او سپر وہم جائز نہین ۔ ترجمہ تمام ہوا یہ عبارتین تفسیرت کی بہسم کرنے والی الف لیلا کی کہانی نہین ہین جو اونہون نے کہے

ہمیشہ مشہور کراتی ہو اہل ذات الف ہا میں یا مالدی جماعت پہ مسلمانوں کا ستحاریں مجملہ فرایض
ایمانیہ قرآن و حدیث کے دفاتر کا لب لباب متعلق بصفات اسمانی تمام موجودہ فرق اسلامیہ
کا مانا ہوا ہے مجسمہ آریہ جسمانیت باری کے قول سے مبتدع گمراہ ہو گئے مگر قرآن و حدیث کے
اس محکم قلعہ سے قدم باہر رکھنے کی اونکو بھی مجال ہوئی نہیں لہذا کہ جسمانیت بھی اوس کی
مخلوق کی جسمانیت کی مماثلت سے منزہ ہے عبارت مذکورہ عقائد میں مخالف دین حق مذہب
حکمیں سہارا ہوا کر دیکھیں کوئی صفت مخلوق کی صفات الہی کے قائم مقام وہ کام
اور اعراض نہیں دے سکتی جو صفت ذاتی اور فضل اللہ سبحانہ کی طرف سے ہیں تو فرشتے تدبیر و تنفیذ
بمعنی تکوین و ابداع و انتظام عالم یعنی مذکورہ کا کام کیسے دے سکتا ہے۔ اس سے باطل ہوگئی
الامن کی وہ بناوٹ کہ نائب اور خلیفہ بادشاہ کا ہر سیاہ و سفید میں وہی کام کرتا ہے جو
بادشاہ کر سکتا ہے تو خلیفہ خدا کا خدائی خواص ذاتی اور فعلی میں وہ کام دوراتشکیوں مذکورہ
جو اللہ دے رہا ہے انتہی ملخصہ صفحہ ١٧ امن الامن کے امام سبکی شافعی کی کتاب شفاء
السقام سے نقل کیا لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی الخلق
والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه
من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین یعنی حضور صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق اور فاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی
مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں
مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے ازسطر ١٣ تا ١٩ - سچ فرمایا امام سبکی نے
سوا اس کے میں مدد مانگنا مدد دینا حسب کتاب و سنت سے ثابت ہے اور کوئی مسلمان آپکو
خالق مطلق مانکر اپنے کاموں میں حضور کو۔ اللہ سبحانہ سے بے نیاز جانکر آپ سے مدد
مانگتا نہیں تو یہ الزام قائم کرنا کہ اسنے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل
مستقل اپنے عقلوں میں مانا یہ دھاندلی ہے واقعی تلبیس فی الدین ہے اور عوام موحدین کو

پریشانی مین ڈالتا ہی اور تقیید اسلامی ہی معتبر ہے تو موحدین مسلمان ہی ہوتے اس امر کا لحاظ رکہنی
ہوے موحدین کہتے سے لہا رکہ موحد لفظ الموحدین معرّف باللام مین داخل نہین ہو سکتے
مگر صاحب الامین کو توحید اور موحدت [illegible] خرابی ہوگئی ہے کہ اسکو زبان قلم پر لانے سے
بہی کراہت فرماتے ہین امام موصوف تو [illegible] عبارت المواحدین لامین - مگر مترجم صاحب اسکی
ترجمہ مین اون موحدون کا لانا ثابت نہین کرتے ایک لالہ صاحب نے اپنے آدمی سے کہا
کہ آج بہی بون کے ساتھ آلو کا ساگ کرلینا چاہیے شیخ نے فرمایا کہ لالہ صاحب آپ آلو کے
جو نکا ساگ پکواتے ہین آلو ہی کیون نہ پکوائیے تب لالہ جی بولے کہ نہین صاحب آپ سمجھتے نہین
ہینے آلو تو انکو ہی کہاتے ہین پہلے ہم اسکی جگہ آلو کی ترکاری کہا کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ مسلمان
لوگ ترکاری مانس کو بہی کہتے ہین تب سے ہمنے اس لفظ کو چہوڑ دیا اور بجاے اس کے
آلو کا ساگ رام ترئی کا ساگ تنگا بین کا ساگ کہنے لگے - بیشک جس لفظ سے کہٹک ہو
جاتی ہے اوس کے بولنے کا اندیشہ ہی ہونا چاہتا - مگر ہم مسلمان لوگ کیا کرین ہمارے تو اسلام
ایمان کا پہلا رکن ہی اقرار توحید کا ٹہہر چکا - خیر غرض بندہ کی اوس عبارت کے لانے سے
ناظرین کو اطلاع دینا تہا اس امر پر کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ حنبلی کے مقابلہ
مین خلق مین استقلال کی قید نہ لگائی بخلاف افعال حضور کے اس لئے کہ پیدا کرنا پالنا
مارنا جلانا جملہ امور تکوین منجملہ خواص الوہیت مین جو ذاتی ہی ہوتے ہین اونکی کوئی قسم نہ تجویز
کی جانے کی چیز اور نہ مخلوق اونکی سمائی کے لائق مگر ہمارے مہربان نے عبارت [illegible]
فرماکر یہی عبرت حاصل نہ کی خواص الوہیت کو ایسا سستا کردیا کہ ہر چیز اٹہا محبوب الہی کو [illegible]
کرتا عطائی قدرت الہی سے قرآن وحدیث اور کتب عقائد کو بالاے طاق رکہکر ٹہہرادیا
اور استر [illegible] یہ کہ اوس ضد کا ماننا طلب کرنے کہڑے ہوگئے - فریقین کے منازعات مین ہمارے
امام اعظم اور شیخ اکبر مالکی رضی اللہ تعالی عنہما کے ارشادے نقل فرماکر حضرت بحر العلوم
سے فیصلہ کردیا فریقین قرآن وحدیث دکہائین یا مذوقات صوفیہ جس نظر تصوف و لذت

شفاعت تدبیر تصرف امداد دفع مرض وبلا وقحط وبا مشکل کشائی حاجت روائی وغیرہ
اسکا سونکا مجازاً بطور سببیت وغیرہ مخلوق کے حق مین تکلم کیا جائے۔ مثلاً فلان کی دعا بائین
سے اللہ سبحانہ نے قحط اوربا وغیرہ کی بلا دفع فرما دی اللہ سبحانہ ان تمام امور مین
بخلاف اس مذکور بالا کے ہے۔ اور کیون نہو کیا معاذ اللہ اللہ بھی کسی سے دعا مانگیگا
ابن حجر کا قول سویدا سکا شروع حصہ ہنامین دیکہا کر وہ دیکھو جسکو اعلام الاذکیا۔ مین
ابن حجر سے ہی نقل کیا ہے بایں عبارت وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی وہ علم
مخلوق کا جو دیا ہوا ہے اللہ تعالے کا وہ خدا کے علم کا غیر ہے نہ عین علم الہی اور علم مخلوق
مین مغایرت ماننا بھی منجملہ ضروریات دین ہے علامہ تفتازانی شرح مقاصد
میں ارقام فرماتے ہیں التوحيد عبارة عن عدم الشريك في الالوهية
وخواصها یعنی اللہ سبحانہ کو ایک ماننا یکتا جاننا عبارت ہے الوہیت اور الوہیت
کے خواص مین شریک نہ اعتقاد کرنے سے ترجمہ تمام ہوا ہی کیا تمام کتب عقائد وتفاسیر
ڈنکے کی چوٹ بھی بیان کر رہا ہین کہ الوہیت مین غیر اللہ کو شریک ماننے اور مستحق عبادت جاننے
تب بھی مشرک کا فر مخلد فی النار اور خواص الوہیت مین سے ایک خاصہ مین بھی مخلوق
کو شریک ماننے مخلوق کے لئے کوئی خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرے تب بھی کافر
مشرک خواہ یہ خاصہ مخلوق کی الوہیت کے اعتقاد سے ثابت کرے یا بغیر اعتقاد
الوہیت کے تفسیر نیشاپوری وبیضاوی وغیرہ کی بہت سی عبارتون سے اس کو ثابت
کردیا ہے۔ ہمارے شیخ نے دافع الریب مین بطور نمونہ آیت ۵ دیکھیے یہ امر داخل
اعتقاد نہ تہا کہ غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد کئے بغیر اوس غیر کے لئے خواص الوہیت
ثابت کرنے ماننے سے مشرک نہوگا یہ شارع براستدراک تو فاضل بدایونی کی نوبہت
فکر کا نتیجہ ہے۔ بوارق مین لکھتے ہین شرعاً معتبر در توحید وشرک ہمان صفت الوہیت
است وبس کہ آن صفت در غیر ذات حق بہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات ونہ بعطائے

اور تعالیٰ شانہ نہ کامل ہے نہ ناقص الخ صفات جیسے غیر حق میں الوہیت ذاتی
عطائی کامل ناقص کسی طرح کی نہیں پائی جاتی اسی طرح کسی طرح کی الوہیت مخلوق کو
ماننا شرک ہے اسی طرح کسی خاصہ میں سے الوہیت کے ذاتی عطائی کامل ناقص کسی
جہت کو ماننا شرک ہوگا مثلاً علم الٰہی کو [illegible] عقیدہ معتزلہ [illegible] رحمہم اللہ تعالیٰ
نے بیان فرمایا ذاتی ہیں یا عین ذات [illegible] شرک یا اور جمیع معلومات کا احاطہ
کے ساتھ کسی مخلوق کے لئے ثابت کرنا ہے تو بھی شرک ہوگی اور علم کی ماہیت بھی
[illegible] کا فرق ہوگا۔ اگر کہا جاتا ہے کہ مشرک ہمیشہ الخ [illegible] خالد فی النار رہیگا اور یہ ایک
نزاعی مسئلہ ہے تو کہا جائیگا [illegible] کفر پر شرک کا اطلاق کتاب و سنت میں
بکثرت شائع ہے [illegible] ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن
کی فقہ اکبر [illegible] دیکھو [illegible] شرک کا کفار [illegible] سے نہیں ہے بلکہ اسماء
شرعیہ سے ہے جیسے صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ [illegible] عبارت ہمارے شیخ کی دعوت کے صفحہ ۵ کے
حاشیہ پر منقول ہے۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ویعلم لا کعلمنا ویری لا کرؤیتنا ویتکلم
لا ککلامنا الخ **ترجمہ** اور جانتا ہے وہ تعالیٰ شانہ نہ مثل ہمارے جاننے کے
اور دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور کلام کرتا ہے نہ ہمارے کلام کرنے کی طرح ہم کلام کرتے ہیں
بوسیلہ اسباب و آلات کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب و آلات کے الخ جب اس اللہ سبحانہ
وحدہ لاشریک لہ کا جاننا دیکھنا کلام کرنا وغیرہ صفات ذاتیہ ہمارے جاننے دیکھنے کلام
کرنے وغیرہ کی مانند بھی نہیں تو صرف ذاتی عطائی کے فرق سے وہ عین صفات خداوندی
کیسے ہو جائیگی مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلد اول
کے مکتوب نہم میں مرقوم ہے وصفات حضرت او صفات او [illegible] تعالیٰ اللہ عن ذلک
علوا کبیرا و این اتحاد با صفات و صفات است ارباب این زمرہ در زمرۂ الذین یلحدون

فی اسمائہ وافعالہ اللہ صد۔ مکتوب ۲۶ میں ارشاد شریف ہے دو صفات افعال

مخلوق را مخلوق او میداند نہ آنکہ صفات اینہا صفات اوست و افعال اینہا افعال او

ذاتی تو (ص) کما ہو مذہب اہل السنۃ المتکلمین صلا جلد اول ہی کے مکتوب ۹ ۲ میں ارشاد

فرماتے ہیں فالوجوب الذاتی والاستغناء الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الجمع والالوہیۃ والامکان

الذاتی والافتقار الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الکون والفساد والمرتبۃ الاولی مرتبۃ الربوبیۃ و

الخالقیۃ والمرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ العبودیۃ والمخلوقیۃ فاطلاق اسامی احدہما علی الاخری واجرای

احکام مختصۃ بمرتبۃ علی المرتبۃ الاخری لکان زندقۃ صرفا وکفرا محضا واعجب من بعض

الملاحدۃ والزنادقۃ انہم مع انہم یجرون احکام مرتبۃ علی مرتبۃ اخری فیصفون

الممکن بصفات الواجب والواجب بصفات الممکن مع علمہم بتمایزہما واحکامہما اصلا مع

اتحادہم فی المرتبۃ الکونیۃ صـ۴۲ ترجمہ: پس وجوب ذاتی اور استغنا

ذاتی مختص ہے ساتھ مرتبہ جمع اور الوہیت کے اور امکان ذاتی اور ذاتی محتاجی مختص ہے

ساتھ مرتبہ کون وفساد کے اور پہلا مرتبہ مرتبہ ربوبیت اور خالقیت کا ہے اور دوسرا مرتبہ

مرتبہ عبودیت اور مخلوقیت کا ہے پس اگر بولے جاویں ایک مرتبہ کے نام دوسرے

مرتبہ پر اور کئے جاویں ایک مرتبہ کے مخصوص احکام دوسرے مرتبہ پر تو ہوگی بیدینی

خالص اور کفر کورا اور تعجب ہے بعض ملحدوں اور بیدینوں سے وہ کیسے ملاتے ڈالتے ہیں

سب مرتبوں کو (یکتائی اور جدائی کے) جاری کرتے ہیں ایک مرتبہ کے احکام دوسرے

مرتبہ پر یعنی وصف کرتے ہیں ممکن کو واجب تعالے شانہ کی صفتوں کے ساتھ اور وصف

کرتے ہیں واجب تعالے شانہ کو مخلوق کی صفتوں کے ساتھ باوجود جاننے اس امر کے

کہ واجب تعالے شانہ اوصاف اور احکام میں مخلوق کے احکام اور اوصاف سے نرالا ہے

باوجود متحد ہونے کے [illegible] موجود ہونے میں [illegible] اسی عبارت ذاتی عطائی کے فرق کے

بزرگ اور خلافت الہی کہ ایک تانہ سے اوتا سے اور معجزات کو افعال انبیا ٹھہرانے

اور ان خیالات مستحدثہ کے نتائج اور تفریعات پر جسقدر الامن مالعلی بصرتبہ بجا تحقیق ہے اللہ تبارک و تعالے کرے اس حضرت محمد پر سا مسعود کو جو مشرقی بکار میں سمجھ اس انکو ہونا ہے اپنے پیر اتباہ کے کلام سے متنبہ ہو جائے ۔

امام مشائخ نیشاپوری سورہ مائدہ کی آیت من یشرک باللہ کی تفسیر یون کرتے ہیں
اے فی العبادۃ او فی تجویز الحلول او الاعتقاد فی اجراء وصف فی المخلوقین
او بالعکس فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیہ یعنی جو شریک ملانے ساتھ اللہ کے
دغیرہ اللہ کو) مراد الہی یہ ہے کہ شریک ٹھیرا دے عبادتیں یا بندہ کو خدا میں اور خدا کو
بندہ میں پیوست ہونیکو تجویز کرنے سے مشرک بنے یا بندہ اور خدا کو ملکر یکذات ہونا جائز رکھنے سے
مشرک ہو جائے یا اللہ سبحانہ کا وصف مخلوق میں جاری کرنے کی وجہ سے مشرک ہو جائے
یا مخلوق کا وصف اللہ میں جاری کرنے سے مشرک بنے تو اس میں شک نہیں کہ اللہ نے
اس قسم کے مشرکوں پر جنت حرام کردی ہے اور نہیں ہے ان (مشرکوں) ظالموں کا کوئی
مددگار (کہ چھڑا سکے انکو جہنم سے) **بیضاوی** شریف میں یوں ہے انہ من
یشرک باللہ فی عبادۃ او فیما یختص بہ من الصفات والافعال فقد حرم اللہ
علیہ الجنۃ **ترجمہ** تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص شریک ٹھیراوے ساتھ
اللہ کے عبادت میں یا اوس چیز میں کہ مختص ہے ساتھ اللہ کے صفات اور افعال سے
(یعنی وہ وصف اللہ تعالے ہی میں پایا جاتا ہے نہ غیر اللہ میں کسیطرح نہ ذاتی نہ عطائی
اور وہ فعل کہ جسکو اللہ ہی کرتا ہے نہ غیر اللہ کسیطرح) تو بیشک حرام کردیا ہے اللہ نے
اوس پر جنت کو الآیہ او فی اجزاء وصفہ فی المخلوقین او بالعکس عبارت نیشاپوری ذاتی
عطائی کے فرق کے نکتے دین کے عقیدہ پر پوری منطبق ہے اسلئے کہ مشرکین عرب میں جنکا یہ عقیدہ تھا کہ فلاں زمان حیا بیتہ اپنے معبودوں باطلہ کو نہ اوکی صفات میں اللہ سے
بے نیاز سمجھتے تھے نہ صفات دنیا (جیسی اولاد اور اپنے کرتوتوں کی جزا) کے قدرت اللہ

سبحانہ کی عطا فرمائی ہوئی ہے نا شخصیت ـ اور باوجودیکہ اونکو صفات و افعال الٰہیہ میں
شریک ٹھیرانیوالا ہی فرمایا ہے اور اونکا نام مشرک ہی بتلایا ہے اس بیان سے بخوبی ثابت
ہوا ہے بدلائل قطعیہ قرآنیہ و حدیثیہ اور شبہہ سمجھانا کہ ایک مخلص کا کام ... اور
قدرت ہوں یا سکتا کہ کن یعنی ہوجا فرماکر ناموجود کو موجود کر دیتا تھا جو شایان شان ہے وہ تا ب
محنت و مشقت کمائی سے بالکل منزہ تھا خواہ وہ صورت گری یا انتقال یابت مذکور فی الآیات
ارحام میں ہو یا دیگر حوادث کونیہ کا حدوث تولد و سکنات میں افسوس صد افسوس ان لوگوں کے
عذر کی آندھی میں اونکی وہ ارزانی ہو گئی ہے کہ آج کہی کہ اونکو محبوبان خدا کی میراث کر دیا
کہ وہ بھی فرمانروائے تکوین ہو گئے ہیں ـ خون گوشت پوست ہڈی بال ـ کہاں صورت
وغیرہ یہی سب خلق فرماتے ہیں اگرچہ اپنے دعوے کے اثبات میں تفسیر علیہ یا حدیث سے
لا سکینگے کہ فرشتہ ارحام میں ٹھیرے ہوئے اوس نطفہ پر کرتا ہے (اور اپنا کام کرتا ہے)
مگر چونکہ منہ سے دعوے صفت فعلی تکوین کے عطا فرمائے جانیکا نکل گیا ہے لہذا وہی کہنا
کہ محبوبان خدا امور تکوینیہ بھی کرتے ہیں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا گواہ ہے حالانکہ یہ
مدبرات امر جو کرتے ہیں وہ محنت مشقت کمائی کی خبر دیتا ہے نہ کن ہوجا کہکر ناموجود کو موجود
کر لینے یا ایک حالت سے دوسری حالت میں پلٹ دینے کی جیسا کہ آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ
پس یہ تو معدودوں کا سامان ہوا اپنی شان کا سا نہ خالق تعالیٰ شانہ کا سا ـ اس نئے دین
کے نرالی محبت کے مقتضا پر آسمان و زمین کواکب وغیرہ عالم علوی خدا کی مخلوق ہے تو یہ
اجسام دنیاوی مخلوقات کے فرشتہ کی مخلوق ہیں ارونی ماذا خلقوا الآیہ وغیرہا بہت سے
نصوص قرآنیہ کے سوالات و تحدیات سب دہرے رہ گئے تھا سا جواب دمیرا ہوا نکل آیا کہ اشیاء
مذکورہ فرشتہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے نہیں اگر اس پر یہ کہا جائے کہ ذاتی قدرت سے پیدا کی
ہوئی مخلوق دکھانیکو فرمایا ہے نہ عطائی قدرت سے پیدا کی ہوئی مخلوق دکھانیکو تو اس پر یہ کہیں
ہوگا کہ ایسی ضروری قید جو فارق تھی درمیان صفت فعلی واجب تعالیٰ شانہ اور صفت

فعلی ممکن مخلوق کے اوس کے بیان کرنے سے قرآن کریم بے زبان رہا کوئی آیت اس بیان
مین نہ دی بلکہ بیشمار آیتون سے یہ سمجہا دیا کہ امور تکوینیہ کی ساتی کو لہیت اور خدا کی قدرت
درکار ہے جنہیر قدرت ماننا غیر اللہ کو محال۔

امام مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین آنچہ بر ما و شما لازم است تصحیح عقائد بمقتضائے کتاب وسنت
است بر نہجیکہ علمائے اہل حق از کتاب وسنت آن عقائد را فہمیدہ اند و از آنہا اخذ کردہ - تفہیم
ما و شما از حیز اعتبار ساقط است اگر بموافق افہام این بزرگواران نباشد زیراکہ ہر مبتدع ضال
احکام باطلہ خود را از کتاب وسنت می فہمد و از آنجا اخذ مے نماید الخ مکتوب ۷۵ از مکتوبات
امام ربانی جلد اول - یعنی جو کچہ کہ ہمپر اور تمپر لازم ہے وہ مقتضائے کتاب وسنت صحیح کرنا
عقائد کا ہے اوس طور پر کہ علماء اہل حق کتاب وسنت سے ان عقائد کو سمجہے ہین اور اوسی جگہہ
سے لیا ہے - میری اور تمہاری سمجہ حیز اعتبار سے ساقط ہے۔ اگر ان بزرگون کی سمجہہ کے
موافق نہووے اسلئے کہ ہر بدعتی گمراہ اپنے احکام باطلہ کو کتاب وسنت سے ہی سمجہتا ہے اور
وہیں سے نکالتا ہے الخ پس امور تکوینیہ میں ذاتی عطائی کے فرق نکالنے مین تمام فرق اسلامیہ
کو چپاند جانا اور قبر پر کی اذان کے جواز اور فضیلت وغیرہ کے بیان مین بے جوڑ حدیثون کا
ڈہیر لگانا اور امام ابن حجر وغیرہ جو اس اذان کے بدعت ہونے کے قائل ہین اوسکو اور اوسکے
رد کو چہپا کر ناقل کو اوس اذان کے جواز کا قائل ٹہیرانا اور ایسے ہی اور بہت امور مین ہر کسی
یعنی اوس اذان کے جواز کے رد کو
بڑی رواجی رسمی بدعتون کی حمایت کے لئے کہڑا ہوجانا اور با اینہمہ یہ فخر فرمانا اوسی
الامین ہین کہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت مین سب سے نرالا رنگ رکہتا ہے
صہ ۱۴۳ بیشک صفات و افعال مختصہ الہیہ مخلوق کو دلانے مین ذاتی اور عطائی کا
فرق سب سے نرالا رنگ رکہتا ہے اور یہ ہرگز یاد نہین چلتا نجدیت سوزی ہے کے بہانہ سے
ہی چل پڑا ہے۔

ہر چند کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اوٹھا دی ہے تاہم اتنا سچی

متی اور متعینات کے بارہ میں سوال مندرجہ بالا کے جواب کے لئے تیسرا ہے دیکھو یوحنا کی
انجیل کا باب ۱۴ درس ۹ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں یہ باتیں
جو میں تمہیں کہتا ہوں آپ سے نہیں لیکن باپ جو مجھ میں رہتا وہ یہ کام کرتا ہے ولہ ا
مرقس کی انجیل کے باب ۹ درس ۱۴ تا ۲۹ میں ایک مریض کو شفا ملنے اور روح بد کے نکلنے
[illegible] کے دفع ہونے کا ذکر ہے اور منجملہ آیت ۲۹ کے الفاظ یہ ہیں۔ اور جب
وہ گھر میں آیا اوس کے شاگردوں نے خلوت میں اوس سے پوچھا کہ ہم اُسے کیوں نہ نکال سکے
اوس نے انہیں کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے اور طرح نہیں نکل سکتی (دیکھئے مسلمانو اپنے
[illegible] دین کی تامید [illegible] خود وہی عیسی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں جنکے
الامت کی عبارت [illegible] بالد پیران [illegible] مریدان سے پرانے کا پروانہ جتا رہی ہے) کہ یہ
کام خلق کرنا شفا دینا مردے جلانا جنسے حراموں کو حلال کردینا میں نہیں کر رہا ہوں۔ اللہ تعالی
[illegible] جسکا مرتکب گناہ نہ کیا ہے اور میں اوس کا آئینہ ہوں اور وہ پیارا) وہی کر رہا ہے
میرا کام تو صرف ان امور معجزات میں روزہ دار رہنے سے دعا مانگنا ہے۔ اور اللہ کا کام شفا دینا
مردے جلانا خلق کرنا جیسے حراموں کو حلال کر دینا ہے [illegible] ہوئی حالت [illegible] میں
انجیل کی [illegible] عنہ میں یہ اظہار کرے اور الامت کا علم اس بناوٹ کے درپے
کہ عیسی علیہ السلام حقیقی قدرت عطائی سے اپنی پیدا کرتے شفا دیتے مردے جلاتے تھے
جا حاصل جسکا یہ نکلیگا کہ اس تکوین عیسوی میں تکوین الہی کا دخل نہ تھا اسلئے کہ کون یعنی حکم
فرما کر ناموجود کو موجود کر دینا جسکو تکوین کہتے ہیں یہ اوس اکیلی قدرت کا کام ہے دو تکوینوں کا
اثبات نہ پہ قدرت کاملہ نہ رہیگی تو گویا بلا شرکت یہ کام تکوین کے حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے
ہی سمجھے۔ اللہ سبحانہ نے اسیر وہی الزام کہ ءانت قلت الایہ کا پڑتا ہے جو بار ثانی
الرب کتاب المواعظ میں تفسیر کبیر سے بیان ہو چکا اور اس آیت سے معنی اوس قول
[illegible] کے کھل گئے وھو قال ان الله یتصرف فی الامور دون المسیح وکتفق

بذلک فقد کفر یعنی جسنے کہا کہ بیشک سنت تصرف کرتی ہے امور مین خداوند اور بعض نے
اسکا تو بیشک وہ کافر ہوگیا - بیشک جن امور مین بندون کے کرتوتکو دخل نہین ہے جیسے خلق
وتدبیر یعنی مربو اور دفع کرنا قحط اور مرض اور وبا وغیرہ ان امورکو انہین جیسے تصرف کرنا
مخلوق کا ماننا تصرف الہی سے اسکی گویا نفی کردی اسلئے کہ یہ اثر قدرت اسکا ہے اسکو مخلوق کیا
قدرت اسکا نہ کے بلکہ یکا پس بندون کا کیا ہوا ان امورکو ماننا قدرت سے ان امور کو نکال دیا -
اور خدا سے ماننا تو بندون سے ان امور کو نکال دیا اول مین ایمان چھپا کور کفر الا[illegible]ن کے
صفحہ ۴۴ مین امور تکوین یہ بتائے زندہ کرنا مارنا - دولت نعمت فتح شکست دینا حاجت پوری
کرنا مصیبت دفع کرنا وغیرہ اور صفحہ ۴۸ مین آیت سے یہ گنائے آسمان و زمین سے رزق
دینا کان - آنکھ بینائی شنوائی کا مالک ہونا زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنا
اور امر کی تدبیر کرنا - وبا اور مرض اور قحط دفع کرنا یہ دفع مصیبت مین آگئے مگر دافع البلاء
والوباء والمرض والقحط والالم وامثالہ مین چونکہ نسبت حقیقی عطائی کا آپ دعو
کر چکے ہیں لہذا ان امور کو کھلم کھلا بیان نہین فرماتے تشریح کرنے سے تا کہ پہلے سنے ہوتے
نہ بدک جائین اسلئے کہ تشریح اسکی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ان خاص کامون کے
کرنیکی اپنی قدرت آپکو دے ڈالی ہے اوس قدرت سے آپ ہی بلا اور وبا اور مرض اور قحط اور درد
والم کو دفع فرماتے ہین نہ اللہ سبحانہ آپ کو ان کے دفع کرانے مین اللہ تعالیٰ سے دعا کی
کی حاجت نہین جب ان حضرات نے ان امور مین مصیبت وغیرہ کے خلا تو نکو مجاز کے اوڑھنا
تو جس کسی نے اسکو بنا سے ایہام سے محال منع فرما دیا تو کیا بیجا کیا یہان تو ایہام کا بھی موقع نہ کیا
حقیقی قدرت سے ان مصیبتون کے دفع کرنے کا ڈنکا بجا دیا بلکہ تمام مضمون ہمین تکوین کی جن
سے چند آپ ہی کی بیان فرمائی ہوئی اوپر پھر دیکھ لو اس دعوے کا ابطال آیت سے جیسا کہ
مع تفسیر کبیر آئندہ آتا ہے اور مطلب اس کا اوپر بھی بیان ہو چکا ہے - القاسم جلد چوتھی
مین مرقوم ہے فتوحات باب ۲۹۰ مین ہے وَاعْلَمْ اَنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ وَقَرْیَۃٍ وَاِقْلِیْمٍ قُطْبًا

غیر الغوث یہ محفوظ اللہ تعالیٰ انہی سے [illegible] ہزارون کا ذات اور ملک کا ایک قطب
علاوہ غوث بھی بڑے قطب کے سوا ہے اوسکی [illegible] اوس سمت کے لوگون کی اوسیسی
حفاظت کرتا ہے [illegible] الشیخ عبدالوہاب شعرانی نے تصریح کی ہے کہ اون کے [illegible]
کا اونکی دعاؤن سے [illegible] ہے [illegible] احاطہ
برخیم) چونکہ [illegible] فعلی خدا کی [illegible] خاص [illegible] عطا کا [illegible] ذکر [illegible] میں
اپنی جماعت کے خیال میں [illegible] لہذا [illegible] کہ اللہ نے اپنے [illegible]
ان [illegible] کا [illegible] قدرت اپنے محبوبون کو دے رکھی ہے لہذا وہی [illegible] سے [illegible]
مانتے ہیں حالانکہ [illegible] روایتیں جو وہ نقل کرتے ہیں اون میں فاعل سب عطا اور منع کا اللہ
مذکور اور ذاکرون [illegible] ان کے نام [illegible] موجود ہو فائدہ اونکی دعا
اور برکت کا دیتی [illegible]

احتیاجون سے منزہ [illegible] جاہل ہو لا الہ [illegible]	فعل مختص حق کا یہ تلذذ ہے غیر حق سے اس کا ہونا ہے محال

اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کی یہ شان ہے

الا له الخلق والامر اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون یعنی خبردار ہو جاؤ خاص اسکے واسطے ثابت ہے صفت خلق وامر جب ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کا اوس کے لئے یہ فرمایا ہے کہ ہو تو وہ موجود ہو جاتی ہے کلمۃ القاہا الی مریم وروح منہ اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون (نحل) وہی کلمہ کن تھا جسکو مریم کی طرف القا فرمایا اور روح تھی اوسکی جانب سے جب موجود کرنا چاہتا ہے کسی امر کا تو سوا اسکے اس کے نہیں واسطے اوس کے فرماتا ہے ہو جا پس وہ موجود ہو جاتی ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیۃ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر (قمر)

بن باپ کے پیدا کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام جیسے علیہ السلام کی ولادت آدم علیہ السلام کی
بتلاتی اور ظاہر ہے کہ یہاں باپ نہیں ماں ہے وہاں ماں باپ دونوں نہیں کلمہ کن کی کارسازی کسی
سبب کی محتاج نہیں جو سبب اور واسطہ درمیان میں آئے وہ بنا بر حکمت ہے نہ برائے حاجت
حیوان و انسان کی نطفہ ریزی اور فرشتہ کا روح پھونکنا روح نکالنا سب یہ اسباب اسی طرح میں
فعل الٰہی کے شیونوں کی شانوں میں عز و جل اور خاص میں قدرت گری کے اندر جتنے انقلابات اور
وفات ہونے میں ہر نفس کے جتنے تصرفات ہیں اور عالم کے تمام کون و فساد و جملہ امور دائمی ہیں
تکوینیہ سب میں اسی تعالیٰ شانہ کے کلمہ کن کی کارسازی ہے جو مخلوق کے تصرف سے وراء ہے
پہلی آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کا کام بے درنگ کن یعنی ہو جا فرماتے ہی فوراً ہو جاتا ہے
وہ کن نہ فرمائے تو کوئی کام ملتوی رہے بنا بر حکمت دیر میں ظہور پاتا ہے اس سے کن کے مامور
میں دیر لگنے کا وہم بعید از عقل و نقل ہے۔ تکوین کا نام ہی خود اس کو بتلا رہا ہے کتب عقائد
و تفاسیر آیات و احادیث کتب سماویہ و سب اہل اسلام اس پر متفق ہیں کسی کو فرق اسلامیہ میں سے
اس کا وہم بھی نہیں ہوا اللہ سبحانہ کو معاذ اللہ اپنے کاموں میں کمائی کرنے کی نوبت آئے انجیل
یوحنا کا باب اول درس اول ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۲)
یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا (۳) سب چیزیں اوس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی
جو بغیر اوس کے ہوئی صفحہ ۱۱۵ یہی کلمہ کن کی کارسازی کا ہر چیز کی ایجاد میں ثبوت کتاب سوم
سے حدیث قدسی کے اخیر کا ترجمہ یہ ہے میرا دینا بھی صرف میرا کلام ہے اور میرا عذاب بھی صرف
میرا کلام ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے صفحہ ۱۷ و ۱۸ جلد نمبر ۳ مارنا جلانا
پیدا کرنا نباتات جمادات حیوانات وغیرہ کا اور انتظام عالم کی تدبیر فرمانا مینہ اور دریا اور بحر وحش
اور چلانا اور با اسباب ارضی و سماوی رزق رسانی جملہ امور تکوین اوسی کلمہ کن کی کارسازی اگر محبوبان
خدا مدبرات امرا کو امور تکوین کی قدرت مل گئی ہے تو خضر بڑھ کر فرشتے کیوں اپنا کام کرتا ہے۔
اور تھا بھی اسی طرح کفار کے بدنوں میں روح پھونک دیا اگر ستر ہزار برس کے پاؤں کے ... جلد

ردح کیون سختی سے ہیچتے کی محنت مشقت اوٹھاتے ہین ان حضرات کی روٹ مین دلائی ہوئی قدرت تکوین سے کن یعنی صرف ہو جا کہکر منہ گرم کام مثلا محنت مشقت کمائی کیون نہین کرلیا کرتے جیسے اللہ سبحانہ کام مین لگے بغیر تکوین کی کارسازی کرلیتا ہے ایسے ہی یہ محبوبان خدا کام مین لگے بغیر کارتکوین کیون نہین کرلیا کیئے آخر جو قدرت عطائے حقیقی اونکو اس نے دین سے دلائی ہے وہ اسی شان کی تو تھی شکمائی کی محنت اوٹھانیکی۔

جن کمائی ہو جا کہکر کوئی کام — یہ نہین مخلوق کر سکتی ہیہم
ایسی قدرت کو خدائی چاہئے — ہے خدائی کا کہان بندہ مین دم
معجزہ ہی کام ہے اللہ کا — جو کہے بندہ کا ہے منہ ودھم
گر کہا خالق سے بندہ نے مگر — کیونکہ حق نے سال بھر مین کی بہم
اونٹنی سے ایک بچہ کی صنعت — حضرت صالح نے کری اونٹنی بہم
دیر اتنی کام مین اللہ کے — جسکو بندہ کر چکا بس دم کے دم
خیال ایسا لائے گا ایمان کو — جائیگا قائل کا سب اس سے بھرم

مخلوق کے کام کسب اور اکتساب محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے نکلکر حد تکوین کو نہین پہنچ سکتے

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۔

ترجمہ قادری ۔ اور نہین کرتے ہم لوگ کچہ کام کہ ہم حاضر ہون تم پاس جب لگتے ہو تم اوس کام مین صفحہ کہ درسے آتیہ در آن کار (فتح الرحمن) اس سے حصر کے ساتھ ثابت کہ بندون کے کام مین لگے بغیر محنت مشقت کمائی نہین ہوسکتے فرشتون تک کے کام بھی کسب اور عمل سے ہی اونکے ظہور مین آتے ہین بے محنت مشقت کمائی کن کہدینے سے وھم بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ وغیرہ نصوص قرآنی اور بکثرت

حدیثین اسمین وارد ہین تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ یہ آیت اوایل سورہ معارج کی ہے جس سے فرشتون کی جزرسانی کی مقدار دراز معلوم
ہورہی ہے اگر امر تکوین ہر ان کو دسترس ہوتی تو کلمح بالبصر کا عالم ہوجاتا کما
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ جزاء بما کانوا یعملون ہ اوکسبت فی ایمانہا الخ
و غیرہا منصوص قرآنیہ سب بندون کے برے بھلے کامونکو کمائی کا اثر ہی سمجھا رہے ہین نہ اثر
تکوین کا ۔ اب مدبرات کی تدبیر کی کیفیت آیات اور احادیث اور تفاسیر سے اور سن لیجیے
فالمدبرات امرا ہ کی تفسیر مین بیچ خازن کے مرقوم ہے وقال عبد الرحمن
بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ املاک جبرئیل ومیکائیل
واسرافیل وملک الموت واسمہ عزرائیل فاما جبرئیل فموکل بالریاح
والجنود واما میکائیل فموکل بالقطر والنبات واما ملک الموت
فموکل بقبض الانفس واما اسرافیل فہو ینزل علیہم بالامر من اللہ تعالی

ترجمہ اور فرمایا عبد الرحمن بن سابط نے تدبیر کرتے ہین امر کی دنیا مین چار فرشتے
جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت جن کا نام عزرائیل ہے یعنی جبرئیل موکل
ہین ہواؤن اور لشکرون پر اور میکائیل موکل ہین مینہ کے قطرون اور نباتات پر اور ملک الموت
جانون کے قبض کرنے پر اور اسرافیل اوترتے ہین اونپر حکم الہی لیکر ترجمہ تمام ہوا ۔ مدارک
مین ہے واسناد التدبیر الیہا لانہا من اسبابہا یعنی اسناد تدبیر کی طرف فرشتون کی
اسلیے ہے کہ وہ تدبیر الہی کے اسباب ہین ترجمہ تمام ہوا جیسے باغ لگانے والا بیج ڈالنے
پیڑ لگانے پانی باغ کو دینے سے باغ کا لگانے والا نہین سمجھا جاتا اس کا سیدھا سادھا
ایک عرض اون سے نہین بن سکتا ایسے ہی یہ فرشتے ہوا کے حق مین پنکھے کا کام دینے لشکرون کی
فتح و شکست وغیرہ مین لاکھون پہلوانون نبرد آزماؤن کا کام دینے سے بادلون کو بہانے
ہانکنے بوندین بکھیرنے سے جانون کے قبض کرنے سے امر الہی لیکر اوترنے سے مدبر

عالم اور انتظام الٰہی کے قائل نہیں ہو جاتے اور خدا کی کام خدا کے ملائکہ کی معرفت نہیں ہو سکتا ہے
اس خیال کی بنا پر تو مولوی محمود سیں نے بھی قبضہ کر لیا ہے آسمانی دشمنوں میں تو اس بیوت کو بنا کہی
ثلث ملی وَالنَّازِعَاتِ الملائکۃ تنزع ارواح الکفار غرقا نزعا شدیدا والناشطات
نشطا تنشط ارواح المومنین ای تسلہا برفق الخ **جلالین** یعنی قسم ہے
اون فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں کفار کی جانوں کو (اونکے بدنوں میں) ڈوب ڈوب کر (یا آنکڑے پر دیا) با
سختی کی کھینچائی سے اور قسم ہے اون فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں نرمی سے مومنین ایمان والونکی ارواح
فالمدبرات امرا کسے فرشتوں کے مراد ہونے میں سلف کو اختلاف نہیں ہاں اوس کے ماقبل
میں اختلاف ہے۔ اور تو یہاں صحیح یہی ہے کہ اون سے بھی فرشتے ہی مراد ہیں اور بیچ تفسیر ماثور کے
سیدنا علی رضی اللہ تعالے عنہ سے آیا ہے کہ فرشتے کھینچتے ہیں کفار کی روحوں کو ناخنوں اور جلد تک سے
جب نکلتی ہے **کمالین** تفسیر مظہری میں جزو اول سورہ بقر کی آیت وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ کی تفسیر کے
حاشیہ پر ہے ۲۲ عن ابن عباس قال اقبلت یهود الی رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما هو قال ملک من الملائکة موکل بالسحاب
معه مخاریق من نار یسوق بها السحاب حیث شاء الله فقالوا ما هذا الصوت
الذی نسمع قال زجره بالسحاب اذا زجره حتی ینتهی الی حیث امر قالوا صدقت
(**ترمذی**) ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہا متوجہ ہوئے یہود طرف رسول اللہ صلی اللہ
تعالے علیہ وآلہ وسلم کی پس عرض کیا کہ اے ابا القاسم خبر دو ہمکو رعد سے کہ وہ کیا ہے فرمایا وہ
ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے موکل بادلوں پر اوس کے پاس ہانکنے کے آلات ہیں آگ کے
ہانک کرتے جاتا ہے ساتھ اون کے بادلوں کو جہاں اللہ چاہتا ہے پس عرض کیا اور یہ
کیا ہے یہ آواز جسکو ہم سنتے ہیں فرمایا وہ اوسکی جھڑکی اور ڈانٹ کی آواز ہے جب سے
ڈانٹتا ہے بادل کو ہانک کہ وہ پہنچتا ہے وہاں تک جہاں تک اوسکو حکم ہے۔ عرض کیا

سلہ مولوی نے مبالغہ کیا ہے ۲ منہ

اوسنہوں نے یہ فرمایا آپ بیاسنے یہ جب تمام ہوا غایۃ المامول مین علامہ ابن حجر مکی کی شرح اربعین سے نقل فرماتے ہین وفی حدیث ابن مسعود الذی رواہ الشیخان عنہ انہ قال حدثنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یرسل اللہ الملک فینفخ فیہ الروح ویومر باربع کلمات یکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید الحدیث فانما اشار الی احادیث صحیحۃ تتعلق بذلک ثم قال فمن تلک الاحادیث یعلم ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم اخذھا الملک بکفہ الخ **ترجمہ**

ابن مسعود کی اوس حدیث مین ہے جس کو اون سے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے کہ کہا اونہوں نے حدیث فرمائی ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے۔ اور حال یہ ہے کہ آپ صادق و مصدوق ہین کہ بیشک ایک تمہارے کا (مادہ) پیدایش اوس کی ماں کے پیٹ مین اکٹھا ہوتا رہتا ہے نطفہ چالیس روز پھر ہوجاتا ہے وہ پھٹکی مثل اسکے یعنی چالیس روز مین۔ پھر ہوجاتا ہے لوتھڑا مثل اسی کے پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتہ کو پس پھونکتا ہے وہ اوس مین روح کو اور حکم کیا جاتا ہے وہ چار کلمون کے لکھنے کا رزق اوس کا اور اجل اوس کی اور عمل اوس کا اور شقی یا سعید ہونا اوس کا۔ الحدیث۔ بعد اس کے اشارہ کیا طرف اون احادیث صحیحہ کے جن کو اس بیان سے تعلق ہے۔ فرمایا پس ان حدیثون سے جانا جاتا ہے کہ بیشک نطفہ جب قرار پکڑتا ہے بچہ دان مین۔ لیتا ہے اوسکو فرشتہ اپنی ہتھیلی مین الخ صاحب الامن نے مسلم شریف کی حدیث سے جو یتسور علیھا نقل کرکے یہ ترجمہ کیا ہے کہ فرشتہ

آکر اوس (نطفہ) پر گرتا ہے صفحہ ۲۵ سطر ۱۶ ۔ اس سے بھی ظاہر ان پر موکل فرشتے کی
تدبیر کی کیفیت یہ معلوم ہوئی کہ وہ نطفہ رحم میں ٹھہر جانے والے پر گر کر تدبیر مقصود انجام
کرتا ہے ملفظ دیگر احادیث نطفہ کو ہتیلی میں لیکر پھر جب تکوین الٰہی نطفہ کو بوٹی بوٹی
کو لوتھڑا لوتھڑے کو ہڈیوں کا لباس چڑھتے چڑھتے بچہ بنا کر پہلی تخلیق تک اپنا کام
کر گذرتی ہے تو وقت مذکور پر نفخ روح اور چار کلمے لکھنے کی خدمت اوسکائی فرشتہ کرتا ہے
آیات او احادیث سے یہ بیان آئندہ آتا ہے رہا بادلوں پر موکل فرشتہ اوس کی خدمت
اوسکائی بادلوں کی ہنکائی وغیرہ حدیث میں اوپر پھر پڑھ لو ہوا کی سپاہی لشکروں کی
کارروائی یہ کمائی ہے جبرئیل علیہ السلام کی رہے ملک الموت اور اون کے مددگار فرشتے
اون کی کمائی کافروں کی جانوں کو اون کے بدنوں سے ڈوب ڈوب کر ڈباکر سختی سے
نکالنا وغیرہ مذکورہ بالا تفسیر ماثور تک سے دیکھ لو اسرافیل علیہ السلام کی کمائی
اون پر حکم الٰہی لیکر اوترتا ہے اونکے دین کی اس بناوٹ کا کہ وہ فرشتے محو بان خدا
امور تکوینیہ کر رہے ہیں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا گواہ ہے سلا تو تمنے دیکھا فَالْمُدَبِّرَاتِ
اَمْرًا میں نہ اس نئی تراش کا پتہ اور نہ کسی نرم گرم حدیث میں کہ یہ فرشتے بغیر محنت مشقت
کمائی کے صرف کن یعنی ہو جا کہکر ناموجود کو موجود کر دینے کی تدبیر میں کامیاب ہو جاتے ہیں
نہ روح پہونکنے سے فرشتہ روح کا خالق بن سکے نہ نطفہ ریزی سے مجامعت کرنے والا
نطفہ کا خالق عقل سلیم کو سونگھے پھر ایسے اسبابی امور کی نسبت یہ لکھ مارنا کہ بدگویوں کے
نزدیک اس سے زیادہ اور کیا شرک ہوگا بھلا اس کو کسنے شرک کہا ہے اور یہ باتیں
اور بعد مشین باب تکوین سے ہی کب ہیں ۔ اس سے امور تکوینیہ میں اشتراک کرنیوالا
شرک سے نیکہر نہیں بن سکتا کم از کم شرک اسباب میں ڈھونڈا جاتا ہے جل جہان کا بیان
سن چو بناتے یا تن پھر ۔ ۲۲۵ صفحہ میں الامن کے حاشیہ پر یہ سرخی دی ہے ا حدیث نرالا ہے
کہ تمام دنیا کے آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتونکے بنائے ہوئے ہیں حتی مرنا کر متن میں یہ لکھتے ہیں

صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں جب نطفہ پر بیالیس راتیں گذرتی ہیں اللہ تعالےٰ اوسکی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے
وہ آکر اوسکی صورت بناتا کان آنکھ کہال گوشت ہڈیان خلق کرتا ہے الخ ۲۵۲ طبرانی کی روایت میں ہے نطفہ
کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گذر جاتا ہے فرشتہ کہ رحمان پر موکل ہے آکر اوسکی ہڈیون گوشت خون بال کہال
کی تصویر کرتا ہے صفحہ ۲۰۰ کے حاشیہ پہ سرخی ہے حدیث فرماتی ہے کہ سب بدن میں جان فرشتہ کی ڈالی ہوئی ہے
متن میں اس مضمون کی حدیث صحیحین سے نقل فرماکر لکہا اللہ عزوجل فرماتا ہے هو الذی یصورکم فی الارحام
کیف یشاء اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤن کے پیٹ میں جیسی چاہے اور فرماتا ہے
جل علا هل من خالق غیر اللہ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا یہیان کفر
و شرک کے مٹانے والے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم صحیح حدیثون میں فرماتے ہیں کہ فرشتہ تصویر
کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکہ کان گوشت استخوان بال کہال خون خلق کرتا ہے
اور صرف ۲۵۳ یہی نہیں جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے گمراہون کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا
احمق جاہلونہ فرق نسبت او ٹہاتا اقسام اسناد شاتا خدا جانے تمہین کن بڑی چالون میں پہنسیگا
انتہی اللہ سبحانہ فرماتا ہے بیشک ہمنے پیدا کیا ہے ہمنے انسان کو خلاصہ سے گارے کے پہر
کردیا ہے ہمنے اوسکو نطفہ ٹھیرا ہوا اسکان میں پہر خلق کیا ہمنے نطفہ کو خون بستہ پس بنایا ہمنے خون
منجمد کو گوشت کا لوتھڑا پس گوشت کے لوتھڑے کو بنادیا ہمنے ہڈیان پس پہنایا ہمنے ہڈیون کو
گوشت الآیۃ محدثین بخاری وغیرہ کتب احادیث کی اس آیت تفسیر یون کرتے ہین کہ چالیس
روز تک رحمان میں نطفہ جمع ہوتا رہتا ہے ۔ پہر دوسرے چلہ میں خون بستہ ہو جاتا ہے
تیسرے چلہ میں گوشت کا لوتھڑا الحدیث پس جبکہ موجب نصوص محکمہ قطعیہ کان آنکہ کہال گوشت
ہڈیان خلق فرمانے کا زمانہ کئی چلون کے بعد ہوتا ہے تو وہ حدیثین جو ظاہری معنی پر کیسے محمول
ہوسکتی ہین جو چالیس بیالیس روز میں ہی اس کام کو فرشتہ کا کیا ہوا بیان کرتی ہین گو بموجب
دوسری روایت کے خلق بمعنی تصویر ہی سہی ابھی اس کا وقت کہان ہے جو فرشتہ کے

منسوب ہین سب کچھ شارحین حدیث کے کلام سے آتا ہے۔ مگر کیا کیجئے ہمارے دین ایسے ہیچ
دار گہات موولات سے کام نہ لینے سے بنا ہے احمق جاہل فرق لنہجیہ او شہانے سے
ایسے ہی ٹھوکرین کہاتے ہین اور نہین سوچتے کہ اس بناوٹ سے یہ احکام دنیا کی مخلوق
خدا کے بندے ہونے سے نکلے جاتے ہین اور وہی الزام سر پہ ناحق جو وارد قال اللہ
یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ
الآیۃ) نصاریٰ کو دیا ہے مسیح و مریم کی الوہیت کے اعتقاد کے ساتھ اللہ سبحانہ کی الوہیت
کی نفی کے اعتقاد کا۔ خیر کچھ خیال ہو اصل مطلب سنئے ان حدیثون کی نسبت مسلم شریف کی
شرح مین امام نووی مقبول فریقین یہ فرماتے ہین قال العلماء طریق الجمع بین هذه
الروایات ان للملک ملازمة ومراعاة لحال النطفة وان یقول یا رب هذه
نطفة هذه علقة هذه مضغة فی اوقاتها فکل وقت یقول فیه ما صارت
الیه بامر الله تعالی وهو سبحانه اعلم ولکلام الملک وتصرفه اوقات احدها حین
یخلقها الله تعالی یقلبها علقة وهو اول علم الملک بانه ولد ص ۳۳۲ جلد ۲
یعنی فرمایا علماء نے طریق جمع کرنے کا درمیان ان روایتون کے (اونکے ظاہری تخالف اور
تناقض کو دور کرنے کے لئے) یہ ہے کہ فرشتہ کے لئے نطفہ کی حالت کے واسطے ملازمت اور مراعات
ثابت ہے جیسے حال نطفہ کے اور بیشک وہ اوس نطفہ کے انقلابون کے وقتون مین عرض
کرتا رہتا ہے کہ اے رب میرے یہ نطفہ ہے یہ خون بستہ ہوگیا یہ گوشت کا ٹکڑا ہوگیا پس
ہر وقت مین وہی حالت بیان کرتا رہتا ہے جس حالت مین پلٹ کر وہ نطفہ اللہ تعالے کے امر
لیکن ناشی ہو جاتا ہے اسے الا آنکہ وہ سبحانہ تعالے شانہ زیادہ جاننے والا ہے یعنی اس عرض سے مقصود
سوا اطلاع کے خدا تعالے کو جتلانا مقصود نہین ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ازل سے

یہ عبارت کتاب القدر کے باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امہ وکتابة رزقه واجله وعمله وشقاوته وسعادته کی ہے ۱۲

عالم نے بہت سے ہے فرشتہ کو تو اب خبر ہوئی ہے [illegible] فرشتہ کے [illegible] کے لئے چند [illegible]
سمجھا اونکو [illegible] وقت ہی جب اللہ تعالیٰ اوس نطفہ کو پیدا کرتا ہے [illegible] کو خون بستہ کر دیتا ہے
اور وہ سب سے پہلا علم ہے فرشتہ کا کہ یہ ولد ہونا ہے [illegible] ۔ جو [illegible] اور [illegible] کی تفسیر [illegible]
قطعیہ محکمہ قرآنیہ اور اس باب کی اون حدیثوں پر ہے جنسے [illegible] پیدا کرتا ہے پھر اوس نطفہ کو خون بستہ
کر دیتا پھر اوس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا کر دیتا پھر اوس [illegible] میں ہڈیاں پیدا کر دیتا پھر ہڈیوں پر گوشت
چڑھا دیتا یہ سب کام اللہ اکیلے کے کئے ہوئے ہیں اوس [illegible] کا صدقہ [illegible] ہے [illegible]
اور آیتوں میں کفار سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ان [illegible] سے جو جو غیر اللہ کا خلق کیا
پیدا کیا ہو اوسے مجھکو [illegible] اگر [illegible] فرشتہ کو کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ
کفار [illegible] کی [illegible] تمام [illegible] صورت سے مخلوق
کے بنانے [illegible] صورت [illegible] گوشت ۔ [illegible] خالق کرتا ہے
مگر وہ تو جانتے تھے کہ فرشتہ [illegible] پھر کیوں کرتا ہے [illegible]
فرشتہ بھی ایک سبب [illegible] جیسے نطفہ پیدا کرنے کی [illegible] نطفہ کے رحم میں پہنچانے
اور قرار پانے کا سبب اور [illegible] خالق [illegible] اور [illegible] کسی معبود کی بنائی ہوئی
تصویر میں جان روح کے [illegible] تصویر [illegible] روح
خالق بھی [illegible] تصویر اور روح [illegible] کا سبب [illegible] تصویر [illegible] اللہ [illegible]
جیسے سامری [illegible] جبرئیل کی خاک ڈالی [illegible] سے
اوسکو خالق [illegible] سامری اوس عجل
معبود کا خالق [illegible] سے [illegible] تھا ۔ [illegible] قال [illegible]
موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینة القوم فقذفناها فکذلک القی السامری [illegible] عجلا جسدا له خوار
الی قوله قال فما خطبک یا سامری قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها الآیہ ترجمہ
فائدہ اس آیت سے [illegible] خالق نہیں [illegible] سے [illegible] تھے

بوجھ گننے کے اس قوم کے گہنے مین سے سو ہمنے وہ پہینکدئے پہر یہ نقشہ ڈالا سامری نے
پہر بنا نکالا اونکے واسطے ایک بچہڑا ایک دہڑ جسمین جلانا تہا گائے کا (الی قولہ) کہا موسی نے اب تیری
کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مینے دیکہلیا جو سبنے نہ دیکہا پہر بہر لی مینے ایک ہی پاؤن کے
نیچے سے اوس بہیجے ہوئے (جبرئیل) کے پہر مینے وہی ڈالدی اب اس کے ساتھ ہی بیضاوی مین یہ
ملاحظہ فرمائے علے الخطاب ای علمت ما لم تعلموہ وفطنت ما لم تفطنوا لہ وھو ان الرسول الذے
جاءک روحانی محض لا یمس اثرہ شیئا الا احیاہ اس سے صاف روشن ہے کہ سامری نے اپنے علم اور
فطانت سے یہ ادراک کر لیا تہا کہ جبرئیل رسول خاص روحانی ہین جس چیز پر اون کا اثر قدم پہنچتا ہے وہ
ذی حیات ہو جاتی ہے ترجمہ تمام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام خزانہ مین روح کا اون مین سے
کسی غیر ذی روح کو بنوع مستفادہ ہو جانا مل جانا ایسا ہی ہے جیسا عناصر کے خزانون سے جسمونکی طیاری کے
لئے مٹی۔ پانی۔ آگ ہوا کا لینا وہی ایک چیز سے دوسری چیز بنانے کی مثال ہے۔ برقی تار سے جو
وغیرہ لگ جاتا ہے برقی طاقت اوسکی جان کہینچ لیتی ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام خالق روح کے
اور کرب عناصر کے خالق اجسام کے اور تار مگنیٹ نہ ہو جاوینگے اس مین جن فلاسفا و طبعیین اور انکے
چیلون نے ٹہوکر کہائی ہے وہ شرک کی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین جیسے برادران وطن ہی عنصرون دہرتی
دریا آگ آکاش سورج ہوا وغیرہ کو کچہ اوپا اور انہیں کو سنگتا بنا دیا الامن کے صفحہ ۲۵۱ و
۲۵۲ مین جو حدیثین فرشتون کے عطائی خالق یعنی تکوین وابداع بنانے مین نقل کی ہین
جنکا ترجمہ کیا ہوا صاحب الامن کا اوپر نقل کر آیا ہون اون کی شرح مین امام نووی شارح
مسلم یہ فرماتے ہین فقال القاضی وغیرہ لیس ھو علی ظاہرہ ولا یصح
حملہ علے ظاہرہ لان التصویر عقیب الاربعین الاولی غیر موجود
فی العادۃ وانما یقع فی الاربعین الثالثۃ وھی مدۃ المضغۃ
کما قال تعالی ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنا
نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ

فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم يكون للملك فيه تصرف آخر وهو وقت نفخ الروح عقيب الاربعين الثالثة حين يكمل له اربعة اشهر واتفق العلماء على ان نفخ الروح لا يكون الا بعد اربعة اشهر ووقع فى رواية للبخارى ان خلق احدكم يجمع فى بطن امه اربعين يوما نطفة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مضغة مثله ثم يبعث اليه الملك فيوذن باربع كلمات فيكتب رزقه واجله وشقى او سعيد ثم ينفخ فيه الروح صفحہ ۳۳۳ جلد ۲ **ترجمہ** پس کہا قاضی عیاض وغیرہ نے نہیں ہے نہیں ہے وہ اپنے ظاہری معنی پر اور ظاہر پر اوسکو محمول کرنا درست نہیں اسلئے کہ صورت بنانا پہلے چلے کے پیچھے نہیں پایا جاتا عادت الٰہی میں اور وہ تو تیسرے ہی چلہ میں واقع ہوتا ہے اور وہ مدت لوتھڑے کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو گارے کے خلاصہ سے پھر کردیا ہمنے اوس کو نطفہ ٹھیرا ہوا مکین میں پھر بنایا ہمنے نطفہ کو خون بستہ پھر بنا دیا ہمنے اوس خون منجمد کو گوشت کا لوتھڑا پس بنا دیا ہمنے اوس گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیاں پس پہنایا ہمنے ہڈیوں کو گوشت دیہا تک ترجمہ ہوا آیت کا) پھر ہوتا ہے واسطے فرشتے کے اوس میں تصرف دوسرا اور وہ وقت پہونکنے روح کے ہوتا ہے تیسرے چلے کے بعد جبکہ پورے ہو جاتے ہیں اوسپر چار مہینے اور اتفاق کیا ہے اسپر علما نے کہ پہونکنا روح کا چار مہینے کے بعد ہی ہوتا ہے (آگے مضمون آیت کے موافق بخاری کی حدیث ہے کہ جسکا ترجمہ اوپر ہو چکا) پہلا جملہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونے درست نہیں کہ آیات قرآنیہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالت کی مخالفت کی وجہ سے اور دوسری حدیث اسکے ظاہری معنی مطابق آیات کی مخالفت کیوجہ سے بھی اسلئے کہ تین چلوں کے بعد جسکا ظہور ہوتا ہے اوسکو چالیس چالیس روز میں ہی جو روایت بیان کرے وہ خود محتاج ہے تاویل کی نہ استدلال میں پیش کرنے لائق طریق جمع کرنیکا اوس روایت کو دوسری روایات وآیات کے ساتھ وہ یہ ہے جو امام نووی کی شرح سے اوپر نقل ہو چکا امرحجلہ اللہ نشر کیا ع

خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ترجمہ [illegible] ہیں اونہوں نے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا اونہوں نے

مانند اللہ کے پیدا کرنے کی [illegible] پوشیدہ ہو گیا کام آفرینش کا اونپر کہہ خدا پیدا کرنیوالا

سب چیزوں کا ہے [illegible] ترجمہ تمام ہوا لفظ خلق سے جو دھوکا دیا جاتا

صرف ذاتی [illegible] ایک ہو نے کا یہ آیت تو دونوں کا ایک سا ہونا

ہی نہیں رکھتی سورہ [illegible] قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ

دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ

مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ترجمہ دکہلاؤ تو مجکو کیا کچھ پیدا

کیا ہے تمہارے [illegible] حصہ زمین کا یا اونکا ساجھا ہے آسمانوں کے

[illegible] قرآن سے پہلی یا کوئی علم چلا آتا اگر ہو تم سچے

ترجمہ تمام ہوا سورہ [illegible] هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ

مِنْ دُوْنِهٖ [illegible] بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ترجمہ یہ ہے خلق اللہ کی

[illegible] غیر اللہ [illegible] بلکہ ظالم (مشرک) بیچ گمراہی ظاہر کے ہین ترجمہ

تمام ہوا اس آیت [illegible] زمین اور سب جو ہیں آسمان اونکا بنایا ہوا دکہانے کی

[illegible] کہ ذاتی قدرت کی تو کفار عرب میں

کوئی [illegible] نے پیدا کیا ہو اوسی کو دکہلا دو فرمایا

[illegible] مشرکین [illegible] فرشتوں [illegible] تھے وہ تو کوئی آگلی کتاب اجرو دیت

یا توریت [illegible] دین کی رہبر دہر یا آپنے یہ عبارت (حدیث

[illegible] پوست صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے

[illegible] ان کہاں جو خلق کرتا ہے ص ۲۵۲)

[illegible] ساری دنیا کی یہ چیزین مذکورہ بالا مین مسلمانوں کی

توسب فرقے جانتے اور مانتے اور علماء کتاب سنت اسے پہچانتے ہین کہ فرشتے اسباب ہین تخلیق کے نہ خالق جیسے مشین اور برہمی کے اوزار نہانی ہر سہ بسولا آری وغیرہ اسباب والات ہین میز کرسی تخت قلمدان وغیرہ بنانے کے نہ نجار مجازاً اونکو میز کرسی بنانیوالا کہنے سے وہ برہمی نہ بنجائینگے مین محاورات کو دوگہات نہ بنایا معاندین کفار محاورات اور زبان کے جاننے والون نے آج وہ نئے دین کے عقیدے کی جناتی مین سمار ہو رہے ہین صفحہ ۲۵۳ تک الامن کے دیکہو یہان مصنف نے ذاتی عطائی کے فرق کا راگ نہین چہیڑا اسلئے کہ جب یہ سوال پیدا ہو جائیگا کہ دنیا کی خلایق کے آنکہہ۔ کان۔ گوشت پوست ہڈی۔ کہال خون صورت یعنی تمام اجسام تو فرشتہ نے پیدا کئے خدا نے کیا پیدا کیا ہے کیا صرف آسمان زمین نجوم وکواکب وغیرہ اور تمام اسلامی فرقون کا اتفاق خلق اجسام کے خاصۃ الوہیت ہونے پر کیا حدیث کے خلاف ہوگیا اور کیا آیات سابقہ ولاحقہ حدیث کے خلاف کفار سے مطالبہ کررہی ہین جنکی موافقت مین دفاترا حادیث کے موجود ہین سورۃ الروم مین ہے مع تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائیے اللّٰہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذلکم من شیٔ اثبت لہ لوازم الالوہیۃ ونفاھا راساعما اتخذوہ شرکاء من الاصنام وغیرہا موکدا بالانکار علی مادل علیہ البرہان والعیان ووقع علیہ الوفاق انتہی وفیہا ایضاً فی تفسیر قولہ ومن یرزقکم من السماء والارض ای اسباب سماویۃ وارضیۃ والہ مع اللّٰہ قل ھاتوا برھانکم علی ان غیرہ یقدر علی شیٔ من ذلک ان کنتم صادقین فی اشراککم فان کمال القدرۃ من لوازم الالوہیۃ ترجمہ اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو پہر رزق دیا تمکو پہر مار یگا تمکو کیا تمہارے شرکاء (یعنی تمہارے معبودان باطلہ) مین سے کوئی شخص ایسا ہے کہ کر سکے اس مین سے کچہہ بہوڑا ہی ترجمہ آیت اولی کا تمام ہوا ترجمہ اس آیت کی تفسیر کا یہ ہے ثابت فرمایا اللہ سبحانہ نے اپنے لئے لوازم الوہیت (خدائی کے لازمون) کو اور نفی کردی اون لوازم الوہیت (پیدا کرنے پالنے مارنے جلانے وغیرہ)

کی ایک سرے سے اُلٹے خیلوا اون مشرکون نے معبود ٹھیرایا تھا اصنام اور غیر اصنام سے
ذرا سخا لیکنا تاکید فرمائی ساتھ استفہام انکاری کے اوسپر جسپر برہان اور عیان کی دلالت
اور واقعات کی اوسپر واقف ہی پچھلی آیت اور اوسکی تفسیر کا ترجمہ یہ ہی اور کون ہی جو روزی
دیوے تمکو آسمان اور زمین سے یعنی ارضی و سماوی اسباب کے ذریعہ سے جیسے بارش کے سامان بجلی
بادل بجلی ہوا وغیرہ کے مسلط کرنے ملانے پھیلانے وغیرہ سے جسکا بیان طویل احادیث
اور اس فن کی کتابون مین مبسوط ہے اور چشمے اور ندیان اور ان مین پانی جاری رہنے کے قدرتی
سامان زمین کی تہ مین سے اور پہاڑون مین برف برساکر جمع رکھنے اور موسم گرما مین رفتہ رفتہ
پگھلا کر اوس سے پانی جاری رکھنے وغیرہ سے پھر اجزا ارضی و مائی و ہوائی اور سورج کی کرنونکی
بارش وغیرہ سے پیدایش اور پرورش پھل پھول غلہ میوہ وغیرہ کی پھر اوس سے رزق رسانی مخلوقات
کی اور بھوک پیاس دفع کرنے کی تاثیر بخشی رزق کو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ کہ
کر سکے ایسا کہہ لاو (شرک کی) حجت اور دلیل اگر غیر اللہ قدرت پا سکتا ہے اور کسی چیز کے ایجاد
سے اگر ہو تم سچے اپنے شرک کرنے مین اسلیے کہ کمال قدرت کا لوازم الوہیت سے ہی ترجمہ تمام ہوا تمام قرآن
کریم اس مضمون کی آیتون سے بھرا ہوا ہے کہ پیدا کرنا روزی دینا مارنا جلانا تدبیر کرنا وغیرہ جملہ امور تکوین
اثر مین قدرت کاملہ کا جو لوازم الوہیت سے ہین جیکہ نصوص قرآنیہ سے اسکو مراد الٰہی بتلانے ہم
مفسرین سلف و خلف صحابہ و تابعین و متکلمین سب متفق ہین ہنود نے برہما وشنو مہادیو
کو معبود جبھی ٹھیرایا ہی جب اونکو قدرت کاملہ پیدا کرنے پالنے مارنے کی مان لی ہے
تو اوسکو بے آیت و روایت و شہادت مفسرین و متکلمین بلفظی اشتراک سے عطائی مراد یون بنا دیا
کہ بروجہ عطائی امور تکوین محبوبان خدا بھی کر گذرتے ہین یہ ایسی کوری معنوی تحریف ہے
جو کسی کو اسلامی فرقون مین سے نہین سوجھی - بھلا جب امور تکوین اثر قدرت
کاملہ الٰہیہ کا ہین جن کا مخلوق کو حاصل ہونا محال - تفسیر مدارک
و خازن کی عبارت سے اوپر منقول ہو چکا تو اوس مین

عطا کا عذر پیدا کرنا مخلوق کو خدا ٹھیرانا ہے۔ اور یہود و مجوس کا سا خیال ہو جانا
تفسیر کبیر میں امام اہل سنت سورہ انعام کی آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں واعلم ان
المذاهب المفضية الى الشرك اربعة (الى قوله) وثالثها قول من قال التركيبات
والحوادث كلها من الله تعالى لكن فوض تدبيرها الى الكواكب (الى ان قال)
فهؤلاء جعلوا السماويات معينا لله تعالى فقد نفى في ابطال قولهم وما له
منهم من ظهير (ما فوض الى شيء تدبيرا بل هو على كل شيء حفيظ) تفسیر کبیر صفحہ ۵
ترجمہ اور جان تو بیشک شرک کی طرف پہنچانے والے مذہب چار ہیں الخ تیسرا اون
کا قول اون لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ تمام قدرت کاملہ کی ترکیب دی ہوئی چیزوں کا)
اور حوادث سب اللہ کی طرف سے ہیں لیکن سپرد کر دیا ہے اللہ نے اس کام کو طرف
کواکب کی الخ تو ٹھیرایا اونہوں نے آسمانی مخلوقات کو مددگار اللہ تعالیٰ سبحانہ کا پس
فرمایا اون کے اس قول کے باطل کرنے میں اور نہیں ہے اوس تعالیٰ شانہ کا اونہیں سے
کوئی مددگار سپرد نہیں کیا اللہ نے کسی چیز کو طرف کسی چیز کی بلکہ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے
ترجمہ تمام ہوا جب آیت قرآنی تراکیب اور حوادث کو غیر اللہ کے سپرد کیا ہوا نہیں بتلاتی بلکہ ایسا
کہنے والے کفار مشرکین کی تکذیب کرتی اور اونکے اس قول کو رد اور باطل کرتی ہے تو ایسا ہی
بخشی محبوبان خدا صاحب الامر ہو کر اس ابطال سے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ اللہ سبحانہ
کے مختص کام تکوین کو مخلوق کو دیا ہوا مانتے ہیں۔ مختلف خاص خدائی کا کام تکوین لازمہ الوہیت
کا مخلوق کو حاصل ہونا حوالہ آیات قرآنی سے ثابت ہو بلکہ جگہ جگہ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ فرما کر
مشرکین کو الزام دیا جاوے سو مشتمل آیات ہیں کہ کوئی مخلوق ان میں
سے کچھ کر سکتی ہے جسکی وجہ سے وہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہیں سکے پس حدیث
کیسی امر تکوین و فرشتوں کی سپردگی بلکہ اوس کام کو خدا سے نکالیں گی قرآن و حدیث کی مجازی
اسنادوں کو حقیقی مراد بنا کر ان محکمات قطعیہ اعتقادیہ قرآنیہ مدار نجات کو بیٹ دیتے ہیں

امور تکوین کو مخلوق کے بس کی چیز جب بنا دے تو اب معجزہ نکلو انبیا علیہم السلام کے افعال اختیاری بنانے کی [illegible] یون

ذاتی جاتی تھے الامن کے صفحہ ۷۰ مین رقمطراز مین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی

ذات بابرکات مین رب عزوجل نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ خرق عادات کرتے ہین

بنقل زرقانی کلام امام غزالی یہ تہا ان لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم لہ الافعال الخارقۃ للعادۃ

جسکا ترجمہ الامن مین یہ کیا دیکہو لہ نبی کے لئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتا ہے جس سے

افعال خلاف عادت (جنہین معجزہ کہتے ہین) انصرام پاتے مین صفحہ ۲۰۶ صحیح ترجمہ اس کا یہی لہ نبی کے

لئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتا ہے جس کے سبب خدا کے افعال خلاف عادت پورے

ہوتے مین ترجمہ تمام ہوا یہان تہا تو منہا انبیا نبی سے انصرام باتے کیا آگے صفحہ ۷۰ مین

مین جس سے وہ (نبی) خرق عادت کرتے ہین لکھکر دیدہ وہ عبارت غزالی معجزات انبیا

علیہم السلام کا کام بنا دیا بھرا وسپر یہ اڑ بیٹھا دی علمانے یون رد کا جلا دیا اللہ نے ہا

کو افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی ہے جیسے ہمین حرکت ارادیہ کی کہ جب چاہین حرکت کرین

ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین صفحہ ۷۰ اس بیتے کی دیوار کو اول تو خود ہی

امام غزالی یون ڈہاتے مین ولیس ذلک باختیار العبد اور نہین ہے یہ بندہ کے اختیار

مین یہ عبارت احیاء العلوم کی کتاب المحبۃ والشوق کی ہے دوم حضرت شیخ محقق دہلوی جن کو

صاحب الامن نے انبیا سے بیشمار رحمتون کے نزول کی دعا دی ہے وہ خفا مدایا نیہ کی

کتاب تکمیل الایمان مین یون فرماتے ہین معجزہ فعل الہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت

پروردگار از بندہ ممکن نباشد انتہی یعنی معجزہ اللہ کا فعل ہے رسول کا فعل نہین ہے اسلیے

کہ خلاف عادت پروردگار (جسکو معجزہ کہتے ہین) بندہ سے ہو نہین سکتا۔ انہون جو فعل

باری کا بندہ سے ہونا محال اور کو بندہ کا فعل اختیاری بتاتے ان لوگون نے نہ قہر الہی

کا خوف کیا اور نہ غیرت الہی کا لیو دو محشی شرح عقائد نسفی نعل اور جو عقل کے قایم مقام ہو

قسم معجزات سے دونون کا ایک ہی حکم جتلاتے ہین بقولہ فعلا وما یقوم مقامہ
من الترک یعنی معجزہ فعل الہی ہے اور فعل سے مراد فعل اور از قسم ترک رہی ہے جو
قایم ہو مقام فعل کے اس بیان سے کتب عقاید لبریز ہین۔ مگر ان حضرات کو اپنی زالی
اوٹ لانے مین اون کتابون سے چونکہ مدد نہین مل سکتی لہذا جب سورہ اسرا مین ہے
وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا (الی قولہ) قل سبحان
ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۰ یعنی اور کہا کفار مکہ نے ہم تمہاری باتون پر ہرگز
ایمان نہ لاینگے یہانتک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (قدرتی) نکالو یا تمہارے لئے
ایک (قدرتی) باغ ہو کہ جسمین کھجور انگور ہون اور اوسکے درمیان تم (قدرتی) نہرین جاری کردیا ہمپر
ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو یا اللہ اور فرشتون کو سامنے لیآو
یا تمہارا گہر ہوجاتے سونیکا یا تم آسمان پر چڑہجاو اور تمہارے آسمان پر چڑہجانے کو
بہی ہم اوسوقت تک ہرگز نہ مانینگے جب تک کہ تم ہمارے لئے کوئی کتاب اوتار کر نہ لاو
جسے ہم پڑہ لین۔ کہدو میرا خدا پاک ہے۔ مین تو صرف ایک انسان پیغمبر ہون ترجمہ تمام ہوا
جمل مین ہے قولہ ھل کنت الا بشرا رسولا ای کسائر الرسل لا یاتون
قومہم الا بما یظہرہ اللہ علیہم من الایات فلیس امر الایات الیہم انما ھو
الی اللہ تعالی ولو اراد ان ینزل ما طلبوہ لفعل ولکن لا ینزل الایات علی
ما یقترحہ البشر وانا الا بشر ولیس ما سالتم فی طوق البشر یعنی قول آپ کا (آیت میں
جسکے بیان کرنے کا بلفظ قل حکم ہوا) نہین ہون مین مگر ایک انسان پیغمبر یعنی مثل اور سب رسولون
کی جو نہین لاتے اپنی قوم کے گرد ہی معجزہ جسکو ظاہر کیا اللہ نے معجزات مین سے پس نہین ہے
امر معجزون کا اون کی طرف سے سواے اس کے نہین وہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے
اگر وہ چاہتا کفار کے مطلب کئے ہوتے معجزون کے داتع کرنے کا تو کردیتا مگر وہ نہین اوتارتا
معجزے تر دیا تمنا باز) بشر کی خاطر خواہ دیا لیشی طلب پر اور نہین ہون مین مگر ایک انسان اور نہین ہے

مسلمانونکا سچا دین معجزات کے افعال مختصہ الٰہیہ ہونے مین بشان حصر یون بیان ہوا ہے کہ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا قل انما الآیات عند اللہ (الی قولہ) ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتی وحشرنا علیہم کل شیء قبلا الا یہ

ترجمہ قادری اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر انکو ایک نشانی پہنچے البتہ اوس کو مانین تو کہہ نشانیان تو اللہ ہی کے پاس ہین (الی قولہ) اور اگر ہم اوتارتے اون پر فرشتے اور باتین کرتے اون سے مردے اور جلا دین ہم ہر چیز کو انکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین ہین دیکھا اوس میں وقالوا لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ ولکن اکثرہم لا یعلمون **ترجمہ** اور کہتے ہین کیون نہین اوتری اوس پر کوئی نشانی اوس کے رب سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اوتارے کچھ نشانی لیکن اون کے بہتون کو سمجھ نہین ملا ۲ جبکہ معجزات کو انبیاء کے قابو کی بات اختیاری سمجھ اون کا سمجھنا جاہلیت کے زمانہ کا خیال ہے نہ مسلمانون کا اس آیت مین معجزے دکہانے کی ٹال نہین کی ہے آنا بڑا معجزہ مسمّٰی قرآن مجید و معجزات دیگر اقسام دکہانے پہ

طالب معجزات کی پیاس اور بجہی اللہ سبحانہ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر تم چاہو تو ہم یہ نشانیان ظاہر کر دین لیکن اگر کفار نے پھر بھی کفر کیا تو ایسا عذاب اون پر نازل کیا جاویگا جو کسی اور پر نہ اوترا ہوگا آپ نے اس کو منظور نہ کیا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ کے صفحہ ۱۰۷ مین بنقل روایات مروی ہے اللہ سبحانہ اپنے علم قدیم سے اور آپ اللہ کے تعلیم سے جانے ہوئے تہے کہ ان کفار مین سے اکثر اور انکی نسل سب ایمان لاوینگے تو بھلا حکمت الٰہی اور شفقت و رافت نبوی اونکے استیصال و قطع نسل کو کیسے گوارا کرتی اون معجزات مطلوبہ کفار کی روک تھام انجام کار امر بجا تمام ہوگئی وہ اگر ہلاک ہو جاتے تو آج تمام عرب کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہتا ہے کو نظر آتا اور کفر و شرک جزیرہ عرب سے نکلکر کیون اپنا منہ کالا کر جاتا میری جان اور میرے ماں باپ ایسے رؤف و رحیم اللہ کے رسول کریم پر قربان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ عدد خلقہ و زنۃ عرشہ ومداد کلماتہ ہم اپنے بہائی مسلمانونکو اس پیروست نصیحت ہم نصیحتیہ ہیں دین و دہرم کا نہیر لیہ اخر کہنا چاہتے ہین

اور وہ اس مذہب کے بانی کے چند امور مختریہ مسئلہ مین تھوڑا سا غور کرنے سے دیکھ جائینگا۔
(۱) پیدا کرنا مخلوقات کا باسباب ارضی وسماوی رزق دینا مارنا جلانا تا تدبیر عیشے امور مین
تکوین کے اللہ سبحانہ ان کامون کو اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے کرتا ہے اور اس فرقہ کی تصریحات
بموجب محبوبان خدا ان کامون کو قدرت خداداد سے کرتے ہین فرق ہے تو یہی ذاتی عطائی کا
(۲) معجزات کو یہ فرقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے افعال اختیاری ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے
اوپر عبارتین ان لوگون کی پھر دیکھ لو (۳) خلیفۃ اللہ کا تصرف اس فرقہ نے ہر باد وسعید بن شاہین
نائبون پر قیاس کرکے ہیچ امور تکوین کے مان لیا ہے اب اے مسلمان بھائیو اس
نئے مذہب کی روسے اللہ سبحانہ کے کامونکو اور محبوبان خدا کے کامونکو مقابل کرکے دیکھو مثلاً
اللہ سبحانہ نے جب کبھی اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے اونٹ یا اونٹنی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو اول
نطفہ کو پیدا کیا ہے پھر اونٹ کو اونٹنی سے جفتی کرنے پر قادر کیا ہے۔ پھر نطفہ جب رحم مین
ٹھہرا ہے تو مدت معلوم مین اوسکو خون بستہ کردیا ہے پھر اتنی ہی مدت کے بعد اوسکو لوتھڑا
گوشت کا کرکے پھر اوس مین ہڈیاں پیدا فرماکر پھر ہڈیون پر گوشت چڑھاکر تمام انقلابون کے بعد
اوسکو پیدا کیا ہے۔ پھر پانچ برس مین اوس بچہ کو جوان کیا ہے۔ خدا کے کامون مین اسقدر دیر
اور محبوبان خدا کے کامون مین محبوبان خدا کی قدرت عطائی کا یہ زور کہ جب صالح علیہ السلام سے
اونکی قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ خلاف عادت پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو اور فوراً وہ بچہ بھی جنے
اس فرقہ کے ایمان مین صالح علیہ السلام نے فوراً پہاڑ سے اونٹنی پیدا کردی اور ترت ہی اس
اونٹنی سے بے جفتی نر کے بلا مہلت بچہ بھی پیدا کردیا۔ اب اس نئے دین کے اندھیرے ناظرین
غور فرمائیں خدا اور محبوبان خدا کے کامون مین کتنا فرق ہے دونون کامون کو مقابل کرنے
سے ہر بصیر اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ اللہ سبحانہ کی ذاتی قدرت ایسی کامل نہین جیسی محبوبان خدا
کی قدرت کامل ہے۔ خدا کے کامونمین اتنی دیر اور اتنے اسباب پر اونکی موقوفی اور محبوبان خدا کے کامونمین یہ عجلت
اور اسباب کی بے نیازی۔ ہم مسلمانون سے جب مخالفین یہ سوال کیا کرتے تھے کہ اللہ کے کامون ہی تنی

دیر کیوں ہوتی ہے اور خدائی کام اسباب پر کیوں موقوف ہیں تو ہم لوگ یہی جواب دیا کرتے تھے کہ یہ تامل
وغیرہ بنا بر حکمت ہے نہ برائے حاجت اور اپنے اس دعوے پر انہیں معجزات کو پیش کر دیا کرتے تھے
کہ دیکھو ان میں نہ دیر لگتی ہے نہ کسی سبب عادی پر اسکا انحصار ہوتا ہے۔ اب جبکہ اس فرقہ نے
معجزات کا کام ہی خدا سے نکالدیا تو سوال مذکور کا جواب دینا اس فرقہ پر نہایت دشوار ہوگا
کچھ عجب نہیں جو یہ فرقہ یہ کہدے کہ عاشق اپنے حسن سے اپنے معشوق کا حسن بڑھا ہوا ہی چاہتا ہے
یہ اثر اسی کا ہے جو محبوبان خدا کے کام خدا کے کاموں سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں
یہ نیا مذہب اسلامی فرقوں کے نزدیک قابل التفات نہ تھا۔ اللہ سبحانہ بُرا کرے وہابی سودے
کا جسکی بدولت یہ زہریلے لقمے اس مذہب کے بہت سے کوتہ فہم تنکھوں سے نیچے اوتر گئے۔

جھوٹے دجالوں کے آنیکی خبر — دے چکے ہیں اس طرح شاہ امم
لا رہے سکھلا رہے طریقے وہ نئے — اُنسے بچو ورنہ فتنے ہوں بہم

اس پر ایمان لانا منجملہ ضروریات دین ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب
کریم رسول اکرم وانبیاء سابقین صلی اللہ علیہم وسلم اجمعین کو بہت سی ایسی چھپی ہوئی باتوں پر
اطلاع بخشی ہے جنکو رسالت سے تعلق ہے نہ کہ صرف الوہیت سے تعلق ہے جیسا کہ تفسیر کبیر
ابی السعود وغیرہ بہت سی تفسیریں کتب ودفع الریب میں منقول ہے جنت اور نعمائے جنت دوزخ
اور عذابہائے دوزخ اور اونکے اسباب اور حشر نشر وغیرہ مع ان تفاصیل کے جن کا نصوص قرآنیہ
میں بیان ہے اور احادیث میں اونکی مزید تشریح ہے دابۃ الارض اور دجال یاجوج ماجوج
اور نار حجاز کا نکلنا عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور امام مہدی علیہ السلام کا پیدا ہوکر دجال
کو قتل کرنا اور زمین کو عدل اور ایمان سے بھر دینا اور حضور کا فتوحات بلاد کی خبر دینا فتوحات بلاد
کی کنجیاں دیکھے ہاتھوں میں آنا اور اسکے سوا اور بہت سی پیشینگوئیاں ہیں جو درج کتب حدیث ہیں انمیں سے
بہت سی وقوع میں بھی آ چکیں از انجملہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من الحجاز
تضیئ اعناق الابل ببصری متفق علیہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ قایم ہوگی قیامت یہانتک

کہ نکلیگی آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیگی اعناق الابل کو بصریٰ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری وسلم نے (مشکوۃ کی کتاب الفتن کے باب اشراط الساعۃ صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ مین ہے) سید حاشیہ مشکوۃ مین فرماتے ہین بصریٰ ایک شہر ہے (سمت) حوران سے درمیان اوسکے اور دمشق کے چند منزلون کا فاصلہ ہے اور تحقیق متواتر خبرون سے ثابت ہے کہ وہ آگ نکلی ۶۵۴ ہجری مین حجاز سے قریب مدینہ کے اور باقی رہی وہ بقدر پچاس دن کے جلتی۔۔ روشن ہوگئے بسبب اوس کے ہضبات بصریٰ کے جن کا نام اعناق الابل ہے۔ صحاح مین ہے ہضبہ پہاڑ بچھا ہوا سے زمین سا ہموار تھی۔ اسپر مخالفین کے اعتراض بھی ہو چکے تھے پہلے ظہور کے بعد ظہور خبیر دو بر گئی ایسے ہی کسریٰ کے محل سے سونے کے جڑاو کنگن کی جوڑی وغیرہ حاصل ہوکر سراقہ کو پہنائے جانے کی خبر دی تھی مثل سپیدہ فلق جو وقوع مین آئی اس بیان کا محل حصہ سوم ہے ان امور کے بیان کو بڑے بڑے دفترون کی ضرورت ہے وہ ہمارا دین و ایمان ملکہ ہماری ایمان کی جان ہے امنا باللہ ربا و بمحمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولا و بالاسلام دینا و صدقنا بما جاء به و اخبر جو حضور فرما گئے ہین اور جسکی خبر دے گئے ہین آسمان و زمین ٹلجائین مگر اُن کا وقوع مین آنا ممکنا نہین و از انجملہ اوسیکے باب الملاحم سے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعواھما واحدۃ و حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین الحدیث صفحہ ۴۶۵ وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم رواہ مسلم صفحہ ۴۶۹

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ آپسمین مقاتلہ کرین دو بڑے گروہ اور واقع ہوے دونون مین قتل عظیم اور حال یہ ہے کہ دعوے دونون کا ایک اور یہانتک کہ اٹھائے جاینگے جھوٹے دجال قریب تیس کے الحدیث اور جابر بن سمرہ

سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بیشک پہلے قیامت کے بہت بڑے جہوٹے لوگ ہونگے پس تم اُنسے بچو یہ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے لمعات مین فرمایا کذابین وہ ہین جو بہت بڑی دہوکے بازی کرتے ہین حدیث کے لئے یا مدعی نبوت کے انتہی تنبیہ الوہابین مین حدیث طبرانی نقل فرماکر ترجمہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے اس مذہب کے سرپرست کے صاد بموجب کہ وہ تیس یا تیس سے زیادہ جہوٹے دجالون کا گروہ نیئے نیئے طریقے لائیگا جمعہ اور پانچ نمازون کے لئے آپ نے اذان شروع فرمائی اور باوجود مقتضی وعدم مانع نماز عیدین کے لئے اذان مشروع نہین فرمائی اور نہ قبر پر اذان دینا سکہایا حالانکہ مردہ کی مشکل کشائی جو مناسب تہا اوس مین معاذ اللہ تامل نہین فرمایا آج اس نئے طریقہ کی دہوم دیکہ لو اس کے استحباب خودساختہ کے لئے کیسی حدیثون کو ترمچاکر کے اپنی ہوا کے مطابق ڈہالا جاتاہے اور ایسے ہی عملی اور اعتقادی بیشمار بدعتین ہین جن کو جیتا رول چمکایا جاتاہے نہ تقلید آئمہ کی پرواہ نہ سلف سے مطابقت دکہانے کا قصد اور کیا نیئے طریقے لانکی دجالی کے حدیث کی آڑ مین دہوکا دہی کی دجالی کذابی سانگ ہوتے ہین دیکہو جو حضور نے فرمایا تہا ہوکر رہا ۔ اور پہر قادیان مین جہوٹا دعوے نبوت کا بہی کیسی ان گذ ہیستین دیکر سارے کا سارا بخیر انشا کیا تو دہوم دہڑکا تو کرہی دیا اگر حضور غیب پر اطلاع نہ پاتے تو ہم کو جہوٹے دجالون کے فریبون سے بچنے کی ہمت کہان سے ہوتی اور حدیثوں مین ہوائی پہندے لگانے والے ہم کو کیسے معلوم ہوتے آیت کے حصر سے مراد الہی مفاتح الغیب کے علم کہی تفصیلی کے جاننے مین توحید دکہاتے خاص اللہ اکیلے کی جیسے قطعاً اور یقیناً ثابت ہے ایسے ہی برہان عقلی بہی اس ثبوت کی تائید کرتی ہے جیساکہ تفسیر کبیر سے اسی حصہ مین منقول ہے اور معمری آتین اور صحیح حدیثین اسی کے موافق موجود ۔ اس مضمون کی ایک حدیث جو آئندہ آئے گی جسکو امام بخاری نے کتاب الایمان مین داخل فرماکر آگاہ کیا اسپر کہ ان پانچ خزانون کو غیب کے بالاستیعاب اللہ سبحانہ کی سوا اور کوئی نہیں جانتا اسکا ماننا منجملہ ایمان کے ہے حضور سے حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کو

دریافت کیا تو فرمایا سبحان اللہ ان پانچ کو اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا یعنی پاکی ہے اللہ کو
اس سے کہ ان پانچ کے بالاستیعاب جاننے مین اللہ سبحانہ کا کوئی باہم شریک ہو آج اس محکم
قلعہ قرآن فیصلہ آسمانی کو توڑنے کے لئے قدوری کی حکایت بے سند مجہول پیش کی جاتی ہے کہ
اس کو بطور حدیث فلان نے ذکر بے آیت و حدیث نصوص حصر قرآنی پہ پانی پھیر دیا اور بغیر جھجھے
خاصے ایماندار شیخ نے جو فرمایا ہے خادعین للحدیث وہ کیا صادق آگیا اس غیر حدیث وارد خیالی
کو حدیث بتلا اور اوس سے نصوص حصر قرآنیہ کو ڈھا کر حدیث کا بہانہ کہکر دھوکا دینا نہیں تو اور کیا
دجالون کذابین کے سوا ہوتا ہے۔ حدیث بھی ہوتی تو خبر قطعی قرآنی کی ناسخ نہو سکتی چہ جائیکہ حدیث بھی
نہ قوی صحیح اور نہ ضعیف قدوری سے ایمانی مسئلہ قرآنی کی یہ درگت صحیح حدیثون کے ابطال کی
یہ نوبت۔ جو ہمارا ایمانی خزانہ ہے یہ ان ہی کی برکت اور طفیل ہے جو آج ہمکو دجالی دھوکے بازیون
سے بچا رہا ہے یہ غیب پر اطلاع پانے کا باب اسقدر وسیع ہے جو ان بلاؤن سے بچانے مین
ہماری دستگیری اور مشکل کشائی کر رہا ہے اور اللہ سبحانہ کی بیشمار رحمتین نازل ہون اون اہل سنت
صحابہ فقہاء و محدثین و متکلمین و پیران ہدایت و طریقت پر جنکی حفاظت الفاظ و معانی کتاب
و سنت کی وجہ سے آج کوئی بدعتی اور دجال تحریفی سعی کرے کسی آیت یا حدیث کی دین اسلام
مین ذات نہین کرسکتا جو نرالی گڑھتا ہے اوسکی وہ گڑھت اوسی کی پیشانی کی ضیا ہی موجود
اور آئندہ نسلون مین مشہور ہو جاتی ہے۔

قال اللہ تعالی انی جاعل فی الارض خلیفۃ یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیہا وہو آدم
جلالین والمراد بالخلیفۃ آدم علیہ السلام فانہ خلیفۃ اللہ
فی ارضہ لاقامۃ احکامہ وتنفیذ قضایاہ وہدایۃ عبادہ وجذبہم
الی اللہ تعالی واعطائہم مراتب قربہ تعالی الخ **مظہری**
والصحیح انہ انما سمی خلیفۃ لانہ خلیفۃ اللہ فی ارضہ لاقامۃ
حدودہ وتنفیذ قضایاہ **خازن** **ترجمہ** فرمایا اللہ تعالی نے

بیشک مین پیدا کرنے والا ہون زمین مین خلیفہ یعنی نیابت کرے گا میری میرے احکام بیچ زمین کے جاری کرنے میں اور وہ آدم ہین (یہ جلالین سے منقول ہے) اور مراد ساتھ خلیفہ کے آدم علیہ السلام ہین پس بیشک وہ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین احکام الٰہی قایم کرنے اور جھگڑون مین خدائی فیصلے جاری کرنے اور بندگان خدا کو ہدایت کرنے اور ان کو اللہ کی طرف کھینچنے اور مراتب قرب الٰہی دلانے کے لئے (یہ تفسیر مظہری سے منقول ہے) اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام خلیفہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین حدود الٰہی قایم کرنے اور خدائی فیصلے جاری کرنے کے لئے (یہ تفسیر لباب التاویل خازن سے منقول ہے) جنون کے قایم مقام زمین آباد کرنے یا جنون کا خلیفہ ہونا وغیرہ دیگر اقوال بھی تفسیرون مین مذکور ہین مگر یہ کسی تفسیر مین نہین کہ پیدا کرنے یا اسباب ارضی وسماوی رزق دینے یا مارنے جلانے وغیرہ امور تکوین خواص الوہیت مین بھی اپنے قایم مقام خدائی کام کرانے کے لئے مددگار سرکار الوہیت بنایا تھا اس طرف تو ذاتی عطائی کے قزاق کا مشرقی مذہبی کھینچ لیجاتا ہے ہر نعمت کے حصول ہر مصیبت کے دفع کا سبب حضور ضرور ہین۔ عالم سب کا سب ہی حضور کا طفیلی ہے۔ مگر عالم کی ایجاد فنا بقا کی قدرت عطائی دلانے کا نرالا خیال باطل ہے اور محال کو مستلزم۔ شرح عقاید نسفی سے اوپر منقول ہو چکا کہ مخلوق کا کوئی وصف کوئی کام صفت الٰہی اور خدائی کام کے قایم مقام ہو کر صفت اور فعل الٰہی کا کام نہین دے سکتا۔ پس بادشاہ کے نایب کے بادشاہ کے قایم مقام ہو کر ہر سیاہ وسفید مین وہی کام کرتا جو بادشاہ کرتا ہے۔ اس کو ذکر فرما کر ہمارے مہربان کو اس پر خدا کے خلیفہ کو قیاس کرنا اللہ سبحانہ کے کرنے کے مخصوص کامون مین خلیفہ خدا کو متصرف بتلانا کہ وہ بھی وہی کام کرنے کے لئے نایب خدا ہوا ہے جو خدا کرتا ہے۔ صلی تو بھلا یہ سنبہ ودھرم نیم دہرم ہے اور مجوس کا آئین یا مسلمانون کا دین۔ ہنود برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور وشنو کو مخلوقات کا پالنے والا اور مہادیو یا مہیش کو مخلوق کا مارنے والا اور مجوس عقول عشرہ اور کواکب کو ان کامون کا کرنے والا خدا کے قایم مقام

ہو کر باشتہ [illegible] سالوں [illegible] ہے تو یہ باطل خیال ہوا ہے موکف الامن وخالطنون [illegible]
کے کسے کیو ہوا [illegible] ارشاد [illegible] مناسب [illegible] صفات [illegible] اور رضا اور [illegible]
دونوں [illegible] [illegible]
[illegible] کیسے جاری ہو سکا [illegible] ذاتی [illegible]
[illegible] کے [illegible] بلوا سکا ہے۔

[illegible] امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب [illegible] میں ارشاد [illegible]

در صورت کمالات وجوب گشت واین کمالات [illegible] از شرکت اسمی از کمالات
آن مرتبہ [illegible] (الی قولہ) ازینجا است ظلال ثابت السالک را در [illegible]
دیگر مکتوب [illegible] ارشاد [illegible] خدای تعالی کہ بیچون وبیچگون وقدیم است [illegible]
[illegible] نیست [illegible] تجلیات [illegible]
افعال وصفات [illegible] تجلی ذات مقصود نیست چہ افعال وصفات را از حضرت ذات
[illegible] نیست تا تجلی آنہا بے تجلی ذات مقصود بود [illegible]
اندات است ظلال افعال صفات اوست سبحانہ پس تجلی آنہا تجلی ظلال افعال وصفات
بود نہ تجلی افعال وصفات الخ ان عبارتوں سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہو گیا کہ کمالات [illegible]
کمالات وجوب کی صورتیں ہیں جو نظر آتے ہیں ان کمالات الثانیہ نے [illegible]
[illegible] کے [illegible] مرتبہ نبوت کے کمالوں میں سے دوسری اور کوئی چیز حاصل نہیں کی ہے
[illegible] یا تکوین اللہ تعالیٰ کے کام [illegible] جب بیچون اور قدیم ہیں [illegible]
[illegible] ذات [illegible] ان کو [illegible] ان افعال تکوینیہ کے کرنے کی مخلوق [illegible]
[illegible] ربانی بھی [illegible] الٰہی [illegible] ظہور کی [illegible]
[illegible] تجلی افعال [illegible] تجلی ذات الٰہی کے مقصود نہیں
[illegible] تا تجلی افعال وصفات الٰہیہ

کی بے تجلی ذات [illegible] مستور ہو [illegible] ذات الٰہی سے پیدا ہوا ہے اعیان اور صفات الٰہی
سایہ ہے [illegible] تکلم کی حکمت [illegible] میں [illegible] اور دونوں کے درمیان
مناسبت [illegible] صاحب الامن اپنے دعوے [illegible]
[illegible] تکوین تو ذاتی [illegible] قریب [illegible]
اور تکوین سا کام تکوین کے سایہ سے وقوع میں آتا ہے [illegible] حیوانوں کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] سکتا ہے [illegible]
[illegible] انسان [illegible] چلتا پھرتا [illegible]
[illegible] سایہ [illegible] سایہ کے [illegible] بالکل کہا [illegible]

مسئلہ علم غیب میں جو نزاعی بلا برپا ہوئی ہے ہم اوسکی حقیقت اور کتاب وسنت سلف وخلف سے جو اوس میں قول حق چلا آتا ہے اوس کو ناظرین کو دکھایا چاہتے ہیں

صاحب انباء المصطفیٰ وارادت واحلی وخالص الاعتقاد وشارح القہار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کے مدعی اپنے دعوے پر جن عبارتوں کو برہان بناتے ہیں اور سے دین سکیں یہ حیا دیکھا کر کس نحو عشرات سے ہم لکھتے ہیں آپ کی چالاکی دکھا حق کی جھلک جسکو پردہ تحریف معنوی نے چھپایا ہے روشن کئے دیتے ہیں۔ خالص الاعتقاد ص ۳۴ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض سے نقل فرماتے ہیں (ھذہ المعجزۃ) فی اطلاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الغیب (معلومۃ علی القطع) بحیث [illegible] الا التردید فیہا لاحد من العقلاء (لکثرۃ رواتہا واتفاق معانیہا علی الاطلاع علی الغیب) وھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ لہ فامر محقق بقولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ [illegible] اسکی [illegible] یعنی [illegible]

اس کا ترجمہ جناب یہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقینا
ثابت ہے جسمیں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجایش نہیں کہ اسمیں احادیث بکثرت آئی ہیں
اور اس سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے کہ اللہ نے غیب پر کسیکو مسلط نہیں کیا
سوا اپنے پسندیدہ رسول کے ترجمہ کیا جناب نے [illegible] ناتمام ہوا اب اس ترجمہ سے
صحیح ترجمہ کو ملاتے ہیں وہ یہ ہے یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع پانے میں قطعا
معلوم ہے ساتھ اس حیثیت سے کہ کسی عاقل کو اسکا انکار یا اس میں تردد ممکن نہیں اور اس معجزہ کے
راویوں کی کثرت کی وجہ سے اور غیب پر اطلاع پانے پر [illegible] اتفاق کی وجہ سے
اور یہ منافی نہیں (یعنی خلاف نہیں) اون آیتوں کو جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ بیشک اللہ کے
سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور آپ کے اس قول کے جسکے اظہار کا حکم بلفظ قل صراحۃ ہوا ہے)
اور اگر جانتا ہوتا میں غیب کو البتہ بہت کرلیتا میں خیر کی پس بیشک معنی آپکا وہ نہیں ہے جو
بغیر واسطے کے ہو اور لیکن اطلاع پانا آپکا اوسپر آپکو اللہ تعالے کے بتلانے کی وجہ سے پس امر
ثابت ہے بدلیل قول اللہ تعالے کے پس نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسیکو سوائے برگزیدہ رسول کے
ترجمہ تمام ہوا صاف اظہار ہے کہ آیتیں قرآن مجید کی اللہ تعالے کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کا علم
کھلا بتلا رہی ہیں وہ اللہ تعالی کے بتلانے غیب پر اطلاع پانیکی نفی نہیں کرتیں جیسے
مثل آفتاب نیم روز روشن کہ اللہ تعالی کے بتلانے غیب پر اطلاع پانا اور چیز ہے اور غیب جاننا
اور چیز مگر چونکہ ہمارے مہربان کی زبان و قلم سے غیب دانی کا دعوے نکل گیا ہے اسلئے اوسکی
بانی میں یہ کہا کہ صحیح ترجمہ تو یہ تھا کہ یہ معجزہ آپکے چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے میں معلوم ہے
یعنی مانا جسکی جگہہ یوں کیا کہ آپکا معجزہ علم غیب یقینا ثابت ہے اور دوسری عبارت کا سچا ترجمہ
یہ تھا اسکے معنی متفق ہیں حضور کی چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے پر اسکی جگہہ جناب نے یہ بنایا
بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے تیسری عبارت کا ٹھیک ترجمہ یہ تھا لیکن آپکا اطلاع
پانا چھپی چیز پر اللہ تعالے کے بتلانے کے سبب تو امر ثابت ہے اسکی جگہ وہی میں غیب

تھا اور یہی اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانا ایسی چیز ہے جس پر ایمان لانا
ضروری ہے نہیں جیسا کہ ... کسی مخلوق کے غیب نہ جاننے پر ایمان لانا
ضروری ہے نہیں جیسا کہ ... بلکہ جیسا کہ فقہا سے دافع البلاء میں منقول ہے
خان صاحب خالص ... ترجمہ میں ایسا عبارت تو خیر صاحب خالص ... نے اکبر کی لکھی ہے
اور لکھا ان عربی ... نے تیری لکھی ہے ... معلوم ہوتا ہے کہ
آپ نے اللہ کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پائی صحیح استدلال ہے غیب جاننا تھا یا
بلا احتیاج ... اور ... لوازم الوہیت پس جبکہ علم غیب بتلانے ہونے کے جانے
... تکفیر افتراء اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب ہوتے علم غیب جاننے سے منزہ کہنا پڑے گا۔
جس سے کتاب و سنت ... کا ابطال لازم آئیگا۔ خالص ... صفحہ ... میں ... کی
عبارت قد اشتهر وانتشر امره صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابه بالاطلاع علی
الغیوب کا ترجمہ یہ کیا بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا
علم ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ یہ تھا کہ اس عبارت کا یہ ہے بیشک مشہور و منتشر ہو چکا تھا
امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اصحاب میں کہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے
فرمانے سے آپ چھپی ہوئی چیزوں پر مطلع ہیں ترجمہ تمام ہوا صفحہ مذکورہ میں ... سے نقل کیا۔
النبوة هي الاطلاع علی الغیب اسکا ترجمہ کیا کہ نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب جاننا
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ تھا کہ نبوت وہ غیب پر اطلاع پانا ہے صفحہ ۲۹ میں ہے امام ابن حجر مکی کی
الاعلام پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں الخواص یجوز ان یعلموا الغیب
فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتهر جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقع
یا وقائع میں علم غیب ملے سطر ۱۲/۱۳ یہ ترجمہ اوسکا پھر نہیں رکھتا جیسا اوپر کے ترجمہ
میں علم غیب ملے غلط ترجمہ ہے اور اصل ترجمہ یہ ہے جائز ہے کہ بتلانے سے جان لیں
وہ خواص چھپی ہوئی بات ایک واقعے یا قضیے میں یا چند واقعات میں ... امام ابن حجر کا کلام

غایۃ ما نقول ہر دافع الریب میں منقول ہے جو اللہ سوا کو عالم الغیب [illegible]
مانے اور غیر پر اس کا اطلاق کرے [illegible] سا [illegible] صالح وغیرہ [illegible]
سمجھا رہا ہے [illegible] دیکھیے [illegible] الغیب [illegible]
الغیب ما لم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق یعنی غیب وہ ہے جس [illegible]
کرنے جاننے پر کوئی دلیل قائم ہو جیسے [illegible] الخ [illegible] آگے [illegible]
دلیل ہے) اور نہ اس پر کسی مخلوق کو مطلع کیا جائے تفسیر [illegible] کی عبارت خالص کے
صفحہ ۲۰۵ میں نقل کر کے یہ ترجمہ کرتا کہ غیب [illegible] دلیل [illegible] جانا
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے سطر ۲۱ [illegible] غیب کو اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا بیان کرنے والی آیت کے [illegible] ساتھ خصوصیت [illegible] یہ [illegible]
صاحب خالص ترجمہ میں بیان کر رہی [illegible] سمجھانے [illegible] جاننے [illegible]
آپ عالم الغیب غیب کا [illegible] اور [illegible]
کلام میں نقل کر کے [illegible] تفسیر عزیزی [illegible] اطلاع [illegible]
بعضے را ان است [illegible] انبیا [illegible] از علم غیب و شہادت [illegible]
ہر کس [illegible] ثابت [illegible] اس سے روشن ہو گیا کہ [illegible]
چھپی ہوئی چیز کا بتلانے سے جان جانا اور چیز ہے اور غیب جاننا اور چیز ہے [illegible]
پیغمبر [illegible] ہے جو احتیاج کی خبر دیتا ہے اور دوسرا یعنی غیب جاننا [illegible]
فرما دیا [illegible] خدائی کے خالص کے صفحہ ۲۷۶ [illegible] فرمایا

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ تم فرما دو کہ آسمان اور
زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اس سے مراد ہے علم ذاتی و علم محیط یہ کہ وہی
باری (تعالیٰ) عز وجل کے لئے ثابت اور اسی سے مخصوص ہیں یعنی اللہ سبحانہ کے
ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں) علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو یا علم غیر محیط کہ بعض

بعض اشیاء سے مطلع نہیں ہے ناواقف ہے اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی
اللہ سبحانہ اس نقص اور کوتاہی سے پاک ہے) لا یعلم الغیب الخ کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اللہ کے
سوا کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہیں جانتی۔ جب غیب نہ جاننے اور جاننے کے معنی
یہی ٹھہرے کہ بتلانے سے جاننا غیب نہ جاننا ہے بلکہ غیب پر اطلاع پانا ہے اور بے بتائے
اور بلا دلیل جاننا غیب جاننا ہے عرفت کہ آپ رسمت و سلمین میں اس مذہب کے سرپرست
اعلیٰ خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں ص ۲۶ ہماری تقریر سے روشن و تابان ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے مساوی (برابر) ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے
دل میں اوسکا خطرہ گذرے (سطر ۱۷ و ۱۸) کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط
ہو جانا شرع سے محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم
جمع کئے جائیں تو اونکو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے
ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے (سطر ۱۱ تا ۱۳) اور خالص ہی کے صفحہ ۲۷ کی عبارت
عربی جو آئندہ حاشیہ پر آتی ہے اوس کا ترجمہ یہ ہے ہم نہ علم الٰہی سے (مخلوق کے علم کا)
باہم برابر ہونا مانیں اور نہ غیر اللہ کے لئے علم بالذات جانیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا
فرمانے سے بھی ہم اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا باہم برابر ہونا ثابت نہیں کرتے۔ مگر
بعض کا علم عطا فرمایا جانا ثابت کرتے ہیں۔ ترجمہ تمام ہوا صاحب خالص نے یہ مذکورہ بالا
جو لکھا سب حق ہے بیشک مخلوق کے لئے اللہ سبحانہ کی برابر علم ہونے کا شبہہ اس
قابل نہ تھا کہ مسلمان کے دل میں اوسکا خطرہ گذرتا اور ایسا ماننے والا مسلمان ہی کب رہسکتا ہے
اس مذہب کے مددگار توقع علیا سرپرست مذہب کی اس تقریر سے راضی نہیں معلوم ہوتے
اسلئے کہ وہ اس کے دفعہ میں یہ لکھ چکے کہ جسنے خدا کو علم سکھایا ہے تو جزکب کہا ہے
ناظرین اب ملاحظہ کریں صاحب خالص الاعتقاد کے حواری مددگار مذہب علم الٰہی کی برابری
کے مدعی خالص والے کی تقریر روشن و تابان کی رو سے مسلمان رہتے ہیں یا نہیں اور

نہیں بلکہ ناحق ہے۔ واقف کہلانے کے اور اور دکھانے کو اور والی کہاوت تو نہیں ہے افسوس
جس شبہ کا مسلمانوں کے دل میں خطرہ گذرنے قابل تھا وہ اس مذہب کے موجدوں کا
دین و ایمان اور اعتقاد بن گیا اور وہ باوجود ان امور منافی ایمان کے کامل مسلمان بنائے جاتے
اور ان کی تائید میں بڑا قصد کئے جاتے ہیں اس معیار سے خالص الاعتقاد ان حضرات کے ایمان
کو جانچئے عقیدہ معدودہ کتب ذیل پر اس مذہب کے حواریوں کی بھی حکم لگا ہوا اس مذہب کے مجدد
کا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کے مسائل تین قسم ہوتے ہیں ایک ضروریات دین اون کا منکر بلکہ اون میں ادنی
شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے جیسے
ان تفصیل یہ دین کی (۱) اللہ عزوجل عالم بالغیبات ہے سب اوسکے بتانے کوئی ایک ذرہ نہیں
جان سکتا (۲) رسول اللہ و دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اپنے بعض غیوب کا علم اللہ
عزوجل نے عطا فرمایا (ازالی قول) یہ قسم اول ہوئی۔ صفحہ ۵ رسالہ الاظہار یہ بعض غیوب کا علم عطا فرمایا
اور کل کے جاننے میں اللہ سبحانہ کا مختص ہونا ایسی قطعی دلیلوں قرآنیہ سے ثابت ہے کہ جیسا کسی
مسلمان فرقہ کو انکار نہیں ہو سکتا تو تفصیل غیوب کے جانے جانے کی حد کو منجملہ ضروریات دین رکھا ہے
اور ضروریات سے مراد اہل سنت ہی معتقد ہونے تو اس کو منجملہ ضروریات عقائد اہل سنت قبول کر
اس حد کے توڑنے والے کو صرف بدعتی بد مذہب گمراہ کہتے نہ قطعی کافر۔ پس اللہ عزوجل
کی برابر آپ کا علم ماننے والے ضروریات دین کی حد توڑنے سے نصوص قطعیہ قرآنیہ کے منکر
ٹھہر کر بے شک ہی کافر ٹھہرتے ہیں جیسا کہ اس مذہب کے بانی رسالہ میں ارقام فرما چکے علم الٰہی کی
برابری کے مدعیوں صاحب رسالہ کے حواریوں کی تصریحات حسب ذیل ہیں ازالۃ الحقائق
علم غیبی میں مرقوم ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر سارے
مخفی کھولدئے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے حضور کے پیش نظر ہے۔ تمام دنیا کو کف
دست مبارک کی طرح دیکھتے ہیں نزدیک دور آپ کو سب یکساں ہے۔ ازل سے ابد تک جو کچھ
ہوا اور ہوگا آپ پر سب روشن ہے۔ آسمانوں میں کوئی پرندہ پر نہیں مارتا۔ لیکن آپ اوس کے دل سے

پورے واقف ہیں ہماری دوانون کو سنتے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہمارے احوال کو جانتے
ہیں ہمارے [illegible] کو پہچانتے ہیں وغیرہ صفحہ نہ تو خود اس کے قائل ہیں کہ حضرت کے طفیل میں
آپ کے [illegible] کو ذاتی عطائی کا مرتبہ حاصل ہے صفحہ ۱۶ (الی قولہ) البتہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں عیانی اور حسی ہونیکا فرق کرتے ہیں . باقی احاطہ او استغراق
میں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں کچھ فرق نہیں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
اولیاء امت کے علم میں کچھ فرق ثابت انتہی (التحقیقات الحاتیہ صاحب تہذیب رامپوری لکھتے ہیں اگر کہا
جائے کہ بعض کا علم او غائبہ میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور بعض کا نہیں تو یہ مستوجب
ترجیح بلا مرجح کے ہوگا کیونکہ نسبت علم وباعث انکشاف تو وہی ذات ہے اور نسبت
اوس بار [illegible] شانہ) کو تمام معلومات سے علی السویۃ (یعنی برابر) ہے پھر بعض کو جاننا اور بعض کا
علم نہ ہونا کیسا اور صفحہ ۱۱ میں ہے قول منہا یوری العلم المحیط لیس الا للہ بہت درست ہے
مراد اس سے بھی علم بالذات ہی ہے قول آیۃ الا ما علمہ اللہ اسپر دلیل ظاہر ہے انتہی
اسپر بیساختہ زبان قلم سے ارل ہی نکلا ع یہ سب گھر اوسی کے ابھا نتے ہوتے ہیں یہ
اس مذہب کے سرپرست اسلئے نے بعض غیوب کا علم انبیاء وسید الانبیاء صلی اللہ تعالی

سل ۵ تہذیب کے اخیر صفحہ میں ہے کل کا علم اپنے بندہ کو دیدیتے ہیں برابری تمام اور دونوں کی کیسی [illegible] ان حضرت نے باوجود
کمیت میں برابری ثابت کرنیکی برابری کے الزام کو ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھایا ہے . چنانچہ صفحہ ۔ میں لکھتے
ہیں اگر محسبہ علوم غیبیہ ماضیہ و آتیہ کو حضرت کو عطا فرمادے - اور معلومات الہی معلومات بشریہ
سے بالفرض برابر بھی ہوجاویں تو بھی مثل علم الہی کے نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ تو بعنایت ایزدی ہے اور وہ
ذاتی مرضی - اس سے کھل گیا کہ صاحب تہذیب مساوات اور مماثلت کے الزام کو اسی ذاتی و عطائی
کے فرق سے اوٹھاتے ہیں - حالانکہ اللہ کی برابر علم ماننے کو اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے
[illegible] مذہب حضرت کلف رضی اللہ عنہ [illegible] و سلام [illegible] بتلاتے ہیں - آسیہ ۔ [illegible]
[illegible] مرتبہ لو ۔۔۔

علیہ وسلم کو دیا جاتا تا مجملہ ضروریات دین ٹھیراکر اونکی منکر کو بلکہ اون مین ادنی شک کرنیوالیکو بالیقین ایسا کافر بنایا تھا کہ جو اوس کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر عبارت رسالہ اوبر چہرہ دیکھلو مولوی عبد اللہ رسولپوری کے چار سوالون کے جواب مین مولف رسالہ لکھتے ہین ایسا علم محیط اونکے لئے ماننے اگرچہ تعلیم خدا ہی سے جانے تو اگرچہ شرک نہو مگر صراحۃ کفر و مخالف عقائد اسلام ہے ایسے عقیدہ والے کی امامت باطل محض ہے اور ایسے دانستہ امام بنانا حرام بلکہ خود کفر ہے ۔ صفحہ اول سطر ۱۰ ۔

معض غیوب بتلاسے جانے کی اس حد کو جو باتفاق فرق اسلامیہ ایسی قطعی قرآنی دلیلون سے ثابت بھی جنکی وجہ سے اسکو سب نے مجملہ ضروریات دین رکھا اب اوسکو کیسے کیسے عمدہ نگہارون سے منطق خانہ ساز کے صاحب تہذیب رد کرنے کہڑے ہو گئے اور صاحب ازالہ نے تو کوئی حد ہی نرکھی لسمہ دکا نہ چھوڑا لوازم الوہیت آپ کے لئے ثابت کرنے مین نصاریٰ سے بات کردیا سرپرست اسلے کی کتابون مین صفات الٰہیہ ذاتیہ وفعلیہ اور محبوبان خدا کی صفات مین ذاتی عطائی کا فرق رہوہ نام سے سلوب الایمان لکھا دیکھکر اور بصفحہ ۱۶ اعلام ابن حجر کا یہ قول ہو تکہکر کہ اللہ سبحانہ کا علم واحد ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور بٹوارہ کو قبول ہی نہین کرتا اسپر رد احیاء الا کہ جب ہمارے حبیب جوان مذہب مین وہی علم الٰہی پورا پورا نہین تھا آپ کو ملا تو اللہ اور رسول اللہ کے علم مین احاطہ اور استغراق مین برابری ضروری ہوئی ۔ ہان اگر ایسا ہوتا کہ آپ کو اللہ سبحانہ اپنی علم کا غیر عطا فرماتا جیسا کہ آئمہ مسلمین اور یہی علامہ ابن حجر کہتے ہین اوسی صفحہ اعلام مین اوسی قول ابن حجر کا اخیر یہ موجود ہے وھو غیر علم اللہ تعالیٰ بعنی اور وہ علم مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے علم کا غیر ہے (یہ مین اور عبینت بری آپ کو نزدیک دور سب کے یکسان سننے دیکھنے کا اعتقاد خدا کی مانند صاحب ازالہ بلکہ اس فرقہ جدیدہ کے سب افراد کا ناظرین تم دیکھ چکے تو تمام نصوص حصر ومفسرین وشراح حدیث وفقہا ومتکلمین وصوفیائے محققین کے موافق جو غیر نبی مین یہ دو عبارتین ہین کہ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران است ۔ اور دوسری یہ کہ

انبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند انتہی یعنی غیب پر اطلاع پانا خاصہ پیغمبروں کا تبلایا اور غیب جاننا اور ہر جگہ سے ہر کسی کی فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت رکھنا لازمے الوہیت اور خدائی کے تبلاتے ہیں جو آپ کے لئے ثابت کرے مانتے ہیں صاحب ازالہ و صاحب تہذیب بلکہ اس فرقہ کے سب لوگ بول رہے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۳۶ و ۲۷ سے ہم اور نقل کرآتے ہیں یہ کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم ملکر بھی علم الہی کے برابر ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اسکا خطرہ گذرے علم محیط تمام معلومات الہیہ کا کسی مخلوق کو ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے۔ تمام اہل عالم اگلے پچھلونکے جملہ علوم ملکر بھی علم الہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ دس لاکھ سمندروں سے رکھتا ہے۔ اور اللہ کے عطا فرمانے سے بھی اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا برابر ہونا ہم ثابت نہیں کرتے ہاں بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت کرتے ہیں، انتہی ملخصا۔ یہی شبہہ کہ مسلمان کے دل میں خطرہ گذرے قابل نہ تھا وہ آپ ہی کے جملہ بد مذہب کے ارکان کا ایمان ٹھہرا ہوا اور یہ دیکھو اعلام الاذکیا میں ہے۔ ازل سے ابد تک کی چیزیں جو ہو چکیں اور ہونے والی ہیں سب کا علم آپکے واسطے حاصل ہے۔ راقم کہتا ہے آپ کا مطلع الغیوب ہونا بہ نسبت جمیع اشیاء و حقایق و دقایق و اسرار عالم ملک و ملکوت وغیرہ کے علم تفصیلی کے ساتھ صراحۃً ثابت ہے۔ صفحہ ۱۳ سطر ۷ تا ۹ شیطان کے لئے بعض موجودات کا علم ثابت ہے قطعاً نہ کل موجودات و معدومات کا بخلاف ہمارے سرور کے کہ وہ علم حاوی و محیط جملہ ماکان و مایکون رکھتے ہیں نہ صرف موجودات یا بعض کا (الی قولہ) ہمارے سرور کا ثبات کا علم بطریق اطلاق و عموم و احاطہ و شمول ہے صفحہ ۱۹ سطر ۱۴ تا ۱۹ اس دعوے علم مطلق اجمالی تفصیلی پر صاد اس مذہب کے سرپرست کا اعلام کے صفحہ ۲ میں دیکھو جتنے اذکیا میں سے یہ ہے جسکے دلائل کی کافی تفصیل بقدر حاجت مولانا الفاضل الکامل محب نے بنیان فرمائی سطر ۳ و ۴ رماح کے صفحہ ۹ میں یہ شکایت ہے کہ مفتی سید احمد برزنجی مدنی کی

عبارتیں جو بیری طرف منسوب ہے ذات وصفات الٰہی کا صریح استثنا موجود ہے اور اس کے خلاصہ میں نہیں خلاصہ کرنے والے عالم عارف محدث دامت برکاتہم کی نظر اسیر ہے فصوص میں ہے تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے محدود ہوا جاتا ہے اور عالم کی تمام صورتیں ضبط اور احاطہ میں نہیں آسکتیں اور نہ اوسکی ہر صورت کی حد جانی جا سکتی ہے۔ مگر اسقدر صورتوں کی حد معلوم ہو سکتی ہے جتنا ہر علم والے کے ذہن میں جہان کی صورتیں بسنا ہوتا اسی طرح حق تعالے کی حد بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اوسکی حد تمام صورتوں کے علم سے معلوم ہو سکتی ہے اور تمام صورتوں کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالے کی حد بھی محال ہوئی صفحہ ۹۰ تیسری حکمت فص نوحی مترجمہ لکھنوی بشہادت شیخ اکبر جہان کی تمام صورتوں کا علم حاصل ہونا محال تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے کا محدود ہونا لازم آتا ہے تمام چیزوں کی حد نہیں ہو سکتی اسی طرح حق تعالی کی حد بھی نہیں معلوم ہو سکتی۔ اس سے تو صاف صحیح طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ جب تک ذات وصفات الٰہیہ کو جب تک کوئی مخلوق نہ جان لے اس عالم کی تمام صورتوں کا علم احاطی تفصیلی ماننا اور کا ذات وصفات الٰہیہ کو جاننا نہ جانیں دونوں برابر ہیں اسلیے کہ عالم کی تمام صورتوں کو تفصیلاً جاننا کنہ ذات وصفات الٰہیہ کے جاننے پر موقوف ہے چہ جائیکہ اس عالم سے ہزاروں ہزار بلکہ بد رجہا افزوں کے علم محیط تفصیلی کا دعوے کیا جائے جبکہ اس استثنا کا عدم اور وجود برابر تو اس پر اہل علم کو کل سنڈا ثنا بہت معیوب ہے۔

مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی کے استفتا اول سے اوپر یہ منقول ہو چکا اشیا ہی کی تمام کی عبارت کا مفاد کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہے۔ پس ارادہ ہو یا علم تمام صفات الٰہیہ غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جیسے ذات الٰہی غیر محدود اور غیر متناہی ہے اور ارادہ الٰہی کی تمام مرادیں یہی عالم ہے۔ پس اشیاء عالم کے متناہی اور محدود ہونے سے ارادہ الٰہی کا محدود و متناہی ہونا لازم آتا ہے۔ صاحب انبار المصطفے والاحسن ورنج نے تمام عالم کے ذرہ ذرہ وحالات ذرہ ذرہ وغیرہ کا علم کہیں احاطی تفصیلی آپ کو ثابت کرنے کے لیے یہ حد بندی کی دو حدیں بانی

و مکان یون بنا ذوالیین کہ عرش سے فرش تک اور ابتداء آفرینش آدم عالم سے دخول جنت فی اہل
ہونے تک اور پھر آپ ہی افتائے حرمین کے تازہ عطیہ کے صفحہ ۱۷ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہر ذرہ
میں اون کے لئے علوم غیر متناہیہ ہیں سطر ۲۴ متناہی بالفعل اور غیر متناہی بالقوۃ کا پردہ کیا
اُسکے ذ سیکار کہنے اور وہی مرغی کی ایک ٹانگ سمجھا تھا لو اقرار بھی الحمد کیا اور دعوے میں کل
عالم کو لے لیا جو بالفعل متناہی ہے اور بالقوۃ غیر متناہی مگر اس داؤ گھات کا ستر کھلا رہا
کلام شریف سے متشابہ عالم کے جو گذرا کہ اس عالم کی ایک صورت کی حد بھی نہیں جانی جا سکتی
تو آپ ہی ایک صورت میں علوم غیر متناہی ہوئی خواہ وہ صورت ذرہ ہو یا قطرہ اور یہ بالفعل
متناہی اور محدود ہے ذرہ بالقوۃ غیر متناہی اور غیر متناہی ہونے ہی کی وجہ سے مخلوق کے
علم کے قابو کی بات نہیں جس تعالے شانہ کے علم میں غیر متناہی معلومات جاننے کے
غیر متناہی سلسلے ہیں ان غیر متناہی کا جاننا بھی اوسی کے قابو کی بات ہے اس آسانی
سے سمجھانے کے لئے ہمارے شیخ نے دافع الریب مطبوعہ مطبع اخترالمطابع مراد آباد
کے صفحہ ۹ میں ارقام فرمایا ہے۔ فریقین منظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ جملہ وہ کہنا حیوان
مطلق (غیر ناطق) تو درکنار حیوان ناطق ہے جسکو اول توجہ میں بے سوچ بچار یہ امر
سمجھ میں آجاوے کہ آپ کو اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کے تغیرات کو بہ نسبت ذرہ ذرہ اور
اوسکے عوارض کا علم تفصیلی احاطی حاصل ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کو اول نفس کلیہ نے پیدا کیا
عنصر زمین میں آیا اور رنگ خاکی اور مزاج سرد خشک بوجہ ترکیب پایا فرض کیجئے پھر یہی
ذرہ بیشمار ذرون کے ساتھ جسم درخت میں پہنچکر پتون میں گیا۔ پتون نے رنگ سبز مزاج سرد تر
پایا پھر ان پتون کو دہوپ نے کہا یا تو وہ گوبر میں گیا۔ گوبر کا سا رنگ مزاج گرم خشک ہوا پھر وہ
گوبر کے کیڑے میں گیا۔ رنگ حسب مزاج مناسب پایا۔ کیڑا مرغی نے کھایا مرغی کو انسان نے
کھایا کہ ... کردیا پھر از پھر زمین کا جزو ہو گیا۔ پھر [illegible] طرح [illegible] بیشمار تغیرات قیامت تک ہیں
اور یہ تو صرف ایک ذرہ کے حالات تھے سب اشیاء عالم کے بیشمار ذرات کے بیشمار تبدل

و تغیرات انقلابات ذاتی و صفتی جیتری امور مذکورہ صد ہا ورباوان کے امثال [illegible]

حافظہ مین آنے اور پہچاننے کی چیز ہو سکتے ہین اور ان تمام تغیرات اور انقلابات [illegible]

اور ہر سلسلہ مین ہر جگہ اوس ذرہ کی شناخت وغیرہ کا پوچھنا ہوتا [illegible]

خداوندی کا اولی توجہ مین سمجھ مین آجاتا کیسے راست آسکتا [illegible]

صفحہ بارہ مین یہ دعوے کہ بداہتہً ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات [illegible]

ہزار در ہزار از یہ علم بھی کہ بعطاء الٰہی مانا جاوے اسی [illegible]

بداہتہً کو جملہ چیزوں سے متعلق عیر اگر کاف [illegible]

ت بھی افادہ شیخ اکبر اوس کے اثر آچکا [illegible] شیخ کے سمجھ مین [illegible]

امام غزالی نے احیاء علوم الدین کی کتاب المحبۃ والشوق مین تو کہا ہے [illegible]

سکا اللہ تعالیٰ کے اوس علم سے جو محیط ہے کل کو ایسے احاطہ کے ساتھ [illegible]

یہانتک کہ چھپا نہین اوس سے ہر ایک ذرہ کی آسمانون مین [illegible]

مخاطب کیا سب خلق کو بس فرمایا اور نہین دیے گئے تم علم مین سے مگر تھوڑا [illegible]

سوا ہین آسمان اور زمین والے اسی کہ کچھ نہین اوس کے علم [illegible]

یا کچھ کے پیدا کرنے کی تفصیل مین ہے [illegible]

انتہی بقدر الحاجۃ بموجب افادہ آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا [illegible]

یا کچھ کے پیدا کرنے کی تفصیل مین جو معلومات اور حکمتین ہین [illegible]

پر تمام آسمان اور زمین والے جو کہ ملکر بھی مطلع نہین ہو سکتے تو تمام [illegible]

عالم مین جو معلومات اور حکمتین ہین اللہ کی اوس کا علم تفصیلی مخلوق کو [illegible]

آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا [illegible]

منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی مقابلہ علم الٰہی اور نیز

مقابلہ حقائق اشیاء بقدر قلیل ہے۔ امام صاحب اسی تفسیر کبیر کی عبارتین [illegible]

وغیرہ مین جو منقول ہین اونکو دیکھئے ہر ذرہ مین معلومات غیر متناہی کی تصریح ہے اور واقع مین
یہ ہمنرے جو تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی ہے اوس کا ترجمہ یہ ہے - جیسے یہ آیت مفاتح الغیب
کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے بتلاتی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے علم محیط کی صفت
یکتائی پر برہان عقلی بھی زور لگاتی ہے - تقریر اوسکی یہ ہے کہ آثار اور نتیجون اور مصنوعون سے
علم حاصل ہونے کا سیدھا مؤثر کا جاننا ہے اور مؤثر اول کل ممکنات مین اللہ تعالے ہے تو یہ علم
یعنی جمیع معلومات کے جاننے کی جانبا اللہ کا ہے اور اللہ کا علم نہین - مگر اللہ ہی کو اسلئے
کہ غیر اللہ اثر ہے اور اثر و مؤثر کو نہین جان سکتا - ترجمہ تمام ہوا - بھلا اہل سنت کے حق امام عالیمقام
کے کلام مین آیتون کی تفسیر مین مراد الٰہی یہ بتلائی جاتی ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے ہم
بھی بمقابلہ حقایق اشیا قدر قلیل ہے تھوڑی ہے - اور باستثناء کنہ ذات وصفات باری جمیع
معلومات کا جاننا کنہ ذات الٰہی کے جاننے پر موقوف ہے اور کنہ ذات الٰہی کا جاننا محال لہذا
باستثناء کنہ ذات وصفات الٰہیہ جمیع معلومات تو در کنار کائنات کا جاننا بھی محال جو شیخ اکبر نے فرمایا
وہی حق تحقیق رہا - پس انہین امام رازی کے کلام سے حقائق اشیا اور جمیع معلومات مذکورہ کا علم
تفصیلی اکابر احباب کے لئے تجویز تا تحریف معنوی ہے - خالص الاعتقاد مین ترجمہ عبارت کبیر کا کیا ہے
اس عالم کی تمام جنسون اور نوعون اور صنفون اور شخصون اور بدنون سے ہر مخلوق مین حکمت الٰہیہ کے
آثار پر اور بعض اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہین علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم کو تمام چیزین جیسی وہ ہین دکھا دے اھ **اقول**
یہان مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت کے نزدیک - انبیاء کرام اس عالم کی تمام مخلوقات کے
ایک ایک ذرہ کی جنس صنف نوع شخص جسم اور ان سب مین اللہ کی حکمتین بالتفصیل جانتے ہین
زمانہ کے نزدیک کافر مشرک ہونے کو یہی بہت ہے - الخ صفحہ ۴۷ - امام نے عالم کی جنسون
نوعون - صنفون شخصون - بدنون - مخلوقات الٰہیہ مین جو حکمت باری کے آثار ہین اون آثار پر انبیا
علیہم السلام کو اطلاع ہوتی بتلائی تھی نہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف

شخص بدن پر اور ایسے ہی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض
کے ذیل مگر ہمارے مہربان کو تو وہابیون پر فتح پانے کی دھن مین معقول و نامعقول سبھی کچھ سب ہی اسلحہ
سے لشکر طیار کرنا ہے اور اس دھن مین وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۰ کی تفسیر مین
جو انھون امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی بمقابلہ علم الہی اور نیز
بمقابلہ حقائق اشیاء قدر قلیل ہے اور آیت مفاتح الغیب کی تفسیر مین جو یہ فرمایا ہے جیسے یہ
آیت مفاتح الغیب کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے بتلا رہی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے
علم محیط کی صفت یکتائی پر برہان عقلی بھی زور بازو لگا رہی ہے۔ برہان عقلی کی تقریر اوپر دیکھ لو
اس کا خیال تو اوسکو ہوتا جو قہر الہی سے ڈرتا اور اہل بصیرت کی نظرون مین خفیف ہونے کا اندیشہ
کرتا اور جسکو فتح کے بناوٹی نقارچیون نے فلک پر پہنچا رکھا ہو بھلا اوسکی پلک بھی کہین جھپک
سکتی ہے۔ اسکو اہل علم جانتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام اشیاء عالم مین حکمت الہی کے آثار
کو مشاہدہ فرماتے ہین اور اطلاع پاتے ہین۔ اجزاء عالم سے بڑا ہو یا چھوٹا کسیکے اللہ سے اپنے
وجود اور بقا مین بے نیاز ہونے کا اونکو وہم بھی نہین ہوتا سبکو مجردات ہون یا مادیات اوسی کی قدرت
کا اثر حق الیقین و عین الیقین جانتے ہین۔ پانی۔ مٹی۔ آگ ہوا۔ مجردات و مادیات عالم اسفل
و اعلی کی کائنات کے پیدا کرنے مین جو حکمتین ہین اللہ سبحانہ کی اونکے اسرار پر مطلع کئے
جاتے ہین اونکی جوتیون کو بھی اس باطل کی گرد نہین لگتی کہ خدا نے اپنی صفتین بندون کو دے
ڈالی ہین صفات الہیہ و صفات اکابر یا اصاغر عباد مین ذاتی اور عطائی کا فرق ہے یہ مصیبت
تو ہمارے بھائیون پر ہی ٹوٹ پڑی ہے کہ اپنی ہی اعلام الاذکیاء مین کلام ابن حجر مین یہ دیکھکر
علم الہی واحد ہے تجزی اور انقسام پذیر نہین اس سے یہ خیالی پلاؤ پکا لیا کہ جب آپ کو وہی علم
الہی عطا فرمایا گیا تو جب وہ بٹا نہین تو اوس علم الہی کی تمام معلومات علم نبوی کے احاطہ مین
آگئی۔ افسوس انھون نے اوسی اعلام مین ابن حجر کے اوسی کلام کے آخر مین یہ نہ دیکھا وہو
غیر علم اللہ تعالی یعنی وہ علم مخلوق کا علم الہی کا غیر ہے۔ نہ عین۔ جو ان دونون کے درمیان

نواقی عطائی کے نرق کی انوکھی راگ مالا گھوم سکے اور ان حضرات نے اپنے پیران پیر امام مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس فرمان کا لحاظ نہ کیا جسکو بندہ مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب ۲۰ و ۳ سے اوپر نقل کر چکا ہے کہ مخلوق کی صفات کو صفاتِ الٰہی جاننا یہ اسمار و صفات میں الحاد کرنا اور وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ میں داخل ہوتا ہے۔ سماوات و ارض کی ملکوت کے منتظم فرمانیوالوں کے غلام بھی یہ وہم نہیں کرتے کہ اللہ کا خلیفہ اللہ کی مخلوق میں اللہ کے احکام و تدبیر جاری کرنے کے سوا خدا تعالیٰ کے مختص کام لوازم الوہیت کے بھی کر لیتا ہے۔ اس بصیرت کی معرفت کے محفوظ نے اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ تک کا [illegible] دیو کو مخلوق کے پیدا کرنے یا لینے مارنے کی قدرت [illegible] الا [illegible] کواکب اور عقول عشرہ کو مجوس نے پیدا کرنے یا لینے مارنے [illegible] تو نعمتوں کی طلب اور مصیبتوں کے دفع کرانے میں اور شعا[illegible]

شا نہ سے [illegible] سرو کار [illegible] (منکی جی) یوں منا تا نے سرجہت کے لئے سواہا چاند کے لئے سواہا [illegible] کے لئے سواہا اُنکے لئے سواہا یجر وید ادھیا ۲۹ منتر ۲ سورج کے [illegible] کی جگہ راحت بخش اے پانی کے کرہ راحت بخش دو شانتی بخش اے انترکش فضا کے میدان راحت بخش اے پتھیو راحت بخش [illegible] کے دیوتا راحت بخش۔ اے برہم لوک بالائی کرہ راحت بخش [illegible] اے [illegible] کاروں کے لئے نکل آ سرتی دیوی کے لئے نکل آ [illegible] کی دیوی کے لئے نکل آ [illegible] اور بھی اس مضمون کے منتر بیع حوالجات اوپر نقل کرایا ہوں [illegible] بھی دیتا ہے۔ [illegible] کی حفاظت بچھڑ و نکو ماؤں سے جدا کرنے کی [illegible] سورج۔ سے [illegible] کے لئے جنگل جگنے کو مانگا جاتا ہے سورج سے ہی علم [illegible] دولت اولاد اور [illegible] کی حفاظت مانگی جاتی ہے وید کے منتروں و ساتھیر [illegible] نہ کا نام ان کارسازیوں میں وید کے دھرم ہولکر [illegible] سے معصوم بچوں کی خاطر سے بے زبان

چڑہنیوالے بہایتیم کی رعایت سے مصیبتین دفع ہوتی ہین رزق ملتا ہے۔ مگر اصلاح تیسیر لیسے کبھی کسی کو ان سے عقل علم ذہن دولت اولاد وغیرہ مانگا نہین سکہایا کسی کی بدولت علم اور ایمان وغیرہ نصیب ہوا اسکو بطور رمز واشارے و استعارے سر پر بالے اسکا نام کہدیتا سو یہم مذکور بالا غلطی سا نہین اور عوام کا کسی تاویل سے یہہ رشتہ کہ محبوب سبحانی ہہو کون کو ان پیا سو ان کو بانی کوئی حجت شرعی نہین برادران وطن کی لیک پیشہ ہے۔ آسمانون اور زمین کی ملکوت دیکہنے کو ذرات ارض وسماوات کے علم کلی تفصیلی عیانی اعاطی برذ تال لینا دوسری اس آیت قرآنی سے آنکہین بند کرلینا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یعنی کیا اور نہین نظر کرتے (وہ کفار) آسمانون اور زمین کی ملکوت مین۔ ترجمہ تمام ہوا آسمان و زمین کی ملکوت مین نظر نہ کرنے پہ کفار کی جب شکایت کی گئی تو کیا ذرات ارض وسموات کو تفصیلوار دیکہہ لینا اون کے قابو کی بات تہی یا اس ملکوت سے مراد وہی ہے جسکو مفسرین نے بیان کیا ہے نہ وہ جو اس سرے ذہن کی کسانی مین ڈہلا ہے۔ یہ فرقہ اہل سنت بلکہ اہل ملت سے نرالی اڑانے مین خدا سبہی سب کا خیال نہین کرتا۔ یہ حضرات اون حدیثون سے جن مین مکاشفات رسالت پناہی کا بیان ہے کہ زمین کو آپ کے پیش نظر کر دیا پس دنیا مین جو ہوا اور ہونے والا ہی اس کو دیکہہ لیا اور آپ کے روبرو امت پیش کی گئی آپ نے سب کو پہچان لیا وغیرہ اس سے ہروقت ان اشیا کو پیش نظر حضور کی اعتقاد کرتے ہین۔ حالانکہ علی قاری بعنوان فریقین حدیث تجلی لی الخ کے ذیل مرقاۃ مین فرماتے ہین لا يلزم منه دوام المكاشفة یعنی لازم نہین آتا اس حدیث سے ہمیشہ کہلا رہنا اشیا کا خیر یہ تو ملا علی قاری کا قول ہے۔ اگرچہ ان لوگون کے کشفی

لہ پس وہ جدا ہے سے خالص ہی مصنفہ ۸۸ نقل کیا ہرچہ در دنیا وست از زمان آدم و آن نفخہ اولی بروے منکشف ساختند تا آخر حق ہے اور کشف کا حال مثلاً انکشاف جسوقت ہوا اوسیوقت نئے سب اوٹہہ گیا تو جو یاد رہا سا او جو یاد سے اوتر گیا۔

سند بہی گمراہی ہوا کے مخالف انکا قول کب مانا جائیگا۔ بفضلہ صریح صحیح حدیثوں کے
ملاحظہ فرمائیے۔ مشکوۃ کے باب فی المعراج کی فصل اول کی حدیث مسلم بروایت ابی ہریرہ مین ہے

لقد رایتنی فی الحجر وقریش تسالنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسالونی عن شئ الا انباتہم بہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ دیکھا مینے اپنے آپ کو مقام حجر مین اوس حال مین کہ قریش مجھسے میرے سفر معراج کے بارہ مین پوچھ رہے تہے جو میری یاد مین نہ رہی تہین پس ایسا سخت کرب وغم لاحق ہوا مجکو جسکی مثل مجکو کبہی کرب وغم نہوا تہا
مین زمانہ گذشتہ مین۔ تو اوٹھا لیا اوس بیت المقدس کو اللہ نے میرے لیئے کہ دیکھون مین طرف اوسکی نہ پوچھتے تھے وہ مجھسے کسی چیز کو کہ خبر دیتا تہا مین اونکی اور اوسی کی تفصیلات مین

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہتے ہین) کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے ہین جب جہٹلایا مجکو قریش نے (سیر معراج کے بارہ مین) کہڑا ہوا مین حجر مین
پس روشن کر دیا اللہ نے میرے لیئے بیت المقدس کو پس خبر دینا شروع کیا مین نے اونکو بیت المقدس کی نشانیون سے اوس حال مین کہ دیکھتا جاتا تہا مین طرف اوسی بیت المقدس کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس مضمون کی حدیثین کتب حدیث مین بہت ہین سب سے یہی ثابت ہے کہ بیداری مشاہدہ حق کہ ایک ہی رات گذری تھی صبح کو ہی بیت المقدس کی نشانیون کا اون نشانیون کی یاد شریف سے اوتر جانے کی حالت مین نشانیون کے بتانے مین کام نہ آیا سبحان اللہ بجائے نہی بہر یاد آجانے کا کام نہ دیا تب تو ایسا سخت غم اور اندوہ لاحق ہوا کہ دنیا کبہی لاحق نہوا تہا۔ جب اللہ سبحانہ نے بیت المقدس کو پہر نظر شریف کے روبرو کر دیا۔ تب ہر در یافت کی ہوئی چیز کو دیکھ دیکھ

اوس کے پتہ اور نشان سے بتلائے گئے تھے یہ کہ ایک نظر ڈالکر پھر بے نظر ڈالے سب کو
بتلا دیا صورات کی تجلی چشم ظاہر سے دیکھی یہاں بیت المقدس کی صحیح کوہی اشیاء بیت المقدس
کے بتلانے مین کار آمد ہوئی تو پہلے مکاشفون سے ابتداء دنیا سے انتہا تک کی اشیاء
عالم و عوارض اشیاء کے ہمیشہ کے لیے پیش نظر رہنے پھر اوس سے علم محیط تفصیلی ثابت
بنانے کے لئے معلوم نہین کونسے دین و فن سے یہ نیا فرقہ دلیل اور برہان قایم کرے گا
ماکان وما یکون کو جو یہ فرقے دوڑتا ہے اوسکی کل بھی حدیثون منقولہ بالا نے نہیں کھولی
سے مجھادی ہمارے شیخ نے دافع الریب مین ایک فصل مع خلاصہ قاضی عیاض کی اور فضول
ثقلاسے نقل کردی ہے تاکہ داؤ گھات ان لوگون کے ان کے مستند کلام سے کھولدیجئے
اوس **ماکان وما یکون** کو قاضی عیاض نے نظر بر جمع بین النصوص **مما اوحی الیہ** سے
مقید کیا ہے یعنی جو ہو گذرا اور آئندہ ہووے گا اوس قسم سے کہ وحی کیا گیا ہے وہ طرف
آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی پس ماکان وما یکون مین سے اوسیقدر بزرگ کا
علم حضور کو عطا ہوا کہ وہ بھی بہت وسیع اور سب سے زیادہ ہے جسکی معرفت کا بوجھ ہماری سمجھ
بوجھ کے اوٹھانے سے باہر ہے) نہ مکاشفات کا بطور استیعاب کے **تبیانا لکل شیٔ**
اور تفصیل کل شیٔ جو سے داؤ جلایا ہوا اولکا اپنے ہی اس قول سے خلاف ہے اوران
عمومات کو عموم عرفی مانتا ہے جیسے تدمر کل شیٔ اوتیت من کل شیٔ مین صفحہ اول چار سوا کے
جواب کا دیتی تحریر سے تو دماء **علمناہ الشعر وما ینبغی لہ** اور قل انما صوف الایہ
و دیگر نصوص حصر قرآنیہ اور مشاہدات اور واقعات کے خلاف لازم آنے سے صرف دیا
بعض کل کے عموم سے تمام کائنات کا علم تفصیلی حضور کو ثابت کیا انباء المصطفی
اور اسکو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ولالت فرماکر انباء کے صفحہ ۳ مین نہایت زیرکی سے
کلام کیا تاکہ اس احاطہ کے منکر کو ضروریات دین کا منکر ٹھیرا کے کافر بنانا آسان ہوجاوے
مگر تا نیہ لیا اول کا لویا مانکر اس دعوے کا بچانا خود ہی سکھلا دیا غالط سرچ کے

دیکھو اول پہلی آیت منجملہ موجودات فن شعر کی آپ سے نفی کرتی ہے جسکے معنی یہ ہین اور نہین
سکھایا ہمنے آپ کو علم شعر کا اور نہ وہ آپ کے لائق جب یہ نالائق علم آپ کے لائق نہوا تو
نہ بہ مصلحت اوس کا حاصل ہونا ممکن اور نہ وقت وصال[۵۱] اور دوسری آیت قرآن مجید
کے شعر سحر کہانت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر ساحر کاہن بتلانے والونکو
لعنت بیدا کر جھوٹی باتین گڑھنے والے بتلا رہی ہے تو یہ فنون و علوم کلیاتہا و جزئیاتہا
شعر سحر کہانت کے آپ کی معلومات پاکیزہ سے نکل گئے جنسے دفاتر بھرے ہوئے ہین
تو ساری کائنات یا تمام ممکنات کا علم احاطی تفصیلی آپکو ثابت کرنا ان آیتون کو رد کرنا ہے
ایسے ہی وما تعلم نفس ما اخفی لهم الایۃ ہے دا منشا انہا آئی یعنی کوئی نفس نہین جانتا ہے اوسکو
جو چھپا رکھا گیا اُن سے آنکھون کی ٹھنڈک سے ایسے ہی اقتباس خمس غیب کے پانچون خزانونکا
بالاستیعاب کوئی نہین جانتا سوائے اللہ تعالے کے بالا پڑنے پانے سے پہلے
وہان بعض کو ان مین سے بتلا دیا جاتے تو یہ اس حصر کے منافی نہین ایسے ہی ومنهم
من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص الایۃ سے جو یہ ثابت ہو رہا ہے
کہ ان پیغمبرون مین سے بعض وہ ہین جنکے قصے بیان کردئے ہمنے تیرا اور بعض وہ ہین
جنکا بیان نہین کیا ہمنے ٭ ناظرین منظر الانصاف غور فرمایئن اس مین کہ جب صاحب انبا
المصطفی کی اس تصریح (کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن
بھی کس درجہ کا مفصل) کے بموجب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل) کے
بموجب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل روشن بیان لینے کے ساتھ دکھلانے
خاص قرآن کریم مین صاحب انبا اور اونکے حمایتیون کا فرض منصبی ہو رہا ہے
دعوے ہے تو دکھلائے بغیر دعوے سچا نہوگا حافظ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم

---

[۵۱] علامہ ابن حاجب فرماتے ہین کہ آپ سے فن شعر کا وقوع مین آنا ایسا ہی محال ہے جیسے اللہ سبحانہ سے اولاد ہونا۔

ہمارے شیخ کے تلمیذ نے دافع الریب کے ضمیمہ میں صاحب الکلمۃ العلیا کا اس باب میں پورا ہو جانا توڑ کل پیغمبروں کے ناموں کی فہرست ہی دینے پر اکتفا کیا ہے کہ قرآن وحدیث وکتب دنیا سب سے ہی اس مقصد کو پورا کریں۔ مگر زبان خفتہ اندام کا عالم طاری ہے۔ اور آیات سد کی قطعی دلالت کی رو سے جب قرآن مجید اور حضور علوم شعر و سحر و کہانت سے منزہ ہیں الا انکہ جمیع ابواب یہ تینوں علوم منجملہ موجودات عالم اشیا ہیں اور ان کا بیان ضروریات ہی ہوں بیان جزئیات کے قرآن میں نہیں چہ جائیکہ ان کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل قرآن میں ہو تو نظر برو لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا تناقض سے منزہ ماننا قرآن کا ضروریات دین سے ہے تو ضروریات دین کے منافی ظاہر لفظ قرآن سے احتمال نکالنا قرآن میں تناقض اپنی کوتہ فہمی سے پیدا کرنا اور ضروریات دین کے حق ہونے میں شک کرکے ایمان برباد کرنا ہے۔ پس نظر بر جمع بین النصوص اور اوتیت من کل شیٔ کے نفاد پہچاننے کے تبیاناً لکل شیٔ کو استغراق مدعیٰ پر دلالت ظنی بھی نہیں رہتی تو رماح کے صفحہ ابن محدث رامپوری پر خفا ہو کر گل سنڈیوں سے تھرّ جانا اہل علم کی شان سے بعید ہے۔ بیشک آیت مذکورہ ان کی دلیل ظنی بھی نہیں ہو سکتی دلیل بنا دیجئے تو وما علمناہ الشعر الآیہ اور قتل الخراصون الآیہ اور ومنھم من لم نقصص علیک الآیہ اور ما یعلم جنود ربک الا ہو الآیہ اور ما تعلم نفس ما اخفی لھم الآیہ وغیرہا ایک عظیم حصہ قرآنی کی خبروں کی تکذیب ہو جائیگی۔ اور شابہات سے معارضہ کی نوبت عدالازم آئیگی۔ پس ایسے مقام پر نفی تیقن کے افادہ میں استحالہ ہی کی برابر ہے تو مصلین نظروں میں اسپر گا یو نیز اور تریڑ نا معیوب ہے اور بنا نات پر حکم تکفیر لگا یا جائے تو ایسی جگہہ وغیرہ سے کام لینا اہل ادب کی شان کے شایان امر ہے نہ موجب زجر تا ان جیسا دین ہی انگا ہوں سے پلا ہوا ہوں سے نہیں نباتی پس خاص کے صفحہ ۹ میں

بجودی کے قول سے مفاتیح الغیب خمس کا علم دیا جانا سنوالی کے قدوروں کو دیکھکر بہرک
جانا کہ اسے بطور حدیث بیان کیا کہین سید عبد العزیز کا قول نقل کر دینا کلان پانچوین
کو قطب بھی جانتے ہین جو غوث سے نیچے ہین وردد خیالی کشفی غیر معصوم اسا اقوال
ساقطہ سے غیب کے پانچون خزانون کا علم محیط ثابت کیا ہوا اللہ وحدہ کے لئے حصر کے
ساتھ آیات محکمات قطعی الدلالہ کا منسوخ کرنا اور خبر کا نسخ اور وہ بھی نجمہ کے قول سے
کیا اچھا ایمان بالقرآن ہے۔ اس فرقہ کا کوئی اس قسم خلاف ایمان پر متنبہ کرے تو گالیان
مین بھرا اور اپنی والیان [illegible] بکبر شانے کو مشرک ٹھہراتے ہین۔ خالص کے صفحہ ۴۴ مین
یہ لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان مین ہر مسلمان کے گھر مین تشریف
فرما ہے سطر ۶ [illegible] تمام جہان مین یہ فقرہ ترجمہ مین اصل عبارت سے بڑھا ہوا ہے
مگر خیر کچھ مضائقہ نہین تشریح کے طور پر ہی سہی بیشک قرآن مجید حضور کی روح ہے
مسلمانون کی جان ہے دین و ایمان ہے یہی دولت مسلمانون کے گھرون مین نہوگی تو اور کیا
ہوگا سا خیر سورہ شوریٰ کی آیت مع تفسیر جلالین ملاحظہ فرمائے اور وہ یہہ وکذلک

اے مثل ایحائنا الی غیرک من الرسل اوحینا الیک یا محمد روحا
ھو القرآن بہ تحیی القلوب من امرنا الذی نوحیہ الیک الآیۃ ترجمہ

اور ایسے ہی یعنی مثل وحی کرنے ہمارے کی تمہارے غیر کی طرف رسولون مین سے
وحی کیا ہمنے طرف تمہاری اے محمد روح کو وہ قرآن ہے بسبب اوس کے زندہ ہوتے
ہین دل ہمارے اوس حکم سے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تمہاری الخ ترجمہ تمام ہوا
جو مسلمان پڑھا ہوا نہین ہوتا قل اور فاتحہ اوس کو بھی یاد ہوتی ہے۔ کوئی گھر اس مین
خالی نہ ہوگا [illegible] تمام جہان مین حضور کی روح کا نور ہونا کہا جاتے تب بھی
فقیر بر حقیقت اقوال بیجا نہین صاحب خالص کے غوث زمان بتلاتے ہوتے
جب وحیفہ کل شئ فرمایا ہے [illegible] ہر شے ہے اور [illegible]

اوّل مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ رُوْحِیْ قدرت الٰہی کا سب سے پہلا خلق اسی نور
محمدی و روح احمدی کے ساتھ ہوا ہے پھر تمام مخلوقات و اشیاء کا ظہور اسی سے ہوا ہے ذرہ ذرہ
میں حضوری کا نور ہے مگر یہ شہود و حضور کو اس آئینہ مثال سے سمجھئے کہ پہلے ایک مشعل
جلائی پھر اس سے بہت سے چراغ روشن کئے تو اگرچہ سب چراغوں میں سب کی سب روشنی
مشعل ہی کی ہے۔ مگر جب مشعل کو ایک جدا مکان عالیشان میں رکھ دیا جاوے اور چراغوں
کو جدا جدا مکانوں میں رکھ دیا جاوے تو ایک سے دوسرا غائب ہو جائیگا [illegible] اور حضور
مشعل کا مستفیدین میں جو بطور حقیقت ہے اس شہود اور حضور کا [illegible] سے ہوگا۔ جو بہ حیثیت آئے
اس کو آسان طور سمجھنے کے لئے دوسری مثال یہ ہے کہ بیٹا باپ ہی کا نطفہ جزو ہوتا ہے
عقل اور نقل کی شہادت ہے آیت وَجَعَلُوْا لَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا میں بیٹا کر خدا کا
بیٹا بتلانے پر وہی جزئیت کا الزام لگایا ہے۔ اس حقیقت کے لحاظ سے گویا بیٹے میں
باپ موجود ہیں مگر مقام تفصیل تشخص ترکیب عنصری میں یہ شہود باپ کا بیٹے میں بیٹے کے
غائب ہونے کی حالت میں بیٹے کی حالت کا نگران نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی فلسفی نہیں ہے
ہم تم روز مرہ اس کا تجربہ کر رہے ہیں۔ مثلاً بیٹا لکھنؤ میں جس وقت مرا باپ اس وقت دہلی
میں جشن کر رہے تھے اور اس خوشی میں کوئی تکدر نہ آیا۔ اگر یہ شہود و حضور جزوی باپ کا
بیٹے میں بیٹے کی حالت دیکھنے کو غائب ہونے کی حالت میں مفید ہوتا تو مجلس جشن
بیٹے کے مرتے ہی مجلس ماتم نہ بنجاتی جیسے خط یا تار آنے میں بنجائیگی۔ پس قول مذکور
علی قاری کا قطع و برید ہو یا بلاقطع اس حقائقی حضور و شہود سے مقام تفصیل تشخص
ترکیب عنصری میں حضور کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے غیب اور تحکم شہود بنجانے کو
مفید نہ ہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہی قاری کلی اور حکم الکفر کا نہ لگاتے۔ اور عقائد کی کتابیں
قطعیات پر مدار ہوتا ہے اور کتاب شرح فقہ اکبر میں یہ نہ فرماتے۔ جاننا چاہئے

(۱) مسلمانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی ہوئی چیزوں کو نہیں جانتے

مگر اوس کو جانتے ہین جو اُن کو گاہ گاہ اللہ سبحانہ نے بتلا دیا تو جو کوئی معتقد ہو
اس امر کا کہ وہ جانتے ہین غیب کو تو بیشک وہ کافر ہو گیا اسلئے کہ اوس نے معارضہ
کیا اللہ سبحانہ کے اس قول کا کہ فرما دو کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہین
جانتی سوائے اللہ کے جیسا کہ (امام ابن الہمام کی کتاب عقائد) سامرہ مین ہے
ترجمہ واعلموا ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء ح تا آخر کا تمام ہوا اگر روح مبارک حاضر ناظر ہوتی
نزدیک ملا علی قاری رح ہر جگہ اور کسی چیز کا آپ سے پوشیدہ رہنا نہ فرماتے اور اوسکے
جاننے کے اعتقاد پر حکم کفر نہ لگاتے ۔ انک انت علام الغیوب کے ذیل حصر ثابت
کرنے کے بعد فرمایا نصوص کی نص ۱۵ بیسوی مین کیونکہ غیب کو سوائے اللہ کے
دوسرا کوئی جانتا ہی نہین صہ۱۹۰ فص شیثی مین ہے آنحضرت ﷺ کی روح سے
تمام ارواحون کا مادہ بنا اگرچہ وہ روح عالی خود جسد عنصری ترکیب سے زمانہ بن
اس امر کا ادراک نہ کرے صہ۹۵ ترجمہ فصوص جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نور انور روح مبارک سے تمام ارواح عالم بنائی گئین تو سب مین آپ موجود ۔ مگر
ترکیب عنصری مین آپ کو اس کا ادراک نہو تو اس فرقہ کا اس ترکیب مین بھی حاضر ناظر
اعتقاد کرنا نصوص قرآنیہ کا معارضہ کرنا ہے ۔ ان تفرقون کے جاننے سے کورا حقائق کی
کروٹ سے کرید سطلب کو اپنا ہوا پر لگا تمام نصوص حصر ہر قرآن کے باقی پھیرے بر کوئی
معتقد ہو جائے ۔ علی قاری کے قول سے ہی بناوٹ مذکور بالا کو توڑ دیا اور رد کیا اس کو
اپنے گھر سے کہدیے ہین نص قطعی قرآنی ہی اس کی نفی کر رہی خالص کے صفحہ ۴۴
مین ہے ۔ پاک جانین جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہین ملاء اعلے سے جا ملتی ہین
اور اونکے لئے کچھ پردہ نہین رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتے سنتے ہین جیسے یہان موجود ہین سطرا
تا ۶ عبارت کبیر کا ترجمہ کرتے ہوئے صفحہ ۷ وہ لکھتے ہین اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے

کہ باشندہ اشغال کی متولی تو روح ہے نہ بدن اس لئے ہم لکھتے ہین کہ جیسے احوال عالم

غیب کا علم زیادہ ہوتا ہے اوس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے ولہذا مولی علی نے فرمایا

خدا کی قسم مین نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے اسیطرح

بندہ ہمیشہ طاعت مین لگا رہتا ہے تو اوس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت [illegible]

فرماتا ہے وہان مین خود اوس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب جلال الہی کا نور اوس کا

کان ہو جاتا ہے [illegible] نزدیک و دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اوسکی آنکھ ہو جاتا ہے

[illegible] نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہے [illegible] سہل

دشوار و نزدیک و دور مین تصرف کرتا ہے سطر [illegible] تا [illegible] کان - آنکھ ہاتھ ہو جاتا

ہوں یہ ترجمہ کنت سمعہ و بصرہ الحدیث اور اتین کو [illegible] کے ساتھ عبارت تفسیر کا

[illegible] فتح عزیزیہ [illegible] اوسکی [illegible] اور [illegible] اور [illegible] ہو جاتا ہوں اور جب

بندہ [illegible] مقام پہنچتا ہے تو اوسکی قوت بشرہ اور دستی طاقت سلب فرما کر

سمع و بصر و قدرت الہی اوس کے [illegible] جلوہ اپنا ظہور کرتی ہے اسوقت مین اللہ سبحانہ

ہی اوس کا سمیع و بصیر اور زبردست ہوتا ہے [illegible] ایسی حالت مین نزدیک دور کی برابر سنتے

دیکھتے والا سہل و دشوار نزدیک دور مین یکسان تصرف کرنے والا اللہ ہوتا ہے نہ بندہ

اور یہ کچھ کسی [illegible] استبعاد نہین ہے - خود سیدنا و مولینا علی اسد اللہ الجبار ہی قسم کھا کر

فرماتے ہین کہ مینے خیبر کا دروازہ (اپنے) جسم کی قوت سے نہ اوکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے

کیا اسپر بھی تحت پروری کی ہوا و ہوس مین نہ سوجھا کہ آپ اپنی جسمانی طاقت کی نفی فرما کر ربانی

طاقت کو [illegible] مین توانائی طاقت سے اس کام کے ہین آشکار ہے اس سے

کیسے ظاہر ہو جاتا ہے سود مند ہے نے عمارتون کے ڈھیر لگاتے اللہ سبحانہ سمیع و بصیر

قادر الحق کے نزدیک دور کی برابر سنتے دیکھتے - اوسکی قدرت کے سہل و دشوار نزدیک و دور مین

برابر تصرف کرنے کا کوئی شک نہین خیال انکار ہے اوسکا ثابت کرنا محال اور دشوار ہے

بندہ کی طرف ان [illegible] کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے [illegible] وسلامتی سو ان بنا کے
کو منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ حالت قرب [illegible]
دیکھنا وغیرہ بقول الٰہی ہے وہ بندہ کے کان آنکھ [illegible] حقائق سے نزدیک
کی برابر [illegible] دیکھتے [illegible] کہ دو [illegible] تعینی اور [illegible]
بن گیا فتوحات مکیہ وغیرہ وفصوص الحکم سے عبارتیں نقل فرما کر بیان [illegible]
اس مرحلہ [illegible] قول شریف شیخ اکبر [illegible] متعلقہ [illegible]
دیکھنا وغیرہ سلب فرما کر سمع وبصر الٰہی بندہ کے [illegible] کی ذات
الٰہی ہو جاتی ہیں [illegible] اور وقت اور اس کا [illegible] تعبیر ہوتا ہے [illegible]
عدم وجود میں صفات الٰہیہ کا تصرف کرنا [illegible] مکتوب امام ربانی
مجدد الف ثانی [illegible] سے [illegible] منقول [illegible] صاحب
خالص نے نصوص قرآنیہ کو خیال [illegible]
محقق ولی ہی کو اس درجہ [illegible] معراج [illegible] نقل [illegible]

شنیدہ شدن [illegible] ازو قاکر [illegible] نوشتہ و [illegible] اثبات [illegible]

ناتمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند ظاہر [illegible] قول [illegible]
آں چہ قصد کردہ [illegible] تو معلوم ہوا [illegible]
دلیلوں قرآنی عقلی ونقلی سے مخالف ہے [illegible]
موجبات کفر [illegible] نہ تھی اور نہ اوس سے معتقد [illegible] معلوم ہوتا [illegible]
کیا مگر [illegible] تفصیلی سب ہی کے مدعی مصداق [illegible] صادق علیہ [illegible] السلام
کی خروج [illegible] پوشیدہ نہیں بہ نقل شعرانی علی خواص [illegible] قول [illegible]
نقاش یا کسی [illegible] برو تفصیل تمام عالم علوی وسفلی [illegible] صفحہ ایسا ہی یہی
[illegible] ضروری نہیں جاننا میں [illegible] تفصیل عکس [illegible]

دیا ہے کہ اوس تفصیل کی [illegible] آپ کو تمام جزئیات تفصیلی کا اور [illegible] پتہ چلے
تھا تحذیر الدماء کے صفحہ ۱۴۰ کا ترجمہ یہی اور گیا ہے ایک شعر ذمہ قطعیہ [illegible] سے
طریقہ اس [illegible] شرک لازم سطحی ہیں معنیات حسنی [illegible] لیکن وہ [illegible] پر کوئی صحیح
[illegible] اہل سنت سے [illegible] کرتے باوجودیکہ اونکے [illegible] بہت سے [illegible] نہیں ہے
کہ علم نبی کا شامل علم الہی سے جمیع [illegible] اور ذکر کیا ہے اونکی نظیر بعض صوفیہ
سے [illegible] عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت کے [illegible] دیا ہے
کہ معاذ اللہ میں مخالفت [illegible] متکلمین کی [illegible] کے مخالفوں کا [illegible] کی صحت سکا
اعتقاد کرنے حسبنا اہل سنت [illegible] عبارتوں سے
خالص الاعتقاد کو چکتا ہے [illegible] کی عبارت شرح بخاری کی جلد عاشر سے واقع ایک
میں منقول ہے کہ بعد میں [illegible] ایمان میں مضبوط نہ ہے وہ اس کے قائل ہو گئے بس
[illegible] اہل سنت کے اجماعی عقیدہ میں مورد اتفاق کے اختلاف [illegible] پیدا کرنے
والے تب قسطلانی کے نزدیک یہی بعض من کو زبدۃ فی الاعتقاد ٹھیرے
تو اونکو [illegible] اہل سنت بتانا عقائد اہل سنت پر حملہ کرنا ہے آپ ہی رسالہ میں ضروریات
عقائد اہل سنت سے ایک یہ بتلا رہے ہیں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب حضرت سید المحبوبین
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو غیوب خمسہ (میں) سے بہت (سے) جزئیات کا علم بخشا۔
(الی قولہ) یہ قسم دوم ہوئی ۵ اس قسم دوم کو آپ ہی ضروریات عقائد اہل سنت سے ٹھیراتے
ہیں اور خود ہی رسالہ کے آپ [illegible] لکھتے ہیں دو قسم [illegible] دوم ضروریات عقائد اہل
سنت اسکا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے سطر ۱۵ اور اس ضروریات عقائد اہل سنت
کی حد سطر ۸ میں آپ ہی یوں توڑتے ہیں کہ حضور کو بلا استثنا جزئیات خمس کا
علم ہے سطر ۲۰ و ۲۳ بہلا جب ان پانچوں خزانوں میں سے غیب کے بعض کا علم عطا کی آپ
کو ماننا ضروریات عقائد اہل سنت سے مان لیا تو اس سنت کی [illegible] سے بڑھ جانے والا

اور جو اوس کے ہمخیال ہوں مخفی نہیں ٹھہر سکتے تب ہی تو امام قسطلانی صدیوں بعد پیدا
ہونے والے اس خیال کے آدمیونکو ایمان میں راسخ نہیں بتلاتے ناظرین ذرا ان
سکاربرواؤں کو اس نئے دین کی غور سے ملاحظہ فرمائیں - آپ نے کی عبارت خالص کے
صفحہ ۰ میں نقل کرکے جو ترجمہ میں پانچوں غیبوں کے علم کو آپ کے لئے ماننے نہ ماننے
میں صرف محدثین کا اختلاف بتایا ہے کمال جرأت کو کام فرمایا ہے ان علمائنا
من المحدثین وغیرهما اختلفوا الخ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خیال محدث
مذکورہ مخالف اس نئے خیال والونکے صرف محدثین ہی نہیں بلکہ فقہا اور متکلمین سب ہیں
وغیرہم کو نقل کرکے ترجمہ میں ملیامیٹ کردیا اور شرح میں خیال مذکور والونکو کہا کہ وہ
حق پر ہیں یہ جناب کی گھر کی ملونی ہے ایسے ہی جب آپ نے سکیائی ہوئی بعض غیبوں کے
کے جاننے دلالت سے پہچاننے والیکو عالم الغیب ٹھہرایا تو اوس پر یہ اعتراض پڑا کہ ایسا علم
عطائی بعض غیب کے جاننے کا ہر ادنیٰ اعلیٰ کو ہوتا ہے تو کیا اونکو بھی عالم الغیب
مانا جائیگا چونکہ اس بیچے اعتراض سے گلوخلاصی دشوار تھی تو وہ کتنے شیر نے دیا ہے کہ
بہار شریعت کو چھپا کر صفحہ ۴۸ میں خالص کے خود معترض کو اثبات بعض غیوب تبلاتے ہوئے
پہچانے ہوئے جاننے والے کو عالم الغیب ٹھہرانے کا قائل ٹھہرا دیا - اور احادیث اور
اقوال فقہا کو جو اپنے اوپر پڑتے تھے ذرا سے بیان بدل کر ان پر وارد بتلا دیا اور وہ بھی
توہین کی جب اونپر تہمت لگائی تو قرآن کمال وغیرہ میں وہم لفظ کے موقع میں دونوں لیکے
دکھا دئے تب اوس کا یہ الٹ پھیر کردیا کہ بنا مقصود اوس قصور کے پکڑنے والو نپر
تھوپ دیا اگرچہ ہم حسن ظن اون بجوری وغیرہ کے اقوال کو لیکے محاورہ کے امثال پر بطور
تاویل حمل کرتے ہیں جنکی نظیر عام طور پر دیا ہوا مصارے کے حاجت الہی ہوتا ہے مشتری ہی
آرتیوں والا ان الہا بازار میں مستعمل ہے - دہلی میں ہی دیکھ لو مدینا اخبار نکلا وہ یہ
بیہودہ عبارت غلیظ - سے آرتیوں کے بیان کرنے پہر - ہو سکتے ہیں جن میں سے

تولہ تولہ بھر کی پڑیاں رومال میں باندھکر دلال دکان دکان دکھاتے پھرتے ہیں جب کوئی
خریدار دریافت کرتا ہے کہ تمہارے اٹی یا سیٹھ کے یہاں صرف یہی مال ہے یا
اسکے سوا اور بھی ہے دلال کہتا ہے بس یہی ہے اگرچہ اسے کسی لیوا دیوا دلال پرستان
حال کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ ان باتوں کی تھوڑی سی مقدار کے سوا اٹی
کے یہاں ان جنسوں میں سے اور کچھ باقی نہیں - بالآخر تولہ تولہ بھر کی پڑیوں
پر سو سو من کا سودا کر لیتے ہیں تولہ تولہ بھر کی پڑیوں کے سو سو من اٹھا چکا وہ خیال
کرنے میں ہرگز نہیں - اسی طرح غیب کے پانچوں خدائی خزانوں کے دلال اولیاء ارشد
غوث وقطب ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن غیب کے پانچوں کی باتوں کو خواہ وہ
خود فرمائیں یا اُن سے دنیا دیکھنے والے کہ سب پانچوں خزانے غیب کے یہی ہیں
تو اس سے غیب کے خدائی خزانوں کا کوئی ان باتوں میں منحصر سمجھے گا - الحمد سبحانہ
کتنا بے دینی اور بد عقلی کا مسئلہ ہے جو یہ الٹ پھیر کر رہی ہے - اہل رموز واشارات
واصطلاحات کے کلمات مختلف ادائیں اور رخ رکھتے ہیں ان کو شارع غیب میں اوتار لانا
لانا اور ان کے رد کرنا وغیرہ سے چشم پوشی کرنا ہے سیدی ابو یزید بسطامی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لوائی ارفع من لواء محمد ﷺ تو کیا اس سے کسی
ایماندار کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ جھنڈا بایزید کا حضور کے جھنڈے سے زیادہ اونچا ہے
امام مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس سے اونچا دکھائی دیا ہے وہ لمعہ
خیالی تصور سے لوا محمدی کا ہے سبہی کا حل ہوتا تو ہم کہتے - تم کو چہ الدانبا ایک
منزل اسکا نہ قریب کا دور کے دو منزل مکان سے اونچا معلوم ہوتا ہے - سورج زمین سے
بہت بڑا ہے لیکن دلی سی تکیا دکھائی دیتا ہے - خوب ہوا اچھا انہوں نے مجمع بحری[1]
اپنی اتبع الہی است ان کا قول دیکھکر آپکے اللہ سبحانہ سے زیادہ علم کا دعویٰ کر دیا

---

[1] یہ عبارت سیف الکاتب مولوی محمد معصوم صاحب مجددی میں منقول ہے - منہ

ان غیوب [illegible] پانچون خزانون کے علم سا مخفی [illegible] ہونا حصر اللہ سبحانہ [illegible]
و [illegible] کچھ خصوص [illegible] [illegible] [illegible] قول [illegible] صحابہ [illegible]
تا بیۃ المامول اور فتح الربانی نقل کئے ہین [illegible]
ہا ہر ہے۔ مگر قدر دون سے ہے عن احمد عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شیئ الا الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ
الحدیث وعنہ من طریق اخری عن ابن عمر الحدیث المذکور [illegible]
اخر قال قلت لہ انت سمعتہ من عبد اللہ قال نعم اکثر من خمسین
مرۃ کتب [illegible] احمد ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ دیا گیا ہون مین کنجیان ہر چیز کی سوا ے ان پانچ خزانون
غیب کے کہ جن کا ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ آیت مین ذکر ہے) الحدیث
اور نیز امام احمد سے دوسرے طریق سے بروایت ابن عمر یہی حدیث مذکور
ہے جسکے اخیر مین یہ زیادہ ہے کہا کہ مین نے اس سے تو نے سنا ہے حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا ہان اکثر پچاس مرتبہ سے ترجمہ تمام ہوا جب صحابہ کرام
مین حضور کے فرمان وتصدیق بموجب آیت مفاتح الغیب کی تفسیر مین غیب کے پانچون
خزانون کی کنجیان نہ ملنا ایسا مشہور تھا کہ جسکی روایت راوی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے
حضور کے وصال شریف کے بعد پچاس مرتبہ سے زیادہ نفی مذکور کے ثابت رکھنی
سنی ہے تو آج ان کا سلسلہ تفسیر کسی قطب زمان کے ثابت کرنے سے کام
نہین ہو سکتا وفیہ ایضا ثم قال حدثنا ابو ہریرۃ وذکران البخاری
اخرجہ فی تفسیر الایۃ المذکورۃ [illegible] فی الحدیث [illegible] قال)
وقال حدثنی عن [illegible] الحدیث الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ

وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام الحديث وقال رواه البخاري ايضا
في كتاب الايمان ومسلم ايضا نحوه فكان الامام احمد اخرجه عن ابن
عباس وساق الحديث الى ان قال يا رسول الله فحدثني متى الساعة
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سبحان الله في خمس لا يعلمهن الا هو
ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث الاية الحديث فدلت قوله سبحان الله
في خمس لا يعلمهن الا هو دلالة صريحة على ... عن الغلاة ان معنى قوله
صلى الله عليه وسلم في الرواية الاخرى ما المسئول عنها باعلم من
السائل ان جبرئيل عليهما السلام متساويان في العلم بها ۱۲ یعنی ہر کہا
حدیث حضرت ابی ہریرہ کی اور ذکر کیا کہ بخاری نے روایت کیا ہے جسکو آیت مذکورہ
کی تفسیر میں اور بیان کیا اوس حدیث کو یہانتک کہ کہا) اور فرمایا عنقریب بیان کرونگا
میں تجھسے ... آخر حدیث تک کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول
شریف کی صحیح بیان پانچ (خزانوں غیب) کے کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
(جنکا ذکر اس آیت میں ہے) کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا
ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو کچھ کہ رحموں میں ہے۔ آخر آیت تک الحدیث اور کہا روایت کیا ہے
اوسکو بخاری نے بھی کتاب الایمان میں اور مسلم نے تفسیر لقمان میں پھر ذکر کیا ہے کہ امام
احمد نے روایت کیا ابن عباس سے اور روایت کیا اس حدیث کو یہانتک کہ عرض کیا انہوں
نے یا رسول اللہ بیان کیجئے مجھے کب ہوگی قیامت فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے پاک ہے اللہ کہ ان پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا (جنکا ذکر اس آیت میں ہے) ان اللہ عنده علم الساعة وینزل الغیث
الحدیث کہتا ہوں میں ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول شریف کہ پاک ہے اللہ کو
ان پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا صریح ہے اوس بات

تمامیون مین جو گمان کرتا ہے کہ دوسری روایتون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قول شریف سے کہ نہین ہے وہ جس سے پوچھا جاتا ہے کہ کب ہوگی قیامت زیادہ
جاننے والا (اسی بارہ مین) سائل سے معنی یہ ہین کہ آنحضرت جبرئیل علیہما السلام سوا ہر ایک
دون کے جاننے مین برحسبہ تمام ہوا حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے جو یہ مذکور بالا نقل کیا
ان آیات اور احادیث سے حصر کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ ان پانچون خزانون کا [illegible]
کے علم احاطی تفصیلی اللہ سبحانہ کے سوا کسی مخلوق کو نہین اور نہ ہو سکتا ہے [illegible]
کہ یہ خبر [illegible] سب بلکہ اور اسی حصر کی حدیث کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما سے پچاس مرتبہ سے زیادہ منقول ہے ایسا ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے
کی اوس حدیث سے یہ حصر ثابت ہے جسکو امام بخاری نے [illegible] سورہ [illegible] کی تفسیر مین
روایت کیا ہے اور اسی کے حصر کی اثبات کی دوسری حدیث کو امام بخاری نے کتاب
الایمان مین داخل کیا ہے جسکو امام مسلم نے چند طریقون سے روایت کیا ہے
جماعت صحابہ کرام سے جسکو امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے
عنہم سے روایت کیا ہے جسمین یہ بھی مذکور ہے کہ پاکی ہے اللہ کو (اس سے کہ کوئی مخلوق
بالاستیعاب غیب کے اون پانچون خزانون کے جاننے مین اوسکا شریک ہو)
اون پانچون کو بالاستیعاب اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا جس سے معلوم ہوا کہ
اون مین سے بعض کی خبر ملنا ممکن بلکہ واقع اور ثابت ہے افسوس جس [illegible]
[illegible] اوس [illegible] غیر اللہ کی شرکت سے اللہ کو پاکی بتلا رہے، خود حضور آیت [illegible]
[illegible] ثبوت [illegible] العدالۃ کا حوالہ دیکر تو اون پانچ خزانون مین سے غیب کی کوئی چیز
[illegible] کسی ایمان دار کو کب زیبا ہے اور [illegible] حضرت
شیخ محقق دہلوی وغیرہ کے اقوال سے دیکھا جاتا ہے مدارج شریف مین انہون نے

یہ فرمایا — مفاتیح خزائن ارض آخر [illegible] عزوجل است [illegible] مفاتیح غیب [illegible]

پس سے روشن کہ اللہ نے اون پانچ خزانوں کی غیب کی کنجیاں اپنے ہی ہاتھ میں رکھی ہیں۔

کسی مخلوق کو نہیں دیں وہی شیخ ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں جو علم باخبار غیب بتفصیل جز

پروردگار تعالےٰ را نباشد یعنی اس لئے [illegible] کہ جیسی سب کی ایک

چیز کے (اون) حالات کا [illegible] اور سب گذر [illegible] علم [illegible]

اور اپنے خزال کو خالص صفحہ ۵ [illegible] کی عبارت [illegible]

اخیر نے باطل کر دیا آپ [illegible] اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں جو کچھ حال اور [illegible]

سب ان اس وقت اور [illegible] اجمال کی تفصیل [illegible] اس عبارت سے

اجمال کی تجلی اور انکشاف کو ہے آپ پر جو حالات گذر [illegible] صادر [illegible]

اور سب گذر نیگے اسوقت او تمام اجمالی طور پر انکشاف ہوا ہے [illegible]

تفصیل ہوئے گے فصوص الحکم کی شرح [illegible] اللہ

علیہ وسلم کو حکم ہوا کہو میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ [illegible]

تصریح کردہ اور کشف سے اسی قدر مقصود [illegible]

[illegible] بار تعالیٰ کی واقفیت کے کیونکہ [illegible]

تمام [illegible] آئے ہیں استیعاب کا [illegible]

صفحہ ۸۸ میں ہے [illegible] ہوا [illegible]

فرمایا [illegible] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

آپ یہ کرتے ہیں یہ جواب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم

ان سب پر گواہ بنا کر لائینگے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح

ہر ایک کے نفس ہر ایک کے دل کا شاہد [illegible] کوئی روح کوئی دل کوئی [illegible]

[illegible] سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائینگے گواہ کو مشاہدہ ضرور ہے

اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میری روح

کو پیدا کیا تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا سطرہ تا ۱۵ ترجمہ میں تمام جہان میں یہ
فقرہ اصل عبارت کے ترجمہ پر بڑھا ہوا ترجمہ کے گھر کی ساخت ہے نساخت اور اصل عبارت سے
علاوہ فی کی آسانی کے لئے جب ہمنے دوہری لکیر کھینچدی ہے اور جس عبارت پر ترجمہ کی اکہری لکیر ہے
وہ بھی صحیح نہیں صحیح ترجمہ اوسکی اصل عبارت کا یہ ہے اسلئے روح آپ کی گواہ ہے سب روحون
اور قلوب اور نفوس پر اسلئے آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا اس شہود
روحی اور خبر کی حاضری سے غائب ہونے کی صورت میں نگران حال رہنے کا بیان آئندہ آتا ہے
اس سے حضور کو حاضر ناظر ٹھیرانا جسکو حاشیہ پر لکھا ہے یہ نئے دین کی نئی ساخت شاہد کو خلاف
ہے اور یہ جو تحسین اول کے اندر کی اپنی بنائی ہوئی عبارت میں کہا کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے یہ بھی
غلط ہے ہر گواہیاں معاینہ کی ہی نہیں ہوتیں قسم کی گواہیاں مشہور چیزوں میں جو ہوتی ہیں
جنکے بیان سے کتب فقہیہ بھری ہیں حدیثیں شاہد ہیں کیا اونپر پانی پھیر دیا جو حصر معاینہ کر دیا اہل
دفتر و دیوان کی گواہیاں متعلقہ دفتر صرف دفتر دکھا دینے سے ادا ہو جاتی ہیں جس تحریری امر میں
ان سے گواہی لی جاتی ہے تحریر دکھا دینا اس میں کافی ہوتی ہے جس شخص یا جس حال او سمین
مندرج ہے اسکے آنکھ سے دیکھنے کو ان سے نہیں پوچھا جاتا امت محمدیہ کو امم سابقہ پر گواہ
بنا کر لانا بھی آیت قرآن میں منصوص ہے تو شاہد کو مشاہدہ ضروری کی بناوٹ پر وہ بھی اس عالم
میں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں انہیں ہر ہر فرد پس سے تو لئی از رگے کو کھلیگی۔ پارہ سیقول کی
اوایل آیت لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
کی تفسیر کتاب مدارک التنزیل کے ترجمہ ہے روی ان الامم یوم القیمة یجحدون
تبلیغ الانبیاء فیطالب الله الانبیاء بالبینة علی انهم قد بلغوا وهو اعلم
فیؤتی بامة محمد علیه السلام فیشهدون فیقول الامم من این عرفتم
فیقولون علمنا ذلک باخبار الله تعالی فی کتابه الناطق علی لسان نبیه الصادق
فیؤتی بمحمد علیه السلام فیسئل عن حال امته فیزکیهم ویشهد بعدالتهم

والشهادة قد تكون بلا مشاهدة كالشهادة بالتسامع فی الاشياء المعروفة صفحہ ۱۰
برحاشیہ خازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر **ترجمہ** آیت کا یہ ہے تو کہ ہو جاؤ تم گواہ
لوگوں پر اور ہو جاوے رسول تم پر گواہ اور ترجمہ اوسکی تفسیر کا یہ ہے مروی ہے کہ امتیں دن قیامت کے
انکار کرینگی تبلیغ انبیاء کا پس مطالبہ کریگا اللہ انبیاء سے گواہوں کا اس امر پر کہ بیشک اون انبیاء
(علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے پہنچا دیا رسالت الٰہی کو اونکو اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ خوب
جانتا ہے (اس تبلیغ کو) پس لائی جاویگی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گواہی دینگے وہ پس
کہینگی وہ امتیں کہاں سے جانا تم نے تو کہیں گے جانا ہم نے اسکو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے
کی وجہ سے اپنی اوس کتاب میں جو ناطق تھی اوس کے سچے نبی کی زبان پر تو بلائے جاوینگے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پوچھے جاوینگے وہ اپنی امت کے حال سے تو وہ اونکے تزکیہ اور
عدالت کی گواہی دینگے کبھی ہوتی ہے گواہی بغیر مشاہدہ کے جیسے کہ گواہی ساتھ باہمی سماعت کے
مشہور چیزوں میں ترجمہ تمام ہوا مسلمانوں اس سنئے دین کی قصر کی خیالی تو دیکھ لو یہ گواہی تو
تھی بغیر مشاہدہ کے دوسرا لی گواہی معاینہ کے بلکہ گواہی کا معاینہ میں حصر کر دیا اور خازن میں
اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر کرکے فرمایا **وقيل ان امة محمد صلى الله عليه وسلم** شہداء
على من ترك الحق من الناس اجمعين یعنی ایک ضعیف قول یہ ہے کہ امت محمدیہ گواہ
ہوگی اون لوگوں پر جنہوں نے ترک کیا (دین) حق کو سب لوگوں میں سے آگے امم سابقہ پر اونکے
نبیوں کی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے پہر اون امتوں کا وہی سوال کہ تم نے اس کو کہاں سے جانا
تم تو ہمارے بعد آئے ہو اور امت محمدیہ کا وہی جواب کہ ہم نے اس کو رسول کی زبانی کتاب کے ذریعہ سے
جانا وہی تسامع کی گواہی ہے نہ معاینہ کی اسکے سوا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت
خاص امت نوح علیہ السلام پر اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے اور کفار کا وہی سوال اور امت
محمدیہ کا وہی جواب پہر کیا ترمذی کی روایت میں وہ فقط معدولا زیادہ ہے صفحہ ۹۱ تا ۹۲ خازن
کا دیکھ لو آیت مذکورہ کے ذیل ایسا ہی تفسیر مظہری میں بیان کرکے فرمایا وروی البخاری

والترمذی والنسائی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یجاء نوح علیہ السلام یوم القیمۃ فیقال لہ ھل بلغت
فیقول نعم یا رب فیسال امتہ ھل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر
فیقال من شہودک فیقول محمد وامتہ قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیجاء بکم فتشہدون ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا فتشہدون لہ بالبلاغ واشھد علیکم ۱۱

ترجمہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور نسائی (حدیث کے متن راویوں)
نے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لائے
جاوینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے کہا جاویگا ان سے کیا رسالت الٰہی کو پہنچا دیا
(اپنی امت کو) پس کہیں گے ہاں اے رب میرے پس پوچھا جاویگا انکی امت سے
کیا تبلیغ کی تمکو کہیں گے وہ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا تو فرمایا جاویگا
کون گواہ ہیں تمہارے بابت نوح پس عرض کرینگے محمد اور امت انکی فرمایا محمد [illegible]
علیہ وآلہ وسلم نے پس بلائے جاؤگے تم پس گواہی دوگے تم پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے (بطور استشہاد اس آیت کو) وکذلک جعلناکم امۃ وسطا [illegible]
[illegible] تم واسطے ان نوح علیہ السلام کے رسالت الٰہی پہنچا دینے کی اور گواہی [illegible]
[illegible] روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے حدیث نقل کی [illegible] نبیوں سے
[illegible] ان میں کسی نبی کے ساتھ ایک مرد کسی کے ساتھ دو مرد کسی کے ساتھ زیادہ
ذلک [illegible] نبیوں سے تبلیغ کے بابت سوال ہوگا یہ جواب کہ ہم نے تبلیغ کر دی [illegible]
[illegible] انبیاء کی گواہی دینا
[illegible] جواب ہوگا انبیاء کی
[illegible] نبی ہمارے آیا یہ خبر دی

تمکو کہ بیشک اون نبیون سے تبلیغ کردی پس تصدیق کی ہمنے اسکی فیقال صدقتم
پس کہا جائیگا سچ کہا تمنے اے امت محمد صلعم مدارک میں فکیف اذا جئنا من کل
امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا) کی تفسیرون سے حالا ے
شاهدا على من آمن بالايمان وعلى من كفر بالكفر وعلى من نافق
بالنفاق یعنی لائینگے ہم تمکو اے محمد درآن حالیکہ گواہی دینے والے ہوگے تم ساتھ
ایمان کے اوسپر جو ایمان لایا اور ساتھ کفر کے اوسپر جو کافر ہوا اور ساتھ نفاق کے اوسپر
جو منافق ہوگیا صفحہ ۳۰ و ۳۰۰ خازن میں اخیر جملہ کی تفسیرون کی یعنی تشہد على هؤلاء
الذين سمعوا القرآن وخوطبوا به بما عملوا یعنی گواہی دوگے تم ان پر جنہون نے
سنا قرآن کو اور مخاطب کئے گئے ساتھ اوسی قرآن کے ساتھ اوس کے کہ عمل کیا اونہون نے
اسکے دونوں تفسیرون میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یعنی یہ روایت
ہیں اسکی ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ نسا پڑھنے کا اور اس
آیت پر حضور کے رونے اور خشم فرمانے کا ذکر ہے اور خازن میں اس حدیث کو ختم کرکے
لکہا زاد مسلم شهيدا ما دمت فيهم او قال ما كنت فيهم شك احد
رواته یعنی امام مسلم کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ گواہ ہون میں اونپر اوس وقت تک کہ رہا میں
اونمیں یا فرمایا کہ تہا میں اون میں یہ شک ہے اوس حدیث کے راویون میں سے ایک راوی کو
اور یہ درست یہی کی قید عیسی علیہ السلام کے بیان میں خود قرآن مجید میں موجود ہے اور اسی قید کے
ساتھ حضور کے بارہ میں تفسیر درمنثور کی حدیث میں بھی ہے بدون شک راوی کے
اور [illegible] مطلب دونوں کا ایک ہی ہے سلمانو حضرات حنفیہ کی نسبت انکار اور اتو عجب لگا
نقد یکیں حضور تو فرماتے ہیں کہ میں جب تک اون میں رہا اوسی وقت تک کا گواہ ہون اور جب
تمنے مجکو اوٹھا لیا تو اسے اللہ تو ہی اونکا نگران حال ہے اور اگلے پچھلو پر عام گواہی کی
تفسیر یہ [illegible] گواہی نہ صحابہ کی [illegible] بلکہ اللہ سبحانہ کے [illegible] کی وجہ

قرآن مجید) جسکو سامعی معنی گواہی مراد لیکر بتلا دیتی اور جناب خالص ابن حاشیہ بیضاوی کی سرحتی (یہ جتا دیتی کہ وہ نا ہو ر ردو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضر ناظر ہین حتی کہ اللہ تعالی دیکھتا بیت یا ظلمہ تو مانگواے اسکی نظی میں سہد دہم کے نیم مجوسی مت کے آئین اور عقیدے اسلام مین پیوستے آسان ہوگئے تفسیر تتبا بوری مین بھی ایسا ہی ہے مگر اوس مین سے مفید مطلب سمجھکر وہ عبارت کتر لی ہے جسکو ہم خالص تخالص سے اوپر نقل کر چکے ہین حالانکہ وہ عبارت بھی مفید مدعا سے ناقل نہین اوس مین آپ کو شاہد یعنی گواہ بتلایا ہے نہ حاضر ناظر صریح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یعنی دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا بہرا کر دیتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت باوجودیکہ فرائض ایمانیہ سے ہے مگر اوس میں بھی اگر حد سے بڑھجاے آپ کے لئے کوئی بات خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرنے لگے ایمان کھو کر کافر مشرک ہو جاویگا نصاریٰ نے محبت عیسوی مین حد سے بڑھکر جہانتک نوبت پہونچائی ہے اوس سے مسلمانون کے کان نا آشنا نہین مضمون کی بعض عیسوی میں ہے — پس حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ اپنے اور خدا کے درمیان مین کوئی فرق بیان کرین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ بندہ ہے پیدا کیا ہوا واقع میں نہ مثل خدا کے یکتا ہین۔ اور حق تعالے حق ہے کیونکہ وہی رب ہے تو سبحان اللہ اپنے نفس کے بارہ مین انھون نے فرمایا کہ وہ شہید یعنی گواہ ہے اور حق تعالے کے بارہ میں فرمایا کہ وہ رقیب ہے ۱۲ لفظ گواہ اور رقیب جو فارق تھے نص قرآنی مین درمیان بندہ اور خدا ہونے کے اوسمین تاویل کر کے مشرکین نے گواہ کو رقیب کے معنی مین پہنچا کر عبودیت کو الوہیت کا جامہ پہنا دیا۔ تاکہ غیر کی تفسیر مین بیچ خازن کے ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ یعنی وکنت اشهد لما یفعلون واحضرهما دمت مقیما فیهم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ یعنی الحفیظ علیهم المراقب لاعمالهم واحوالهم والرقیب هو الحافظ الذی لا یغیب عنه شیء منه **ترجمہ** اور تھا مین اونپر گواہ جب تک رہا بیچ اون کے یعنی گواہی دیتا اور حاضر رہتا تھا مین اون کے فعلون کی

جب تک مقیم رہا اونمین پس جبکہ اوٹہا لیا تو نے مجھکو تو ہی نگہبان رہا اونپر یعنی نگہبان تہا اونپر نگران اون کے اعمال اور احوال کا اور رقیب اوس نگہبان کو کہتے ہین جس سے کوئی چیز نہ چہپے (اور نہ چہپ سکے) ترجمہ آیت اور تفسیر کا تمام ماحصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی گواہی کو آپ اوسی وقت کے ساتھ مقید کرتے ہین جب تک اون مین قیام فرما رہے ہین شاہدون سے جدا ہونے کی حالت کے ساتھ غائب ہونے کی حالت مین نو نصوص قرآنیہ سے گواہی کا ثبوت نہین ہے بلکہ اوسکی خبر اللہ سبحانہ کو ہے جسکو نہ چہپی کہلے کی نسبت اور خبر یا ہے بغیر عبودیت کا خط شہادت صحابہ کے وقت صحابہ کی گواہی کا اور غیر حاضری کی حالت مین کسی ساتھی بات کی گواہی کا اور اللہ سبحانہ کا خاصہ تو رقیب یعنی نگہبان نگران اعمال و احوال عاملین جس سے نہ کوئی عامل چہپ سکے اور نہ حال اوسکا یہ فرق آیت کا سمجہا یا ہوا مفسرین سلف و خلف کا بتلایا ہوا ہمارے مہربان نے کس ہٹ بہیری سے اوس خدائی خاصہ کو آپ کے لئے اوٹھا لیا اور غیر حاضری کی حالت مین حاضر ناظر ٹہیرانے کے لئے کس اصل نصرانیت کو اپنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فدائیون فرمانبردارون دین اسلام کے حامیون کو وہابیت کا دہبہ لگا کر آپ کی تعظیم کا شلنے والا گروہ بنایا مصنف رسالہ وخاص الاس جب کسی آیت یا حدیث کے الفاظ کی معنی گری خلاف سلف و خلف کر گذرتے ہین جیسکہ بتیا نا لکل شئی کی معنی گری ہے اہل سنت کے خلاف بلکہ شیعہ و خوارج اور بعض معتزلہ سے بہی قدم بڑہا کر اون الزامو نکو اپنے سر کر لیا ہے جسنے یہ فرقے یہ کہکر بچ گئے تہے کہ ہماری مراد کل اشیاء شرعی مندرجہ قرآن ہین نہ امور دنیا کل جیسا کہ تنقیح توضیح تلویح نور الانوار قمر الاقمار تفسیرات احمدیہ وغیرہ سے ہمارے شیخ نے واقع الریب مین نقل کر دیا ہے۔ جناب نے کورانہ اپنی نرالی معنی گری کو معتقدین کے دلونمین جگہ دینے کے لئے بڑی روک تہام چالاکی سے کام لیتے ہین تا کہ اون بنا دٹو نکو دیکہکر چالسے ہو رہے دلو ں شبہ یہ نیا دین نہ او ترجاسکے جسے اہل سنت والجماعۃ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت ملت کی پوری اتباع کا مونہ ہین

اون سے بات چیت کرنے اونکی کتابین دیکھنے سے اونکو منع کرتے ہین الا من کان مستفتیا کہ دیکھکر
دیکھلو یہ لکھتے ہین اونکی طرف التفات ہی کیون کرین ایسونکا علاج حضور مین خاموشی اور عدم صحبت
فراموشی سطر ۶۔ ایسے ہی حسن بن صباحیون نے یہ نرالا مذہب بانون چلایا ہے رجوع بسابق
پس اگر شجر تعلق دائرہ وجود آپ ہی کے وجود سے موجودات عالم کے وجود ونکو مستفاد ماننا کہ انسان
کو حضور کی روح سے پیدا ہوا جانکر سب مین حضور کے نور کا ظہور سمجہا نکہ جیسا کہ بعض متاخرین سے
قول وہ نشہ کل الاشیا نقل کیا ہوا صاحب خالص کا اسپر دلالت کرتا ہے ہر چیز مین شہود دلنور محمدیکا
مانا جاتے تو ایسا شہود مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین تا ہمارے شہود کی باہمی جدائی اور
غائب ہونے کی حالت مین فائدہ معاینہ کا اور حاضر ناظر بننے کا نہین دیتا جیسا کہ اسکو اوپر دلائل
ثابت کرآئے ہین اس سے بعض متاخرین صوفیہ کی ٹہوکر کہائی ہوئی بہی یہ تاویل بعید سنبہالی جا
سکتی ہے کہ سب ایک نور کے اجزا ہین تو شہود اشتراکی ملحوظ فرما کر تقلیب کے لئے محض سے شہود
کو کہدیا ہوگا ایسا نہین تو نصوص حصر قرآنیہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ کا اونکو منکر کہنا پڑیگا

اور وہ جو خالص کے صفحہ ۸ مین شرح بردہ قاری سے عبارت نقل کرکے ترجمہ کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے سطر ۲ بیشک آپ کا فرمایا ہوا
جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے بطور قواعد و کلیات کے ایک ایسی اصل ہے کہ جتنے حوادث جنکا
ظہور اگرچہ حضور کے زمانہ مین نہوا ہو اور بالخصوص اونکی نسبت کچہہ فرمایا ہو مگر وہی قواعد
اور کلیات ان حوادث کے حکم کو کفایت کرجاتے ہین یہی حاوی ہوتا ہے چونکہ وہ قواعد
اور کلیات احکام جزئیات حوادث مستقبلہ کو اپنے نیچے چہپائے ہوئے تھے وقت
حدوث حوادث اونکا ظہور ہو جاتا ہے تبہی تو کتب فقہ مین مختصر سی حدیث کی شرح
جدا جدا ابواب کے دفتر بہر گئے ہین اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرماتے ہین
کہ مین جوامع الکلم دیا گیا ہون خود اسی شرح بردہ قاری مین علومہ متنوع الی الکلیات
والجزئیات معترض کے نکتہ چین کا موید ہے یعنی علوم آپ کے تنوع بہ نوع بہانت بہانت

ہوکر بعلتے ہیں طرف کلیات اور جزئیات کے پس جامع متکلم ہوئی جو بطور قواعد ایک اصل دینی ہیں
اور انہے کلیات کے سمندر ہونے سے جزئیات کی نہریں جاری کرنا مجتہدوں کا اس توجیہ کے مصداق
ہیں اگر اس سے اشیاء عالم کا علم اجمالی تفصیلی مراد لیتے تو ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یہ نہ فرماتے کہ جانو
تم بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اشیاء (عالم) میں سے چھپی ہوئی چیزوں کو نہیں جانتے
ہیں جو انکو کبھی کبھی بتلا دیا اللہ نے پس جو معتقد ہو اس بات کا کہ وہ جانتے ہیں غیب کو تو وہ بیشک
کافر ہو گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معارضہ کی وجہ سے کہ نہیں جانتا کوئی زمینی و سماوی
(مخلوق) غیب کو سوائے اللہ کے جیسا کہ امام ابن الہمام کے مسایرہ میں ہے اور خاص کے صفحہ ۵۱
میں جو نقل کیا کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابوں میں علم حروف کی روش پر ختم
دنیا تک کے وقائع بطور رموز ذکر فرمائے ہیں جن سے اون کی اولاد میں سے آئمہ مشہورین
احکام نکال لیتے تھے۔ امام علی رضا کو جب مامون رشید نے اپنے بعد ولی عہد کیا تو فرمایا کہ
یہ کام پورا نہو گا سو ایسا ہی ہوا کہ امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت
پائی۔ یہ صفحہ ۵۲ تک کا خلاصہ بطور التقاط ہے۔ شاہان مصر کے احوال کی حرف رمزوں میں
اشارہ کرنا جو ترجمہ میں مذکور ہے وہ اور یہ رمز کہ یہ کام پورا نہوگا یہ وقائع کے علم تفصیلی پر دلالت
نہیں کرتے اسلیے کہ کام پورا ہونے کی وجہ اس میں مجہول تھی اور وجہ مانع اتمام بہت ہیں
از انجملہ یہ بھی احتمال تھا کہ شاید اس کام کو ارکان دولت یا ولیعہدی کے استحقاق کے مدعی
نہ پورا ہونے دیں حرف کی رمز پہچان کر اون سے لگوانت لگانا اس سے کسی امر کو بطور اجمال
بلا تفصیل تاڑ جانا علم غیب نہیں ہو سکتا ایسے لگوانت لینے اٹکل پچو احکام نجومی بھی نکال لیتے
ہیں تو کیا وہ بھی عالم الغیب بنجائینگے خلاصۃ الاعتقاد والے نے دو روایتیں نقل نہیں کیں
بعض آئمہ اہلبیت کی کہ یہ علم ہمارے گھر اور بعض ہنود اہل ہند کے گھر کے سوا اور کسیکے
گھر نہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ بھید نہ کھلجاتے کہ وہ علم بھی علم نجوم یا اوسکی مثل کوئی دوسرا علم
تھا جسکی الٹ پلٹ ہندوؤں کی پوتھیوں میں ہوتی رہتی ہے۔ امام طحطاوی حاشیہ درمختار میں

لکھتے ہیں هو (اسے الرمل) ہو علم یعرف به اشکال من الخطوط والنقط بقواعد
معلومة تخرج حروفها تجمع وتخرج جملة دالة علی عواقب الامور وقد علمت
انه حرام قطعا واصله لادریس علیه السلام انتہی ابن حجر مکی کے فتاوے میں ہے
ان تعلمه وتعليمه حرام شديد التحريم لما فيه من ايهام العوام ان فاعله
يشارك الله في غيبه انتہی من مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ خطوط اور نقاط کی شکلوں کی
ضرب سے قواعد معلومہ سے نہال اور سے حروف نکال ترتیب سے عواقب امور پر دلالت کرنیوالے
جملے نکال اور ہے آئندہ حوادث کا پہچاننا جسکی اصل ادریس علیہ السلام سے آج وہ شریعت
محمدیہ میں قطعی حرام جسکے شدید التحریم ہونے کی علت یہی امام ابن حجر یہ بتلاتے ہیں ذا اسمین
عوام کو وہم دلاتا ہے اس امر کا کہ اس علم کا فاعل باہم شریک ہے اللہ کا اللہ کی غیب دانی میں
جنکی نقل عبارات وشرح سراجی میں الامت اور انبار در ماح اور خالص وغیرہ اس مذہب کی
باقی کی کتابیں بھری پڑی ہیں امام موصوف عوام کے ایہام علم غیب کی وجہ سے جس علم کو سخت
حرام فرماتے تھے ... ایہام یقینی علم غیب بنگیا اور خواص ہیں جو اس مذہب حنفیہ کے بانی
اور ارکان ہیں؟ دلیے مطلب کو جو علم غیب نہیں علم غیب کے اثبات میں استدلالا پیش کرتے ہیں
اور قہر قہار سے خوف ندارد - کشف کے وقت اولیا اللہ کا دل لوح محفوظ پہنچتا ہے اور اوس سے
بہت سے عواقب امور کھلی جاتی ہیں تو یہ کشف اوسکا جانے کے وقتوں میں عواقب امور کھول لینے
کی کبھی نہیں پہنچتا - کلام شیخ وکلام امام غزالی نے سمجھا دیا گیا کہ کشف اور وحی فعل باری ہے
نہ فعل عبد بس جو بندہ کا فعل ہی نہیں اوسمیں بندہ کا اختیار کیسا ایسے ہی روحانی سننا دیکھنا اور
اور جسمانی سننا دیکھنا اور شیخ ترجمہ مشکوۃ فارسی میں ذیل حدیث لیلۃ التعریس فرماتے ہیں
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں یہ ذکر ہے کہ آپ مع اصحاب رات بھر چلے پچھلے پہر دو گھڑی
خواب استراحت فرمائی - حضرت بلال کو پہرہ پہ بٹھایا کہ وقت نماز فجر دیکھتا رہے بلال
بھی سو گئے یہانتک کہ سورج نکل آیا اس نے جبکہ نماز فجر دن چڑھے پڑھی اس پر جو اعتراض ہوتے ہیں

ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل میرا جاگتا ہے اور آنکھ میری سوتی ہے پس باوجود بیداری دل
سورج کے طلوع ہونے کا مشاہدہ کیوں نہ ہوا دوسرے یہ کہ وحی اور کشف سے کیوں نہ دریافت کرلیا
شیخ جواب دیتے ہیں کہ آفتاب کے طلوع ہونے کا دیکھنا یہ کام ہے جسمانی آنکھ کا نہ قلبی روحانی آنکھ کا
اور کشف اور وحی کرنا یہ کام ہے اللہ کا اگر اللہ نے اس وقت آپ پر وحی نہ بھیجی اور کشف نہ کیا تو آپ کیا کر سکتے تھے
روحانی سننے دیکھنے کو جسمانی سننے دیکھنے میں ... اور دونوں کو حاضر ناظر ٹھہرانے کے لیے
چیل دیا اور فقہا کی تصریحات سے آنکھ بند کر لینا یہی تو ... اعتقادی کو دوزخ اور بہشت اور بعض
کے نشہ کا پلانے والا ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں مگر کیا کیجئے بنیاد وہابیت کی
ہیچ و پوچ کی تحقیق کی آڑ میں ایسے ہی واہیات سے پلا ہے اور اصلی تو اس دعوے کی حسن بن صباحیان
اور بہت ہیں ۔ ہمارے شیخ کی کتاب الاختلاط کے صفحہ ... جس کے بیان سے ہوتے ہیں اس
مذہب کی بعض غلطیاں یہ ہیں ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء سے جب یہ اعتراض
اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا بیان روشن مفصل قرآن میں ہونا ماننا تھا تو دعوے ... تک اس
مدعی نے نہ اپنے دعوے کی تائید میں کوئی قوی ... یا کسی مفسر کا صحابہ و تابعین سلف
وخلف سے پیش کیا اور نہ ہر چہار مذہب اہل سنت سے کسی کتاب عقائد کی عبارت پیش کی
اور ایسے ہی مفاتح الغیب خمس کے کلی جاننے کا حصر اللہ وحدہ کے لئے آیات اور احادیث میں
مخصوص ہے ان پانچ کا علم محیط محبوبان خدا کو مانتے ہیں اور قول صحابہ ... کا کسی نے پیش کیا اور
نہ کوئی عبارت کسی مذہب کی کتاب عقائد سے پیش کی ۔ بلکہ جب ... آزاد میں کہا تو یہ کہا
کہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت میں ... رہتا ہے ۔ اور جب بہت سے
سوالات پیش کئے گئے کہ جب قرآن ہر شے کا بیان روشن ہے اور روشن بھی ... کا ۔ مفصل ہر
شے موجود کو کہتے ہیں تو فرشتوں اور نبیوں رسولوں کی سب تحریرات روشن بیانی کے ساتھ
مفصل قرآن مجید میں دکھاتے اور ان کے نام کی تفصیل ہی دکھا دے ۔ دنیا کے ہر کھیت کی پیداوار
کی جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذرہ ذرہ کی گنتی کتاب الہی کی تفاصیل سے کہاں تک کے

علوم اور اس عالم کے ماکان و مایکون کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی
کس درجہ کا مفصل قرآن کریم میں دکھا کر اپنے دعوے میں سچا ثابت ہو جاتے۔ مگر محض لفاظی
کی بناوٹ اور سجاوٹ میں یہ دم کہاں جو یہ جواب بن آتے کہ فرشتوں اور دیوؤں کی سو سو عمر یا بات
یا ناموں کی تفصیل روشن بیانی کے ساتھ فلاں فلاں آیات میں ہے اور ہر کھیت کے پیداوار کی
جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی جمیع ابواب و تفاصیل شعر سحر کہانت کے
علوم و فنون اور اس عالم کے ماکان و مایکون کے بیان روشن مفصل فلاں فلاں آیات میں ہیں
اور یہ بیانات آیتوں میں ہی کہاں اور نہ انکے بیان کی قرآن کریم میں ضرورت تھی کہ لوح محفوظ
میں بھی ماکان و مایکون کی غیر متناہی کائنات کل بطور استیعاب مندرج نہیں بلکہ شعر سحر کہانت
سے تو قرآن و صاحب قرآن کی تنزیہ آیات قرآنی ہی بیان فرما رہی ہیں ایسے ہی اللہ کے لکڑ ان
دعوؤں کی نسبت ارشاد ہے پس جنکے اجمالی بیان تک کی نفی قرآن سے قرآن ہی بیان کرتا
تو اون کا تفصیلی روشن بیان قرآن میں اسکے بن سکتا ہے دعوے کرنے کی جھبک نہ
میں اس مدعی نے اوس دور اندیشی کو بھی ملحوظ رکھا جو شیعہ و خوارج اور بعض معتزلہ نے ملحوظ رکھی
تھی بموجب مقاصد نزول قرآن ہی تے۔ ان مدعی صاحب نے جب تبیاناً لکل شیء وغیرہ کے
معنی گڑھ کر اہل سنت از صحابہ تا ایندم سب کو چھوڑ دیا بلکہ یہ فرق مذکورہ بالا سے بھی بالا دستی
کر کے ان کل الزاموں اعتراضوں کو سر لیا تو دور کی سوجھی کہ کہیں مذہب اہل سنت کے خلاف
بلکہ اکثر اسلامی فرقوں کے خلاف یہود و مجوس اور نصاریٰ کے موافق جو ہمارے عقائد و
اعمال اختراعی ہیں اون سے مطلع ہو کر اہل سنت سے مانوس عوام لوگ بدک نہ جائیں اسکی
روک تھام کے لئے لفظ اہل سنت والجماعت کو برقعہ بنا کر اپنے اوپر لیا کہ اوڑھ نہ جائے
اب مطبع پر دیکھو تو یہی لکھا ہوا ہے مطبع اہل سنت والجماعۃ۔ بات بات میں یہی کہتے کہ ہم
اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ حالانکہ انکی صورت عملی و اعتقادی سے۔ العیاذ پناہ مانگتا ہے سدا
بڑی شان رکھتا ہے یہ لفظ پاک ۔ پڑا دست گیا ہوتے بزدان پاک

تبع اہل سنت والجماعت جو متقدمین ہین عملیات و اعتقادیات بین جماعت صحابہ کرام و تابعین
و ائمہ مجتہدین کے اتباع کا طریقہ سلوکہ فی الدین ہین وہ بنا نہین سکتے اور نہ انکو بلا ضرورت
اپنے منہ میان مٹھو بننے کی ضرورت اور جعلی اصحاب بنا ہین بن سکتے آخر دعونا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ
جمیع الانبیاء والمرسلین فقط

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵ سطر ایک **قول** چوتھے طبقہ ہین الخ چوتھا طبقہ تو
بہت نیچے ہے خلافت شیخین کے بعد کی روایت حدیث کا حال مین وجہ ایک شیخ وہی رکھتا ہے
جسکو بذیل مضمون (۲) حنفیت اور اسلام القاسم نمبر ۱ جلد ۱ مین علامہ نقی احمد صاحب سلمہ
بہاری نے لکھ دیا ہے ۔ اسلام کے لئے جو امر زیادہ خطرناک ثابت ہوا وہ یہ کہ ان بد دیانت
مفسدہ پردازون نے جو تقدس اور صداقت کے لباس مین چھپے ہوئے تھے گڑھی ہوئی حدیثون
کا روایت کرنا اور منافقانہ اوس کا شائع کرنا شروع کیا اور پھر کہین ناکس لاکسی امتیاز کے
روایت حدیث کی مسند پر غاصبانہ قابض ہو کر اس کا مالک بن گیا ۔ یہی وجہ ہوئی کہ شیخین کے
بعد لوگون نے کثرت سے حدیثون کی روایت شروع کی اور اس کا یعنی جعلی حدیثون کا بہی
ایک بہت بڑا ذخیرہ ایمان فروشون کی عنایت سے جمع ہوگیا بخلاف عہد شیخین کے اوسمین
لوگون نے بہت کم روایت کی اور خود شیخین نے بھی اس امر [illegible] اسقدر احتیاط کی کہ بجز
چند حدیثون کے انہون نے بھی کوئی روایت نہین کی اسلئے جو روایتین شیخین کے عہد خلافت
مین کی گئین وہ نہایت معتبر و قابل وثوق ہین ۔ اسی طرح جو مسائل اور فتاوے شیخین کے
عہد خلافت مین مرتب ہوئے وہ بھی ان حدیثون سے زیادہ قابل وثوق ہین جو اون کے
بعد کی ہین (ناقل کہتا ہے جبکہ بعد کی صحیح حدیثون سے وہ مسائل اور فتاوے زیادہ قابل
وثوق ہین جو شیخین کے عہد خلافت مین مرتب ہوئے تو چوتھے طبقہ کی جو روایت عہد

قبروں پر سال کے سر پہنچنے کی جو صحیح مرفوع متصل الاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے فرمائی ہوئی عہد خلافت شیخین میں سرجاری ہوئی کے معارض جس پر وہ اعتراض یہہ رہا ہے جسکو تحریر و شرح تحریر سے نقل کر چکا ہوں کب قابل عمل و اصغا ہو سکتی ہے } حضرت امیر معاویہ نے جب دیکھا کہ ملک میں حدیث ڈھالنے کی اشین قایم ہو گئی ہے اور بہت سے کارخانہ داروں نے اس کا ٹھیکہ لے لیا ہے تو اس لئے مجبوراً ان کو مجمع عام میں یہ اعلان کرنا پڑا۔

عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ مَا كَانَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (مسلم) مسلمانو ان حدیثوں پر عمل کرو جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں روایت کی گئی ہیں ان کے بعد کی روایت کا اعتبار نہیں۔

اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب دیکھا کہ ان جعلی حدیثوں کی وجہ سے مسائل میں بہت اختلاف ہو گیا اور لوگوں نے مختلف فتوے دینے شروع کر دئے تو آپ نے مسلمانوں کے اس اختلاف مٹانے اور مذہب کی حفاظت کے لئے یہ زرین اصول بنایا من کان مستنا فلیستن بمن قد مات } اون شخصوں کے نقش قدم پر عمل کرو جو وفات پا چکے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان کے قبل ہوا ہے اسلئے من قد مات سے خلافت شیخین کے فتاویٰ کی طرف اشارہ ہے اور پھر اپنی اس اصل پر خود بھی اہتمام سے عمل کیا اور یوں فرمایا۔ (لو سلک الناس وادیا وسلک عمر شعبا لسلکت شعب عمر) حضرت عمر کے فتووں سے خواہ تمام ملک اختلاف کرے مگر میں انہیں کے فتووں پر عمل کرونگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی باوجودیکہ کبار فقہا اور صحابہ میں فضل و کمال میں ممتاز اور مجتہد تھے مگر انھوں نے خود کو اس تقلید شخصی سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

وکان یترک مذھبہ و قولہ لقول عمرؓ	حضرت فاروق اعظم کی تقلید شخصی کے مستحکم و
وکان لا یکاد یخالفہ فی شیء من مذاھبہ	الاسۃ حضرت عبداللہ بن مسعود اسقدر ملتزم
ویرجع الی قولہ من قولہ	تھے کہ انکے مذہب اور قول کے مقابلہ میں اپنے

مذہب اور قول کو چھوڑ دیتے اور حضرت عمر کے مذہب سے کسی چیز میں مخالفت کرنے کے قریب نہ پہنچتے (اور فتوے دیتے میں اگر اپنا قول انکے قول کے خلاف ہوتا) تو اپنا قول چھوڑ دیتے تھے اُنہیں فاروق اعظم کے قول کی طرف رجوع فرماتے۔

(اور یہ التزام اور اہتمام کیوں ہوا اسلئے کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں تو اسلامی دائرہ کا مرکز اور مسلمانوں کا محور سرور کائنات کی مقدس ذات تھی اور آپ نے اپنے بعد کیلئے مسلمانوں کو یہ حکم دیا

اِنّی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ	مجھے معلوم نہیں کہ کب تک تم میں رہوں میرے بعد تم ابی بکر و عمر کی پیروی کرنا اور اپنے بعد اپنے

لئے دو چیزیں چھوڑیں - جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ ترکتُ فیکم امرین لن تضلوا اللیلۃ ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی (مقدمہ ابن خلدون ص) میں تم کو دو چیزیں دے جاتا ہوں جب تک انکو لئے رہو گے گمراہ نہ ہو گے قرآن اور میرا طریقہ جو کہ مسلمانوں کا اصلی دستور العمل ہیں۔ پھر باوجود اسکے کہ قرآن عربی میں تھا اور صحابہ اسکے سمجھنے سے عاجز نہ تھے اور اسی طرح آنحضرت کے افعال اور اقوال (اور تقریر) سے بھی صحابہ واقف تھے۔ مگر اسپر بھی تمام صحابہ کو یہ حکم دیا کہ میرے بعد ابوبکر و عمر انہیں دو کی پیروی کرنا اور انکی پیروی کرنے اور انکی بات ماننے کے حکم سے کسیکو مستثنے نہیں کیا (کہ فلاں فلاں کو انکی پیروی کی ضرورت نہیں) اور آزاد صحابہ کو یہ آزادی نہیں دیگئی کہ جو کچھ وہ قرآن اور سنت سے سمجھیں اوسپر عمل کریں اور یہی وہ امر ہے جو زیادہ توجہ کے لائق ہو اور تقلید شخصی کے لئے نہایت مضبوط سند ہے کیونکہ تقلید اسی کا نام ہے کہ کسی کو مستند پیشوا خدا پرست سمجھکر اُن مسایل

اور احکام میں جو وہ خدا اور اوسکے رسول کی طرف سے بیان کرے امین اسکی اقتدا کرے
اور یہ باور کرے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ خدا اور اوس کے رسول کا حکم ہے نہ اوس کا ذاتی حکم
جیسا کہ آجکل مسئلہ منیر الزام دیا جاتا اور بہتان لگایا جاتا ہے کہ مقلدین امام ابو حنیفہ یا امام شافعی
کے احکام کو مانتے ہیں نہ خدا رسول کے اور یہ امام اپنی طرف سے کہتے ہیں حاشا کہ مقلدین
اور اماموں کی شان اس سے بری ہے۔ اس تقلید شخصی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ حکم محض اسلئے تہا کہ مسلمانوں سے اس اتفاق اور اتحاد کی عمارت متزلزل نہ ہونے
پاوے ورنہ اگر مسلمانوں کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ کتاب و سنت سے جو چاہیں بات
سمجہیں اسی پر عمل کریں اور اس میں کسی کی تقلید نہ کریں تو پھر اختلاف کا ہونا لازمی ہے کیونکہ
سمجھ کا اختلاف اور اوس سے مذہب کا اختلاف انسانی سرشت کا خاصہ لازمہ ہے اور
پھر عام خاص ایک جم غفیر کی مختلف رایوں سے ان گنت مذہبوں کے پیدا ہونے کی
نوبت پہنچنا جس کا نتیجہ جس سے اتفاق اور اتحاد کی جو مقصود اعظم تہا خرابی ظاہر کی)
سرور کائنات کے مقدس عہد کے بعد حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس اصول اتحاد کی پابندی کی اور اسے اپنی حکومت کا ایک قانون قرار دیکر تقلید
شخصی کو (خلیفہ کی) ضروری قرار دیا (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ...) اور اس کے متعلق
دفعات ذیل مقرر فرمائیں (۱) کوئی شخص بجز اسکے جسکو خلیفہ مقرر کرے حدیث کی روایت
کا مجاز نہیں (۲) فتوے وہی شخص دے گا جسکو خلیفہ اجازت دے اوس کے سوا
کسی عالم کو اسکا مجاز نہوگا کہ وہ فتوے دے (۳) ان واعظین کے سوا جن کو
حکومت نے مقرر کیا ہے کسی دوسرے کو وعظ کہنے کا مجاز نہیں (۴) خلیفہ کے فتوے
کے سوا کسی کے فتوے پر عمل نہ کیا جاوے۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق
اعظم نے بھی اس قانون کو مع دفعات مذکورہ ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا ... مقصد دوم میں لکھتے ہیں لہذا درین عصر خلافت نہ اسباب

نشستہ آرا آوا ترمی نشد ہمہ بر یک مذہب و بر یک راے مجتمع و آن مذہب خلیفہ و راے مجتمع و آن مذہب خلیفہ و راے او بود روایت حدیث و فتویٰ و قضا و مواعظ منحصر بود در خلیفہ یا کسیکہ نائب خلیفہ باشد یا مراد۔ مسلمانون کو یہ بھی معلوم ہے کہ اُن دونون خلافتون مین کثرت سے وہ مقدس اصحاب تھے جنکی آنکھونکو سرورکائنات کے افعال دیکھنے اور کانونکو اقوال کے سننے کی عزت حاصل تھی جنکے دل آفتاب نبوت کے انوار سے منور ہوکر اسلامی آبادی کے لئے بدر کامل ہو کر چمکے جنکو خود سرورکائنات اور ہادی حقیقی نے مشعل راہ قرار دیکر دنیا کے لئے اُسوہ حسنہ ٹھیرایا جنکو کسی زبردست سے زبردست کی سطوت و جبروت صراط مستقیم سے ایک انچ بھی نہین ہٹا سکی اور نہ کسی اثر و دباؤ کی چمکدار تلوار کی تیز دھار اُنکی زبان کو سچائی سے روک سکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مقابلہ مین وہ کسیکی بھی پرواہ نہین کرتے تھے لیکن حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے اس حکم (تقلید شخصی) کی سب نے تعمیل کی اسطرحسے تمام صحابہ کا اسپر اجماع ہو گیا صحابہ کا اجماع اور شیخین کا یہ حکم ہر مسلمان کو یقین دلاتا ہے کہ تقلید شخصی اسلام کا عظیم الشان اصول ہے جسکے لئے اہل اسلام اللہ اور رسول کی طرف سے مامور ہین انتہی ملخصاً و ملتقطاً مع تقدیم و تاخیر ناقل عرض پرداز ہی کہ مذکورہ بالا حدیث ترمذی و حدیث مقدمہ ابن خلدون و حدیث مسلم کی اجتماعی شان بزبان حال یہ بیان کر رہی ہے کہ کتاب و سنت کے ساتھ تمسک کرنے مین بھی پیروی کرنا اُن دو لوگوں کی یکے بعد دیگرے اُنپر اور ہمپر اُنکی جسکے پاس انکا علم اور فتویٰ کا ذخیرہ ہی ضروری ہے بس خود رائی سے قرآن و حدیث کے معنی لگانا ان سے [illegible] ہوا ناظرین کرام حصہ ہذا بر پوشیدہ نرہا ہوگا کہ بامر آپ بعض ہراو ارالی بھی [illegible] رسول کی ہدایت کتاب [illegible] نبوت [illegible] لہ [illegible] نبھتی نیہ بارک الحدیث سے ہم پہنچا کی سہروی کی ہی اور جس [illegible] کر لیا تھا سب [illegible] ہوا ہی کہ یہ [illegible] نرالا ہو [illegible] جبیں اور کو مختص یہ نبوت جا کر طریقہ مسلکہ فی الدین [illegible] ٹھیرایا اسکو

زیادہ بابرکت کرنا فعل نبوی ہونے کی وجہ سے قابل اتباع ہو تو اس دعا سے برکت سی پہلا
نقل کنندہ سے ہوتے آئے اور گوشت کی ہانڈی اپنا اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالنا ہے
تو تم بھی کھانے پر تھوک کر دعا پڑھو تو اسکا جواب تیرہ روپے پیشگی کے کچھ نہیں پڑا اس کو
زیادہ بسط کیساتھ اسی حصہ میں دیکھنا (صفحہ ۹۰ کی سطر ۱۷ کے ختم تا ضمیمہ ہی کے) منجملہ کتب ابوکرفا
کتابیں سیرت اور حکمت مطبوعہ کرسچن نالج سوسائٹی انارکلی لاہور سنہ ۱۹۱۰ء پر جو تمہید پادری
کیمن ایچ - یو - وائٹ بریخٹ صاحب پی - ایچ ڈی - ڈی - ڈی نے اپنی طرف سے لگائی ہے
اس میں جو یہ ہے کلیسا میں ابوکرفا کی وقعت کلیسائے انگلستان کے مسائل میں سے چھٹے مسئلہ میں
عہدنامہ عتیق[1] کی مسلم کتابوں کی فہرست کے بعد یوں آیا ہے - دوسری کتابوں کو چال چلن کے
نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لیے کلیسا پڑھتی ہے - مگر عقائد کے ثبوت کے لئے ان سے
سند نہیں لیتی "

یہ وہ کتابیں ہیں جو ابوکرفا دنیز یعنی کتاب الاسرار کے نام سے مشہور ہیں اب یہ سوال آتا ہے
کہ یہ نام کس طرح پڑ گیا [illegible] بائبل کے ساتھ کس قدر بحث میں تھا [illegible] اور تعارف
کہاں تک مسیحیوں کے نزدیک معتبر اور مفروض ہے ۔ ناظرین کو یہ معلوم ہو کہ کتب ابوکرفا ہماری
مروجہ بائبل میں پائی نہیں جاتیں مگر رومی کلیسا اور چند دیگر فرقوں کے ہاں وہ بائبل میں
سمجھی جاتی ہیں (الی قولہ) اس سے واضح ہے (ترجمہ توریت) اور ابوکرفا میں ایک خاص تعلق
ہے ۔ ناقل ثابت ہوا جو کتابیں اکثر عیسائی فرقوں کے اعتقاد میں الہامی بائبل
کا حصہ مانی گئی ہوں اور نہ ماننے والا فرقہ بھی انکو چال چلن اور تہذیب اخلاق (تحمل
صبر حلم وغیرہ) میں مفید اور واجب العمل جانتا ہے تو وہ عقائد میں صرف اس جرم کی وجہ سے
نہ لی جائیں کہ ان میں تثلیث کے مسائل کا بیان ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ کو خیر و شر نیک و بد
دونوں کا خالق بتلایا ہے اور جبر و اختیار وغیرہ مسائل تقدیر میں جو شبہات پیدا ہوتے ہیں

[1] انجیل سے پہلی کتب انبیا کو عہدنامہ عتیق کہتے ہیں ۱۲ منہ

انہیں ۔۔ دکھایا ہے جیسا چونکہ اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے آثار دکھانے میں
آفتاب نیم روز کا کام دے تو ہمیں عقل ناقص کے شکوک و شبہات بے بنیاد دیکھکر اُن کتابوں کو
خاص اسی امر میں چھوڑنا چاہیے ۔ اور ترجمہ توریت کو جس میں مترجمین کے باطل خیالات کا خمیر ملکر
متن کے ساتھ ہم ذات ہو گیا ہے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اور ایسا ہی اللہ سبحانہ کی مقدس ذات سے
علم جیسے کمال کی نفی کرنے میں ہمیشہ فلاسفروں کے قول کا نقشہ یا ان تھوڑا و تارا ہوا لے لیا جاوے
کہ خداوند تعالیٰ شانہ آدم کو پیدا کر کے پچھتایا قوم نوح کو ڈبا کر دلگیر ہوا ۔ آسمان و زمین کو پیدا فرما کر
عرش پر آرام فرما ہوا اور مثل اسکے اُسے چھوڑا جانے مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے سے پولوس کو
چھوڑا جاتا ہے پولس مقدس کے خط کو چھوڑا جاتا ہے بطرس کے پہلے خط عام کو چھوڑا جانے اور
چھوڑا جانے اور وہ بھی ایک جزوی حصہ ہیں تو کسکو ایک ایک کو جدا توریت سے ایک خاص تعلق
بھی آسیہ کا بتلاتے جاتے ہیں ۔ اگر کو پیدا کر کے پچھتانا پر مشہور کا جو برادران رحلن سے
دہرم پستکوں میں درشن دکھا رہا ہے وہ بھی انہیں فلاسفہ کی دہسک کا دہوان ہے جو بک گئے
کہ خدا کو علم ہیں یا جزئیات کا علم نہیں تو ان جانت ہی خلاف حکمت کام ہو جانے پر آپ
بھی پچھتانا دلگیر ہونا پڑے گا ۔

پادری موصوف نے صنعت الٰہی کی تعریف اور جبر و اختیار کی بحث اور خیر و شر نیک و بد کے
مخلوق الٰہی ہونے کے حوالے کتاب یشوع سیرخ اور حکمت سے یوں دیے ہیں باب ۹ ۲
کی آیت ۲۰ سے باب ۲۴ کی آیت ۱۴ تک صنع الٰہی کی تعریف ہے اور جبر و شر کی بابت خیالات
ہیں صفحہ ۱۴ باب ۱۵ کی آیت ۱۱ سے ۲۰ تک جبر و اختیار کی بحث ہے ماحصل یہ کہ خدا ہمیشہ ان
اوقات در مطلق اور ناقابل مزاحمت ہے باب ۱۰ ورس ۳ تا ۷ باب ۲۴ ورس ۱۷ باب ۳۳
آیت ۲۰ میں تقدیر کا ثبوت ہے) اور مصنف تقدیر کا قائل ہے صفحہ ۱۶ سب خدا کی
ہمہ دانی کی حکمت اور پوری قدرت بے روک ٹوک کا مقتضا ہی خیر و شر دونوں کا پیدا کرنا
پیدا کرنا ٹھیرا اور تقدیر شر کی اس سے نفی کرنے میں اوسکی قدرت اور ارادہ پر نقص

اور عیب اور جا کا میابی اور سلامتی کا دہیا آیا اور وہ بہی اس نفی کرنیکی وجہسے اور اہی عقل سفلی کے تنگ جیلانے پر یہ الزام تہا کہ جب سب کی نسبت خدا کا ارادہ خیر کا تہا کہ سب ایماندار رہین اور شیطان کا ارادہ تہا کہ کافر ہوکر رہیں اور بالاتفاق اہل کتابین و اہل اسلام دوزخ اور جنت دونون کے مستحق دو فریق ہین ضرور تو کفر پر مرنے والی جماعت کی نسبت یہی ماننا پڑیگا کہ خدا کا ارادہ انکی بارہ مین پورا نہوا اور شیطان کا پورا ہوگیا پس بمقابلہ شیطان معاذ اللہ سبحانہ کی یہی ناکامیابی اور سلامتی اوسکو قادر مطلق کب ثابت ہونے دیگی لیکن شہر کی اس بے نفی کرکے ہم اسکو قادر مطلق کہا سکتا ہین۔ پولس مقدس اس مرحلہ کو یون طے کر چکے ہین اپنے خط مین کہ وہ ایک ہی لوندے سے عزت کا برتن بناتا ہے اور بے عزتی کا بھی تو کیا مٹی کمہار سے یون کہہ سکتی ہے کہ تونے مجھکو ایسا کیون بنایا اے انسان تو خدا سے کیون مزاحمت کرتا ہے وہ جسپر چاہتا ہے قہر کرتا ہے ان آیات مین بالمقابل بیان تو تہا مہر کا جیسے عزت اور بے عزتی کا تو کمہار کی طرف بظاہر منسوب ہونیکی وجہ سے ترجمہ میں ظلم نظر آتی ہین مگر منکران تقدیر نے اپنے خیال کی تصویر مفاح مین بہی دکہادی قہر کی جگہ رحم کو رکہکر رحم کا مقابل مہر کو ٹہیرا کر رحم اور مہر کو ادا کر دیا۔ حالانکہ رحم اور مہر دونون ایک صرف عربی اور فارسی و اردو زبان کا فرق ہو عربی مین جسکو رحم کہتے ہین فارسی اور اردو مین اوسی کو مہر کہتے ہین نہ اوسکے مقابل کو اوس کا مقابل تو وہی قہر ہے جسپر عقل نارسا کو اعتراض ہے۔ اور اوسی اعتراض اور مزاحمت سے پولس روکتے ہین۔ مہربانی کرنے پر تو اعتراض اور مزاحمت کرنے کا موقع ہی نہین۔ اور جب اعتراض نہین تو اعتراض سے روکنے کی حاجت بھی نہین۔ اور حاجت ہوتی ہے تو اوسی قہر پر اعتراض کرنے کی وجہ سے جس اعتراض اور مزاحمت کا بیجا ہونا کمہار کے مٹی سے بہلے برتن بنانے پر مٹی کے برتن کو مزاحمت کرنے سے عقلا روکنے سے سمجہایا اور بطلع تو اضافہ ہے جب کوئی تا پاکیشانہ بنانے کی وجہ سے مالک سے مین برا اعتراض کرتا ہے تو

یہی جواب پاتا ہے کہ تو کون ہے ہم اپنی مملوک زمین میں جو چاہیں بنائیں اگر مالک مجازی کو اقرار کو ستر من کے تخم پر اختیار کر دینی کا یہ حق ہے تو مالک حقیقی کو اوس سے اس سے زیادہ حق ہونا چاہیے ابو کرتا اور پولس اسی کو پیش کر رہے ہیں پولس کے کلام پر ایمان رکھنے والوں کو جب مسئلہ تقدیر شر بخلاف عقل معلوم ہوتا تو اون کو اس کلام پولس سے [ا۔ قرنتیون باب ۱۔ ورس ۲۵۔ کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت کے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کی بہ نسبت زور آور ہی صفحہ ۲۹۱ یہ آیت نسخہ سنہ ۱۸۱۴ء میں یوں ہے خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر ہے] یہ بات لینا چاہیے تھا اگرچہ عقل سقلی ناقص دوسری جہت سے چشم پوشی کرنیوالی اپنی نارسی سے خدا کے خالق شر ہونیکو بیوقوفی اور احمقانہ کمزور اور ضعیفانہ کسا کام خیال کرتی ہے مگر آدمیونکے عاقلانہ اور قوی کاموں سے زیادہ قوی عاقلانہ پر حکمت کام ہے اور قدرت کاملہ کا مقتضا اور اسکا انکار اسکا موجب ہے جو منکر کو مبہوت بناتی ہے پطرس کے پہلے خط عام کے باب ۲ کی آیت ۸ کا اخیر یہ ہے سو تے وے ہیں جو سرکش ہو کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں جسکے لئے وے مقرر بھی ہوئے صفحہ ۴۱۸ سرکشی کے لئے مقرر کیا جانا وہی وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى کی تفریح ہے ایوب کی باب ۳۴ کی آیت ۱۹ کا اخیر یہ ہے کہ (ذ دولتمند اور مسکین) سب اوسی کے بنائے ہوئے ہیں صفحہ ۹۵ بلفظ اوسی کے حصر کے ساتھ دونوں اوسیکے بنائے ہوئے ثابت ہو رہے ہیں نہ یہ کہ دولتمند اوسکے بنائے ہوئے ہیں اور مسکین شیطان کے یا اوہرمن پاپ دیوتا کے اور ایک کو دولت دیکر دولتمند بنا دینا اور دوسرے کو نہ دیکر مسکین بنا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک کو ایمان کی توفیق دیکر ایماندار بنا دینا اور دوسرے کو یہ توفیق نہ دیکر ایمان سے محروم کر دینا تلاش کرنیوالیکو تقدیر خیر و شر من اللہ کے اثبات میں اور بھی آیتیں بیبل میں مل سکتی ہیں بقصہ کوتاہ حسب تشبیہ

اگر کوئی یہ مسئلہ مذکورہ وحدانی علم اور بیان میں نہ آسکنے کی وجہ سے اسکا انکار کرتا
اور عقل دوراندیش کا کام نہیں ہوا ہے آپ کو حقائق کی معرفت کے اسرار اور ادراک
تک رسائی نا تعجب کی بات نہیں سمجھتی کیونکہ وہ بہت سے امور تصرف میں نہیں بہت چیزیں
ایسی دیکھتی ہے جو علم اور بیان میں نہیں آسکتیں صرف ذوق اور وجدان میں
آسکنے کی وجہ سے وجدانی ہیں بلکہ بعض کا ذوق بھی ان سے حاصل نہیں ہوتا انکے
اثر سے انکے وجود کا پتہ چلتا ہے اسکی مثالیں بہت ہیں از انجملہ ایک یہ کہ معشوق کی ترچھی
نگاہ کی برچھی جو عاشق کی ازخودرفتگی میں اثر کرتی ہے اس حالت کو علم اور بیان میں
لاسکتے ہو ہرگز نہیں اس حالت کو علم اور بیان میں لاکر کہہ سکتا ہے اور اسکی وہ حالت
معشوق کی ترچھی نگاہ یا اسی دیکھنے کے ذوق میں ہوتی ہے - دوسرے یہ کہ شیرینی …
کے ڈھنگ بھی علمی اور بیانی نہیں ذوقی اور وجدانی ہیں - ایسے ہی مسئلہ تقدیر خیر و شر
کی حقیقت اور حکمت اور اسرار جبر و قدر کے تعلق کی معرفت … ذوقی اور وجدانی
ہے نہ علمی اور بیانی جس ذوق کا اثر ہیجان اور … کے دیکھنے میں چمکتا ہے
اور جبر اور اختیار ان دونوں کے درمیان میں ایک سلسلہ … جبر اور … چنانچہ شیخ
اکبر قدس سرہ نے جو فرمایا ہے کہ اس کا ذوق اعیان ثابتہ کو ہے … متکلمین نے جو عرض
کیا وہ اسکے معارض نہیں اسلئے کہ اس ذوق کا اظہار نظر میں آتا ہے - پھر اس مسئلہ کی تائید اور
ثبوت میں انبیاء سلف و خاتم الانبیاء … علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کتب سماویہ سے قطعی
محکم دلیلیں موجود بخلاف تثلیث کے کہ نہ وہ ذوقی اور وجدانی اور نہ مسئلہ تقدیر کی طرح
قدرت کاملہ کے اثر کو ظاہر کرنے والی بلکہ کمال قدرت کے … کے منافی توحید کے منافی
دعوت انبیاء اور کتب سماویہ کی شہادت کے منافی "… عالم سے … جل جلالہ" دو خداؤں
کے ماننے والے مجوس پر اور بہت سے خدا اور معبود … ماننے والے مشرکوں بت پرستوں پر
کتب … اور انکار … اہتمام کے ساتھ محفوظ چلا آتا ہے تو تثلیث اس جملہ

آسمانی سے ہرگز بھیجی نہ گئی تھی کیونکہ اللہ نے تمام انبیا کی تعلیم ملی ہوئی ہے وہ کیسے کسی کے
واسطے سبب [illegible] بطور [illegible] ہو سکتی ہے

[صفحہ ۱۱۲ کی سطر ۹ کے خاتمہ پر ضمیمہ ہو] اس حصہ کے صفحہ ۱۶۱ میں شرح [illegible] کا ترجمہ بہا شبہ
ہو سکا دیانند جی نے صفحہ ۵۵ [illegible] بابت مضمون [illegible] کہ جب یہ [illegible] سے بنی ہوئی دنیا
اور اسکا [illegible] اور روح [illegible] اسکی قدرت ہی قدرت تھی
تو پھر وہ قول کہ [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] ازلی ابدی اور قدیم
کہنے میں ٹھوکر کھا گیا ہے [illegible] وید برہان کو نسیان [illegible] سلطان اکثر ہنود
اپنا گھر بھول جبکہ یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ جہان ہمیشہ سے یوں ہی چلا آیا ہے اور یوں ہی
چلتا رہیگا۔ پھر [illegible] قیامت کے بعد [illegible] عقل اور روح
اور روح سے اپنے [illegible] عالم کا [illegible] کریگا
یہ ایسی انوکھی بات [illegible] اور ارسطو کی
باطل [illegible] حکیم [illegible] مولف حیات انسانی [illegible] عقلی
مذہب [illegible] اور عالم کے حدوث کو [illegible] اغاثہ کے خاتمہ
[illegible] حکماء [illegible] رسولوں اور شریعتوں کی تعظیم کرتے تھے اور اس بات کے
معترف تھے [illegible] کو رسول لاتے ہیں وہ عقل کے طور سے بالا اور [illegible] اور وہ
لوگ الہیات میں [illegible] اور [illegible] کو رسول [illegible] تھے اور کہتے تھے
کہ ہمارے [illegible] ریاضیات اور طبیعیات اور انکے [illegible] اصحاب مقالات
نقل کی ہے [illegible] عالم کے قدیم ہونے کا قول [illegible] ارسطو ہے اور یہ شخص
[illegible] اور [illegible] اسکو مسلمانوں
کی بہت سی جماعتوں نے [illegible] کہ جہمیہ [illegible] قدریہ اور شیعہ
اور حکماء اسلام [illegible] باطل اور [illegible] احکام اسلام کے

سب باتین عقل سلیم کے موافق ہین جیسے نقل سے۔ ہان ذات وصفات و افعال الہی
کی کنہ کے ادراک سے چونکہ عقل قاصر ہے اور عقل ہی حاکم ہے کہ یہ عالم اثر ہے اور موثر
اول کل ممکنات مین اللہ سبحانہ ہے اور اثر موثر کی کنہ کو ادراک نہین کر سکتا لہذا عقلاء
روشن طبع اس امر کے جاننے والون نے کہ ذات الہی ذوات مخلوق سے جبکہ عقلاً بہی نرالی ہے
ایسے ہی صفات و افعال الہی صفات و افعال مخلوق سے نرالے اور ہماری
عقلی دسترس صرف اسی قدر ہے کہ ذات و صفات و افعال الہی کو مخلوق کی ذات
وصفات و افعال پر قیاس کریں۔ پس نرالی اور واجب قسم کو غیر نرالی ممکن قسم پر قیاس
کرنے مین ہم ٹھیک بات کو نہین پا سکتے ہو آخر وہ ان امور کو ان پر حوالہ کرتے تھے جو اس
بارہ مین واسطہ فیض الہی اور اس بیت کے مصداق ہین ؎

جہان فلسفہ گنگ ہے بال و پر ہے رسالت وہان ناطق و چارہ گر ہے

اس مین سے انہون نے اسیقدر بتلا دیا جسکا انکی رسالت سے تعلق تہا اور مکلفون سے
اسپر ایمان لانا مطلوب ہی۔ پس انبیاء کے لائے ہوئے مین سے یہی قسم مراد ہے
امام ابن القیم کی نہ انبیاء کے لائے اور بیان فرمائے ہوئے عملی اور اعتقادی
احکام کی سب قسمین کیا معلوم نہین کہ ارسطو اور اوس کے ہم نوا ون نے اس سبب قدم
بات مین اولی الحکل دوڑا کر کیسی ٹھوکر کہائی ہے کیا ہم اس آواز کو نہین سن چکے جسنے
انسان اشرف المخلوقات مخدوم الکل کو ہی اختیار کو جسکے کام مین لگی ہوئی جرخ مین
آنیوالی سب آسمان اور زمین کی چیزین ہین الٹا مجبور کو ایک ہیولی وغیرہ ملکہ و نکلی مورتون
شکلون کا پجاری بنا کر پیٹ گوا دیا تہا کہ جنس انسان تو صرف پجاری ہے ستوآت وغیرہ
کی اور یہ کواکب وغیرہ جو انسان کے معبود ہین یہ پجاری ہین اپنے سے اوپر کے درجہ کی کائنات
کے اسی طرح آخر تک نہین درمیان کی بہادر اپنے سے اوپر کے درجہ کی اور نیچے کے درجہ کی کا مراتب کہتی ہین وہ ان
واسطہ صرف معبود رہا مخدوم و واسطہ کا نیچے کے درجہ والون کا دیسا تیر مین

اگرچہ ہندوؤن عنصر اور کواکب سب کو معبود انسان کا ٹھیرایا یزدان کی نماز کے عہد آتشکدہ
اور عنصر آگ کی پوجا پر جھکایا مگر وہ یہہ ہو لکن بھی کسی حاجت کے مانگنے اور کسی بلا کے دفع کرانے مین
خدا کا نام لینا نہین جانتا اور نہ اوسکی مشیت اور ارادہ تکوین کا اس عالم مین دخل بتلاوے
وید کی رس نچوڑا ہوا دیانندجی کا بارہا چکہا دیا گیا مثرہ یہہ ہے کہ مخلوق اپنے گروہون
(ضلالت) آپ پیدا ہوتی آرہی ہے۔

وہ باتین والا منتر اور اوسکے ہم آواز اور بہت سے منتر اسی حصہ مین برمحل دیکھو سورج کے
رہنے کی جگہ سے راحت مانگی جارہی ہے فضا کے میدان سے پانی کے گڑھے بوٹیون
سے جنگلات کے دیوتا سے برہم لوک سب بلند کرہ وغیرہ سے راحت بخشنے کی درخواست ہے
صفحہ ۱۱۹ سوتا دیوتا کی تحریک سے اسونی کمارون کے دونون بازوون سے پوشن دیوتا کے
دونون ہاتھون سے رسی کو گاؤ کی ٹانگین باندھنے کے لئے پکڑا جاتا ہے صفحہ ۱۲۷ وہ دودھ سے
درخواست ہی کا شوق کمارون سے نئے تحل آسرستی دیوی کے لئے تحل آنند دیوتا کی بھی
کے نئے تحل آ صفحہ ۱۱۰ چاند چہترون ہر جہت وغیرہ کے لئے سواہا کہی جا رہی ہے صفحہ ۱۰۱
۱۲ بہوت پرت کا زور حاصل کرنے کی درخواست وید کا مصنف اپنے تئے پانی کے
مالک دیوتا سے کر رہا ہے صفحہ ۱۱۰ اس عالم سے خدا کی دخل کے منکر خدا سے لوکا ٹیکا منتر
کب گا سکتے ہین۔

ارسطو قدم عالم کی طلب سے درمان گانے مین اپنے اُستاد افلاطون کی بھی نہین مستا
جب اوسپر اُستاد کی مخالفت کا الزام آتا ہے تو اوسکو یون ٹال جاتا ہے کہ یہ جو اللہ
اکیلے کے مستحق عبادت ہونے اور دوسرے معبودون کی عبادت کے باطل و شرک
منافی توحید ہونے کا قول کیا ہے افلاطون نے المسمی الٰہیات وغیرہ مین جو کچھ
فرمایا ہے موافق شرع موسوی کے یہ شریعت و معجزات موسوی سے مرتب ہو کر لکھدیا
اور اپنی تیز بینی سے عقلی دلائل کو بھی اوسکی طرف موڑ دیا ہے۔ اگرچہ عقلاً اللہ اکیلے

کا مستحق عبادت ہونا اور دوسرے معبودون کا مستحق عبادت ہونا ثابت نہین ایسے ہی مجازات
عقلی مین جو ارسطو نے کہا ہے بے برہان ہے تہافت فلاسفہ امام غزالی رح کی اور چند کتب
امام تیمیہ و ملل و نحل شہرستانی وغیرہ کے دیکھنے والون پر عقل کے خلاف مین بے عقلی کی باتین
اور تہافتین ارسطو اور اوس کے ہم نواؤن کی پوشیدہ نہین از انجملہ اسی حصہ مین ارسطو کے اوس
قول کی فلسفیت کا فساد دیکھئے جو اپنے قبرون سے مُردون کے اجسام زندہ کرنے اور [illegible]
جانے کے بعد جاننے مین بایں طور لگا کہ جسم اوٹھینگے تو اپنے تمام صفتون کے ساتھ اور
[illegible] اوصاف اجسام ان جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے دن بھی ہین اور ان دونون کو بعینہ
ان جسمون کے قبرون سے اٹھتے وقت جسمون کے ساتھ اوٹھانے کے لیے لوٹا کر لانا محال
لہذا قبرون سے جسمون کا زندہ ہوکر اٹھنا بھی محال۔ اسکو اعادہ معدوم کے جانب [illegible]
پر متفرع کرنا کوری حماقت ہے اگرچہ اس حماقت کو حکمت کا بہروپ بہرا کر فلسفہ کے لباس
مین دکہایا ہے۔ اسلئے کہ جسم کا مادہ جو اوس جسم کی حقیقت ہے وہ معدوم کب ہوا ہے
وہ تو موجود ہے اگر گل جل کر منتشر ہو جائے یا زمین یا درندہ کے کہانے سے متغیر ہو جائے
یا آگ مین سے اُس قدر دوسرے حیوانون کا جزو بدن ہو جائے جو موٹے ہونے سے
بڑہا اور دُبلے ہونے سے زندگانی دنیا مین گہٹتا رہا ہے۔ اس سے وہ علم اور قدرت سے
علیم و قدیر تعالی شانہ کی نکل نہین جاتا متغیر کو حالت اصلی پر لے آنا زمین کے کہاتے ہوئے
کو زمین سے واپس لینا جزو بدن بنے ہوئے کو بدن سے نکال لینا اگرچہ ہمکو یہ دیکھتے
ہمین [illegible] قدرت پر دشوار نہین اور پیدا ہونے اور مرنے کی ساعتون اور ان ساعتون
کے دنون کا صاحب مادہ ہی نہین تو اس معدوم پر موجود کو قیاس کرنا باطل ہے ہان یہ بات
باپ کمانے والے اصلی جسم کا مادہ بعینہ ہونا چاہئے جسنے ظاہری سے نیک و بد اعمال
اور اعتقاد [illegible] یا ارتکاب کیا ہے تا کہ مجرم کے بدلے بیگناہ کو سزا دینے کا ظلم نہ لازم
آئے ایسے ہی نیکی کی جزا دینے مین نیکی کرنے والے کو محروم کرکے غیر مستحق کو جزا دینا کا

منتسب ہو جاوے سوائے اسی مادہ سے ویسا ہی جسم نیا پیدا ہوکر اوٹھیگا اور وہی مادہ بمنزلہ تخم اوس جسم کے بننے کا ہوگا گویا تحت عرش سے پانی برسیگا اُسکے اُگنے کے لیے حقیقت جسمانی کا ویسا ادل بدل نہوگا جیساکہ تناسخ میں ہونا لازم آتا ہے ۔ اور جبکہ یہ وارد ہو چکا کہ جنتی کا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا جس سے کالے کریہ المنظر کے حسین ہوکر اُٹھنے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے تغیر وصفی کے ساتھ تو نہ ہمارے اعتقاد پر اعادۂ معدوم کا اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ بعینہٖ کا اور جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنون اور ساعتون کو نہ اُن جسمون کی ذاتیت مین دخل نہ وصفیت مین اگر ایسا نہ دخل ہوتا تو اون جسمون کی زندگانی دنیا مین اُن مرنے پیدا ہونے کی گھڑیون کا اُن جسمون کی ذاتیت اور وصفیت مین اُڑا ہوا ہردم رہنا ضروری ہوتا اور یہ درباره وصفیت کب جبکہ وہ دن اُنکے ایسے وصف ہوتے جو موصوف سے جدا نہین ہوا کرتے ۔ سمجھوال بچے تک جانتے ہین کہ بچہ جس دن پیدا ہوا اوس سے دوسرے دن وہ دن کا کہلائیگا ۔ گر اوس دوسرے دن مین پہلا دن اوس بچے کے ساتھ نہ رہیگا اور اوس بغیر بچہ وہی کا وہی رہیگا اسی طرح آخر وقت عمر تک سب یکے بعد دیگرے ہر پلک کی جھپک ہر ساعت ہر دن ہر رات عدم کی راہ لیتے چلے جاینگے جب اُن دنون ساعتون کا بیان اونکے ساتھ رہنا اونکی حیات مین ضروری نہین تو قبرون سے اُٹھنے کے وقت اُنکی ضرورت کا سودا کسی دیوانہ کو بھی دکھائی دیگا ۔ اور بھلا جب اوس بعث مین اُن دنون کے ۔ مادہ کی ضرورت ہی ۔ حالانکہ یہ ظروف زمانی ہین تو انکی ضرورت کے محسوس کرنے والیکو چاہیے تہا کہ وہ اُن جسمون کے پیدا ہونے اور مرنیکی جگہونکو بھی اُن جسمونکے ساتھ رہنے ساتھ اُٹھنے مین ضروری ٹھیرا کر اون جسمون کے گلے کا ہار بنا کر سمجھوال بچون تک کو ہنسنے اور پھبتیان اڑانیکا موقع دیتا ۔ اسلیے کہ وہ ظرف زمانی ہین تو یہ ظرف مکانی اور جبکہ حلیہ اوصاف جسم کی لازمی ہیئت دیکھا جوانی کے وقت لڑکپن کا وصف اور بڑھاپے کے وقت جوانی کا وصف خواب و خیال ہو جاتے ہین تو یہ حلیتی لہرنا

ظرف مکانی کی جنکو اجسام مذکورہ کی نہ ذات میں دخل نہ صفت میں کیسے قبروں سے
اجسام کے اوٹھائے جانے کے لیے لوٹائی جانی لازمی اور ضروری ہونگی۔۔
قد علمنا ما تنقص الارض منهم آیت سورہ ق میں اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ
زمین جو مقدار ان مردوں کے جسموں میں سے کم کردیتی ہے وہ ہمارے علم سے نہیں نکل
جاتی حاصل یہ کہ مقدار معلوم زمین کی کھائی دوسرے کروں میں پہنچائی ہوئی کا پھر جمع
کرنا قدرت پر دشوار نہیں كلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غيرها
ليذوقوا العذاب آیت النساء پارہ والمحصنات میں جو فرمایا کہ ہرگاہ کہ
پک جائینگے چمڑے اونکے یعنی جل جائینگے بدل کردینگے ہم اونکو چمڑے اون کے سوا
چمڑوں کے غیر۔ بموجب تفسیر جلالین اس سے تبدیل وصفی مراد ہے یعنی چمڑوں کی
جلی ہوئی صفت کو بدلکر ان کی جلی حالت اصلی پر لوٹا لائینگے۔ ماہروں پر پوشیدہ نہیں کہ
بعض اعضاء جسمانی تو ایسے ہیں کہ جن میں تبدیلی ہوسکتی ہے جیسے ہاتھ پاؤں کی ٹلی ٹوٹی
ہوئی کو نکالکر اوسکی جگہ بکرے وغیرہ کی ٹلی جڑ دینا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنا انسان میں تبدیلی
اور کاٹ چھانٹ سے انسان انسانیت سے نہیں نکل جاتا مر نہیں جاتا اور دوسرے
اعضاء اجزاء جسمانی ایسے ہیں کہ اون کے بدلنے کاٹنے توڑنے پھوڑنے سے
سے انسان زندہ نہیں رہ سکتا جیسے دل دماغ پھیپھڑا وغیرہ اور انہیں کو حقیقت
جسم انسانی میں بڑا دخل ہے اور روح کے ساتھ ہوکر ماں باپ کی کمائی میں شریک یہی
یہی حقیقت جسمانی اعتبار کی جاتی ہے پس قسم اول بہشت میں بھی بدلجاوے تو ہمارے
مدعا کو مضر نہیں وہ حکم لباس کا رکھتی ہے اور چمڑہ بھی اسی قسم میں ہے اور خالق اسی
آیت کا بعد بیان تبدیل جلود ليذوقوا العذاب افادہ فرمانا ہے کہ یہ تبدیلی چمڑوں کی
برداشت کی آسانی اور نفع فرمانے کو نہیں عذاب کی سختی چکھانے کو اونہیں کفار کی اسی
حقیقت انسانیکو لیے دوزخ میں آوے گی جنہوں نے کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ اور حقیقت

انسانی کے عمر کے لئے جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ وغیرہ بہت سی آیتیں باعلے
ندا پکار رہی ہیں کہ یہ عذاب و ثواب انہیں عمل کرنے والوں پر ہے جنہوں نے کمائے اور ان کو دیا جاتا
بدلا ہوگا اُن عملوں کا جو وہ کر چکے ہیں اور پیشتر سے پہلے عملوں کا صدور اسی روح اور جسم
کے مجموعہ سے ہوا ہے جو روز جزا جزا سزا کے لئے پیش ہو رہا ہے اگر ان دو چیزوں میں سے
ایک بھی بدل جاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا بلکہ یوں فرمایا جاتا کہ یہ بدلا ہے اُن عملوں کا جو یہ
روحیں پہلے چھوڑے ہوئے جسموں کی شرکت میں کر چکے ہیں اس بدلے ہوئے جسم کو
اُن بدلی روح کے ساتھ۔

چونکہ نئے پرانے فلسفہ کی منہ جوڑ ہونوں کے جز مادہ آثار کی اُلٹ پلٹ سے خود مطلبی کا
فائدہ لینے میں اہل باطل نے کسقدر بہت پھیر سے اپنے باطل کی مانگ پٹی سنبھالی ہے
اسیمیں سے ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر سال جانداروں کی کھال اُتر کر اس کے نیچے کے
گوشت کا حصہ کھال بنکر اتری ہوئی کھال کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور ہر سال کی اس قائم
مقامی سے ایک مدت دراز معروض المقدار میں گویا جسم ہی بدل جاتا ہے اگر اس تبدیلی کو
کامل ہونے کے وقت وہ مر گیا اور پہلے اُن بدلے جسم کے کمائے ہوئے پُن پاپ کی
جزا سزا میں یہ بدلا ہوا جسم جزا سزا کے لئے روز جزا پیش ہوا تو وہی اعتراض پھر لوٹ پڑا
جو ہمنے تناسخ کے ماننے والوں پر ڈالا تھا جواب اسکا چند وجہ ہوا اول یہ کہ اس تبدیلی
اور قائم مقامی سے بالاخر جسم کی تبدیلی لازم آنکو تجربہ باطل کر رہا ہے دیکھو جسم بدلکر
دوسرا جسم بنا ہے اوس کے تحت نیا جز کا جز آ ہی قائم ہوا کرتا تو پرانی جانور کا گوشت
نئے جانور کے گوشت کی طرح اتنی ہی جلد پک کر گل جایا کرتا جتنی جلد نئے جانور کا
گل جاتا ہے اور اگر سب نہ گلتا تو اوسقدر تو گلجاتا جو سال دو سال کے اندر اندر ہی بدلکر
نیا طیار ہوا ہے اسکو بھی تجربہ یوں توڑ رہا ہے کہ پرانے جانور کے گوشت کا نہ حصہ
بلائی گلتا ہے نہ حصہ زیرین نئے گوشت کے نیچے آگ جلا لینے سے جو چند وقت پرانے

بہشت کو پہنچاتے اوسکی تحقیق نہ ہو جائیگی تو انہیں فنا ہی کے کہ وہ اوس سے نصف مدت میں
گھلکر ریزہ ریزہ ہو جاتیگا اگر جسم بدلا کرتا تو ایسا فرق نہوتا دوسرے یہ کہ جھریے بدلکر
قایم مقامی ہوا کرتی تو ہمیشہ چھنسلے وغیرہ کے جھریے کے ہوئے ہوئے نکل اترتے کبھی
تو دیکھے جاتے اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ بھی ایک خیالی ڈھکوسلا ظنی بے بنیاد بات ہے
اور یہ جو انسان کے جسم کہا جاتے سے دھول سی اوڑ جاتی یا باریک چھلکے سے ریزہ ریزہ
اوترتے نظر آتے ہیں یہ کہاتے پیتے کا فضلہ ہے جو مساموں کی راہ سے اسی طور
نکلکر اوڑ جاتا ہے اور اگر یہ بات بھی لیا جائے کہ بعض جانداروں کی کہال ہی اوترتی ہے
تو اوس کے قایم مقام ہونیکو فضلہ کیا تھوڑا ہے تیسرے ملازم مذکور پر جسم بدل
جایا کرتا تو انانیت بھی بدلجایا کرتی اسلیے کہ ستر برس کے بعد پہلے پہچانتے ہوئے سے
جب ملاقات ہوتی ہے اور وہ بسبب بڑہاپے کے پہچانا نہیں جاتا ہاں جب وہ پہچان
کہتا ہے کہ میں وہی تو ہوں جو ستر برس ہوئے کہ تم سے فلان مقام پر ملا تہا اور یہ بات
میں صرف اکیلی روح سے ظاہر نہیں ہوتی جس منہ سے یہ نکل رہی ہے وہ اوس کے
ساتھ رہتا ہے اور اگر یہ ملاحظہ جسمانی ادراک روحانی ہی ہے تو جسم کے بدلجانے سے
روح بے خبر کیوں رہتی ہے اس خانہ کی تبدیلی کی اوس خانہ کی رہنے والی روح کو خبر ہو
اوسکی خبر اوسکو کیسے مل گئی اور کہانتک [illegible] جسکو دوسرے کے بدلنے سے تعلق رہ جاتا
اور نہ جسمانی خصوصیت بلکہ اپنے ہی جسم کا تبدیلی کا اسے ادراک ہوتا ۔ اگر دماغ کی
یہ کہا جائے کہ یہ تبدیلی اور قایم مقامی سونے کی حالت میں ہوتی تو کہا جائیگا کہ
سونا کام جسم کا ہے نہ روح جیسے لطیف و دراکہ ہوشیار بیدار کا ہیں اگر تبدیلی ہوتی تو
روح اوس سے بیخبر نہ رہتی اسلیے کہ منافع تو روح کی [illegible] سے ہوئی ہی نہیں بخلاف
طاری ہوتے موت کے کہ دہ الت ... جو ... پانی ہے ... یحیی الا یہ کو یاد ...
سفینہ ... کا اکثر مردوں کے جسموں کا قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جانا معروف ہے

ان جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنوں کے بعینہ اعادہ پر تو ہر مزدور کی مزدوری مارنا
آسان ہو جائیگا جب وہ مزدوری مانگنے آئیگا تب ہی اُس سے مزدوری کے دن کے
بعینہ لوٹا کر لانے کا مطالبہ کیا جائیگا۔ وہ اس دن کو لائیگا نہ مزدوری پائیگا یہ اندھی فلسفیت
نظام عالم میں اندھیر پر کردیگی۔ اس کے سوا اور بھی ہنود نے ارسطو اور اوس کے ہم نواؤں کی
نقل فلسفیت کے اس حصہ میں مذکور ہیں۔ منجملہ قائلین تناسخ ہنود جو یہ کہتے ہیں کہ پرمیشور
کی بے اختیاری میں حاملہ کے حمل کی طرح آکاش اور پران پرمیشور میں سے نکلکر پھر ان میں سے
ذرّوں اور روحوں اور عقول وغیرہ کا پیدا ہوکر خود بخود اسباب جمع ہونے سے سلسلہ عالم کا
جبر جاتا ہے۔ دیانندی سماج بار بار نقل کرتے گئے کہ مخلوق اپنے کرموں آپ پیدا ہوتی اور
مرتی ہے۔ چونکہ کاریگروں دنیا کی حاجتوں اور ضرورتوں کے ادراک سے اور پرنہ چلنے الی
نظر ہونے میں پیدا کرنے پالنے مارنے کے کام جسم اختیار کئے بغیر نہیں سکتے اس لئے
اُنہوں نے مظاہر قدرت کاملہ الہیہ تین تنوں کو مانکر برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور وشنو
کو پالنے والا اور مہادیو مہیش رُدر کو مارنے والا ٹھیرایا اور آتش پرست مجوسیوں نے ان کاموں
میں مفوض الاختیار عقول عشرہ اور کواکب کو مانا اور باوجود اس کے ہنود اور آریہ اپنے
خدا کو قادر مطلق سرب شکتیمان بھی دیکھ کہنے لگتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ فرضی قدرت
قدرت کاملہ کیسے مانی جا سکتی ہے جبکہ مقدور کچھ نہ ہو یا اپنے موصوف میں رہکر اپنا اثر ظاہر
کرنے سے عاجز ہو اور اپنے موصوف سے جدا ہوکر نیچے کے درجہ کی مخلوق میں [illegible] وہ پیدا
کرنا پالنا مارنا سیکھ جائے یہ خیالات خود زبان حال کہہ رہے ہیں کہ ایسے خیالات اور اعتقاد
رکھنے والا قدرت الہیہ کو پرائے سہارے کا محتاج ٹھیرانے والا قادر مطلق کہنے میں بائی رٹنے
والے طوطے کی طرح مطلب سمجھنے سے کوسوں دور ہے۔ پھر کیونکہ ہنود اور مجوس اور آریوں
کے اعتقاد میں عالم پرمیشور یزدان میں سے نکلا ہے سب چیز ہے عالم جیسے ازلی
ذات نہیں اور [illegible] میں دیکھ چکے کہ اعضا نہ رکھنے والے بے دست و پا ہے وہ

کام نہین ہوسکتے جنکے کرنے مین دست پا یا عصا کی ضرورت ہے اسی سے یہ مثل دوڑادی کہ
ہر مشہور کمالات روپ بہرنے سے پہلے جسم و جوارح سے منزہ ہونیکی حالت مین بے دست و پا
کی طرح جو مخلوقات کے اجسام بنانے پالنے مارنے سے عاجز ہے اور اسماعی او یان آثار قدرت
دکھادکھا اوس قدرت کا کمال بہن عنوان ثابت کردیا کہ اسکا کلمہ کن تمام امور تکوینیہ مجردات
و مادیات تمام کائنات کے پیدا کرنے یا اسباب ارضی و سماوی رزق دینے پالنے مارنے جلانے
وغیرہ مین وہ کارسازی فرمارہا ہے جو جسمانی طاقت قاصرہ خداداد کے بل بوتہ سے باہر ہے
اور مخلوق متناہی اور محدود مین غیر متناہی اور نامحدود ذات کے خواص جنکی حد اور نہایت
ہی نہین کیسے آ اور سما سکتے ہین جبکہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا اس سے جدا ہونا محال
تعلق ہین اوس کا سیا اتصال وہ ساری کائنات تمام ممکنات سے نرالی ذات جسکو جو د اعد
آ رہے سے بھی اب مان گئے ہین مگر اوس کے قدرتی کامون مین قانون قدرت قاصرہ کا روڑا
اٹکانا ابھی نہین چھوٹے - اور قدرت کاملہ کی معرفت کے قصور نے مسبب الاسباب کو
چھوڑ اسباب کی پوجا پاٹ کرنے نذر بھینٹ دیکر منانے بہانے پر جھکایا جسکی مثل ایسی
ہوئی جیسے کسی بھولا ناطق نے اپنے قتل ہونے سے ڈرکر قاتل کی تلوار پر چھیپر پھول چڑھایا
اور کیا لغیات [illegible] کی تو اسکا م اسکے آگے ڈنڈوت کرکے کہا کہ ہمنے اپنے قتل کرنے والے کو منا
لیا ہے - اب ہمارا کوئی کچھ نہین کرسکتا - قاتل کو جب اس بے ہودہی اور بھروسہ
نہ کرنے کی چیز پر اوس کے بھروسہ کرنے کی خبر ہوئی تو اس ناحق شناسی
پر اسکی خفا ہوا ور تلوار کارگر رہنے کے لئے اوس کے پاس نہ پہونچا - اوس سے
پہچانا تلوار سپاہی کی ڈالی دی ہے نشانی مگر یہ ولی اور جو اور تلوار کے آگے
کی ہاتھ جوڑے [illegible] اوس کو قتل ہونے سے نہ بچا سکی - جب قدرت کاملہ کی تاثیر کے
نہ پہنچے اور قدرت کے کمال کو بالکل نہ پہچاننے پر تنبیہ کی گئی تو کہا کہ بعض لاجون
کو [illegible] سوال ہو سکتے ہے - ایک یہ کہ خدا قادر مطلق ہے تو ایک خدا اور کیون نہ بنا

پیدا کر لیتا اس کا جواب سوال کو دفع کرانے کے لئے یہ ملا کہ کہاں تو تمہنے قدرت کا وہ عجز
دیکھایا کہ وہ قادر مطلق بے دست و پا کی طرح کچھ نہ کر سکا اور کہاں اوسکا وہ زور دیکھایا کہ اپنے
مانند دوسرے خدا پیدا کرنیکی آرزومند ہوتے ہیں۔ اس قادر مطلق سے بہروپی اور
بہکھاری ہونی ہوا وغیرہ اپنے بہت سے خداؤں اور معبودوں کا اول چھپانے کے لئے انکار
کس پیرایہ میں سوال چھیڑ دیا اور اتنا نہ سوچا کہ سوال کیا کرتا ہوں آیا سوال ٹھیک بھی ہے
یا نہیں اس لئے کہ حاصل اوس سوال کا تو یہی ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یعنی کسی مقدور
مخلوق پر اوسکی قدرت جاری ہونے سے عاجز نہیں تو وہ ایک ایسی ذات کو پیدا
کیوں نہیں کر دیتا جو پیدا کئے جانے سے منزہ ہو کسیکی قدرت کی تاثیر کا اثر نہ ہو
ازلی بے ابتدا ہو پس ازلی بے ابتدا کی اشیاء کو پیدا کئے جانے سے منزہ کچھ پیدا
پیدا کرنے کو قدرت کے نیچے نہ آنے والے کے قدرت کے نیچے آنے کو طلب کرنا
اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا اور اپنے سر پر آپ آرا چلانا ہے۔ بیشک اللہ سبحانہ
کو ہر طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے پر قدرت ہے۔ مگر جو قدرت کے تحت آئیگا مقدور
اور مخلوق ہی کہلائیگا نہ خدا۔ خدا تو وہی ہوگا جو خود بخود ہو۔ اور کسیکی قدرت کے تحت
نہ آیا ہو۔ پس ایسا سوال کرنا ہی سراسر حماقت ہے اگرچہ [illegible]
ان کی جماعت میں اسکو وزنی سمجھا ہے مگر ہماری مراد اس سائل سے ایک [illegible] شخص ہے
نہ کوئی [illegible] شخص اسلئے کہ جسنے اپنی کتاب چھپوا کر [illegible] اصلی سائل کو چھپے
نہیں بتلایا اور اس سے بڑھکر [illegible] کے سوال کا جواب ہے آیات محکمہ قرآنیہ [illegible]
ذات اور [illegible] کی طرح [illegible]
قدرت حاصل ہونا ہی غیر اللہ کو محال ہے۔ پس جس قدرت کا حاصل ہونا محال وہ
[illegible] پیدا ہوا ہے تب ہی [illegible] فرق
ذاتی خدائی کے باب میں جا بجا ایک ہی صورت میں [illegible] اِلٰہٌ مَعَ اللّٰہ [illegible] فرماکر

سمجھا دیا کہ تخلیق ارض و سماوات (کل کائنات) و ترزیق مخلوقات وغیرہ امور تکوینیہ
میں سے اللہ سبحانہ کے سوا کوئی کچھ بھی کرسکتا تو وہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود ہوسکتا
اور جب اس میں سے کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا تو وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بھی
نہیں ہوسکتا اس لئے کہ امور تکوینیہ میں کارسازی کام قدرت کاملہ کا ہے جو ذاتی
ہی ہوتی ہے نہ قدرت قاصرہ کا جو عطائی ہی ہوتی ہے اور قدرت کاملہ کے غیر میں
تب ہی تو کسے بعید ہوا کہ جن میں تسخیر ہوا کی تخت سلیمان علیہ السلام کے لئے اور میوہ دار
ڈالیاں وغیرہ جھک آنے کی تسخیر جنتیوں کے لئے ہوا کو یہاں اور درختان جنت وغیرہ
کو وہاں ہوا اور درختوں وغیرہ کو شعور دیکر حکم برداری پر لگا دینا کچھ بعید منت تکوین دیوانا
نہیں ہے جیسا کہ بعض سند وحصال لوگوں کو اس اِبْتِدَاعِ دِیْنٍ لَّمْ یَاْذَنْ بِہِ اللہ
کا سودا ہوا ہے اور اس دُھن میں ایک بڑی کتاب لکھ ماری ہے۔

{صفحہ ۴۷ کی سطر ۱۵ کی سطر ۔ کے ختم کا ضمیمہ یہ کہ بن میرخ اور حکمت کی تمہید کے
صفحہ ۴ میں ہے کلیسا میں آٹھ سو برس تک عبرانی زبان کا علم معدوم رہا انتہی جب آسمانی
کتابوں کی زبان کا علم آٹھ سو برس تک معدوم رہے تو آسمانی کتابوں کی زباندانی میں قحط
علم کا روز کیا انکے مطالب سمجھنے میں جیسا ستدراہ ہوگا عقلاء پر پوشیدہ نہیں تو من گھڑت کلوا
لگانے والے سعی گری میں نامراد کو مراد الہی ٹھیرانے میں جو کچھ کرگذریں تھوڑا ہے
خصوصاً لغات غریبہ مشکلہ و محاورات مندرسہ و متشابہات کتابیہ کے ترجمہ کرنے میں
ادھر ادھر سے لئے ہوئے باطل خیالات کا خمیر متن میں ملا جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں
بعض قدما رقلا سفہ اپنے باطل خیال کے بچانے میں جو یہ کہہ چلے تھے کہ اللہ کو علم نہیں اور بعض
کا یہ خیال تھا کہ جزئیات کا علم نہیں کھو اوس کا خاکہ ترجمہ تورات میں متن کے ساتھ ہی کہاں
یہ دکھائی نہیں دیتے رہا ہے کہ یہوواہ تعالیٰ شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا نوح کی قوم کو
ڈبا کر دنگ ہوا آسمانوں و زمین پیدا کرنے کے بعد عرش پر تمام تھکا ہوا اور اس کے سوا

اور اسکے سوا اور دوسری ہفوات فلسفیہ کا خمیر بھی اوسمین ملا ہوا دیکھلو بعث جسمانی سے صدو قیون کا منکر ہو جانا اسی خمیر کی ترشی ہے۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۰ **قولہ** مثیک پولوسی تعلیم فتنہ کے ڈر سے بجائے خود تکو آزادی اعجاب نے سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری سنانے کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈھونڈنے والی بڑی جماعت کی نظر و نمین مقبول ہو چکی تھی (از سطر ۱۲ تا ۱۴) حسب ہدایت اگلے نوشتوں کے یہود منتظر تھے کہ ایک نجات دلانے والا آئیگا اور توریت کے سخت حکمون کی تلافی فرمائیگا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خطرات قلبیہ پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ فعل جسکا خطرہ دل مین گذرا ہے عمل مین نہ آئے ہون۔ حالانکہ توریت مین خطرات قلبیہ پر مواخذہ نہ تھا زانی بعد ثبوت زنا مطابق حکم توریت۔ کے لائق سزا ہوتا تھا جب فرمان عیسوی یہ سنا کہ غیر زوجہ کو بنظر شہوت دیکھنے سے زنا موجب سزا ہو جاتا ہے اسی طرح کے اور سخت احکام جنکی متی کے باب ۵ مین تصریح ہے سنکر بدحواس ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ وہ نجات دلانے والا موعود سخت حکمون کی تلافی کرنے والا نہیں ہے ان یہود کو یہ بات یاد تھی کہ ہماری شرع کے پابند اور آسمانی بادشاہت آنے کے آرزومند عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اوٹھائے جانے کے بعد بھی تھے ہر چند کہ سب شرائع انبیاء آسمانی بادشاہت کا قانون ہیں اور ان قوانین کے جاری کرنے مین اصحاب شرائع انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام خدا تعالے کے نائب اور خلیفہ ہین یہ بات بھی رہی کہ بعض کو ان مین سے زیادہ اختیارات دئے گئے اور بعض کو کم مثلاً ہمارے سادات موسیٰ و یوشع و داؤد و سلیمان علیہم کو کفار پر جہاد کرنے مین قتل کرنے سزائے موت دینے تک کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔ اور سیدنا عیسیٰ کو یہ اختیار نہین دیا گیا علیہم الصلوۃ والسلام پس شریعت عیسوی بھی آسمانی بادشاہت کا فرمان ہے۔ اور شریعت محمدیہ بھی فرق وہی کمی بیشی اختیارات کا ہے۔ شریعت محمدیہ مین سب سے زیادہ اختیارات دئے

گئے ہیں چونکہ وہ ایسی اکمل ہے کہ اوسکے بعد دوسری شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں
رہی اور اُسی کے لئے یوحنا اور عیسیٰ علیہما السلام کا اعلان اور دعا ہو رہی ہی جو آئندہ آتی
ہے اور حقیقت کامل بلکہ کامل تر آسمانی بادشاہت جلی وہی ہے اور جس آسمانی بادشاہت
کے یہودیوں سے لیکر دوسروں کو دینے کا ذکر انجیل متی سے آئندہ آنے کا وعدہ موجود ہی
اور سب جانتے ہیں کہ دعا آئندہ ہی کے لئے ہوتی ہے نہ موجود اور حاصل شدہ کے لئے چنانچہ
دعا میں صیغے مستقبل کے خود موجود ہی کے ہیں اور حواریوں کی پابندی شریعت کا ثبوت
واقعات تاریخی مندرجہ اناجیل مروجہ سے روشن ہے حسب خیال صاحب تحریر رسالہ
پولس مقدس پابندی مذکور کے مخالف تھے اور یہی مخالفت پابندی شریعت چھڑانے کا
سبب ہوتی ہے چنانچہ پطرس حواری کا جو پابندی شریعت ختنہ کرانے کا حکم دینا
جسکو اپنی بات پاس ہو جانے سے پہلے پولس نے بھی انجیل کی امانت مان لیا تھا جیسا کہ
صفحہ ۹۷ حصہ ہذا میں گلتیوں کے باب ۲ درس ۷ سے منقول ہوا جبکہ پطرس حواری
جب انطاکیہ پہنچے ہیں تب اُن سے پولس نے مقابلہ کیا ہے اور اُن پطرس کو شریعت
پر چلانے اور اُس ختنہ کرانے کے حکم دینے کی وجہ سے ملامت کے لائق ٹھہرایا ہے
حالانکہ اسکو پہلے انجیل کی امانت کہا تھا اور برنباس کو بھی بوجہ معلوم رہا میں شریک
تبلایا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۰۰ میں باب مذکور کے درس ۱۱ تا ۱۴ سے منقول ہوا اور عیسیٰ
علیہ السلام کے مثل یوحنا کے اعلان دینے دعا سکھانے کا بیان یہ ہے لوقا باب ۱۱
اور ایسا ہوا کہ وہ (یسوع) ایک جگہ دعا مانگتا تھا جب مانگ چکا ایک نے اُس کے
شاگردوں میں سے اُس کو کہا اے خداوند ہمکو دعا مانگنا سکھا جیسا کہ یوحنا نے اپنے شاگردوں کو
سکھایا (۲) اُسنے اُن سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے
تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مراد جیسی آسمان پر زمین پر
بھی بر آوے صفحہ ۱۲۲ متی باب ۶ درس ۱۰ کہ تیری سلطنت آوے تیری مرضی

عیسی آسمان پر نسبت پر بھی بر آوے ضد امرقس کے شروع باب ۱۲ سے ورس ۱۲
تک انگور کی باغ کی تمثیل مین باغ والیکا میوہ لانیکے لئے اپنے آدمیون کو بھیجا باغبانون
کا آن مین سے کسیکو پیٹنا کسیکو قتل کرنا کسیکا پتھرون سے سر پھوڑنا بالآخر اوس کے بیٹے
کو بھی مار ڈالنا پھر باغ کے مالک کا ان باغبانون کو ہلاک کرکے انگور کا باغ اورونکو دینا
اور اس باغ بانے والے پتھر معارون کے ناپسند کئے ہوئے سے الہی قصر نبوت کی
تکمیل ہوکر اوس محل کے کونہ کا سرا ہونا بصفحہ ۴۸ و ۵۵ مذکور ہے اور اسی طرح متی کے
باب ۲۱ ورس ۳۳ تا ۴۲ مین ہے ورس ۴۳ مین اتنا اور ہے۔ اسلئے مین تم کو کہتا ہون
کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جاویگی اور ایک قوم کو جو اوسکے میوے لاوے دی
جاویگی ۴۴ اور یہی مضمون لوقا کے باب ۲۰ ورس ۹ سے ۱۸ تک مین بصفحہ ۴۵ و ۴۶
مسطور ہے اور یہ تمثیل اس مین سے کسقدر با عتبار صاف صاف بیان پتھر
زبور ۱۱۸ ورس ۲۲ سے ۲۶ تک مین مذکور ہے جس سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہے
کہ خدا کی بادشاہت عیسائیون سے لیکر جس قوم کو دیگئی وہ اللہ والی قوم صحابہ کرام
لشکر ہے ختم المرسلین کا جسنے خدائی باغ کی پوری آبیاشی کرکے اوس باغ کے
عمدہ میوے آپکی معرفت باغ والے تعالی شانہ کی نذر کرکے مصداق رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ کے ہوئے یعنی اللہ سبحانہ انسے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے
راضی ہوئے۔ اور وہ پتھر جسکو اہل عناد یہود ونصاری نے ناپسند کیا تھا جس بغیر نبوت
کا قصر الہی ناتمام پڑا ہوا تھا وہ اوس محل کے کونہ کا سرا ہوا جس سے ظاہر ہے کہ تمام
انبیاء اوس قصر نبوت کی تیاری کے لئے بمنزلہ پتھر کے تھے جسکے سنگ بنیاد آدم مین ان
سب سے اوس قصر نبوت کی تیاری ہوئی ایک پتھر بغیر وہ بے سرا ناتمام پڑا ہوا تھا سب
نبیون کے سردار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پورا ہوا آپ کا سردار
انبیاء ومرسلین ہونا جس منطق ظاہر ہے اور آپ عرف انبیاء ومرسلین صلوات اللہ

علیہم اجمعین ہی کے سردار نہیں ہیں بلکہ ساری کائنات کے سردار ہیں وہ بشارت عیسوی مذکورہ صحف اس پر گواہ ہے جسمین عیسی علیہ السلام فرما چکے ہین کہ اس جہان کا سردار آنے والا ہے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جب قصر نبوت کی تکمیل آپ سے ہو گئی اور بعد آپ کے اس مین کسی اینٹ پتھر روڑے کے جمع کی ضرورت نہیں جیسا کہ ان تمثیلوں اور زبور اور حدیثون سے ثابت ہو چکا اور آپ نے خود بھی فرما دیا کہ وہ پتھر مین ہون پس بعد آپ کے جو کوئی نبوت و رسالت کا دعوے کرے وہ موافق تصریحات احادیث علاوہ دجال معروف جھوٹا دجال ہے منجملہ تیس دجالون کے حدیثین تو اس باب مین بہت وارد ہوئی ہین قدرے اون مین سے یہ ہے وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی بروایت ترمذی و ابوداود حدیث ثوبان مین کا یہ ٹکڑا ہے جو مشکوۃ کی کتاب الفتن کی فصل ثانی کی چودھوین حدیث مین مسطور ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب ہونگے میری امت مین بڑے جھوٹے تیس ہر ایک اونمین سے زعم کریگا کہ مین اللہ کا نبی ہون اور حال یہ ہے کہ مین خاتم النبیین ہون یعنی پیغمبری و رسالت ختم ہو گئی کوئی نبی بعد میرے نہوگا۔ مین ترجمہ تمام ہوا اور مشکوۃ ہی کے باب اشراط الساعۃ کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم مین ہے حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ الحدیث ان حدیثون میں قرب قیامت کی نشانیان بیان فرمائی ہین منجملہ ان کے ایک یہ ہے یہانتک کہ پیدا ہونگے بڑے جھوٹے دجال قریب تیس کے ہر ایک ان مین کا زعم کریگا کہ مین اللہ کا رسول ہون الحدیث اور طبرانی کی حدیث مین تیس اور تیس سے زیادہ کا بیان ہے اس مین کوئی تیس سے زیادہ رسالت کے مدعی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونون کو مدعیان نبوت فقط ... نبوت و رسالت جو ہونگے دجال صرف نبی آتی ہے۔

خاتم النبیین ہونا آیت قرآنی مین منصوص ہے نہ یہ کہ صرف معتقدون کی اجتہادی راے کی
اپج تان ہو۔ تو کوئی صورت نہ تھی کہ قرآن کا ماننے والا نبوت یا رسالت کا دعوے کرے۔
مگر جھوٹے دجالونکی دجالیت کا کمال بھی قابل دید ہے اور انکی بے حیائی لائق داد۔۔
انہا مردنیا کو اپنی دجالیت کے جال مین پھانسنے کے لئے کیا دگرگی چال چلے کہ خاتم النبیین
معرّف باللام کے الف لام کی اقسام معنوی مین ایک قسم ہمارے دعوے نبوت کو حمایت
سے بچا رہی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام جو اسباب نزول آیات و زبان قرآن و مواقع استعمال
الف لام کے ماہر تھے نہ انمین سے کسی کو اس تراشیدہ قسم کے احتمال پر آپ کے بعد کسیکے
دعوے نبوت کی صحت کا شبہہ ہوا اور نہ مسیلمہ کذاب کو یہ سوجھی جو آجکل کے دجالونکو سوجھی ہے
دوسرے یہ کہ جب خود ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اپنے خاتم النبیین ہونے کی
یہ تفسیر فرما چکے کہ مجھپر نبوت ختم ہو چکی کوئی نبی بعد میرے نہوگا اور اگر ہوتا تو عمر ہوتا اور بعد میرے
جو زعم کرے کہ مین اللہ کا نبی ہون اللہ کا رسول ہون تو وہ بہت بڑا جھوٹا دجال ہوگا۔ پھر
جبکہ کثرت سے اس معنی کے نصوص کتاب و سنت مین موجود ہین تو ایسے دجالونکی دجالیت
کو نبوت ماننا کورانہ ضد ہے اور مدعی نبوت کا مرتد۔

(آدم ہیجدہم مطلب) بعد ختم زمانہ حواریون کے عیسائیون نے پابندی شریعت کی بالکل
چھوڑ دی باعث اس کا حواریون کا سائل پولس کی اس عنایت کو ٹھیرایا ہے جو گلیتیونکے
باب ۳ درس ۱۰ تا ۱۵ سے اور فلیپیون کے باب ۲ درس ۱۴ سے صفحہ ۲۰۰ مین اور
اعمال کے باب ۵ ادرس ۴۲ سے ۴۴ تک صفحہ ۱۰ حصہ ہذا مین منقول ہے جسمین شریعت
پر پیلاسے ختنہ کرانے کو حکم دینے پر رد و انکار ہے اور انطاکیہ مین پطرس حواری سے مقابلہ
جسکے باعث آپس مین تکرار ہو کر جدا ہوجانے کا اظہار ہے اور یہ کہ برنباس مرقس کو لیکے
کپرس کو روانہ ہوا اور پولس سیلاس کو پسند فرما کر ساتھ لیکے سوریہ اور کلکیہ سے گذر کر کلیسیاؤن
کو تقویت دیتے پھرے ہین۔ علاوہ اس کے اسی حصہ مین مکاتیب پولس سے یہ منقول

ہو چکا کہ مسیح کے آنے تک شریعت ہمارا استاد تھی جب وہ آگئے تو پھر ہم شریعت کے
پابند نہیں رہے تو مسیح نے مفت ہمکو شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا شریعت نے کچھ کام نہ کیا
شریعت کو ایمان سے کچھ تعلق نہیں جو تم ختنہ کراؤ گے تو فضل کی نظر سے گر جاؤ گے مسیح سے
جدا ہو جاؤ گے میرے لئے سب حلال ہیں سب روا الغرض شریعت مٹانے کے سوا پولس کا تب
پولس میں بکثرت موجود ہیں انتہی ملخص ہوا اگر کہا جاوے کہ یہود کی انتہا پسندی کرنے کے لئے پولس
نے شریعت کی پابندی توڑنے کی کارروائی کی تھی تو کہا جاوے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے احکام میں سختی کی جگہ آسانی
ہو جانے سے ہی اٹھانا کیا احکام شریعت مٹانے اور عہد ابدی توڑنے سے ختنہ کے حکم
عہد ابدی کے مٹانے کی مجال کسی نبی کو نہ ہوئی اسکی پابندی بعد موسیٰ علیہ السلام کے یوشع
داؤد سلیمان ارمیا دانیال تا عیسیٰ علیہم السلام سب کرتے رہے کوئی کسی ایک تو بتلاوے
کہ فلاں نبی نے اس سے منہ موڑا اور اس عہد ابدی کو توڑا ہی نہیں تو پطرس حواری تک اس حکم
کی تعمیل کا وہ اہتمام رہا کہ مد مقابل کے روکنے پر بھی وہ اس تعمیل سے نہ رکے یعنی کہ
توریت کے سخت حکموں کی تلافی فرمانیوالی شریعت سہلہ متوسطہ ہے جسنے بھی اسکی تعمیل کی
جو آئندہ آنے والی آسمانی بادشاہت کی مصداق ہے سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت ابدی
جسکا عذاب ہی حواریوں کے بعد یہ عقیدہ تراشا گیا کہ تثلیث کے ماننے والے کو کوئی کام شریعت
کا کرنا ضروری نہیں اسکی نجات کو یہی عقیدہ کافی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب دیا جانا اور ملعون ہو
کر تین دن دوزخ میں رہنا اور پھر جی اٹھنا یقین کرتا ہو۔ حالانکہ حواریوں سے یہ عقیدہ تثلیث
بھی منقول نہیں جسکا مدار نجات کو ٹھہرایا مسیح کے بعد۔ نجات بتلانے میں مذکور ہوا نہ حواریوں
پیشوایوں کی شرح کرنے کے جلسوں میں مدت دراز کے بعد ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ کتب تاریخ
اناجیل میں مذکور اور اس حصہ میں بھی قدرے مذکور ہے تبھی تو محققین عیسائی یہ تصریح فرماتے
ہیں کہ تثلیث کا عقیدہ منصوصات عیسوی سے نہیں تلخیص حقیقۃ الاسلام اور
کشف الحقائق وغیرہ کی عبارتوں کا۔ تمام شد تکملہ حاشیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۵	زمین سےگیا	زمین میں دھنس گیا
۱۰۵	۹	....	سید نادشتی کھلا اسکا بہرسم
۱۲۰	۱۴	[illegible]	اور ادبی کا
۱۳۳	۱	[illegible]	[illegible] نام
۱۳۴	۸	[illegible]	[illegible]
۱۳۹	۶	دہن	دہن میں
۱۴۱	۱۶	جوزرہ	جوزہ
۱۴۷	۲۰	مردکا کھانا	مردکا برائی گیارہ
۱۵۵	۱۲	فقرہ دسکا	فقرہ و بدکا
۱۵۷	۱۴	[illegible]	[illegible]
۱۵۹	۸	[illegible]	تو نہ روان
۱۶۰	۳	ذابوں	ذابعون
۱۶۲	۲۰	اوس	اوس میں
۱۶۴	۵	[illegible]	ابزل
۱۶۶	۱۰	[illegible]	[illegible]
۱۸۰	۶	مسیحی	مسیحی میں
۱۸۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰۲	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۹	۸	سکا کہ	سکا اور یہ کہ
۲۱۱	[illegible]	جبکا	جبکے
۲۲۷	۱۴	[illegible]	دیغرہ کو سخن
۲۲۸	۱۰	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳۴	۱۵	[illegible]	دیری
۲۳۸	۷	[illegible]	[illegible]
۲۳۸	۱۰	[illegible]	قدرت سکا ملتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	[illegible]	دہری کی	دلیر اور کی
۱۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲۳	۱۶	سفید	[illegible]
۱۲۳	۱۴	آہستہ کام	آہستہ کا کام
۱۳۴	[illegible]	طبن	تبن
۱۳۹	۱۳	تشریح [illegible]	تشریح [illegible] ہیں
۱۴۵	۱۷	آنکھوں	آنکھوں کا
۱۵۲	۱۵	جو	جواز
۱۵۵	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۵۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵۸	۴	[illegible]	کی طاقت
۱۶۱	۱۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	زمین پیدا کرتے
۱۷۰	۱۹	[illegible]	[illegible]
۱۸۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹۳	۲۰	اکا	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۱۰	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۱۴	۸	[illegible]	[illegible]
۲۲۶	۱۷	[illegible]	[illegible]
۲۲۹	۱۵	[illegible]	[illegible]
۲۳۳	۹	[illegible]	[illegible]
۲۳۳	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۳۵	۳	[illegible]	[illegible]
۲۳۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳۹	۲	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۸	۳	گذرے ہیں	گذری ہیں	۳۰۴	۱۸	شرح	شرح ہے
۳۱۹	۔	سوے نہین	سوے ہی نہین	۳۰۵	۵	ہیں جو	ہیں مگر اوسکو
؍؍	۷	جو متقی	جو متقی	؍؍	۱۸	لیا	کیا
؍؍	۲۰	الاسن	الامن ہین				
۳۴۳	۱۸	ہوتن	ہنون	۳۰۶	۲۰	جہوڑا	جہوڑا
؍؍	۱۱	سکا کام	سکام کام				
؍؍	۲	ہین سے	ہین نے کے	۳۱۱	۱	متکلم	معلم
۳۴۷	۱۱	صرف ہی ہین	صرف ہی ہین	۳۱۹	۱۴	شرالعوں	شرمعقولوں
؍؍	۔	اب	آیت کی	؍؍	۱۶	ملخص	مشخص
۳۵۷	۹	ہر	ہم	۳۲۷	۳	—	نہ
؍؍	۔	ہیپر	ہم پر آسمان				
؍؍	۱۸	کے	کے پاس	؍؍	۴	بر	بر پا
؍؍	۲	گرہ	گروہ	۳۲۸	۱	ضرورت ہے	ضرورت ہے ہم
۳۷۰	۱۵	ا حجار	ار حجاز	۳۲۹	۹	بے ابتدا	بے انتہا
۳۷۴	۱۷	کزاتی	کزاتی کو	؍؍	۷	؍؍	؍؍
؍؍	۱۳	ذکر	ذکر کیا				
۳۷۱	۱۸	ذالسلو اعتقاد	خالطی اعتقاد کی	۳۳۰	۵	مرسی	غیر مدعین
۳۷۸	۱۳	ساکیا	سکایون کیا	۳۳۱	۲	ترسی	ترستی
۳۸۳	۱۰	انبیا المصطفے	انبیا المصطفے کے	؍؍	۱۹	دال	دیا گیا
۳۸۴	۱۱	دہان	نان	۳۳۴	۲۱	اور ان کی	کی میزان تقسیس ہو گئی اور تمیز مدعیان نبوت و رسالت
۳۸۵	۱۸	مصلین	مصلین کی				
؍؍	۶	تجبہ	تجبہ تجبہ	۳۳۵	۳	یہ امر	خاتم النبیین
				؍؍	۴	رجالیت	و جالیت
				۳۳۶	۵	خبن	مین نکلو
				؍؍	۹	ایک	ایک

الحمد للہ کہ کتاب احسن الاسلام علی اساس الاتمام بکمال خوبی مطبع نیر اعظم مراد آباد مین صحیح ہو کر جولائی سنہ ۱۹۰۳ء مین چہپکر بصد چشم شائقان ہوئی حمدا معقول کرسکے